ایک تاریخی دستاویز

1757
انگریزوں کی
غلامی سے
گجرات فساد
2002 تک

داستانِ ہند

عزیز برنی

داستان ہند

عزیز برنی

فرید بکڈپو

مؤدّبانہ درخواست

داستان ہند جلد اول شائع ہو چکی ہے اور آپ کے ہاتھوں میں ہے لیکن یہ داستان ابھی ادھوری ہے، جلد دوئم بھی تقریباً مکمل ہو چکی ہے مگر جس طرح متواتر نئے واقعات سامنے آرہے ہیں اور گجرات ریاستی انتخابات کے نتائج کے بعد ہندو راشٹر کا خواب دیکھنے والی فرقہ پرست طاقتیں بے لگام نظر آرہی ہیں اس کو تو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ داستان جلد دوئم کے بعد بھی جاری رکھنی پڑے گی۔ دراصل میں آنے والی نسلوں کے سامنے آج کے ہندوستان کی آنکھوں دیکھی تصویر پیش کرنا چاہتا ہوں اور انسانیت کے قاتلوں اور ساری دنیا کے سامنے ہندوستان کو بدنام کرنے والے مجرموں کے خلاف ثبوتوں کو یکجا کر کے محفوظ کر دینا چاہتا ہوں تاکہ آنے والے کل میں جب یہ فرقہ پرست طاقتیں اتنی بااثر نہ رہیں کہ قانونی چارہ جوئی میں رکاوٹ بن سکیں تب یہ کتاب مظلومین کو انصاف دلانے میں مددگار ثابت ہو سکے۔ مظلوموں کو انصاف اور مجرموں کو سزا یہی خواہش یہی کوشش اور یہی مقصد ہے اس کتاب کی تخلیق کا۔ آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اسکا نہ صرف مطالعہ کریں بلکہ اسے محفوظ بھی رکھیں تاکہ باوقت ضرورت ایک دستاویز کی طرح ایک ٹھوس ثبوت کی شکل میں پیش کر سکیں۔ مفاد عامہ میں اپنی جانب سے پی۔ آئی۔ ایل۔ داخل کریں تاکہ مظلومین کو انصاف دلا سکیں۔ میری درخواست ہے تمام قارئین، مصنفین، شعراء اکرام، گجرات کے مظلومین، چشم دید گواہوں اور سیکولر ہندوستان کے وجود کو بچائے رکھنے میں اہم کردار نبھانے والی انجمنوں سے کہ وہ اپنے مضامین منظومات، ردعمل، تجربات، نظریات مجھ تک ضرور پہنچائیں اور ایک ایسے سیکولر ہندوستان کی تعمیر میں اپنا عملی تعاون پیش کریں جیسے ہندوستان کا تصور ہمارے مجاہدین کی نگاہوں میں رہا ہوگا۔ یہ ملک اور عوام ہمیشہ آپ کے ممنون رہیں گے کہ آپ نے ہندوستان کی سالمیت اور قومی یکجہتی کو بنائے رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

شکریہ

آپکا

عزیز برنی

D-188, Sector-55, Noida Pin Code. 201301,

Phone: 0120-2584823 E -mail: Aziz- Burney@ hotmail.com

میرے آئیڈیل

بابائے قوم مہاتما گاندھی

میرے والد محترم ڈاکٹر عبدالحکیم خان چوہان

میرے سرپرست عزت مآب شری سبرت رائے سہارا "سہارا شری"

کے نام

نام کتاب	:	داستان ہند
مصنف	:	عزیز برنی
باہتمام	:	الحاج محمد ناصر خاں
سال اشاعت	:	جنوری 2003
کمپوزنگ	:	شبیر احمد
ڈیزائنگ	:	فرید گرافکس
ایڈیشن اول	:	11000
صفحات	:	515
قیمت	:	200 روپیہ
پرنٹرس	:	ایس ایف پرنٹرس

ناشر

FARID BOOK DEPOT (PVT.)LTD.

Corp. off:2158 M.P.Street, Pataudi House,Darya Ganj,New Delhi-110002

Tel:23289786,23289159,Fax:23279998,Res:23262486

E-mail:farid @ndf.vsnl.net.in,website:www.faridexport.com,faridbook.com

میرے آئیڈیل بابائے قوم
مہاتما گاندھی

بابائے قوم مہاتما گاندھی کے لئے میرے دل میں بے حد احترام ہے۔قومی فرائض اور انسانیت دوستی کا جوجذبہ مہاتما گاندھی کے کردار میں ملتا ہے وہ اس سطح پر اور کہیں نہیں ملتا۔اس سے میرا مطلب دیگر آزادی کے پروانوں کی قربانیوں کو کم کرکے دیکھنا یا ان کو نظر انداز کرنا نہیں ہے۔وطن کے تئیں وہ بھی اپنے کو وقف کئے ہوئے تھے اور انھوں نے اپنا سب کچھ آزادی کے لئے قربان کردیا تھا، یہاں تک کہ اپنی زندگی کو بھی قربان کردیا اور کبھی بھی اپنے مضبوط ارادوں سے پیچھے نہیں ہٹے۔مگر ایک بات جو مہاتما گاندھی کو دوسروں سے الگ کرتی ہے وہ ہے ان کا امن، قومی یکجہتی اور انسانیت کے تئیں وقف ہونا۔مہاتما گاندھی آزادی کے مسیحا تو تھے ہی اور اگر آج ہم آزاد ہندوستان میں سانس لے رہے ہیں تو یہ مہاتما گاندھی ہی کی دین ہے، اس حقیقت سے مہاتما گاندھی کے قاتل بھی انکار نہیں کرسکتے۔اس کے علاوہ سماج کے دبے کچلے، پسماندہ طبقے اور اقلیتوں کو سماج میں مساوی حقوق اور عزت ملے اس کا انھوں نے نہ صرف پیغام دیا بلکہ عملی طور پر اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس کو انجام دیا۔ان باتوں کی اہمیت کو ہم آج کے حالات میں زیادہ بہتر ڈھنگ سے سمجھ سکتے ہیں کیونکہ آج ملک کے سامنے سب سے اہم مسئلہ تشدد اور آپسی اتحاد کی کمی کا ہے اور ان مسائل نے ملک کو غلامی سے بدتر حالات میں پہنچا دیا ہے۔آج بھی اگر ملک کے موجودہ صاحب اقتدار مہاتما گاندھی کو اپنا آئیڈیل تسلیم کرکے ان باتوں کو سمجھ لیں تو کروڑوں ہندوستانی آزادی کا حقیقی لطف حاصل کرسکتے ہیں۔یکجہتی، اخوت اور امن سے رہ سکتے ہیں۔ملک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرسکتے ہیں۔مگر افسوس آج کے صاحب اقتدار تو مہاتما گاندھی کے قاتلوں کے حمایتی دکھائی دیتے ہیں، گاندھی جی کے خیالات وافکار کے قاتلوں کے حمایتی دکھائی دیتے ہیں۔اس پس منظر کو دیکھ کر میں ذاتی طور سے افسردہ تو بہت ہوں مگر مایوس نہیں، اس لئے کہ آج بھی اس ملک میں 95 فیصد سے زیادہ گاندھی جی کے پیروکار ہیں۔ان کے قاتلوں کے نہیں۔بات صرف اتنی ہے کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے۔تو میری یہ کتاب بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ایک کوشش ہے جسے میں بصد احترام مہاتما گاندھی سے منسوب کرتا ہوں اس یقین کے ساتھ کہ یہ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن ثابت ہوگی۔اتحاد امن ومحبت کا پیغام دینے میں کامیاب ہوگی۔انسانیت کے قاتلوں کو سزا دلانے میں معاون ہوگی۔

----❖----

میرے آدرش میرے رہ نما

سہارا شری

17 اپریل 1991ء گو پالا ناور نئی دہلی میں عزت مآب سبرت رائے ''سہارا شری'' سے پہلی ملاقات اس طور پر کہ میں انٹرویو کے لئے ان کے سامنے تھا۔ راشٹریہ سہارا اخبار میں ملازمت کے لئے۔ صرف نوکری ہی نہیں ملی ایک نئی زندگی ملی۔ کہہ سکتا ہوں کہ 17 اپریل 1991ء میری زندگی کا وہ مبارک دن تھا جب میری ایک ایسے سنگ تراش سے ملاقات ہوئی جس نے ایک معمولی پتھر کو تراش کر نگینہ بنا دیا۔ زندگی کی سچائیاں، حب الوطنی، فرض اور سپردگی کے جذبہ کو سیکھا آپ سے۔ زندگی کے ہر موڑ پر ہر قدم پر راہ دکھانے والی آپ کی اسمبلیز آپکا خطاب۔ فلسفہ زندگی کو سمجھنے اور عمل کر کے کامیابی حاصل کر لینے کیلئے مشعل راہ آپکی گراں قدر تصنیف: ''شانتی، سکھ، سنتشٹی'' ایک ایسی سماجی تخلیق ہے۔ جس کا مطالعہ کئے بغیر اپنے آپ کو سمجھنا مشکل ہے، اس دنیا کو سمجھنا مشکل ہے۔ مقدس کتابوں کے ذریعہ مذہب کو سمجھنا آسان ہے مگر سماج کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے یہ سماجی گرنتھ اور اس کے مصنف کی تعلیم جو ایک نایاب خزانہ ہے۔ میں وہ خوش قسمت ہوں جسے یہ دونوں حاصل کرنے کا موقع ملا۔

☆ کوئی کسی کے لئے کچھ نہیں کرتا، جو کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے۔

☆ پانے کے قابل بنو، دینے والا دونوں ہاتھوں سے دینے کے لئے بیٹھا ہے۔

☆ عہدہ ہوتا ہے فرض نبھانے کے لئے۔

☆ محبت اور عزت پانا ہے تو محبت اور عزت دینے میں کنجوسی مت کرو۔

یہ سطریں ایک جھلک ہیں اس عظیم شخصیت کے فلسفہ زندگی کی جن سے ہر لمحہ بہت کچھ سیکھا ہے میں نے اور مسلسل سیکھنے پر عمل پیرا ہوں۔ ایسے بھی مواقع آئے ہیں جب آپ نے گمراہ ہونے سے بچایا ہے، ایک خوبصورت سمت دی ہے۔ بہت بڑا بننے کی خواہش مجھے بہت برا بنا دیتی اگر بہت اچھا بننے کی ترغیب، سہولت، ماحول اور آشیرواد نہ ملا ہوتا، شاید اس کتاب کی تخلیق بھی نہ ہوتی۔ میری تحریر اگر میری خوبی ہے تو یہ عطیہ ہے عزت مآب سہارا شری کا۔ ایک تاریخ ساز شخصیت کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار چند جملوں میں قلم بند کرنے کی قابلیت نہیں ہے مجھ میں، ہاں میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ چھ لاکھ سے زیادہ کنبوں کی کفالت اور سماج میں باعزت زندگی گزارنے کا موقعہ فراہم کرنے والی شخصیت ایک تاریخ ساز ہستی ہے جن میں نہاں یہ قوت ہے کہ پتھر کو بھی چھو لیں تو کندن بن جائے۔ مستقبل کے محرک اور حال کے پارس ہیں سہارا شری۔ میں اپنی اولین کتاب بصد احترام ان کی نذر کرتا ہوں۔

----❖----

میرے آئیڈیل میرے والد محترم

سچائی، شرافت اور ایمانداری یہ تین باتیں وراثت میں ملیں ہیں مجھے اپنے والد محترم سے، یہی ان کی تعلیم تھی میرے لیے اور یہی وصیت بھی۔ اس کے علاوہ ان کا ایک جملہ اور ایک شعر زندگی کے لیے ''مشعل راہ'' بن گیا۔ میں ان دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ میرے والد صاحب کا خط مجھے ملا جو اردو میں تھا اور اس وقت تک میں اردو نہیں جانتا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب ہوسٹل میں خط کا آنا بہت خوشی کی بات ہوتی تھی اور اس کو پڑھنے کی بے قراری بھی بے پناہ ہوتی تھی۔ میں نے اپنے روم پارٹنر سے وہ خط پڑھوایا اور ہندی میں اس کا جواب اپنے والد محترم کو لکھ بھیجا۔ کچھ دن بعد پھر مجھے ان کا خط ملا، وہ بھی اردو میں ہی تھا اور اس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ تم میرے اردو میں لکھے گئے خط کا جواب اردو میں نہیں دے سکے۔ میں نے ابھی تمہارا خط پڑھا نہیں ہے، کوشش کرو کہ مجھے اردو میں لکھ سکو۔ دو تین باتیں جو تمہیں لکھنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے وہ تمہیں لکھ دے رہا ہوں، انہیں پڑھ لو، انہیں سے شروعات کرو۔ وہ تین لائنیں تھیں۔

پیسہ چاہئے......... روپے بھیج دیجئے	पैसा चाहिए .... रुपये भेज दीजिए
گھر آنا چاہتا ہوں	घर आना चाहता हूँ
آپ ملنے کے لیے آجائیے	आप मिलने के लिए आ जाइये

یہ لائنیں اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں لکھی تھیں اور یہی وہ تین لائنیں تھیں جنہوں نے مجھے اردو پڑھنا لکھنا سکھایا اور یہ انہیں کی ترغیب تھی کہ آج میری شناخت اردو کے دم سے ہے اور میں اس وقت ایک کامیاب اور مقبول اردو اخبار کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔

وہ ایک شعر جس کے ذریعہ انہوں نے مجھے زندگی میں کامیابی کے لیے جدو جہد کرنے کا درس دیا۔ کچھ اس طرح تھا۔

یہ دھوپ تو ہر رخ سے پریشان کرے گی
کیوں ڈھونڈتے ہو تم کسی دیوار کا سایہ

پریشانیوں سے نہ ڈرنا، مدد کے لیے نہ بھٹکنا، خودداری کے ساتھ زندہ رہنا، اس شعر کا یہی پیغام مجھ تک پہنچا، جس نے ایک فکر دی، ایک سمت دی، ایک راہ دکھائی، کامیابی کی راہ اور حوصلہ دیا مخالف حالات سے نہ گھبرانے کا۔ ان کی یہ تعلیم ہی سرمایہ ہے میری زندگی کا۔ آج ان کا دست شفقت میرے سر پر نہیں ہے، وہ میری آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں مگر ان کی یادیں ان کی باتیں آج بھی اس اندھیری راہ میں مجھے روشنی دکھاتی ہیں۔ میں ان کی عظمت کو سلام کرتا ہوں اور اپنی پہلی کتاب بصد احترام ان کے نام کرتا ہوں۔

----❖----

میرے ساتھی، میرے معاون اور میرے سرپرست

بہت لوگ ہیں میرے اپنے، میرے ساتھی، میرے معاون سبھی بہت پیارے ہیں اور بہت پیار ملا ہے مجھے ان سب سے۔ کبھی موقع ملا تو سب کا ذکر کروں گا پھر ایک کتاب لکھوں گا جس میں وہ سب ہونگے اور میرا قلم ہوگا لیکن اس ایک صفحہ پر تو سب کے نام بھی نہیں آسکتے ہیں۔ بہرحال بات شروع کرتا ہوں میرے ساتھی سے یعنی میرے جیون ساتھی سے، ادھوری ہے یہ زندگی اس کے بغیر، جو کچھ بھی کر پا رہا ہوں اس میں ہر قدم پر اس کا ساتھ ہے، اس کا ہر قدم پر ساتھ رہے بس یہی خواہش ہے۔ بچوں میں صرف ایک کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ایڈیٹر بننا چاہتا ہے (شاید میرے چھوڑے ہوئے کام کو خدا اس کے ذریعہ پورا کرے) نام نہیں لکھنا چاہتا اس کا، نام وقت پر ہی سامنے آئے، اس کے کارناموں کے ساتھ یہی ٹھیک رہے گا۔ رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں خون کے رشتے اور دل کے رشتے، میں نے دونوں ہی پائے ہیں۔ اس وقت صرف دل کے رشتوں کی بات کروں گا، دو بہنیں ہیں میری الکا شرما اور میدھا وی کیرتی، میری اپنی بہنوں کی طرح جن سے خون کا نہیں دل کا رشتہ ہے۔ یہی اس ملک کی تہذیب ہے، خصوصیت ہے جو کہیں نہیں ملتی۔ میرے دوستوں میں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں سب کا نام لکھنے کی کوشش میں کوئی ایک بھی چھوٹ گیا تو میں اپنے آپ کو معاف نہیں کر پاؤں گا۔ میرے ساتھی میرے معاون جن کے ساتھ بیٹھ کر میں کام کرتا ہوں میرے جسم کے حصوں کی طرح ہیں، اگر میرا اخبار اور میگزین کامیاب ہے، میں کامیاب ہوں تو یہ ان کی کامیابی ان کی محنت کا نتیجہ ہے۔

میرے بڑوں، میرے سرپرستوں کی صف میں جو میرے سامنے ہیں ان میں میرے پہلے استاد پنڈت بھگوان سہائے وشسٹ، جناب طاہر ہاشمی، محترم ڈاکٹر جمیل احمد اور میرے شہر بلند شہر کے مجھ سے بڑے وہ سبھی لوگ جن کے ساتھ میرا بچپن گزرا، جن کی دعاؤں اور محبتوں نے مجھے اس مقام تک پہنچایا سب شامل ہیں۔ میں ایک بات ضرور لکھنا چاہتا ہوں اکثر لوگ کہتے ہیں Self Made Man میں نہیں مانتا، کوئی بھی شخص سیلف میڈ ہوتا ہے، بہت لوگوں کی کوشش ہوتی ہے، دعائیں ہوتی ہیں تب کامیابی ملتی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں میرے شہر کے ہر آدمی کا تعاون ہے میری کامیابی میں چاہے وہ کسی بھی مذہب، عمر یا طبقہ کا کیوں نہ ہو۔

میرے سرپرستوں میں قابلِ احترام بڑی بھابی جی، محترم جے بی رائے صاحب، محترم او پی شری واستو صاحب، قابل احترام چھوٹی بھابی جی، شری امر سنگھ جی اور شری راج ببر صاحب ہیں۔ ہر قدم پر ان سب کا پیار ان کا آشیرواد مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتا رہا ہے۔ ساتھ ہی سہارا انڈیا پریوار کے میرے سبھی سینئر، میرے ساتھی اور میرے معاون میری وہ طاقت ہیں جن کے بل پر میں کچھ بھی کرنے کی ہمت کر لیتا ہوں۔ اس موقع پر اس کتاب کے ذریعہ میں سبھی کو سلام کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں کہ عقیدت محبت اور خواہش ہوتے ہوئے بھی سب کو نام کے ساتھ مخاطب نہیں کر پا رہا ہوں۔ سہارا پرنام۔

----❖----

ہمارا پریوار

میرا پریوار، ہمارا پریوار، ہم سب کا پریوار، ''سہارا انڈیا پریوار''، بھارت کے اندر ایک انوکھا بھارت، مجاہدین آزادی کے خوابوں کا بھارت، زمین پر بسی ایک جنت، کوئی مبالغہ نہیں، کوئی تصنع نہیں اور نہ اس لیے کہ میں اس خوبصورت پریوار کا ایک فرد ہوں، حقیقت یہی ہے سچائی یہی ہے۔ آج جب پوری دنیا، عالمی برادری، قوم، مذہب، ذات پات، زبان، علاقائیت، رنگ اور امیری، غریبی کی بنیاد پر ٹکڑوں میں بٹی ہے اور اپنا ملک بھی ان میں سے کئی برائیوں کا شکار ہے، فرقہ وارانہ فسادات ہر دن اخبار کی سرخیاں بن رہے ہیں، زبان اور علاقائیت کی جنگ سڑکوں اور چوراہوں پر لڑی جارہی ہے ایسے میں انڈیا میں منی انڈیا دنیا کا سب سے بڑا ایکل 'پریوار' سبھی برائیوں سے پاک ہے۔ یہاں سبھی مذاہب، علاقے اور مختلف زبانوں کے لوگ ہیں۔ بھارت کی جن خصوصیات کو قومی ترانے میں سجایا گیا تھا، وہ سبھی خصوصیات بھارت میں اگر آج کہیں دیکھنے کو ملتی ہیں تو وہ ہے ''سہارا انڈیا پریوار'' جو حقیقت میں تن من دھن سے ملک اور قوم کے لیے وقف ہے۔ کارگل کی جنگ میں ملک کی آن بان شان پر قربان ہونے والے شہیدوں کا سمان یہ پریوار اس شکل میں کرتا ہے کہ ان کے وارثین، ان کے خاندان زندگی بھر اپنے آپ کو سہارا پریوار کا ایک حصہ سمجھیں۔ ان کی ذمہ داریاں قبول کرنا، ان کے بچوں کی پڑھائی، بیاہ شادی، تہوار، سکھ دکھ ہر ایک موقع پر سہارا پریوار ان کے درمیان ان کے ساتھ۔ گجرات میں زلزلہ کا سانحہ ہو یا لاتور میں، انسانیت کی خدمت کے لیے وقف یہ پریوار متاثرین کے بیچ ان کی باز آباد کاری کی کوشش میں، ان کے غم بانٹنے کی کوشش میں، ایسا خوبصورت پریوار ہے ہمارا پریوار۔ مجھے فخر ہے کہ میں پوری دنیا کے اس باوقار پریوار کا رکن ہوں۔ اپنی اس کتاب کی اشاعت کے موقع پر میں سلام کرتا ہوں اپنے پریوار کے سبھی 6 لاکھ سے زاید کارکنان کو اپنے پریوار کے سبھی خیر خواہوں کو، ڈپازٹروں کو کسی بھی شکل میں اپنے پریوار سے تعلق رکھنے والوں کو اور امید کرتا ہوں ان سے دعاؤں کی، قومی و سماجی مفاد میں اس کتاب کے ذریعہ کی جانے والی کوشش کامیاب ہو، ہمارا ملک بھی ہمارے اس پریوار کی طرح اتحاد اور محبت کے دھاگے میں بندھا رہے اور آخر میں پیش کرنا چاہوں گا مختصر تعارف دنیا کے سب سے بڑے اور کامیاب پریوار کا جو آج کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے لیکن اس کی یاد اس کا تذکرہ اس کی بے مثل حقیقت ہمارے فخر کا نمونہ ہے۔ صرف دو ہزار روپے کی پونجی اور صرف تین کارکنوں سے قابل صد احترام سہارا شری کے ہاتھوں 1978 میں گورکھپور میں اس کی شروعات اور آج 50 ہزار کروڑ روپے سے زیادہ کی مالیت، 6 لاکھ سے زیادہ مخلص کارکن پورے ہندوستان میں ہزار سے زیادہ ادارے ہماری اہم سرگرمیاں جیسے پیرا بینکنگ، ہاؤسنگ، ماس کمیونکیشن، کنزیومر پروڈکٹس، ایر سہارا ایرلائنس و سٹیلائٹ ٹی وی چینل میں کام کر رہے مختلف گروپ ہیں اور ہم مسلسل ترقی کی جانب گامزن ہیں کئی نئے منصوبوں کے ساتھ۔

تعارف کتاب

''داستان ہند'' ایک تاریخی دستاویز ہے، ایک تلخ حقیقت ہے، آئینہ ہے، سنہری بھارت کے اس بدترین دور کا جس سے ملک آج گزر رہا ہے۔ 1947 کے بعد 2002 دو قومی نظریہ اور نیوٹن کے اصول کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے کے چلتے اس حالت میں پہنچ گیا کہ قومی اتحاد، سالمیت، فرقہ وارانہ اتحاد اور جمہوریت کو بچائے رکھنا ایک چیلنج بن گیا ہے۔ ملک کے 100 کروڑ عوام میں 99 فیصد سے زیادہ ملک کے اتحاد، سالمیت اور بھائی چارے کو بچائے رکھنا چاہتے ہیں خواہ وہ ہندو ہیں، مسلمان، سکھ یا عیسائی ہیں لیکن ایک فیصد سے کم، یقیناً اس سے بہت کم کیونکہ ایسے بھی فرقہ پرست عناصر کی تعداد ایک کروڑ نہیں ہو سکتی جنہوں نے آج ملک کو فرقہ پرستی کی آگ میں جھونک دیا ہے۔ پھر 1947 جیسے حالات پیدا کر دیے ہیں جس بنیاد پر 1947 میں ملک تقسیم ہوا تھا، آج ملک کو پھر ویسی ہی حالت میں لا کھڑا کیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک فیصد تخریبی عناصر تعداد میں کم ہوتے ہوئے بھی انتہائی بااثر ہیں۔ گجرات کی خونی داستان ان کے وحشی پن، مذہب کے نام پر لامذہبیت کی ایک ایسی تاریخ ہے، ایسی بدنام تاریخ جس نے نہ صرف بین الاقوامی سطح پر ملک کی شبیہ کو متاثر کیا ہے بلکہ ملک کے وقار اور فرقہ وارانہ بھائی چارے کو بھی مٹی میں ملا دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مذہب کے نام پر ایک اور تقسیم کی بنیاد رکھ دی ہے۔ 1757 پلاسی کی جنگ، انگریزوں کا تسلط، 1857 کا غدر، جلیاں والا باغ، 90 سال تک چلنے والی آزادی کی تحریک، 1947 میں آزادی اور پھر تقسیم کا سانحہ پوری تاریخ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے جس کا ذکر میں نے اس کتاب میں کیا ہے۔ پھر لکھی ہے آج کی سیاہ تاریخ تاکہ سند رہے آنے والی نسلوں کے پاس اس کتاب کی شکل میں۔ ان کے پاس رہے ایک دستاویز جو ثابت کر سکے کہ کیسے فرقہ وارانہ ذہنیت کے حامل حکمرانوں کے دور میں ان کی سرپرستی میں بے گناہ ہندوستانیوں کا سڑکوں پر خون بہا، وہ زندہ جلائے گئے، بہن بیٹیوں کی کھلے آسمان کے نیچے سڑکوں پر چوراہوں پر اجتماعی آبروریزی کی گئی اور اس وحشی پن نے، نفرت انگیز ظلم نے پھر ایک بار تقسیم کر دیا ملک کے عوام کو مذہب اور فرقہ پرستی کے نام پر اور بنیاد رکھ دی ایک اور تقسیم کی۔ انہی تاریخی حقائق کو اپنے دامن میں سمیٹے ہے ''داستان ہند''

تعارف مصنف

پیدائش 15 ر جون 1952ء قومی خطہ راجدھانی کے شہر بلند شہر میں، اپنے والد ڈاکٹر عبدالحکیم خان چوہان کی پہلی اولاد۔ ابتدائی تعلیم میونسپل جونیر ہائی اسکول، مسلم انٹر کالج اور ڈی اے وی انٹر کالج میں اور پھر اس کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور جامعہ ہمدرد میڈیکل کالج دہلی میں۔ سماجی زندگی کی ابتدا ایک ڈاکٹر کی شکل میں، جلد ہی صحافتی دنیا میں داخلہ، اردو ماہنامہ ''پرچم'' و ہندی ہفت روزہ ''کمینٹر'' کے پبلشر و ایڈیٹر کی شکل میں بلند شہر سے دہلی تک کا سفر۔ جدوجہد اور چیلنج سے بھرپور، ہر قدم پر ایک نئی مشکل ایک نیا امتحان، پھر زندگی کو ملا ایک ٹھہراؤ، ایک سمت اور صحافت کے شوق کو جلا۔ ''سہارا انڈیا پریوار'' سے وابستہ ہونے کے بعد 23 ر اپریل 1991ء کو ''سہارا انڈیا پریوار'' کے میڈیا سیل راشٹریہ سہارا سے وابستگی، 12 ر کتوبر 1991ء کو شائع ہونے والے سہارا گروپ کے اردو ماہنامہ کی ادارت کی ذمہ داری کے ساتھ۔ پھر سہارا اردو کی تاریخی کامیابی اور سہارا انڈیا پریوار کی بین الاقوامی شہرت نے دی صحافتی دنیا اور سماجی زندگی میں ایک باعزت شناخت۔ اکتوبر 1991ء میں اردو ماہنامہ کی شکل میں شروع ہونے والا راشٹریہ سہارا اردو آج دہلی، لکھنؤ اور گورکھپور سے شائع ہونے والا شمالی ہند کا سب سے بڑا اردو روزنامہ اور بین الاقوامی سطح کی ہفت روزہ میگزین ''عالمی سہارا'' کے جوائنٹ ایڈیٹر کی شکل میں مصنف اس کا اٹوٹ حصہ، جلد ہی ممبئی، پٹنہ، کولکتہ، حیدرآباد وغیرہ سے اردو روزنامہ راشٹریہ سہارا اشاعتی منصوبے کے آخری دور میں۔ سہارا انڈیا پریوار اور راشٹریہ سہارا اردو کے ایڈیٹر کی شکل میں مصنف کا یقینی طور پر اردو دنیا میں ایک تاریخی قدم لیکن اس خوشگوار تجربہ کے ساتھ ایک تکلیف دہ پہلو ہے مصنف کی حقیقت پسندی و صاف گوئی کا مزاج جو ہر پل تلوار کی دھار پر چلنے کے لئے مجبور کرتا رہتا ہے اور حکمرانوں کی آنکھ کی کرکری بنائے رکھتا ہے۔

----❖----

داستان ہند

نمبر شمار | صفحہ

(تاریخ کے جھروکے سے)

(تاریخی دستاویز)

(شری کرشنا کمیشن کی رپورٹ کے اہم حصے)

(آنکھوں دیکھا حال)

(ظلم کی اذیت ناک داستان)

(تباہ کردی گئیں بستیاں)

(تاکہ سند رہے)

اہم اخبارات، مصنفوں، صحافیوں کے ذریعہ بیان کی گئی تاریخی سچائی انھیں کے الفاظ میں تاریخ اور حوالے کے ساتھ

(پارلیمنٹ میں گجرات فسادات کی گونج)

(مجرموں کے خلاف ٹھوس ثبوت)

(شاعروں، کویوں کے دل سے نکلی آواز)

ہر ستم لکھ جاؤں گا، ہر جفا لکھ جاؤں گا
قاتلوں کی بستیوں میں جو ہوا لکھ جاؤں گا

ظلم
کے شکار
تمام افراد
کے غم میں
برابر کا شریک
اور انہیں انصاف
دلانے کی کوشش
میں مصروف اس
"تاریخی دستاویز"
کے ساتھ آپ سے
اور
تمام انصاف
پسندوں سے
روبرو
آپ کا اپنا
عزیز برنی

سانحہ گجرات ہی نہیں

میں اس دور کی تاریخ لکھ رہا ہوں

حقیقت تو یہ ہے کہ بھارت کے عوام خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، سکھ یا عیسائی فرقہ پرست نہیں ہیں اور نہ ہی دہشت گردی کا تعلق مذہب یا فرقہ سے ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اپنا ملک ان سبھی مذاہب کے ماننے والوں کی فرقہ پرستی و دہشت گردی کا شکار رہا ہے۔ آج اگر ملک کے سامنے سب سے بڑا اور تشویشناک مسئلہ ہے تو وہ فرقہ پرستی ہے اور فرقہ پرستی سے پیدا ہونے والی دہشت گردی۔

مغلیہ دور میں مسلم بادشاہوں نے اپنا تخت بچائے رکھنے کے لئے جو طریقہ اپنایا وہ دہشت گردی تھی، حکومت کی چاہ میں انہوں نے نہ بھائی کو دیکھا نہ باپ کو تو پھر رعایا پر ظلم ان کے لیے کیا معنی رکھتا تھا۔ اب چاہے رعایا کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اس دور کے مختلف واقعات کا ذکر مسلم دہشت گردی کے ضمن میں کیا جا سکتا ہے چونکہ حکمراں مسلمان تھے انہوں نے اپنا تخت بچائے رکھنے کے لیے، حکومت حاصل کرنے کے لیے اپنا اقتدار قائم کرنے کے لیے اپنا دبدبہ پیدا کرنے کے لیے مندروں پر حملہ بھی کیا اور ہندوؤں پر ظلم بھی۔ لیکن مظالم کی داستانوں کو یاد کرتے وقت ہمیں یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ ان کے مظالم سے ان کے اپنے رشتے دار اور مذہب کے لوگ بھی بچے نہیں تھے، انہوں نے مندر توڑے تو مندروں کے لیے دان بھی دیا۔ ہندوؤں پر ظلم بھی کیا اور ہندوؤں کو جاگیریں بھی دیں انہیں اپنے نورتنوں میں بھی شامل کیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ہر عمل میں ان کا سیاسی مفاد مقدم تھا۔ مذہب ذات پات اور فرقہ ان کی ترجیح نہیں تھی۔

مغلیہ دور میں اگر مسلم حکمرانوں کے ذریعہ مسلم دہشت گردی کی جھلک ملتی ہے تو اس کے بعد بھارت پر انگریزوں کا تسلط اور ان کے مظالم کو عیسائی دہشت گردی کہا جا سکتا ہے۔

مغلیہ دور میں مسلم بادشاہوں نے اپنا تخت بچائے رکھنے کے لئے جو طریقہ اپنایا وہ دہشت گردی تھی حکومت کی چاہ میں انہوں نے نہ بھائی کو دیکھا نہ باپ کو تو پھر رعایا پر ظلم ان کے لیے کیا معنی رکھتا تھا۔ اب چاہے رعایا کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو

آخری مغل بادشاہ کے زوال کے بعد سے 15 اگست 1947 تک یعنی بھارت کی آزادی تک بھارت اور بھارت کے عوام انگریزوں یا مذہبی بنیاد پر کہیں تو عیسائیوں کی دہشت گردی کے شکار رہے۔ 1857 کی تحریک آزادی کو انگریزوں نے ''غدر'' کا نام دیا دوسرے لفظوں میں اسے دہشت گردی قرار دیا جبکہ وہ انگریزوں کی دہشت گردی سے چھٹکارا پانے کے لیے جدوجہد تھی، آزادی کی لڑائی تھی انگریزوں کی حکمرانی کے دور میں بھارت کے عوام چاہے وہ ہندو ہوں مسلمان یا سکھ ان پر کتنے ظلم کیے گئے یہ کرب ناک تاریخ سب پر ظاہر ہے۔ صرف جلیاں والا باغ کی داستان کو یاد کریں تو انگریزوں کی 190 سالہ مظالم کی کہانی کو سمجھا جا سکتا ہے۔ مذہب کی بنیاد پر ہی اگر دہشت گردی کی بات کرنی ہے تو بھارت کی زمین پر انگریزوں کی حکومت کے اس دور کو عیسائی دہشت گردی کا نام دیا جا سکتا ہے۔

بھارت کی جنگِ آزادی کندھے سے کندھا ملا کر لڑی ہندوؤں اور مسلمانوں نے اور سکھوں نے بھی، پھر بھارت کے ان جانبازوں کی قربانی رنگ لائی ملک آزاد ہوا، انگریزی سامراج کا خاتمہ ہوا انگریزی دہشت گردی سے چھٹکارا ملا لیکن آزادی کے ساتھ ہی سودیشی دہشت گردی کا بھی جنم ہوا جو بہت ہی تکلیف دہ ہے۔ وہ سب جو انگریزوں کے خلاف، انگریزوں کی دہشت گردی کے خلاف کندھے سے کندھا ملا کر لڑ رہے تھے آزادی ملتے ہی آپس میں لڑنے لگے۔ ہندو بھی سکھ بھی مسلمان بھی اور تب سے اب تک چلا آرہا ہے آپسی لڑائی کا یہ سلسلہ جو آج 54 سال بعد بھی ختم نہیں ہو پا رہا ہے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنی بلندی پر پہنچ چکا ہے ایسی بلندی پر کہ اگر اس بار بھی اس پر قابو نہیں پایا گیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے ملک کی تباہی بھی۔ جمہوریت کا خاتمہ بھی اور ملک کی تقسیم بھی، حقیقت کو نظر انداز کر دینے سے یا مسئلہ کی سنجیدگی سے منہ موڑ لینے سے مسئلہ چھوٹا نہیں ہو جائے گا۔ اس حقیقت کو سمجھنا ہوگا۔ تقسیم وطن سے لے کر گجرات میں ہونے

انگریزوں کی حکمرانی کے دور میں بھارت کے عوام چاہے وہ ہندو ہوں مسلمان یا سکھ ان پر کتنے ظلم کیے گئے یہ کرب ناک تاریخ سب پر ظاہر ہے۔ صرف جلیاں والا باغ کی داستان کو یاد کریں تو انگریزوں کی 190 سالہ مظالم کی کہانی کو سمجھا جا سکتا ہے۔ مذہب کی بنیاد پر ہی اگر دہشت گردی کی بات کرنی ہے تو بھارت کی زمین پر انگریزوں کی حکومت کے اس دور کو عیسائی دہشت گردی کا نام دیا جا سکتا ہے۔

والے حالیہ فسادات تک کے خطرناک نتائج کو سامنے رکھ کر سوچنا ہوگا۔

تب اس کے حل کے لیے کوئی مناسب قدم اٹھایا جا سکے گا۔ دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے پہلے تاریخ کے دامن میں جھانک کر دیکھنا ہوگا کہ اس دہشت گردی کی جڑیں کتنی گہری ہیں۔ دہشت گردی کی وجوہات کو سمجھنا ہوگا اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر بھی دیکھنا ہوگا کہ ہم جو دہشت گردی سے لڑنے کا ڈھونگ کر رہے ہیں حقیقت میں اس کوشش میں ہم کتنے سنجیدہ ہیں۔ کتنی قوت ارادی، خود اعتمادی اور طاقت ہے ہمارے اندر اس دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسے ختم کرنے کے لیے کہیں ایسا تو نہیں کہ خود ہماری اقتدار پسندی ہمارے سیاسی مفاد، ہماری کمزوریاں اس دہشت گردی کو جنم دے رہی ہوں اسے بڑھاوا دے رہی ہوں اور ہم ڈھنڈورا پیٹ رہے ہوں دہشت گردی سے لڑنے کا۔

دہشت گردی سے لڑائی آج بھارت کی آزادی کی لڑائی سے کم اہم نہیں ہے۔ یہ بھارت کی حقیقی آزادی کی لڑائی ہے، آج ملک کو پھر مہاتما گاندھی، سبھاش چندر بوس، شہید بھگت سنگھ، مولانا محمد علی جوہر، مولانا آزاد اور اشفاق اللہ جیسے وطن پرستوں کی ضرورت ہے۔ دہشت گردی کے خلاف لڑائی اب بھارت کے عوام کو لڑنی ہوگی۔ کوئی سرکار یہ لڑائی نہیں لڑ سکتی نہ ہی اس میں قوت ارادی ہے نہ طاقت۔ دراصل سچائی تو یہ ہے کہ ان کے سیاسی مفاد نے ہی اسے جنم دیا ہے، پروان چڑھایا ہے ملک کا بٹوارہ کرایا ہے، وہ اس دہشت گردی سے کیا لڑیں گے جن کے اصول ہی اس دہشت گردی کے جنم داتا ہیں۔

میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بگل بجا رہا ہوں یا اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر رہا ہوں یہ تو آنے والا کل ہی بتائے گا پر یہ سچ ہے کہ میں سچ کو اجاگر کر دہشت گردوں کا اصلی چہرہ تو ملک کے عوام کے سامنے رکھ ہی جاؤں گا۔ پھر اس ملک کے عوام سے پیدا ہوگا کوئی گاندھی، کوئی آزاد، اشفاق اللہ جو دلائے گا اپنے ملک کو ایک نئی آزادی، حقیقی آزادی دہشت گردی سے نجات، فرقہ وارانہ حیوانگی سے نجات۔

دہشت گردی سے لڑائی آج بھارت کی آزادی کی لڑائی سے کم اہم نہیں ہے۔ یہ بھارت کی حقیقی آزادی کی لڑائی ہے آج ملک کو پھر مہاتما گاندھی، سبھاش چندر بوس، شہید بھگت سنگھ، مولانا محمد علی جوہر، مولانا آزاد اور اشفاق اللہ جیسے وطن پرستوں کی ضرورت ہے

آج اپنے ملک میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں دہشت گردی کا خوف ہے کئی طاقت ور ملک دہشت گردی اور دہشت گردانہ واقعات سے فکر مند ہیں لیکن میں اس وقت دنیا بھر میں پھیلی دہشت گردی کا ذکر نہیں کروں گا۔ مجھے تشویش ہے اپنے ملک اور اپنے ملک میں پھیلی دہشت گردی پر موجودہ دہشت گردی اور فرقہ پرستی کے واقعات پر، بحث بعد میں ماضی کا ذکر پہلے اس لیے کہ حال ماضی کی دین ہے اور مستقبل ماضی اور حال پر منحصر ہے۔لہذا بات شروع کریں گے 1757 میں بھارت پر انگریزوں کے تسلط سے انکے ذریعہ دہشت گردی اور فرقہ پرستی کے بیج بونے سے پھر آزادی حاصل کرنے کے فوراً بعد کے حالات سے، تقسیم وطن سے تقسیم کی وجہ سے ہوئے خون خرابے سے۔اس کے بعد ذکر کریں گے تقسیم کے بعد سے آج تک جاری رہنے والی فرقہ وارانہ کشیدگی کا،فرقہ وارانہ فسادات کا۔۔ایودھیا تنازعہ اور گجرات میں ہوئے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کا اسکے بعد ہوئے الیکشن اور اسکے نتائج کا۔

اپنے ملک کا بٹوارا کیوں ہوا، کس کے لیے ہوا، کس نے کیا اس کے پیچھے کس کا مفاد تھا اس کے دوررس نتائج کیا ہونے والے تھے کس کو اس کا فائدہ ہونا تھا پہلے تذکرہ ہو اس پر اس کے بعد دہشت گردی پر۔ کیونکہ آج جو ہم بھگت رہے ہیں وہ بیتے ہوئے کل کی اسی بھول کا نتیجہ ہے۔آج کہیں قتل ہو جائے تو قاتل کو پکڑنے کے لیے سب سے پہلے قتل کی وجہ کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے پھر دیکھا جاتا ہے کہ قتل سے فائدہ کس کو ہو سکتا تھا اور اکثر یہ دو باتیں اصل قاتل تک پہنچا دیتی ہیں۔آج ضرورت ہے کہ ملک کی عدالت میں اپنے ملک کے قتل کا مقدمہ چلے بھارت کے جسم کے دو ٹکرے کر دیے جانے کا مقدمہ چلے اور بھارت کے اس قتل کے ساتھ ساتھ سرحد پر شہید ہو جانے والے ہزاروں لاکھوں ہندوستانیوں کے قتل کے مقدمہ چلیں۔ان پر جو اس سب کے لیے جوابدہ ہیں خواہ وہ زندہ ہوں یا نہ ہوں آخر ملک کے عوام کے سامنے ماضی کا سچ تو آئے تاکہ ہماری آنے والی

اپنے ملک کا بٹوارا کیوں ہوا، کس کے لیے ہوا، کس نے کیا اس کے پیچھے کس کا مفاد تھا اس کے دور رس نتائج کیا ہونے والے تھے کس کو اس کا فائدہ ہونا تھا پہلے تذکرہ ہو اس پر اس کے بعد دہشت گردی پر۔ کیونکہ آج جو ہم بھگت رہے ہیں وہ بیتے ہوئے کل کی اسی بھول کا نتیجہ ہے

نسلیں چین کی سانس لے سکیں اور ان پر انگلی نہ اٹھے جو اس کے لیے ذمہ دار نہیں ہیں جن کے آبا و اجداد بھی اس کے لیے ذمہ دار نہیں تھے لہٰذا تقسیم کی وجوہات تلاش کی جائیں اس تقسیم کا فائدہ کس کو ہونے والا تھا یا آج کے تناظر میں کہہ سکتے ہیں کہ فائدہ کس کو ہوا اس پر غور کیا جائے اس پر بحث کی جائے اس پر ریسرچ کی جائے۔

ایک نظریہ جو 54 سال پہلے پیش کر دیا گیا، تشہیر کر دی گئی کہ دو قومی نظریہ پر ملک تقسیم ہوا۔ ہندو اور مسلمان کی بنیاد پر ملک تقسیم ہوا۔ یہ جھوٹ ہے مجھے سچ نہیں لگتا یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جسے ہزاروں بار بولا گیا تاکہ اسے سچ کی شکل میں پیش کیا جا سکے اور یہی ہوا اس جھوٹ نے سچ کی شکل اختیار کر لی۔ 54 برس بھارت کا بھولا بھالا ہندو اور مسلمان اسی کو سچ مانتا رہا اور آج بھی مانتا ہے کیونکہ اس پر تفصیل سے بحث ہوئی ہی نہیں حقیقت کو سمجھنے کی سنجیدگی سے کوشش کی ہی نہیں گئی۔ 54 برسوں تک جو بات بھائی کو بھائی سے لڑاتی رہی۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بناتی رہی۔ دلوں میں نفرت کی دیواریں کھڑی کرتی رہی اس بات کو یونہی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اس بات کی تہہ تک جانا ہی ہوگا۔ آج تقسیم کی وجہ بھی تلاش کرنی ہوگی اور تقسیم سے کسے فائدہ ہوا یہ بھی دیکھنا ہوگا کیونکہ یہ تقسیم ہی دہشت گردی کی جڑ ہے آج اگر کشمیر میں علیحدگی پسندی کی آواز اٹھ رہی ہے جس کی وجہ سے دہشت گردی ایک مسئلہ بن گئی ہے تو اس کے پیچھے یہ بٹوارا ہی تھا۔ خالصتان کا اگر مطالبہ ہوا تو اس کے پیچھے بھی یہ بٹوارہ ہی تھا نارتھ ایسٹ میں پھیلی دہشت گردی بوڈولینڈ کا مطالبہ سب کی تہہ میں بٹوارہ ہی ہے۔

ایک نظریہ جو 54 سال پہلے پیش کر دیا گیا، تشہیر کر دی گئی کہ دو قومی نظریہ پر ملک تقسیم ہوا۔ ہندو اور مسلمان کی بنیاد پر ملک تقسیم ہوا۔ یہ جھوٹ ہے مجھے سچ نہیں لگتا یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جسے ہزاروں بار بولا گیا تاکہ اسے سچ کی شکل میں پیش کیا جا سکے اور یہی ہوا اس جھوٹ نے سچ کی شکل اختیار کر لی

ایک تھیوری تو وہ تھی جو پیش کی گئی مشہور کر دی گئی کہ ہندو اور مسلمانوں کے لیے الگ الگ ملک بنانے کے لیے مذہب کے نام پر بٹوارہ ہوا۔ مسلمانوں کے لیے پاکستان بنا اور ہندوؤں کے لیے ہندوستان۔ ایک دوسری تھیوری جو میری سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ملک کا بٹوارہ ہندو مسلمان کی بنیاد پر ہوا ہی نہیں بٹوارہ ہوا مسلمانوں کو دو حصوں میں

باٹنے کے لیے۔ پنڈت جواہرلال نہرو کے اقتدار کو مل سکنے والے چیلنج سے بچنے کے لیے سردار پٹیل کے منصوبوں کو پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو اس لیے کیونکہ ملک کو چلانا تھا جمہوریت کی بنیاد پر جہاں ملک کی کمان کس کے ہاتھوں میں ہوگی یہ طے کرنا تھا رائے دہندگان کو جس کو ووٹ زیادہ ملیں گے اسی کو سرکار بنانے کا موقع ملے گا۔ یہ موقع ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رہے یہ طے کرنے کے لیے اس دور کے بااثر لیڈروں نے فیصلہ کیا کہ قوت کے دوسرے مرکز کا وجود ہی ختم کر دو نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ مسلمانوں کو بانٹ دو ایک ٹکڑا جناح کو دے کر مقابلہ ختم کر دو یہاں رہے گا تو کبھی بھی پنڈت نہرو کے اقتدار کے لیے خطرہ بن سکتا ہے کیونکہ قابلیت وصلاحیت میں نہرو سے کم نہیں، دونوں ہی بیرسٹر ہیں، دونوں ہی اچھی انگریزی بولتے ہیں انگریزوں کے نزدیک بھی دونوں ہیں اور دونوں ہی ملک کی قیادت کے خواہش مند ہیں لہذا ٹکراؤ ٹالنے کا آسان طریقہ یہی نظر آیا کہ دونوں کی منشاء پوری کر دی جائے۔ دونوں کو ایک ایک ملک دے دیا جائے۔ اس لیے ہوا بٹوارہ کے نہرو کے راستے کا کانٹا نکال دیا جائے۔ اس لیے ہوا بٹوارا کہ مسلمانوں کے ووٹ کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے پھر مشہور کیا گیا کہ بٹوارہ مذہب کی بنیاد پر ہوا ہے مسلمانوں کے لیے الگ ملک پاکستان بنا دیا گیا ہے تا کہ بھارت میں رہ جانے والا مسلمان احساس کمتری میں مبتلا رہے اپنے آپ کو ملک کی تقسیم کا ذمہ دار سمجھتا رہے۔ مجرم سمجھتا رہے اور یہی ہوا مسلمان تقسیم کے لیے ذمہ دار نہ ہوتے ہوئے بھی یہ طعنہ سنتا رہا، یہ گالی برداشت کرتا رہا سر جھکا کر ایک مجرم کی طرح رہتا رہا۔ سہتا رہا اس نے کبھی نہیں پوچھا کہ ہم سے تو کبھی رائے لی ہی نہیں گئی۔ ہم بٹوارے کے ذمہ دار کیسے ہیں آزادی کے بعد کوئی ریفرینڈم تو ہوا ہی نہیں تھا۔ مسلمان بٹوارہ چاہتے ہیں یا نہیں ایسا کوئی الیکشن تو ہوا ہی نہیں تھا اگر مٹھی بھر مسلمان جو پاکستان بنانے کی خواہش رکھتے تھے یا اس فیصلے میں شریک تھے تو مجرم وہ ہوئے ان کے جرم کی سزا بھارت میں رہ جانے والا مسلمان کیوں

ملک کا بٹوارہ ہندو مسلمان کی بنیاد پر ہوا ہی نہیں بٹوارہ ہوا مسلمانوں کو دو حصوں میں باٹنے کے لیے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے اقتدار کو مل سکنے والے چیلنج سے بچنے کے لیے سردار پٹیل کے منصوبوں کو پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو اس لیے ....

بھگتے۔ بٹوارہ قبول کرنے والوں کو ذمہ دار سمجھا جائے تو جناح کو مجرم سمجھو پنڈت نہرو کو ذمہ دار سمجھو یا اس وقت فیصلہ کن کردار نبھانے والی بااثر شخصیات کو مجرم سمجھو عام ہندو یا مسلمان کیسے اس کا ذمہ دار ہو گیا۔

پھر اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بٹوارہ مذہب کی بنیاد پر تھا تو مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد بھارت میں کیسے رہ گئی سب کو پاکستان پہنچانے کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔ کیا بٹوارہ آبادی کے مطابق علاقائی بنیاد پر تھا یا کیا آبادی کے تناسب میں دونوں ملکوں کی سرحدیں طے کی گئی تھیں اگر یہ سوچ کر بٹوارہ نہیں کیا گیا تھا تو یہ بٹوارا ایک سیاسی بھول تھی اس زمانے کے بااثر اور فیصلے کی صلاحیت رکھنے والے لیڈروں کی، انہیں یا تو کسی بھی حالت میں بٹوارا کرنا ہی نہیں تھا اور اگر بٹوارا ہی آخری حل رہ گیا تھا تو مستقبل میں آنے والی سبھی مشکلات پر دوراندیشی سے فیصلہ کیا جاتا ایک ایسا سمجھوتہ معاہدہ ہوتا کہ ایک مقررہ وقت تک بھارت میں رہ جانے والے سبھی مسلمان پاکستان چلے جائیں گے اگر وہ اس قابل نہیں ہیں یا ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ پاکستان جاسکیں تو پاکستان کی سرکار اور بھارت کی سرکار انہیں وسائل مہیا کرائے گی انہیں بحفاظت دوسرے ملک میں پہنچانا بھی حکومتوں کی ذمہ داری ہوگی اسی طرح پاکستان میں رہ جانے والے ہندوؤں کو بحفاظت عزت کے ساتھ بھارت پہنچانے کی ذمہ داری بھی ان حکومتوں کی ہوگی پھر بھی اگر کچھ مسلمان یہاں رہ جائیں گے اور کچھ ہندو وہاں رہ جائیں گے تو ان کی حیثیت کیا ہوگی کیا انہیں برابری کا درجہ دیا جائے گا۔ کیا ان کے لیے الگ قانون بنایا جائے گا۔ یہ سب اسی وقت طے کیا جاتا تبھی ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع دی جاتی ان پر ان کی خواہش کے مطابق رہنے کا فیصلہ چھوڑا جاتا پھر اگر وہ ہندو یا مسلمان جان بوجھ کر فیصلہ کرنے میں غلطی کرتے تو آج سزا پاتے وہ خود ذمہ دار ہوتے اگر ایسا ہوا ہی نہیں تو وہ ذمہ دار کیسے۔ لہٰذا بھارت کی ایکتا کے لیے، ہندوستان اور ہندوستانیوں کے

پھر اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بٹوارہ مذہب کی بنیاد پر تھا تو مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد بھارت میں کیسے رہ گئی سب کو پاکستان پہنچانے کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔ کیا بٹوارہ آبادی کے مطابق علاقائی بنیاد پر تھا یا کیا آبادی کے تنلسب میں دونوں ملکوں کی سرحدیں طے کی گئی تھیں اگر یہ سوچ کر بٹوارہ نہیں کیا گیا تھا تو یہ بٹوارا ایک سیلسی بھول تھی

خوبصورت مستقبل کے لیے یہ ضروری ہے کہ بٹوارے کی الزام تراشی بند کی جائے آج کی نسل کو اس تقسیم کیلئے جوابدہ نہ مانا جائے بٹوارے کو مذہب سے جوڑ کر نہ دیکھا جائے۔

اور اب مختصر تذکرہ گجرات کا۔

ہندوستان کے اتحاد، سالمیت، سیکولرزم اور جمہوریت کی حفاظت کے لیے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ گجرات میں گودھرا، احمد آباد اور ریاست کے مختلف علاقوں میں ہوئے قتل عام آگ زنی اور لوٹ مار کے لیے سبھی ملزموں مقامی انتظامیہ، پولس، فساد میں شامل لیڈروں، وزیر اعلیٰ ممبران پارلیمنٹ، ممبران اسمبلی وغیرہ کو قانون کے مطابق سزا دی جائے چاہے ان کی تعداد ہزاروں ہی میں کیوں نہ کیونکہ یہ سب ہزاروں بے گناہ انسانوں کے قاتل ہیں یا قتل میں شامل ہیں، قاتلوں کے مددگار ہیں۔

موجودہ گجرات سرکار پر سے ملک کے عوام کا بھروسہ اٹھ گیا ہے۔ انہیں سماج غیر جانبدار نہیں مانتا۔ گجرات میں گودھرا سانحہ کے بعد جس طرح منصوبہ بند طریقہ سے بے گناہ انسانوں کو چن چن کر مارا گیا، زندہ جلایا گیا، عورتوں معصوم بچیوں کی اجتماعی آبروریزی کی گئی مسلمانوں کے کاروبار تباہ کیے گئے جنہیں دیکھ کر اہم قومی لیڈروں سابق وزرائے اعظم نے بھی اسے ''اسٹیٹ اسپانسرڈ ٹیررزم'' کا نام دیا لیکن وزیر اعظم و وزیر داخلہ نے نہ تو وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو عہدے سے ہٹایا نہ اس سرکار کو برخاست کر صدر راج نافذ کرنے کا مطالبہ قبول کیا۔ اتنا ہی نہیں نریندر مودی کا بچاؤ کیا تعریف کی وقت سے پہلے الیکشن کرانے کا اختیار دیا جس نے نریندر مودی کو مطلق العنانی دی اور فسادیوں کی ہمت افزائی کی لہٰذا وزیر اعظم، وزیر داخلہ دانستہ یا غیر دانستہ اپنے عہدوں کے غلط استعمال، ملزموں کے تحفظ اور ملک بھر میں فرقہ پرستی اور دہشت گردی پھیلانے میں مددگار بن جانے والے اپنے رول پر خود غور کریں خود احتسابی کریں سبھی ملزموں کو مناسب سزا دیں چاہے وہ کتنے ہی بااثر کیوں نہ ہوں اپنی حکومت پر ملک کے عوام کے اعتماد کو دوبارہ بحال کریں فرقہ وارانہ بھائی چارے کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ ملک کے صدر کی

ہندوستان کے اتحاد، سالمیت، سیکولرزم اور جمہوریت کی حفاظت کے لیے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ گجرات میں گودھرا، احمد آباد اور ریاست کے مختلف علاقوں میں ہوئے قتل عام آگ زنی اور لوٹ مار کے لیے سبھی ملزموں مقامی انتظامیہ، پولس، فساد میں شامل لیڈروں، وزیر اعلیٰ ممبران پارلیمنٹ، ممبران اسمبلی وغیرہ کو قانون کے مطابق سزا دی جائے چاہے ان کی تعداد ہزاروں ہی میں کیوں نہ کیونکہ یہ سب ہزاروں بے گناہ انسانوں کے قاتل ہیں یا قتل میں شامل ہیں قاتلوں کے مدد گار ہیں۔

حیثیت سے شری اے پی جے عبدالکلام کا انتخاب اس کوشش کی ایک کڑی بن سکتی ہے جس کے لیے اس حکومت کی وزیر اعظم وزیر داخلہ کی تعریف کی جانی چاہیے لیکن یہ تعریف اپنی جگہ گجرات میں سرکار کے کردار پر بحث اپنی جگہ۔ ہاں اگر سرکار چاہے تو ابھی بھی وقت ہے کہ وہ اپنے کاموں سے عوام کا بھروسہ جیت سکتی ہے زخموں پر مرہم رکھ سکتی ہے ٹوٹے دلوں کو جوڑ سکتی ہے فرقہ وارانہ بھائی چارہ پیدا کرسکتی ہے۔ ملک کی مندمل ہوتی شبیہہ کو بچانے کے کوشش کر سکتی ہے۔ یہ ملک سو کروڑ ہندوستانیوں کا ہے اور یہاں رہنے والے مسلمانوں کی تعداد انڈونیشیا کے علاوہ ساری دنیا میں سبھی اسلامی ملک سے زیادہ ہے نہ تو بھارت کا مسلمان دنیا کے کسی بھی ملک میں جا سکتا ہے اور نہ علیحدگی کی سوچ کسی مسئلہ کا حل ہے۔ ماضی میں اس سوچ کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں لہٰذا ہم سب ہندوستانیوں کی کوشش یہی ہو کہ ہم ماضی سے سبق سیکھیں مستقبل کی تعمیر کریں خوبصورت مستقبل کی، ایک خوبصورت ہندوستان کی۔ حکومت اس میں عوام کی مدد کرے اس کوشش کی ہمت افزائی کرے ان کی رہنمائی کرے۔ اس کے برعکس خواہش رکھنے والوں کو کچل دیں چاہے وہ کسی بھی مذہب یا ذات کے ہوں۔ گجرات پر بحث ملک کی بدترین تاریخ پر آخری بحث ہو اس کے بعد جب بھی ذکر ہو ملک کی سنہری تاریخ کا تذکرہ ہو اور پھر مجھے موقع ملے اپنے ملک کی سنہری تاریخ پر ایک کتاب لکھنے کا اور اس سنہری تاریخ کی تخلیق کرنے والوں کو پیش کرنے کا۔ اسی امید، خواہش آرزو اور تمنا کے ساتھ اپنے ملک کی عوام، سرکار اور سبھی لیڈران سے اس درخواست کے ساتھ پیش لفظ ختم کرتا ہوں کہ ملک کے وقار کے لیے اتحاد، سالمیت، فرقہ وارانہ بھائی چارہ کو بچانے کے لیے ہم سب مشترکہ کوشش کریں اقبال کے اس ترانے کی معنویت ثابت کریں اور سب مل کر گائیں۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

----❖----

وزیر اعظم، وزیر داخلہ دانستہ یا غیر دانستہ اپنے عہدوں کے غلط استعمال، ملزموں کے تحفظ اور ملک بھر میں فرقہ پرستی اور دہشت گردی پھیلانے میں مددگار بن جانے والے اپنے رول پر خود غور کریں خود احتسابی کریں سبھی ملزموں کو منلسب سزا دیں چاہے وہ کتنے ہی با اثر کیوں نہ ہوں

بھارت غلامی سے آزادی تک

23 جون 1757 کو پلاسی کی جنگ میں نواب سراج الدولہ کو شکست دے کر انگریزوں نے بنگال پر قبضہ کرلیا اس طرح انگریزوں کا بھارت پر اقتدار قائم ہوگیا۔ انگریزوں کی ہندوستان آمد، ایسٹ انڈیا کمپنی، پلاسی کی جنگ، سراج الدولہ کی بہادری پھر 1799 میں ٹیپو سلطان کی دلیرانہ شہادت کا تذکرہ کریں گے تو یہ داستان طویل ہو جائے گی جب کہ ہم یہاں صرف ان حالات کو سامنے لانا چاہتے ہیں جن سے انگریزوں کے قبضے کے بعد ہندوستانیوں کو گزرنا پڑا اور جب ظلم برداشت سے باہر ہوگیا تو ہندوستانیوں کے دلوں میں آزادی کی امنگ نے جنم لیا اور غلامی کی زنجیریں توڑ پھینکنے کا عہد کر کے آگے بڑھے۔

انگریزوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کی شروعات تو 1857 میں ہوئی لیکن اس سے پہلے بھی 1816 سے لے کر 1855 تک لگاتار انگریزوں کے مظالم کے خلاف آوازیں اٹھتی رہیں جس نے ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ 1857 میں انگریزوں کے خلاف بھارت کی آزادی کا بگل بجایا جاسکا یعنی انگریزوں کی غلامی کے 100 سال برداشت کرتے کے بعد وہ لمحہ آگیا جب ہندوستانیوں نے یہ طے کر لیا کہ اب فرنگیوں کے ظلم نہیں سہیں گے اور اپنے ملک کو انگریزوں کے پنجے سے آزاد کرا کر ہی رہیں گے۔

یہاں ہمیں انگریزوں کی غلامی کی تاریخ کا ذکر کرنا ہے اس لیے 1757 سے 1857

سیاسی، سماجی، معاشی استحصال کے علاوہ انگریزوں کے ذریعہ کی جانے والی بے عزتی اور مظالم تو وہ وجوہات تھیں ھی جن سے انگریزوں کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے ہندوستانیوں کو تحریک ملی لیکن ان سب سے بڑھ کر جو وجہ تھی جس نے 1857 کے غدر یا آزادی ہند کی بنیاد ڈالی وہ تھا مذہب. ایک ہندوستانی سب کچھ برداشت کرسکتا ھے لیکن اپنے مذہب پر حملہ برداشت نہیں کرسکتا.

یعنی انگریزوں کے بھارت پر اقتدار سے لے کر غلامی کے خلاف چھیڑی جانے والی 1857 کی جنگ کے درمیان کے 100 سال کا تفصیلی ذکر نہیں کریں گے۔ تذکرہ کریں گے صرف ان وجوہ کا جن سے اس 100 سالہ غلامی کے خلاف آواز اٹھانے کی تحریک ملی۔

سیاسی، سماجی، معاشی استحصال کے علاوہ انگریزوں کے ذریعہ کی جانے والی بے عزتی اور مظالم تو وہ وجوہات تھیں ہی جن سے انگریزوں کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے ہندوستانیوں کو تحریک ملی لیکن ان سب سے بڑھ کر جو وجہ تھی جس نے 1857 کے غدر یا آزادی ہند کی بنیاد ڈالی وہ تھا مذہب۔ ایک ہندوستانی سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنے مذہب پر حملہ برداشت نہیں کر سکتا۔ انگریزوں نے ہندو مذہب کی تعلیمات کو بدل کر رکھ دیا جس سے ہندوؤں کو اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے میں مشکل ہونے لگی۔ مندروں اور مذہبی مقامات کی جاگیریں ضبط کر لی گئیں اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی مذہب اپنانے کی ترغیب دی گئی اور پادریوں کے ذریعہ ان کی مذہبی تقاریب میں اپنے مذہب کی تعریف کے ساتھ دوسرے مذاہب کا مذاق اڑایا جانے لگا۔

یہی سب مسلمانوں کے ساتھ بھی کیا گیا ان کی مذہبی آزادی چھین لی گئی ان پر عیسائی مذہب تھوپے جانے کی کوشش کی جانے لگی جس سے بے چین ہو کر ہندو اور مسلمان دونوں متحد ہوئے اور انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی کا بگل بجا دیا۔ لہٰذا تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ سیاسی، سماجی اور معاشی استحصال تو بھارت کا ہندو اور مسلمان برداشت کرتا رہا لیکن حملہ جب اس کے مذہب پر ہوا تو وہ برداشت نہیں کر سکا اور انگریزوں کے خلاف آزادی کی تحریک چھیڑ دی۔

ہندوستان میں ہونے والی اب تک زیادہ تر تحریکات میں مذہب بنیادی سبب رہا ہے چاہے وہ 1857 کی تحریکِ آزادی ہو یا پھر جنگ آزادی سبھی میں مذہبی معاملوں کا اہم کردار رہا ہے۔ جب تک ہندوؤں اور مسلمانوں کی معاشی آزادی پر حملہ ہوتا رہا وہ اسے

ہندوستان میں ہونے والی اب تک زیادہ تر تحریکات میں مذہب بنیادی سبب رہا ہے چاہے وہ 1857 کی تحریکِ آزادی ہو یا پھر جنگ آزادی سبھی میں مذہبی معاملوں کا اہم کردار رہا ہے۔ جب تک ہندوؤں اور مسلمانوں کی معاشی آزادی پر حملہ ہوتا رہا وہ اسے برداشت کرتے رہے لیکن جب انہیں احساس ہوا کہ اب ان کا مذہب خطرے میں پڑنے لگا ہے تو وہ انگریزوں کے مقابلے پر سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔

برداشت کرتے رہے لیکن جب انہیں احساس ہوا کہ اب ان کا مذہب خطرے میں پڑنے لگا ہے تو وہ انگریزوں کے مقابلے پر سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ تحریک آزادی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے متحد ہونے کی وجہ یہی تھی کہ دونوں ہی اپنے اپنے مذہب کی حفاظت کرنا چاہتے تھے اور ان کا یہ مقصد انگریزوں کو ملک سے باہر کر کے ہی پورا ہو سکتا تھا۔

تحریک آزادی کے روح رواں بھی غالباً اس حقیقت کو سمجھتے تھے اس لیے سبھی معاملوں میں انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحرک کرنے کے لیے مذہب کا سہارا لیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس تحریک آزادی میں جس مذہب نے ان دونوں مذاہب کے پیروکاروں کو متحد رکھا تھا آزادی حاصل ہوتے ہوتے اسی مذہب کی بنیاد پر دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ مسلمان اپنے مذہبی معاملات میں زیادہ حساس ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہندوستان کی آزادی کو اپنا مذہبی معاملہ تصور کرتے ہوئے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسلمان اپنے ملک کی آزادی کو سب سے زیادہ اہم مانتا ہے۔ مسلمان کبھی بھی غلامی کی زندگی برداشت نہیں کر سکتا۔ جب اسے یہ محسوس ہونے لگا کہ معاشی اور سماجی طور پر روک لگانے کے ساتھ ساتھ اس کے مذہب کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے تو اس نے پوری طاقت کے ساتھ آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اتنی بڑی تعداد میں مسلمان شریک تھے کہ صرف دہلی میں بغاوت کے ناکام ہونے کے بعد 27 ہزار مسلمانوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ سر الفریڈ لائن کے مطابق ''1857 کی بغاوت کے بعد مسلمانوں پر انگریز اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے وہ ان کے اصل دشمن اور سب سے خطرناک حریف ہوں۔''

انگریز اس بات سے فکر مند تھے کہ مذہب ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد میں رکاوٹ بننے کے بجائے انہیں ایک پلیٹ فارم پر لانے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے اس لیے انہوں نے دونوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے مذہب کا ہی سہارا لیا انہوں نے نفرت کا ایسا

> مسلمان کبھی بھی غلامی کی زندگی برداشت نہیں کر سکتا۔ جب اسے یہ محسوس ہونے لگا کہ معاشی اور سماجی طور پر روک لگانے کے ساتھ ساتھ اس کے مذہب کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے تو اس نے پوری طاقت کے ساتھ آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اتنی بڑی تعداد میں مسلمان شریک تھے کہ صرف دہلی میں بغاوت کے ناکام ہونے کے بعد 27 ہزار مسلمانوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا۔

بیج بویا جس کا نتیجہ آج آزادی کے 54 سال بعد بھی ہندوستانیوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ انگریزوں نے اپنی چالاکی سے مذہب کو محبت کی جگہ نفرت کا ہتھیار بنا دیا۔ مذہب کی بنیاد پر سماجی سطح پر تفریق برتی جانے لگی یہ حالت پاکستان بننے کے بعد اور بھی افسوسناک ہوتی چلی گئی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کچھ طاقتوں نے مذہب کی بنیاد پر دوری بڑھانے کی کوششیں تیز کر دیں جو کہ بعد میں بھیانک فسادات کا سبب بنیں۔

1857 کی تحریک آزادی کی سیاسی اور معاشی وجوہ کے ساتھ ساتھ سماجی و مذہبی وجوہ بھی تھیں۔ انگریزوں نے اپنی حکومت کے دوران عوام کے سماجی اور ثقافتی معاملوں میں دخل اندازی شروع کر دی تھی جس سے ان میں زبردست غم وغصہ پیدا ہوا اور نفرت کی یہ چنگاری مذہبی چوٹ کی وجہ سے آگ کے شعلوں میں تبدیل ہوگئی۔ ہندوستانیوں کو جو باتیں بری لگیں ان میں ستی پرتھا کا خاتمہ، ہندو بیوہ کی دوسری شادی، عیسائی ہونے پر بھی آبائی جائیداد میں حصہ، الگ الگ ذاتوں کے قیدیوں کو ایک ساتھ کھانا کھلانا، ریلوں میں سبھی ذات کے لوگوں کا ایک ساتھ نہ بیٹھنا، مندروں کا انتظام سرکار کا اپنے ہاتھوں میں لے لینا شامل تھا لیکن وہ باتیں جنھوں نے آگ میں گھی کا کام کیا وہ اس بات کا عام ہونا تھا کہ سپاہیوں کو جو کارتوس دیے جاتے ہیں ان میں گائے اور سور کی چربی کا استعمال ہوتا ہے۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ نچلی ذات کے ایک ہندو نے ایک برہمن سپاہی سے پانی کا لوٹا مانگا سپاہی کے انکار کرنے پر اس نے طنز کیا کہ اس وقت تمہارا مذہب کہاں جائے گا جب تمہیں گائے اور سور کی چربی کے کارتوس استعمال کرنے پڑیں گے۔

1857 کی بغاوت کی ایک اور اہم وجہ عیسائی مشنریوں کا اپنے مذہب کی تشہیر کا طریقہ تھا ہندوستانی سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن وہ اپنے مذہب اور اپنے اعتقاد پر چوٹ برداشت نہیں کر سکتا۔ انگریز اپنے مذہب کی تشہیر کے لیے دوسرے مذاہب کے مذہبی نمائندوں اور مذہبی اعتقاد کا مذاق اڑانے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ اس سے

1857 کی تحریک آزادی کی سیاسی اور معاشی وجوہ کے ساتھ ساتھ سماجی ومذہبی وجوہ بھی تھیں۔ انگریزوں نے اپنی حکومت کے دوران عوام کے سماجی اور ثقافتی معاملوں میں دخل اندازی شروع کر دی تھی جس سے ان میں زبردست غم وغصہ پیدا ہوا اور نفرت کی یہ چنگاری مذہبی چوٹ کی وجہ سے آگ کے شعلوں میں تبدیل ہو گئی۔

ہندوستانیوں میں آہستہ آہستہ نفرت اور غصہ پیدا ہونے لگا۔ نفرت کا یہ لاوا پہلی بار میرٹھ کی چھاؤنی میں پھٹا جب 23 اپریل 1857 کو سپاہیوں نے کارتوس استعمال نہ کرنے کا اعلان کیا۔ حکم نہ ماننے والے 85 سپاہیوں کا کورٹ مارشل کر دیا گیا اس سے پہلے 2 جنوری 1857 کو بھی کلکتہ میں انگریز سرکار کو سپاہیوں کے غصہ کا سامنا کرنا پڑا تھا جسے بیجر کوانا نے ٹھنڈا کیا۔ یہ خبر بہت تیزی سے انبالہ سے سیالکوٹ تک پھیل گئی کہ بہرام پور میں 34 ویں بٹالین کے ایک سپاہی منگل سنگھ پانڈے کو بغاوت کے جرم میں پھانسی دی گئی ہے اور میرٹھ کے باغی سپاہیوں کو دس دس سال قید کی سزا سنا کر جیل بھیج دیا گیا ہے اس کارروائی سے سپاہیوں میں نفرت بڑھ گئی اور انہوں نے پوری طرح بغاوت کا فیصلہ کر لیا بغاوت کی آگ دلی سے پورے ملک میں پھیل گئی اور یہ مذہب کے وقار کی لڑائی تقریباً دو برسوں تک چلتی رہی جسے بعد میں انگریزوں کے ذریعہ دبا دیا گیا۔

بغاوت کی ناکامی کے باوجود یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ 1857 کی تحریک آزادی میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے اپنے مذہبی اعتقاد کی حفاظت کے لیے انگریزوں کی پوری طاقت سے مخالفت کی اور انہیں ملک سے نکال باہر کرنے کے لیے بہت سارے مظالم برداشت کیے۔ انگریزوں کے خلاف ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر کام کیا لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر یہ تحریک آزادی ناکام ہو گئی۔ ناکامی کے اہم اسباب میں پہلا سبب یہ تھا کہ لڑائی کو کامیاب بنانے کے لیے قیادت کا فقدان تھا۔ لوگوں میں جذبہ یا بہادری کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن ان کی طاقت منتشر تھی۔ اگر انہیں کسی ایک باصلاحیت شخص کی قیادت مل جاتی تو شاید بغاوت کامیاب ہو جاتی۔ بغاوت کی ناکامی کی دوسری وجہ سپاہیوں کی معاشی کمزوری تھی۔ آپسی تال میل میں کمی بھی بغاوت کی ناکامی کا ایک سبب تھا۔ تحریک آزادی میں شامل فوجیوں کے پاس جاسوسی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ انگریزوں کو ہر طرح سے ہندوستانیوں سے زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔ ناکامی کا ایک سبب

بغاوت کی ناکامی کے باوجود یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ 1857 کی تحریک آزادی میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے اپنے مذہبی اعتقاد کی حفاظت کے لیے انگریزوں کی پوری طاقت سے مخالفت کی اور انہیں ملک سے نکال باہر کرنے کے لیے بہت سارے مظالم برداشت کیے۔ انگریزوں کے خلاف ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر کام کیا لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر یہ تحریک آزادی ناکام ہوگئی۔ نلکامی کے اہم اسباب میں پہلا سبب یہ تھا کہ لڑائی کو کامیاب بنانے کے لیے قیادت کا فقدان تھا۔

یہ بھی تھا کہ انگریزوں سے نفرت کی پرانی تاریخ کے باوجود ہندوستانیوں کے پاس مستقبل کا کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ بغاوت ایک مذہبی معاملہ میں اچانک شروع ہوئی تھی۔

1857 کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد ہندوستانیوں میں اندر ہی اندر بغاوت کی آگ سلگتی رہی۔ 1905 میں تقسیم بنگال کے اعلان کے بعد انگریز سرکار کے خلاف نفرت اور غصہ کی لہر پھیل گئی۔ کانگریس اور عوام نے اس کی زوردار مخالفت کی۔ 1857 میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد سے سبق لیتے ہوئے دونوں کے درمیان نفاق پیدا کرنے کے لیے یہ انگریزوں کی ایک چال تھی۔ اس تقسیم کے پس پشت مذہبی نفرت پھیلانے کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ لیکن ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہوئے سودیشی تحریک کا آغاز کیا۔ بائیکاٹ کا پیغام آہستہ آہستہ پورے ملک میں پھیل گیا۔ اس بار یہ تحریک پوری طرح منظم تھی۔ اس عوامی تحریک کی کامیابی کے لیے ملک بھر میں مہم چلائی گئی۔ کئی جگہوں پر ہڑتالیں کی گئیں۔ اس تحریک نے انگریز سرکار کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔ انگریزوں نے اس تحریک کو کچلنے کے لیے انتہائی ظالمانہ طریقہ اپنایا لیکن وہ اس تحریک کو دبانے میں ناکام رہے۔ 1906 تک مسلمانوں کی کوئی سیاسی پارٹی نہیں تھی اور اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ایک ایسی سیاسی تنظیم ہو جو مسلمانوں کی قیادت کر سکے اسی خیال سے انڈین مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اسی سال ''آل انڈیا ہندو مہا سبھا'' کا اجلاس بھی لاہور میں ہوا۔ حقیقت میں اس کا سلسلہ 6 سال قبل سے ہی چل رہا تھا اور اب تک ''مہامنڈل'' کے 6 اجلاس ہو چکے تھے۔ ڈھاکہ میں مسلم لیگ کے قیام کے بعد ایک سیاسی تنظیم احرار لیگ کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد ہر سطح پر انگریزوں کے خلاف لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تھا۔

1906 تک مسلمانوں کی کوئی سیاسی پارٹی نہیں تھی اور اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ایک ایسی سیاسی تنظیم ہو جو مسلمانوں کی قیادت کر سکے اسی خیال سے انڈین مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اسی سال "آل انڈیا ہندو مہا سبھا" کا اجلاس بھی لاہور میں ہوا۔ حقیقت میں اس کا سلسلہ 6 سال قبل سے هی چل رها تها اور اب تک "مہامنڈل" کے 6 اجلاس هو چکے تھے۔

ان دو تنظیموں کے قیام کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خلیج نظر آنے لگی تھی جس وقت تقسیم بنگال کی مخالفت، غیر ملکی اشیاء کا بائیکاٹ اور سودیشی تحریک اپنے

عروج پر تھی اس دوران مشرقی پاکستان میں کئی فسادات ہوئے۔ 4 مارچ 1907 کو کومیلا میں ہندو مسلم فساد ہوا۔ اس سلسلہ کا سب سے بھیانک فساد جمال پور (ضلع میمن سنگھ) میں ہوا۔ فساد کا یہ سلسلہ بنگال کے باہر بھی پھیل گیا اور ہندوستان کی دوسری ریاستوں میں بھی یہ آگ پھیل گئی۔ تحریک آزادی کو نقصان پہنچانے میں یہ انگریزوں کی ایک بڑی کامیابی تھی اور ان فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں بہت حد تک کامیاب ہو رہے تھے۔

ابھی تقسیم بنگال کے اعلان سے مسلمانوں کا غصہ ٹھنڈا بھی نہیں ہوا تھا کہ جولائی 1913 میں کانپور میں میونسپل حکام نے پولس کی مدد سے مچھلی بازار کی مسجد کا ایک حصہ شہید کردیا۔ یہ کارروائی مسلمانوں کے جذبات پر سیدھا حملہ تھا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کا غصہ اور بڑھ گیا اور 3 اگست 1913 کو اس مقام پر دوبارہ تعمیر کے لیے کچھ مسلمان جمع ہوئے جس پر وہاں تعینات سکھ فوجیوں نے مجسٹریٹ کے حکم پر فائرنگ کردی جس میں بڑی تعداد میں مسلمان ہلاک اور زخمی ہوئے بڑی تعداد میں لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ اس واقعہ کے 5 دن بعد جیمس مسٹن نے کانپور آکر اس قتل عام میں شامل فوجیوں کی عزت افزائی کی۔ گورنر کی اس حرکت سے مسلمانوں میں زبردست بے اطمنانی پھیل گئی۔ الہلال (کلکتہ) مسلم گزٹ (لکھنؤ) ہمدرد (دہلی) اور زمیندار (لاہور) نے اس سانحہ کے خلاف زوردار آواز اٹھائی۔ آخر کار محمد علی جوہر اور سر وزیر حسن کی کوششوں سے دوبارہ ٹوٹے ہوئے حصہ کی تعمیر کی اجازت مل گئی۔

اس پورے واقعہ کا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح مسلمانوں کی تذلیل کی جائے۔ مسلمانوں کی تشویش کا ایک اور سبب یورپ میں خاص طور سے انگلینڈ کی بڑھتی طاقت اور ترکی کے خلاف اس کی کارروائیاں تھیں۔ اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا اس سے جذباتی لگاؤ تھا اور ترکی کے خلاف ہونے والی کارروائیوں سے ملک بھر کے مسلمانوں

ابھی تقسیم بنگال کے اعلان سے مسلمانوں کا غصہ ٹھنڈا بھی نہیں ہوا تھا کہ جولائی 1913 میں کانپور میں میونسپل حکام نے پولس کی مدد سے مچھلی بازار کی مسجد کا ایک حصہ شہید کر دیا۔ یہ کارروائی مسلمانوں کے جذبات پر سیدھا حملہ تھا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کا غصہ اور بڑھ گیا اور 3 اگست 1913 کو اس مقام پر دوبارہ تعمیر کے لیے کچھ مسلمان جمع ہوئے جس پر وہاں تعینات سکھ فوجیوں نے مجسٹریٹ کے حکم پر فائرنگ کردی جس میں بڑی تعداد میں مسلمان ہلاک اور زخمی ہوئے۔

میں بے چینی تھی کوئی مسلمان بھی اس سے اچھوتا نہیں تھا۔''خطبات آزاد'' میں مولانا آزاد 27 اکتوبر 1914 کے خطبے میں کہتے ہیں۔''پوری دنیا کے مسلمانوں سے ہمارا ایک ہی رشتہ ہے دینی اخوت اور اسلام ازم کا مگر ترکی سے ہمارے دو رشتے ہیں پہلا اخوت دینی کا کہ وہ بھی مسلمان ہیں اس لیے خدا نے ہم کو ہمیشہ کے لیے ان کے رنج و راحت کا شریک بنا دیا ہے دوسرا اس سے بھی زیادہ مضبوط رشتہ خلافت دینی اور اسلام کے آخری سیاسی مرکز ہونے کا کہ آج کلمہ اسلام کی حفاظت کی آخری تلوار صرف ان کے ہاتھ میں ہے۔ اگر کسی اور خطے سے اسلام کی حکومت مٹتی ہے تو ہم سوچتے ہیں کہ ہمارے جسم کا ایک عضو کٹ گیا لیکن ترکی پر جب کوئی آفت لائی جاتی ہے تو ہم تڑپ جاتے ہیں کہ ہمارا دل دو نیم ہو گیا۔''

مسلمانوں نے اپنی مذہبی بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے بڑھ چڑھ کر ترکی کی مدد کی۔ بتایا جاتا ہے کہ جب ترکی کی امداد کے لیے ''ہلال احمر'' نے چندے کی اپیل کی تو مسلمانوں نے پورے جوش سے چندہ دیا۔ کامریڈ میر محفوظ علی کا کہنا ہے کہ ایک ایک دن میں دس دس پندرہ ہزار روپے آتے اور دستخط کرتے کرتے میرے ہاتھ شل ہو جاتے تھے۔

ہندوستان میں ایک آزاد حکومت کے قیام کے لیے ریشمی رومال کی تحریک کو جنگ آزادی میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ تحریک دیوبند کے ناظم مولانا محمود حسن نے شروع کی تھی اس تحریک کا منصوبہ یہ تھا کہ ترکی کی فوج افغانستان کے راستے ہندوستان پر حملہ کرے گی اور پورے ملک کے مسلمان بغاوت کر کے ہندوستان کو آزاد کرا لیں گے۔ اس تحریک میں مولانا عبید اللہ سندھی کو اہم مقام حاصل تھا۔ ابھی اس تحریک کو کامیاب بنانے کی تیاری ہی چل رہی تھی کہ پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ دسمبر 1916 میں ریشمی رومال تحریک کے انگریزوں کے ذریعہ پکڑے جانے سے اس تحریک کا راز کھل گیا اور حکومت نے اسے کچلنے کے لیے سخت قدم اٹھائے۔ ہندوستان میں محمد علی، شوکت علی،

> ہندوستان میں ایک آزاد حکومت کے قیام کے لیے ریشمی رومال کی تحریک کو جنگ آزادی میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ تحریک دیو بند کے ناظم مولانا محمود حسن نے شروع کی تھی اس تحریک کا منصوبہ یہ تھا کہ ترکی کی فوج افغانستان کے راستے ہندوستان پر حملہ کرے گی اور پورے ملک کے مسلمان بغاوت کر کے ہندوستان کو آزاد کرا لیں گے۔

ابوالکلام آزاد اور ظفر علی خان کو سرکار کے خلاف بغاوت کے الزام میں نظر بند کر دیا گیا۔

اب ایک بار پھر یہ خیال عام ہونے لگا تھا کہ آزادی ہندو مسلم اتحاد کے بنا ممکن نہیں یہی خیال مسلم لیگ اور کانگریس کو قریب لایا۔ مسلم لیگ نے 22 مارچ 1913 کے اجلاس میں اپنے مقاصد میں کانگریس کے سیلف گورنمنٹ کے نعرے کو بھی شامل کیا۔ اسی اجلاس میں ایک اہم ریزویشن یہ بھی پاس ہوا کہ ''دونوں فرقے یعنی ہندو مسلم مل جل کر ترقی کریں'' مسلم لیگ اور کانگریس آہستہ آہستہ قریب آرہے تھے اور دونوں نے 1915 میں ایک ساتھ ممبئی میں اجلاس کیا 1916 میں دونوں پارٹیوں نے ''میثاق ملی'' کے نام سے تاریخی سمجھوتہ تیار کیا۔ لیکن تلک جو 1908 میں برما کی جیل میں 6 سال کے لیے قید تھے رہا ہو گئے۔ ان کی رہائی کے بعد شدت پسند ہندو 1916 میں دوبارہ کانگریس میں شامل ہو گئے اور پھر دونوں جماعتوں کے درمیان اختلافات شروع ہو گئے کانگریس اپنے اندر ہی اندر دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مسز اینی بسنت نے 1916 میں آل انڈیا ہوم رول لیگ قائم کیا اور پورے ملک میں ہوم رول تحریک پورے زور شور سے شروع کی۔ 3 دسمبر کو 10 برانچوں اور 500 ممبروں کے ساتھ اس کا افتتاح ہوا۔ 28 اپریل 1916 کو تلک نے بھی ہوم رول قائم کیا۔ دونوں کو ایک دوسرے کی حمایت حاصل تھی۔ سرکار نے اس تحریک کو کچلنے کی بھر پور کوشش کی۔ جون 1916 میں مسز اینی بسنت کو نظر بند کر دیا گیا جس سے تحریک کو مزید مقبولیت ملی۔

11 نومبر 1918 کو پہلی جنگ عظیم ختم ہو گئی۔ کانگریس نے اس امید پر انگریز سرکار کا ساتھ دیا تھا کہ جنگ کے بعد ہندوستان کے معاملہ پر دھیان دیا جائے گا۔ لیکن انگریز سرکار نے ہندوستانیوں کی وفاداری کا انعام ''رولٹ ایکٹ'' کی شکل میں دیا۔ 10 دسمبر 1917 کو انگلینڈ ہائی کورٹ کے جج رولٹ کی قیادت میں ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا مقصد باغی پارٹیوں کی کارروائیوں پر نظر رکھنا اور ان سے سرکار کو بچانے کا طریقہ بتانا تھا۔

11 نومبر 1918 کو پہلی جنگ عظیم ختم ہو گئی. کانگریس نے اس امید پر انگریز سرکار کا ساتھ دیا تھا کہ جنگ کے بعد ہندوستان کے معاملہ پر دھیان دیا جائے گا. لیکن انگریز سرکار نے ہندوستانیوں کی وفاداری کا انعام "رولٹ ایکٹ" کی شکل میں دیا.

یہ قانون بہت حد تک آج کی بی جے پی سرکار کے پوٹو قانون سے ملتا جلتا تھا. اس بل میں سرکار کو اندھا دھند گرفتاریاں کرنے اور مقدمے چلا کر سزا دینے کا اختیار دیا گیا تھا. اس کے خلاف کسی کو بھی اپیل کرنے کا اختیار نہیں تھا

اس کمیٹی نے 15 اپریل 1918 کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ یہ قانون بہت حد تک آج کی بی جے پی سرکار کے پوٹو قانون سے ملتا جلتا تھا۔ اس بل میں سرکار کو اندھا دھند گرفتاریاں کرنے اور مقدمے چلا کر سزا دینے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس کے خلاف کسی کو بھی اپیل کرنے کا اختیار نہیں تھا اور نہ ہی اس بل میں قانون بنانے میں جو احتیاط برتنی چاہئے تھی وہ احتیاط وہ برتی گئی تھی۔ اس سیاہ قانون کے خلاف زوردار ہنگامہ ہوا اور ہر سطح پر ہندوستانیوں نے اس کی مخالفت کی۔ گاندھی جی نے اس بل کی مخالفت کے لیے ستیہ گرہ لیگ کی بنیاد ڈالی۔ اتنی مخالفت کے بعد بھی یہ بل 18 مارچ 1919 کو پاس ہوگیا اور رولٹ ایکٹ بن گیا۔ گاندھی جی کے ستیہ گرہ لیگ نے اس ایکٹ کے خلاف ہندوستان بھر میں تحریک چلائی اس نے اپنے ممبروں سے کہا کہ وہ رولٹ ایکٹ کے خلاف ہر اس بل کو توڑ دیں جس کے لیے انگریز سرکار انہیں حکم دے۔

ہندو اور مسلمان دونوں نے ہی اس سیاہ قانون کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کانگریس نے 30 مارچ 1919 کو اس قانون کے خلاف ملک بھر میں ہڑتال کا اعلان کیا۔ بعد میں یہ تاریخ 6 اپریل 1919 کر دی گئی لیکن تال میل کی کمی سے 30 مارچ کو ہی کئی جگہوں پر ہڑتال کر دی گئی۔ اس ہڑتال کی وجہ سے دہلی میں بھیڑ پر پولس نے فائرنگ کر دی جس میں 5 لوگ ہلاک اور 200 زخمی ہو گئے۔ مرنے والوں میں ہندو اور مسلمان دونوں ہی تھے۔ اس واقعہ سے ہندو مسلم اتحاد کو زبردست تقویت ملی دونوں کے درمیان اتحاد اپنے عروج پر تھا جس کی ایک مثال یہ ہے کہ آریہ سماج کے لیڈر سوامی شردھانند نے جامع مسجد کے منبر سے تقریر کی اور مسلمانوں نے پورے جوش سے اس کی ہمت افزائی کی۔ پروگرام کے مطابق 16 اپریل کو ملک گیر ہڑتال تھی۔ امرتسر کی گلیوں میں پوسٹر لگے تھے۔ جن پر لکھا تھا "جب تک ہندوستان سے رولٹ ایکٹ کا نام ونشان نہیں مٹا دیا جاتا ہندو مسلمان چین سے نہ بیٹھیں۔ مرنے اور مارنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

ہندو اور مسلمان دونوں نے ہی اس سیاہ قانون کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کانگریس نے 30 مارچ 1919 کو اس قانون کے خلاف ملک بھر میں ہڑتال کا اعلان کیا۔

اس ہڑتال کی وجہ سے دہلی میں بھیڑ پر پولس نے فائرنگ کر دی جس میں 5 لوگ ہلاک اور 200 زخمی ہوگئے۔ مرنے والوں میں ہندو اور مسلمان دونوں ہی تھے۔ اس واقعہ سے ہندو مسلم اتحاد کو زبردست تقویت ملی

اس دن پورے ملک میں ہڑتال رہی۔اس ہڑتال کی کامیابی نے انگریز سرکار کی راتوں کی نیند حرام کردی اور وہ پوری طاقت سے ''باغیوں'' کو کچلنے میں لگ گئی۔کئی اہم لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔گاندھی جی 9 اپریل کی شام کو جیل بھیج دیے گئے۔10 اپریل کو ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو امرتسر میں نظر بند کر دیا گیا۔ان خبروں نے عوام کو غصہ سے بھر دیا اور امرتسر میں عوام سڑکوں پر اتر آئے 30 ہزار کی ایک بھیڑ پر پولس نے فائرنگ کر دی جس میں گولی لگنے سے 12 لوگوں کی موت ہوگئی۔اور لگ بھگ 30 زخمی ہو گئے۔عوام نے اپنا غصہ ہر اس چیز پر نکالا جس کا تعلق برطانوی سرکار سے تھا۔

13 اپریل 1919 ہندوستانی تاریخ کا ایک سیاہ دن تھا۔جنرل ڈائر نے صبح ہی حکم نامہ جاری کر کے کسی بھی طرح کے جلسہ پر پابندی لگا دی تھی۔لیکن عوام نے اس کے حکم نامہ کو نظر انداز کرتے ہوئے شام ساڑھے چار بجے جلیان والا باغ میں جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا۔یہ چاروں جانب مکانوں سے گھرا ہوا ایک میدان تھا۔جب لوگ وہاں اکٹھا ہو گئے تو جنرل ڈائر انہیں سبق سکھانے کے لیے مشین گنوں سے لیس دو بکتر بند گاڑیوں اور 90 سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ڈائر نے بھیڑ کو کوئی وارننگ دیے بغیر ہی ان پر گولیاں چلانے کا حکم دے دیا تقریباً دس منٹ تک لگا تار بے قصور لوگوں پر گولیاں برسائی جاتی رہیں۔

13 اپریل 1919 ہندوستانی تاریخ کا ایک سیاہ دن تھا۔ جنرل ڈائر نے صبح ھی حکم نامہ جاری کرکے کسی بھی طرح کے جلسہ پر پابندی لگا دی تھی۔ لیکن عوام نے اس کے حکم نامہ کو نظر اندازکرتے ہوئے شام ساڑھے چار بجے جلیان والا باغ میں جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ چاروں جانب مکانوں سے گھرا ھوا ایک میدان تھا۔ جب لوگ وھاں اکٹھا ھوگئے تو جنرل ڈائر انہیں سبق سکھانے کے لیے مشین گنوں سے لیس دو بکتر بند گاڑیوں اور 90 سپاھیوں کے ساتھ وھاں پہنچا

اس ظالمانہ کارروائی میں بہت سے لوگ تو موقع واردات پر ہی شہید ہو گئے اور سیکڑوں بھاگتی ہوئی بھیڑ کے پیروں تلے کچلے گئے اور دم توڑ گئے حالت یہ تھی کہ جب گولیاں چلنی بند ہوئیں تو باغ کا کوئی کونا ایسا نہ تھا جہاں لاشوں کے ڈھیر نہ لگے ہوں۔ باغ کے باہر بھی ڈھیر ساری لاشیں پڑی تھیں۔

سرکاری رپورٹ کے مطابق اس واقعہ میں 379 لوگ مارے گئے تھے اور 1200 لوگ زخمی ہوئے تھے۔15 اپریل 1919 کی صبح سے امرتسر میں مارشل لا نافذ

کر دیا گیا۔ مارشل لا کے تحت عوام پر نا قابل برداشت مظالم کیے جانے لگے۔ تقریباً 150 کلومیٹر لمبی ایک گلی جس میں کچھ دنوں قبل مس رو روڈ پر حملہ ہوا تھا ہندوستانیوں کو پیٹ کے بل چلنے کا حکم دیا گیا۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ انگریز افسر کو دیکھ کر ہر ہندوستانی کو کھڑے ہو کر سلام کرنا پڑے گا (یہ ایسی ہی شرطیں تھیں جیسی گجرات فسادات کے بعد مسلمانوں کو اپنے گھروں میں لوٹنے کے لیے لگا دی گئی ہیں۔) اس طرح کے کئی تذلیل آمیز حکم نہ ماننے پر عوام پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے گئے۔

اس درمیان مسلمانوں نے اپنے مذہبی مقامات اور خلافت عثمانیہ کے تحفظ اور ترکی سرکار کی بحالی کے لیے زوردار تحریک شروع کی۔ یہ تحریک ''تحریک خلافت'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس تحریک نے جلد ہی برطانوی سرکار کی چولیں ہلا دیں۔ یہ تحریک انگریزوں کی وعدہ خلافی کا نتیجہ تھی۔ پہلی جنگ عظیم میں جب ترکی انگریزوں کے خلاف جنگ میں شامل ہوا تو خلیفۃ المسلمین نے جہاد کا اعلان کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں سے اس میں شامل ہونے کی اپیل کی۔ تب انگریزوں نے کہا کہ یہ جنگ ترکی کے خلاف ہے خلیفۃ المسلمین کے خلاف نہیں۔ یہ بالکل ویسا ہی تھا جیسے امریکہ نے جب افغانستان پر حملے کا اعلان کیا تو بش نے کہا کہ ''یہ جنگ لادن کے خلاف ہے مسلمانوں کے خلاف نہیں'' 2 نومبر 1916 کو سرکار کی جانب سے یہ اعلان شائع ہوا۔ ''ہندوستان کے مسلمانوں کو یقین کر لینا چاہیے کہ ہم یا ہمارے فوجی اس جنگ میں ایسی کوئی بات نہیں کریں گے جس سے ان کے مذہبی خیالات اور اعتقاد کو کوئی ٹھیس پہنچے۔ اسلام کے مذہبی مقامات کی عظمت کو بحال رکھنے کے لیے ہر ممکن احتیاط برتی جائے گی۔ اسلام کی مقدس راجدھانی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ ہم صرف ترکی کے وزیروں سے لڑ رہے ہیں جو کہ جرمنی کے لیے کام کر رہے ہیں''

لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد برطانوی سرکار اپنا وعدہ بھول گئی اور اس نے ترکی

اس ظالمانہ کارروائی میں بہت سے لوگ تو موقع واردات پر ہی شہید ہو گئے اور سیکڑوں بھاگتی ہوئی بھیڑ کے پیروں تلے کچلے گئے اور دم توڑ گئے حالت یہ تھی کہ جب گولیاں چلنی بند ہوئیں تو باغ کا کوئی کونا ایسا نہ تھا جہاں لاشوں کے ڈھیر نہ لگے ہوں۔ باغ کے باہر بھی ڈھیر ساری لاشیں پڑی تھیں۔

سرکاری رپورٹ کے مطابق اس واقعہ میں 379 لوگ مارے گئے تھے اور 1200 لوگ زخمی ہوئے تھے۔

کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرانس کے ساتھ بانٹ لیے۔ خلیفۃ المسلمین کے پاس صرف چھوٹا سے حصہ رہ گیا۔ انگریزوں کی اس حرکت سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو زبردست چوٹ پہنچی اور اس کے خلاف زوردار احتجاج کیا گیا۔ ہندوستانی عوام نے بھی انگریزوں کے خلاف زوردار آواز اٹھائی۔ 18 ستمبر 1919 کو لکھنؤ میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں 17 اکتوبر کو ''یوم ترکی'' منانے اور ترکی کے لیے دعائیں مانگنے اور جلسے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ خلافت کانگریس کا پہلا کھلا اجلاس 24 نومبر 1919 کو بنگال کے مولوی فضل حق کی صدارت میں دہلی میں ہوا اس میں گاندھی جی بھی شامل تھے اس اجلاس میں کئی دوسرے بڑے ہندو لیڈر بھی شریک تھے۔ گاندھی جی کی تجویز پر یہ طے کیا گیا کہ جب تک برطانوی سرکار مسئلہ کو حل نہیں کرتی تب تک سرکار کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ یہ تحریک مکمل طور سے مسلمانوں کے مذہبی معاملوں پر تھی لیکن اس میں انگریزوں کے خلاف ہندو اور مسلمان دونوں ہی شریک تھے۔

خلافت کانفرنس کے فوراً بعد ہندوستانی علماء نے جس میں مذہبی اور سیاسی دونوں لوگ شامل تھے۔ اپنی ایک جماعت جمعیت علماہند کے نام سے بنائی۔

دسمبر 1919 میں کانگریس، خلافت کانفرنس، جمعیت علمائے ہند اور مسلم لیگ کے اجلاس ساتھ ساتھ امرتسر میں ہوئے۔ سب کی کوششوں کے بعد بھی خلافت تحریک کامیاب ثابت نہیں ہو رہی تھی گاندھی جی مسلمانوں کو بار بار آمادہ کر رہے تھے کہ اگر وہ تحریک عدم تعاون کو مان لیں تو انہیں اپنے مقصد میں کامیابی مل سکتی ہے۔ تحریک عدم تعاون میں سرکاری خطابوں کو قبول نہ کرنا، کونسلوں، سرکاری اسکولوں، کالجوں اور عدالتوں کا بائیکاٹ کرنا، غیر ملکی کپڑوں کا استعمال نہ کرنا، سودیشی تعلیم کو جاری کرنا اور پنچایتی عدالتیں قائم کرنا شامل تھا۔ 15 مئی 1920 کو پورے معاہدے کی شرطیں ترکی کو پیش کر دی گئیں جنہیں پڑھ کر مسلمانوں میں غصہ اور نفرت کی لہر دوڑ گئی اور خلافت کمیٹی نے

24 نومبر 1919 کو بنگال مولوی فضل حق کی صدارت میں دھلی میں ھوا اس میں گاندھی جی بھی شامل تھے اس اجلاس میں کئی دوسرے بڑے ھندو لیڈر بھی شریک تھے. گاندھی جی کی تجویز پر یہ طے کیا گیا کہ جب تک برطانوی سرکار مسئلہ کو حل نہیں کرتی تب تک سرکار کا بائیکاٹ کیا جائے گا. یہ تحریک مکمل طور سے مسلمانوں کے مذھبی معاملوں پر تھی لیکن اس میں انگریزوں کے خلاف ھندو اور مسلمان دونوں ھی شریک تھے.

گاندھی جی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے عدم تعاون کی قرار داد پاس کردی۔ یکم اور 2 جون 1920 کو الہ آباد میں مرکزی خلافت کمیٹی کی نگرانی میں ایک ہندو مسلم کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں ہندو لیڈر شامل ہوئے ان میں گاندھی جی، موتی لال نہرو، لالہ لاجپت رائے، سرتیج بہادر سپرو، بی سی پال، ستیہ پرکاش مالویہ، ستیہ مورتی، راج گوپال آچاریہ، جواہر لال نہرو اور چنتامنی شامل تھے۔ کانفرنس میں ان لیڈروں نے ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں اور اس تحریک کی حمایت کریں اس کانفرنس میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے زبردست اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ 9 جون 1920 کو الہ آباد کے ایک جلسے میں خلافت کمیٹی نے وائسرائے کو نوٹس دیا کہ وہ ایک مہینے کے اندر خلافت کے مسئلہ کو حل کریں ورنہ ملک گیر تحریک ملامت چلائی جائے گی۔ مظہر الحق، یعقوب حسن، مولانا شوکت علی اور ابوالکلام آزاد پر مشتمل ایک وفد نے جون 1920 میں وائسرائے کو الٹی میٹم دیا کہ وہ معاہدہ ترکی میں ہمارے مطابق ترمیم کریں ورنہ ہم پہلی اگست سے تحریک ملامت کی تحریک چلانے پر مجبور ہوں گے۔ یہ الٹی میٹم ہندوستانیوں کی جانب سے انگریز سرکار کو دیا جانے والا پہلا الٹی میٹم تھا۔ 22 جون کو گاندھی نے وائسرائے سے اپیل کی کہ وہ خلافت کے مسئلہ کو مسلمانوں کے مطابق حل کریں ورنہ وہ بغاوت کرنے والے پہلے شخص ہوں گے۔ سرکار نے ان سب پر کوئی دھیان نہیں دیا اور پورے ملک میں تحریک عدم تعاون زور شور سے شروع ہوگئی۔

1920 میں تحریک آزادی میں مسلمانوں کو متحد کرنے کے لیے مولانا آزاد نے ایک اسکیم بنائی جس میں مذہب کو اہم مقام حاصل تھا۔ عبدالرزاق ملیح آبادی کے مطابق ''مولانا کی اسکیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب کی بنیاد پر متحد کیا جائے۔ مسلمانوں کا ایک امام ہو اور وہ اس کے احکامات کو ماننا اپنا فرض سمجھے اور جب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد امام کو مان لے تو امام ہندوؤں سے بات کرکے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان

1920 میں تحریک آزادی میں مسلمانوں کو متحد کرنے کے لیے مولانا آزاد نے ایک اسکیم بنائی جس میں مذہب کو اہم مقام حاصل تھا۔ عبد الرزاق ملیح آبادی کے مطابق "مولانا کی اسکیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب کی بنیاد پر متحد کیا جائے۔ مسلمانوں کا ایک امام ہو اور وہ اس کے احکامات کو ماننا اپنا فرض سمجھے

کردے اور ہندو مسلمان دونوں کی طاقت سے انگریزوں کو شکست دے دی جائے۔''

اس کے لیے مولانا آزاد نے خود ''امام الھند'' ہونے کا اعلان کیا۔ سندھ، بنگال، پنجاب سے لاکھوں لوگوں نے مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن یہ تحریک زیادہ دنوں تک نہیں چلی اور مولانا نے اسے بند کردیا۔

اسی سال ہجرت تحریک بھی ہوئی۔ ہجرت کے لیے مولانا آزاد نے فتوی دیا جس سے برطانوی سرکار کے مظالم سے پریشان لاکھوں لوگ افغانستان چلے گئے لیکن یہ ہجرت انہیں راس نہیں آئی اور آخرکار انہیں ہندوستان واپس آنا پڑا۔ اس تحریک کی ناکامی کے بعد مسلمانوں کو احساس ہوگیا کہ ان کی پریشانیوں کا واحد حل ملک کی آزادی ہے۔

8 جولائی 1921 کو خلافت کانفرنس کا تاریخی اجلاس کراچی میں ہوا جس میں کہا گیا کہ اب کسی بھی سچے مسلمان کے لیے فوج کی نوکری حرام ہے۔ اس جلسہ میں بہت ہی جوشیلی تقریریں کی گئیں۔ شاردا پیٹھ کے جگت گرو نے بھی اس کی حمایت کی اور یہ تجویز مان لی گئی۔

20 ستمبر 1621 کو کانگریس کے احمد آباد اجلاس میں مولانا حسرت موہانی نے ایک بہت خاص تجویز پیش کی کہ سوراج کا مطلب مکمل آزادی ہونا چاہئے۔ گاندھی جی نے اس تجویز کی مخالفت کی جس کی وجہ سے یہ تجویز منظور نہیں ہوئی۔

جون 1922 میں خلافت کمیٹی اور جمعیت کا ایک ساتھ اجلاس ہوا جسمیں یہ تجویز پاس کی گئی کہ لفظ 'سوراج' کے مقام پر مکمل آزادی کے لفظ کا استعمال ہونا چاہئے۔ چونکہ کانگریس اس کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے خلافت کمیٹی اور کانگریس کمیٹی کا تعلق ٹوٹ گیا۔ انگریز سرکار نے تحریک کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک میں کئی مقامات پر فرقہ وارانہ فسادات کرائے۔ ہندو مسلم ایکتا کو نقصان پہچانے کے لیے انگریز سرکار پہلے سے ہی دونوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں مل رہی تھی

ہندو مسلم ایکتا کو نقصان پہچلنے کے لیے انگریز سرکار پہلے سے ہی دونوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں مل رہی تھی جب تحریک ناکام ہوگئی تو اس نے بڑی چالاکی سے اس کی سمت فرقہ وارانہ فسادات کی جانب موڑ دی۔ ان شدت پسند طاقتوں کو جو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھیں موقع مل گیا اور انہوں نے بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

جب تحریک ناکام ہوگئی تو اس نے بڑی چالاکی سے اس کی سمت فرقہ وارانہ فسادات کی جانب موڑ دی۔ ان شدت پسند طاقتوں کو جو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھیں موقع مل گیا اور انہوں نے بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہندو مسلمان انگریزوں کو ملک سے نکال باہر کرنے کے لیے متحد ہو کر کام کر رہے تھے آپس میں ہی لڑ پڑے۔ 1923 سے 1927 تک ملک بھر میں بڑے خوفناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے جن سے تحریک آزادی کو زبردست نقصان پہنچا۔ گاندھی جی نے اس خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی انہوں نے 5 فروری 1924 کو جیل سے چھوٹنے کے بعد 21 دن کا برت رکھا۔

تحریک عدم تعاون اور تحریک موالات چھوڑ دینے کے بعد کئی لوگ گاندھی جی سے ناراض ہوگئے۔ اور انہوں نے ملک کو آزاد کرانے کے لیے تشدد کا راستہ اپنایا۔ جنگ آزادی کے ان سورماؤں نے اپنی بہادری سے برطانوی سرکار کی نیند حرام کر دی۔ 9 اگست 1925 کو کاکوری میں ٹرین سے سرکاری خزانہ لوٹ لیا گیا۔ اس ڈکیتی میں 10 لوگ شامل تھے۔ اس جرم میں راجندر لاہڑی، پنڈت رام پرساد بسمل، اشفاق اللہ خان اور روشن سنگھ کو 17 اور 19 دسمبر 1927 کو پھانسی دے دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہندوستان ری پبلکن ایسوسی ایشن ''تتر بتر ہوگئی لیکن بھگت سنگھ نے ''ہندوستان سوشلسٹ ری پبلکن آرمی'' کے نام سے پھر اسے زندہ کیا۔ پہلے اس کا ہیڈ کوارٹر جھانسی تھا لیکن بعد میں وہ الہ آباد منتقل ہوگیا۔

نومبر 1927 میں برطانوی سرکار نے سائمن کمیشن کا اعلان کیا جس کا مقصد ہندوستان کا نیا آئین بنانا تھا۔ اس کمیشن میں کوئی ہندوستانی شامل نہیں تھا۔ ہندوستانیوں نے اسکی زوردار مخالفت کی۔ کانگریس نے اس کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ کانگریس نے اس اجلاس میں یہ بھی اعلان کیا کہ ہندوستانی عوام کا نشانہ مکمل آزادی ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہندو مسلمان انگریزوں کو ملک سے نکال باھر کرنے کے لیے متحد ھو کر کام کر رھے تھے آپس میں ھی لڑ پڑے۔ 1923 سے 1927 تک ملک بھر میں بڑے خوفناک فرقہ وارانہ فسادات ھوئے جن سے تحریک آزادی کو زبردست نقصان پھنچا۔ گاندھی جی نے اس خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی انھوں نے 5 فروری 1924 کو جیل سے چھوٹنے کے بعد 21 دن کا برت رکھا۔

3 فروری 1928 کو جب سائمن کمیشن بمبئی پہنچا تو اس کی زور دار مخالفت ہوئی۔ "سائمن واپس جاؤ" کے نعرے لگائے گئے۔ ایک مظاہرہ کے دوران لالہ لاجپت رائے کو پولس کی لاٹھیوں سے سخت چوٹیں آئیں جس سے 17 نومبر 1928 کو ان کی موت ہوگئی۔ لالہ لاجپت رائے کی موت سے انقلابی ایک بار پھر میدان میں آگئے اور انہوں نے لالہ لاجپت رائے کی موت کا بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ انقلابیوں کا ایک بڑا کارنامہ سینٹرل لیجس لیٹو اسمبلی میں بم دھماکہ تھا۔ بم پھینکنے کے الزام میں بھگت سنگھ اور بٹو کشور دت کو 12 جون 1929 کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اس درمیان لاہور اور سہارنپور میں ہندوستان ری پبلکن ایسوسی ایشن کی دو بڑی بم فیکٹریاں پکڑی گئیں کئی کارکن گرفتار ہوئے۔ بھگت سنگھ کشوردت سمیت پارٹی کے 13 لوگوں پر لاہور میں مقدمہ چلایا گیا۔ لاہور سازشِ کیس کا فیصلہ 17 کتوبر 1930 کو سنایا گیا۔ شیورام، سکھ دیو، اور بھگت سنگھ کو پھانسی اور باقی ملزموں کو سخت سزاؤں کا فیصلہ سنایا گیا۔ 23 مارچ 1931 کو بھگت سنگھ اور ان کے دونوں ساتھیوں کو پھانسی دے دی گئی۔

دسمبر 1931 میں کانگریس کا سالانہ اجلاس جواہر لال نہرو کی صدارت میں ہوا۔ کانگریس کے سبھی ورکروں نے 31 دسمبر کو آدھی رات میں پنڈال سے باہر آکر مکمل آزادی کا جھنڈا لہرایا۔ 2 جنوری 1930 کو کانگریس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ میں ریاستی کانگریس کمیٹیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ 26 جنوری 1930 کو یوم آزادی منائیں۔ اس طرح 26 جنوری 1930 کو ملک بھر میں پورے جوش کے ساتھ پہلا یوم آزادی منایا گیا۔

12 مارچ 1930 کو گاندھی جی نے سابرمتی آشرم سے ڈانڈی تک اپنا پیدل مارچ شروع کیا 5 اپریل 1930 کو یہ لوگ ڈانڈی پہنچے اور 6 اپریل کو سمندر کے کنارے نمک قانون کو توڑنے کا عمل شروع کیا۔ 9 اپریل کو گاندھی جی نے پورے ملک کو نمک قانون توڑنے کا حکم دیا جس کے ساتھ ہی بڑے پیمانہ پر سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوگئی۔

دسمبر 1931 میں کانگریس کا سالانہ اجلاس جواہر لال نہرو کی صدارت میں ہوا. کانگریس کے سبھی ورکروں نے 31 دسمبر کو آدھی رات میں پنڈال سے باہر آکر مکمل آزادی کا جھنڈا لہرایا. 2 جنوری 1930 کو کانگریس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ میں ریاستی کانگریس کمیٹیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ 26 جنوری 1930 کو یوم آزادی منائیں. اس طرح 26 جنوری 1930 کو ملک بھر میں پورے جوش کے ساتھ پہلا یوم آزادی منایا گیا.

نمک قانون کے ساتھ ساتھ غیر ملکی کپڑوں اور شراب کے بائیکاٹ کی تحریک بھی زوروں پر تھی۔ گاندھی جی کے کہنے پر خواتین بھی اس میں بڑی تعداد میں شامل تھیں۔ گاندھی جی نے ان سے کہا کہ وہ شراب کی دوکانوں، افیم کے ٹھیکوں اور غیر ملکی کپڑوں کی دکانوں پر دھرنا دیں۔

سول نافرمانی کی تحریک میں بڑی تعداد میں مسلمان شامل تھے جواہر لال نہرو کے مطابق ''1930 میں جب سول نافرمانی کی دوسری تحریک شروع ہوئی تو اس میں مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس تحریک کے سلسلہ میں جن لوگوں کو جیل جانا پڑا ان میں کم سے کم دس ہزار مسلمان تھے۔''

1930 کی ستیہ گرہ میں ''خدائی خدمت گار'' نامی تنظیم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور خان عبد الغفار خان کی اس تنظیم میں ممبروں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر تھی۔

15 مارچ 1931 کو گاندھی اردن سمجھوتے پر دستخط کے بعد ستیہ گرہ تحریک ختم کر دی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ کانگریس دوسری گول میز کانفرنس میں حصہ لے گی۔ اس کانفرنس میں برطانوی سرکار کی کوئی بھی تجویز انہیں پسند نہیں آئی اور وہ 28 دسمبر 1931 کو ہندوستان لوٹ آئے۔ اس طرح دوسری کانفرنس بھی پہلی کی طرح ناکام ہوگئی۔

نومبر 1934 میں سینٹرل لیجس لیٹو اسمبلی کے انتخابات ہوئے۔ اس میں کانگریس کو 34 نشستیں اور مسلم لیگ کو 19 نشستیں ملیں۔ مدن موہن مالویہ کی نیشنل پارٹی کو 15 نشستیں ملیں۔ بھارت ایکٹ 1935 کی منظوری کے بعد 37-1936 میں ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں کانگریس کو بڑی کامیابی ملی۔ نئے قانون کے مطابق کانگریس اپنی وزارت بنانے کی حقدار تھی۔ بنگال میں وزارت بنانے میں کانگریس کی ایک بھول نے ملک کے سیاسی پس منظر پر گہرا اثر ڈالا۔ کانگریس کے مرکزی بورڈ نے 6 ممبران

سول نافرمانی کی تحریک میں بڑی تعداد میں مسلمان شامل تھے جواہر لال نہرو کے مطابق " 1930 میں جب سول نافرمانی کی دوسری تحریک شروع ہوئی تو اس میں مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس تحریک کے سلسلہ میں جن لوگوں کو جیل جانا پڑا ان میں کم سے کم دس ہزار مسلمان تھے۔"

1930 کی ستیہ گرہ میں "خدائی خدمت گار" نامی تنظیم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور خان عبد الغفار خان کی اس تنظیم میں ممبروں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر تھی۔

پر مشتمل وزارت میں دو مسلمانوں کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مسلم لیگ کانگریس کے مقامی لیڈروں سے انتخابات سے قبل ہونے والے سمجھوتے کے مطابق مطالبہ کر رہی تھی کہ وزارت میں دونوں مسلمان مسلم لیگ سے شامل کیے جائیں۔ لیکن کانگریس ایک نمائندہ مسلم لیگ سے اور دوسرا کوئی نیشنلسٹ مسلمان لینا چاہتی تھی آخر میں کانگریس نے فیصلہ کیا کہ صرف ان نمائندوں کو وزارت میں شامل کیا جائے جو کانگریس کا ممبر بن جائے۔ ظاہر ہے یہ مسلم لیگ کو منظور نہیں تھا۔ اس نے کانگریس کی شرطیں ماننے سے انکار کر دیا۔ دوسری جانب کانگریس نے انجام کی پرواہ کیے بنا اپنی وزارت بنالی اس سے نہ صرف لیگ کو زبر دست دھکا لگا بلکہ پورے ملک میں مسلمانوں کو دکھ پہنچا اور ان کے اندر مایوسی پھیل گئی۔ محمد علی جناح جو اب تک اتحاد کے حامی تھے اس جانب سے بالکل مایوس ہو گئے اس واقعہ سے کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان دراڑ کافی بڑھ گئی اور لیگ نے کانگریس کے خلاف مہم شروع کر دی۔ دونوں کے درمیان تلخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ غور کیا جانے لگا کہ مسلمانوں کی ایک الگ آزاد ریاست ہو۔ 22 دسمبر 1939 کو مسلم لیگ کے یوم نجات نے تلخی میں مزید اضافہ کر دیا۔ ابھی تک مسلم لیگ نے تقسیم کی بات نہیں قبول کی تھی۔ لیکن اب پہلی بار مسلم لیگ نے تقسیم کی تجویز مارچ 1940 میں اپنے لاہور اجلاس میں منظوری کر لی۔ اس تجویز میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ شمال مغرب اور مشرق میں وہ حصے جہاں مسلمان زیادہ تعداد میں ہیں انہیں ملا کر ایک الگ آزاد ریاست بنادی جائے۔ اس تجویز میں پاکستان کا نام نہیں تھا لیکن بعد میں یہی تجویز پاکستان ریزولیشن کے نام سے مشہور ہوئی۔

3 ستمبر 1939 کو دوسری جنگ عظیم شروع ہونے پر برطانوی سرکار نے اسمبلی کے نمائندوں سے بات کیے بغیر ہندوستان کو جنگ میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا اس سے ایسا لگنے لگا کہ برطانوی سرکار ہندوستان کو اپنا ماتحت سمجھتی ہے اور جنگ جیسے نازک معاملے پر بھی اسے فیصلہ کرنے کا حق نہیں دینا چاہتی۔

جناح جو اب تک اتحاد کے حامی تھے اس جانب سے بالکل مایوس ہوگئے اس واقعہ سے کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان دراڑ کافی بڑھ گئی اور لیگ نے کانگریس کے خلاف مہم شروع کردی. دونوں کے درمیان تلخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ غور کیا جانے لگا کہ مسلمانوں کی ایک الگ آزاد ریاست ہو. 22 دسمبر 1939 کو مسلم لیگ کے یوم نجات نے تلخی میں مزید اضافہ کر دیا. ابھی تک مسلم لیگ نے تقسیم کی بات نہیں قبول کی تھی. لیکن

ایک جانب مسلم لیگ پاکستان کے قیام کی کوشش میں لگی تھی تو دوسری جانب نیشنلسٹ مسلمانوں کی ایک جماعت ملک کے اتحاد کو بحال رکھنے کے لیے کام کر رہی تھی۔ اپریل 1940 میں مولانا آزاد نے مسلم کانفرنس جس میں ملک بھر کے 75000 سے زیادہ مسلمان شامل تھے ایک تجویز پاس کر کے تقسیم کے مطالبہ کی زبردست مخالفت کی۔

اس درمیان سبھاش چندر بوس کانگریس کی صدارت سے استعفیٰ دے کر ایک نئی پارٹی فارورڈ بلاک بنا چکے تھے۔ مارچ 1940 میں رام گڑھ کے نزدیک کشن نگر میں انہوں نے اینٹی کمپرومائز کانفرنس کی اور کہا کہ سرکار سے کسی طرح کا سمجھوتہ کرنے کی بجائے مکمل آزادی کے لیے کام کیا جائے۔ اس فیصلے کے مطابق فارورڈ بلاک نے 6 اپریل سے 13 اپریل 1940 تک سول نافرمانی کی تحریک چلائی۔

8 اگست 1942 کو بمبئی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں بھارت چھوڑ تحریک کی تجویز منظور کی گئی۔ سرکار نے اس تحریک کو سختی سے کچلنے کا فیصلہ کیا۔ 9 اگست 1942 کو مہاتما گاندھی، مولانا آزاد، پنڈت نہرو، سردار پٹیل اور کئی کانگریسی لیڈروں کو بمبئی سے گرفتار کر لیا گیا۔ اپنے لیڈروں کی گرفتاری سے عوام میں غم وغصہ پھیل گیا۔ اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سڑکوں پر نکل آئے ان لوگوں نے ہر اس چیز پر حملہ کیا جس میں انہیں انگریزوں کی نشانی نظر آئی۔ 9 اگست کو عوام نے سرکار کے خلاف جلسے کیے اور کئی مقامات پر جلوس نکالا۔ عوام نے انگریز سرکار کے مظالم کی پرواہ کیے بغیر جو مناسب سمجھا وہ کیا۔ ریل کی پٹریاں اکھاڑ دی گئیں، سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچایا۔ تھانوں، ریلوے اسٹیشنوں اور ڈاک خانوں کو نقصان پہنچایا گیا سرکار نے ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے تحت 60،229 افراد کو گرفتار کر لیا جس میں سزا پانے والوں کی تعداد 26،000 تھی۔ اس کے علاوہ 18 ہزار لوگ بغیر مقدمہ چلائے نظر بند رکھے گئے۔ اس ملک گیر تحریک میں 31 دسمبر 1943 تک 204 پولس تھانوں اور 749 دوسری سرکاری

ایک جانب مسلم لیگ پاکستان کے قیام کی کوشش میں لگی تھی تو دوسری جانب نیشنلسٹ مسلمانوں کی ایک جماعت ملک کے اتحاد کو بحال رکھنے کے لیے کام کر رہی تھی۔ اپریل 1940 میں مولانا آزاد نے مسلم کانفرنس جس میں ملک بھر کے 75000 سے زیادہ مسلمان شامل تھے ایک تجویز پاس کر کے تقسیم کے مطالبہ کی زبر دست مخالفت کی۔

عمارتوں کو زبردست نقصان پہنچایا گیا جس کی وجہ سے 27،35،125 روپے کا نقصان ہوا اس درمیان مشتعل عوام نے 342 ریلوے اسٹیشنوں پر حملے کیے اور پٹریوں کے اکھاڑنے اور ریل گاڑیوں میں توڑ پھوڑ سے سرکار کو 52 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ 474 مقامات پر سڑکیں توڑ دی گئیں۔ اس تحریک کو کچلنے کے لیے فوج نے 68 بار اور پولس نے 601 بار گولی چلائی۔ فوج کی گولی سے 297 لوگ مارے گئے اور 238 لوگ زخمی ہوئے۔ پولس کی گولی سے 763 لوگ مارے گئے اور 1941 لوگ زخمی ہوئے۔ پنڈت نہرو کا ماننا تھا کہ اس تحریک کے دوران پولس کی گولی سے کم سے دس ہزار لوگ ضرور ہلاک ہوئے ہوں گے۔

سرکار کے سخت قدم اٹھانے سے یہ تحریک زیادہ دنوں تک نہیں چل سکی اور انگریز سرکار نے پوری طاقت سے اس تحریک کو دبا دیا لیکن عوام کے دلوں میں آزادی کی تڑپ اور انگریزوں کے لیے نفرت کو دبانے میں سرکار ناکام رہی۔

ہندوستانیوں کے خلاف انگریز سرکار کی بے رخی کا عالم یہ تھا کہ جب ہندوستان چھوڑو تحریک اپنے عروج پر تھی تب بنگال میں 15 لاکھ لوگوں کی موت ہوگئی۔ جس کی سرکار نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ جنگِ آزادی میں سبھاش چندر بوس کا فارمولہ سب سے اہم تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ اگر ہندوستان عالمی جنگ میں انگلینڈ کے خلاف حصہ لے اور ان ملکوں کا ساتھ دے جو اس کے خلاف ہیں تو وہ آزادی حاصل کر سکتا ہے۔ اپنے اس منصوبہ پر عمل کرنے کے لیے وہ 17 جولائی 1941 کو اپنے گھر سے نکل بھاگے پہلے وہ کابل پہنچے وہاں سے روس پہنچے اور پھر 28 مارچ 1942 کو وہ ہوائی جہاز سے برلن چلے گئے وہاں انہوں نے تین تجویزیں رکھیں۔ پہلی یہ کہ برلن ریڈیو سے انگلینڈ کے خلاف پروپگنڈہ کریں گے۔ دوسری یہ کہ وہ جرمنی میں ہندوستانی قیدیوں کو منتخب کر کے آزاد ہند فوج بنائیں گے اور تیسری تجویز یہ کہ بنیادی طاقتیں مل کر ہندوستان کی آزادی کا اعلان

ہندوستانیوں کے خلاف انگریز سرکار کی بے رخی کا عالم یہ تھا کہ جب ہندوستان چھوڑو تحریک اپنے عروج پر تھی تب بنگال میں 15 لاکھ لوگوں کی موت ہوگئی۔ جس کی سرکار نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ جنگِ آزادی میں سبھاش چندر بوس کا فارمولہ سب سے اہم تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ اگر ہندوستان عالمی جنگ میں انگلینڈ کے خلاف حصہ لے اور ان ملکوں کا ساتھ دے جو اس کے خلاف ہیں تو وہ آزادی حاصل کر سکتا ہے۔

کریں گی۔ پہلی دو تجاویز مان لی گئیں لیکن تیسری تجویز جرمنی اور اٹلی دونوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے کیپٹن موہن سنگھ نے جنگی قیدیوں میں سے ہندوستانی قیدیوں کو منتخب کر آزاد ہند فوج بنانی شروع کر دی۔ 25 اگست 1943 کو سبھاش چندر بوس آزاد ہند فوج کے سپہ سالار بنے۔ 21 اکتوبر 1943 کو انہوں نے آزاد ہندوستان کی عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا اور 23 اکتوبر 1943 کو اس سرکار کی جانب سے انگلینڈ اور امریکہ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ستمبر 1943 میں سبھاش بریگیڈ بنائی گئی جس کے کمانڈر شاہنواز خان بنائے گئے۔ یہ بریگیڈ جنوری 1944 میں رنگون پہنچی۔ شاہ نواز خان 4 جنوری 1944 کو رنگون پہنچے اور وہیں انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنالیا۔ 3 فروری 1944 کو آزاد ہند کے فوجیوں نے "دلی چلو" کا نعرہ لگایا اور جاپانی فوج کے ساتھ 150 میل اندر تک ہندوستان میں داخل ہو گئے۔ آزاد ہند فوج نے ہندوستان کی سرزمین پر اپنا جھنڈا لہرا دیا اور آزاد ہند فوج کا قومی ترانہ گایا۔ اس مہم میں 4000 ہندوستانی فوجی مارے گئے۔

21 اگست 1945 کو مرکز اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات کے اعلان کے بعد دسمبر 1945 میں انتخابات ہوئے جس میں کانگریس نے 57، مسلم لیگ نے 30 آزاد امیدواروں نے 5، اکالی سکھوں نے 2 اور یورپینوں نے 8 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ نتائج کے اعلان کے بعد 8 ریاستوں میں کانگریس، ایک میں یونینسٹ پارٹی کی قیادت میں مشترکہ سرکار اور دو ریاستوں میں مسلم پارٹیوں کی حکومت بنی۔

16 مئی 1946 کو اپنی ایک اسکیم میں وائسرائے نے مستقبل کی سرکار کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس میں 40 فیصد ہندو نمائندوں کو کانگریس اور 40 فیصد مسلمان نمائندوں کو مسلم لیگ منتخب کرے گی اور باقی 20 فیصد میں سکھ، ہندوستانی عیسائی، پسماندہ

16 مئی 1946 کو اپنی ایک اسکیم میں وائسرائے نے مستقبل کی سرکار کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس میں 40 فیصد ہندو نمائندوں کو کانگریس اور 40 فیصد مسلمان نمائندوں کو مسلم لیگ منتخب کرے گی اور باقی 20 فیصد میں سکھ، ہندوستانی عیسائی، پسماندہ ذات اور پارسیوں کے نمائندے ہوں گے۔ لیکن طویل تبادلہ خیال کے بعد بھی کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

ذات اور پارسیوں کے نمائندے ہوں گے۔ لیکن طویل تبادلہ خیال کے بعد بھی کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو وائسرائے نے یہ پیش کش کی کہ کونسل میں 13 نمائندے ہوں جن میں، کانگریس 5 مسلم لیگ ایک سکھ اور ایک ہندوستانی عیسائی ہو۔ کانگریس نے وائسرائے کی اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آخر میں کیبنٹ مشن اور وائسرائے نے 16 جون 1946 کو 14 ممبروں کا اعلان کیا جس میں مسلم لیگ کے 5 مسلمانوں اور کانگریس کے 6 ہندوؤں کے نام تھے تین دوسرے طبقہ کے لوگ تھے۔ کانگریس نے اسے بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا آخر کار وائسرائے نے 6 اگست 1946 کو سرکار بنانے کی دعوت دی اور کانگریس ورکنگ کمیٹی نے نہرو کو سرکار بنانے کی اجازت دے دی۔ اس سے دونوں پارٹیوں کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہوا۔

مسلم لیگ نے 16 اگست 1946 کو ڈائریکٹ ایکشن ڈے منایا۔ جس کے نتیجہ میں ملک بھر میں فرقہ دارانہ فسادات بھڑک اٹھے۔ کلکتہ میں بھیانک فساد ہوا جس میں سرکاری رپورٹ کے مطابق 5000 لوگ مارے گئے اور لگ بھگ اتنے ہی زخمی ہوئے۔ اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں نوا کھالی اور تری پورہ ضلع میں فسادات ہوئے۔ پنجاب اور بہار بھی فرقہ وارانہ فسادات سے محفوظ نہیں رہ سکے دونوں مذاہب کے لوگوں کے آپسی مارکاٹ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ 2 ستمبر 1946 کو جواہر لال نہرو کی قیادت میں عارضی حکومت بن گئی۔ محمد علی جناح اور وائسرائے کے درمیان کئی بار کے تبادلہ خیال کے بعد مسلم لیگ نے اپنے 5 نمائندوں کو حکومت میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ لیکن سرکار بننے کے بعد بھی دونوں پارٹیوں میں کشیدگی اسی طرح برقرار رہی۔ جس سے صورت حال مزید بگڑ گئی۔

اس درمیان مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے 3 سے 6 دسمبر تک لندن میں کانفرنس ہوئی جس میں انگلینڈ کے وزیر اعظم اور وائسرائے کے علاوہ جواہر لال نہرو، محمد علی جناح، لیاقت

مسلم لیگ نے 16 اگست 1946 کو ڈائریکٹ ایکشن ڈے منایا۔ جس کے نتیجہ میں ملک بھر میں فرقہ دارانہ فسادات بھڑک اٹھے۔ کلکتہ میں بھیانک فساد ہوا جس میں سرکاری رپورٹ کے مطابق 5000 لوگ مارے گئے اور لگ بھگ اتنے ہی زخمی ہوئے۔ اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں نو اکھالی اور تری پورہ ضلع میں فسادات ہوئے۔ پنجاب اور بہار بھی فرقہ وارانہ فسادات سے محفوظ نہیں رہ سکے دونوں مذاہب کے لوگوں کے آپسی مارکاٹ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

علی خان اور سردار بلدیو سنگھ شامل ہوئے۔ یہ کانفرنس کانگریس اور لیگ کے آپسی ٹکراؤ کے سبب ناکام ہوگئی۔ برطانوی سرکار نے جب دیکھا کہ وہ معاملہ سلجھانے میں ناکام ہوگئی ہے تب اس نے جون 1948 تک اقتدار ہندوستانیوں کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔

24 مارچ 1947 کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے جلد ہی یہ فیصلہ کرلیا کہ ہندوستان کا بٹوارہ ضروری ہے۔ بی پی مینن کے ذریعہ تیار ایک اسکیم کو لے کر جسے مسلم لیگ کے محمد علی جناح اور لیاقت علی خان اور کانگریس کے جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل کی حمایت حاصل تھی وائسرائے 18 مئی 1947 کو لندن گئے اور وہاں سے اس کی منظوری لے کر واپس آگئے۔ اس اسکیم میں ملک کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کی تجویز تھی۔ اس اسکیم کو سبھوں نے منظور کرلیا اور 4 جون 1947 کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے پہلے سے طے شدہ تاریخ سے بہت پہلے ہی ہندوستان کی آزادی کا اعلان کردیا۔

15 اگست 1947 کو تقسیم ہند کا فیصلہ کرلیا گیا۔ وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے 14 اگست 1947 کو پاکستان اور 15 اگست 1947 کو ہندوستان کی آزادی کا اعلان کردیا۔ ملک کے ساتھ ساتھ فوج بھی بٹ گئی لیکن یہ دونوں قوموں کے دلوں کو نہیں بانٹ سکی۔ بڑی تعداد میں مسلمانوں نے اسی ملک میں رہنے کا فیصلہ کیا اور کسی بھی قیمت پر اپنے وطن کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ تقسیم کے سبب لوگوں کے دلوں کو تکلیف پہنچی تھی جو ملک گیر فسادت کی شکل میں سامنے آئی مذہب جس نے انگریزوں کے خلاف دو قوموں کو ایک کردیا تھا سیاست نے ان کے دلوں میں نفرت پیدا کردی۔ اقتدار کی چاہت نے دو فرقوں کے آپسی بھائی چارہ کو مذہب کی بنیاد پر ہی الگ کردیا جو سراسر سیاست پر مبنی تھا اور ایک بار پھر یہی سیاست مذہب کو بنیاد بنا کر نفرت کے بیج بورہی ہے ایک اور بٹوارے کی فضا تیار کررہی ہے۔

----✤----

بی پی مینن کے ذریعہ تیار ایک اسکیم کو لے کر جسے مسلم لیگ کے محمد علی جناح اور لیاقت علی خان اور کانگریس کے جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل کی حمایت حاصل تھی وائسرائے 18 مئی 1947 کو لندن گئے اور وہاں سے اس کی منظوری لے کر واپس آگئے۔ اس اسکیم میں ملک کی تقسیم اور پلکستان کے قیام کی تجویز تھی۔ اس اسکیم کو سبھوں نے منظور کر لیا اور 4 جون 1947 کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے پہلے سے طے شدہ تاریخ سے بہت پہلے ہی ہندوستان کی آزادی کا اعلان کر دیا۔

آزادی اور بٹوارا

مولانا ابوالکلام آزاد کے ذریعہ بیان کی گئی تقسیمِ وطن کی داستان

14 اگست کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن پاکستان کے قیام کی تقریب کا افتتاح کرنے کے لیے کراچی گئے اور دوسرے دن واپس وہاں سے آئے اور 15 اگست 1947 کو رات کے 12 بجے ہندوستانی اقتدار کا جنم ہوا۔

ملک اب آزاد تھا لیکن اس سے پہلے کہ یہاں کے لوگ اس آزادی اور فتح کا پوری طرح لطف اٹھا پاتے صبح آنکھ کھلتے ہی انہوں نے پایا کہ آزادی اپنے ساتھ بہت بڑی بدقسمتی لے کر آئی ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیں آزادی کا لطف اٹھانے اور آرام کرنے سے پہلے ایک طویل اور مشکل سفر طے کرنا ہے۔

کانگریس اور اس کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ نے بھی تقسیم کو قبول کر لیا تھا۔ چونکہ کانگریس پورے ملک کی قیادت کرتی ہے اور مسلم لیگ کو مسلمانوں کی بڑی تعداد کی حمایت حاصل تھی اس کے عام طور پر معنی یہی تھے کہ پورے ملک نے تقسیم کو قبول کر لیا تھا جب کہ اصل صورت حال اس کے بالکل برخلاف تھی۔ جب ہم لوگ تقسیم سے فوراً پہلے اور اس کے بعد ملک کی جانب دیکھتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ اس تقسیم کی منظوری کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی تجاویز اور مسلم لیگ کے رجسٹر تک ہی محدود تھی۔ ہندوستان کے لوگوں کو یہ بٹوارا منظور نہیں تھا۔ حقیقت میں ان کے دل اور ان کی روح اس تجویز کے خلاف تھی۔ میں کہہ چکا ہوں کہ مسلم لیگ کو بہت سارے ہندوستانی مسلمانوں کی حمایت حاصل تھی لیکن مسلم قوم کا بہت بڑا حصہ تھا جس نے ہمیشہ لیگ کی مخالفت کی تھی۔ ملک کی تقسیم کے فیصلے سے وہ لوگ قدرتی طور پر الگ تھلگ پڑ گئے۔ اور سکھ ان لوگوں میں تھے جو بٹوارے کے خلاف متحد تھے۔ کانگریس کی تجویز کو منظور کرنے کے باوجود ان کی مخالفت کو ذرا بھی کم

جب ہم لوگ تقسیم سے فوراً پہلے اور اس کے بعد ملک کی جانب دیکھتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ اس تقسیم کی منظوری کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی تجاویز اور مسلم لیگ کے رجسٹر تک ھی محدود تھی. ہندوستان کے لوگوں کو یہ بٹوارا منظور نہیں تھا. حقیقت میں ان کے دل اور ان کی روح اس تجویز کے خلاف تھی. میں کہہ چکا ہوں کہ مسلم لیگ کو بہت سارے ہندوستانی مسلمانوں کی حمایت حاصل تھی لیکن مسلم قوم کا بہت بڑا حصہ تھا جس نے ہمیشہ لیگ کی مخالفت کی تھی.

نہیں کیا جاسکا تھا۔ اور پھر جب ملک کی تقسیم ایک حقیقت بن گئی تب وہ مسلمان بھی جو مسلم لیگ کی حمایت میں تھے اس کے نتائج سے خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے کھلے عام کہنا شروع کر دیا کہ تقسیم سے ان کا مقصد یہ نہیں تھا۔

دس سال بعد بھی حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ اس وقت جو میں نے کہا تھا اسے حالات نے صحیح ثابت کر دیا۔ میرے لیے اس وقت بھی صاف تھا کہ کانگریس لیڈروں نے بٹوارہ اس وقت بھی کھلے اور آزاد دماغ سے منظور نہیں کیا ہے۔ کچھ نے اس کو ناراضگی اور غصہ سے منظور کیا اور کچھ لوگوں نے مایوسی سے۔ انسان جب ذلت اور خوف میں مبتلا ہوتا ہے تو حقیقت کا بخوبی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ تقسیم کے حامی جو خواہش کے دباؤ میں کام کر رہے تھے۔ وہ اس حقیقت کو کیسے سمجھ سکتے تھے۔

کانگریس کے لوگوں میں تقسیم کے سب بڑے حامی سردار پٹیل تھے حالانکہ انہیں یقین نہیں تھا کہ تقسیم ہندوستان کے مسائل کا سب سے بہتر حل ہے۔ انہوں نے بٹوارے کے حق میں اپنا فیصلہ غصہ اور رنج کے ساتھ دیا۔ انہوں نے اپنی ہر تجویز کو لیاقت علی خان کے وزیر خزانہ کی شکل میں ویٹو کر دیے جانے سے اپنے آپ کو بے سروپا محسوس کیا۔ اور انہوں نے ناراضگی سے فیصلہ کیا کہ اگر کوئی دوسرا راستہ نہیں بچا ہے تو بٹوارا ہی قبول کر لیا جائے۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ پاکستان کی نئی ریاست عملی نہیں ہوگی۔ اور یہ زیادہ دنوں تک نہیں چل سکتی۔ وہ سمجھتے تھے کہ پاکستان کو قبول کرنا مسلم لیگ کو ایک تلخ سبق سکھا دے گا۔ پاکستان بہت کم مدت میں بکھر جائے گا اور وہ علاقے جو ہندوستان سے الگ ہوئے ہیں انہیں کئی ان کہی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سردار پٹیل کو یہ بھی امید تھی کہ وہ لوگ ہندوستان لوٹنے پر مجبور ہوں گے۔ میں یہ بھی قبول کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کے خلاف ان کی دلیلیں اتنی مضبوط تھیں کہ انہیں اس کا بھی افسوس نہیں تھا کہ وہ مسلمان جو لیگ کے حامی تھے ان کو مشکلات اٹھانی پڑیں گی۔ ملک کی تقسیم کے بارے میں لوگوں کے

کانگریس کے لوگوں میں تقسیم کے سب بڑے حامی سردار پٹیل تھے حالانکہ انہیں یقین نہیں تھا کہ تقسیم ہندوستان کے مسائل کا سب سے بھتر حل ھے۔

وہ سمجھتے تھے کہ پاکستان کو قبول کرنا مسلم لیگ کو ایک تلخ سبق سکھا دے گا۔ پاکستان بھت کم مدت میں بکھر جائے گا اور وہ علاقے جو ھندوستان سے الگ ھوئے ھیں انھیں کئی ان کھی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سردار پٹیل کو یہ بھی امید تھی کہ وہ لوگ ھندوستان لوٹنے پر مجبور ھوں گے۔۔

روپیہ کا صحیح پتہ 14 اگست 1947 کو چلا جب آزاد پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

اگر ہندوستان کے لوگ اپنی مرضی سے بٹوارے کو قبول کرتے تو پنجاب، فرنٹیر، سندھ اور بنگال کے ہندو اور سکھ اسی طرح خوشیاں مناتے جیسے اس خطہ کے مسلمانوں نے منائیں۔ اس پورے خطہ سے ملی رپورٹوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ کہ بٹوارے کو کانگریس کو منظور ہونے کا مطلب ہندوستان کے لوگوں کو تسلیم ہونا ہے کتنا کھوکھلا تھا۔

پاکستان کے مسلمانوں کے لیے 14 اگست خوشی کا دن تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں کے لیے یہ دکھ کا دن تھا۔ یہ صرف زیادہ تر لوگوں کی سوچ نہیں تھی بلکہ کانگریس کے اہم لیڈروں کا بھی یہی خیال تھا۔ آچاریہ کرپلانی اس وقت کانگریس کے صدر تھے وہ سندھ کے رہنے والے تھے۔

14 اگست 1947 کو انہوں نے ایک بیان جاری کیا کہ یہ ہندوستان کے لیے افسوس اور تباہی کا دن تھا۔ پورے پاکستان کے ہندوؤں اور سکھوں نے اسی خیال کا کھلے عام اظہار کیا۔ حقیقت میں یہ ایک غیر معمولی صورت حال تھی۔ ہماری قومی جماعت کانگریس نے تقسیم کے حق میں فیصلہ کیا تھا لیکن تقسیم سے پوری آبادی افسردہ تھی۔ قدرتی طور پر جہاں ایک سوال تھا کہ اگر تقسیم سے یہاں کے سارے لوگوں کے دل میں افسردگی اور غصہ تھا تو آخر کیوں ہندوستان کے لوگوں نے تقسیم کو منظور کیا۔ اس کی بڑے پیمانے پر مخالفت کیوں نہیں ہوئی۔ ایک ایسا فیصلہ کرنے میں اتنی جلدی کیوں تھی جسے ہر کوئی غلط سمجھ رہا تھا۔ اگر 15 اگست 1947 تک ہندوستان کے مسئلہ کا صحیح حل نہیں مل سکا تھا تو ہم نے ایک غلط فیصلہ کیوں کیا اور اب اس پر افسوس کیسا؟ میں نے بار بار یہ کہا تھا کہ اس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک مناسب حل نہ مل جائے۔ میں نے اپنی جانب سے پوری کوشش کی لیکن میرے دوست اور ساتھیوں نے بدقسمتی سے میرا ساتھ نہیں دیا۔ حقیقت سے ان کی آنکھیں بند کرنے کی ایک ہی وجہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ غصہ یا

ہماری قومی جماعت کانگریس نے تقسیم کے حق میں فیصلہ کیا تھا لیکن تقسیم سے پوری آبادی افسردہ تھی۔ قدرتی طور پر جہاں ایک سوال تھا کہ اگر تقسیم سے یہاں کے سارے لوگوں کے دل میں افسردگی اور غصہ تھا تو آخر کیوں ہندوستان کے لوگوں نے تقسیم کو منظور کیا۔ اس کی بڑے پیمانے پر مخالفت کیوں نہیں ہوئی۔ ایک ایسا فیصلہ کرنے میں اتنی جلدی کیوں تھی جسے ہر کوئی غلط سمجھ رہا تھا۔

مایوسی نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا تھا شاید یہ بھی ہو کہ ایک تاریخ 15 اگست کے طے ہونے نے جادو دکھایا انہیں تقسیم کے بارے میں جو کچھ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا اسے منظور کرنے کے لیے مجبور کر دیا۔

یہ ایک ایسی حالت تھی جس میں افسوس اور مضحکہ خیزی دونوں شامل تھی۔ تقسیم کے بعد سب سے مضحکہ خیز حالت مسلم لیگ کے ان لیڈروں کی تھی جو تقسیم کے بعد بھی ہندوستان میں رہ گئے تھے۔

جناح اپنے حامیوں کو یہ پیغام دے کر کراچی چلے گئے کہ اب ملک تقسیم ہو گیا ہے اور اب وہ ہندوستان کے وفادار شہری ہو جائیں۔ اس الوداعی پیغام نے ان کے اندر پست ہمتی اور خواب ٹوٹنے کا عجیب احساس پیدا کر دیا۔ ان میں سے بہت سے لیڈر میرے پاس 14 اگست کے بعد ملنے آئے ان کی حالت افسوس ناک تھی ان میں سے ہر ایک نے بہت افسوس اور غصہ سے کہا کہ جناح نے انہیں دھوکہ دیا اور انہیں منجدھار میں چھوڑ گئے۔

پہلے میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ ان کے یہ کہنے کا کیا مقصد ہے کہ جناح نے انہیں دھوکہ دیا۔ انہوں نے کھلے عام مسلم اکثریتی علاقوں کی بنیاد پر ملک کے بٹوارے کا مطالبہ کیا تھا۔ بٹوارا اب ایک حقیقت تھا اور مشرق و مغرب دونوں کے ہی مسلم اکثریتی علاقے، پاکستان کا حصہ بن چکے تھے پھر بھی مسلم لیگ کے ان ترجمان نے کیوں کہا کہ انہیں دھوکا دیا گیا۔

جب میں نے ان سے بات کی تو میں نے پایا کہ بٹوارے کی تصویر جوان کے دماغ میں تھی وہ حقیقت سے دور تھی۔ وہ پاکستان کے قیام کے اثر کو سمجھنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ اگر مسلم اکثریتی علاقوں کو ایک علاحدہ ریاست تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات صاف تھی کہ وہ علاقے جن میں سے مسلمان اقلیت میں ہیں ہندوستان کا حصہ ہوگا۔ اتر پردیش اور بہار

جناح اپنے حامیوں کو یہ پیغام دے کر کراچی چلے گئے کہ اب ملک تقسیم ہوگیا ہے اور اب وہ ہندوستان کے وفادار شہری ہو جائیں۔ اس الوداعی پیغام نے ان کے اندر پست ہمتی اور خواب ٹوٹنے کا عجیب احساس پیدا کردیا۔ ان میں سے بہت سے لیڈر میرے پاس 14 اگست کے بعد ملنے آئے ان کی حالت افسوس ناک تھی ان میں سے ہر ایک نے بہت افسوس اور غصہ سے کہا کہ جناح نے انہیں دھوکہ دیا اور انہیں منجھدار میں چھوڑ گئے۔

کے مسلمان اقلیت میں تھے اس لیے یہ تقسیم کے بعد یہیں رہ گئے۔ یہ حیرت انگیز مگر سچ ہے کہ مسلم لیگ نے بے وقوفی سے لوگوں کو سمجھایا تھا کہ ایک بار پاکستان بن گیا تو مسلمان جہاں کہیں بھی اکثریتی یا اقلیتی علاقہ میں ہیں انہیں الگ ملک سمجھا جائے گا اور وہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کے حقدار ہوں گے۔ اب جبکہ مسلم اکثریتی علاقے ہندوستان سے کٹ چکے تھے اور یہاں تک کہ بنگال اور پنجاب کا بھی بٹوارہ ہو چکا تھا اور جب مسٹر جناح کراچی چلے گئے تب ان بے وقوفوں کو سمجھ میں آیا کہ انہیں کچھ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے ہندوستان کے بٹوارے سے سب کچھ کھو دیا تھا۔ جناح کا آخری پیغام اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکے جیسا تھا۔ ان کے لیے اب یہ ایک دم صاف تھا کہ بٹوارے کا انجام صرف یہ ہے کہ اقلیت کی شکل میں ان کی حالت پہلے سے اور کمزور ہو گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے بے وقوفی کی حرکتوں سے ہندوؤں کے دماغوں میں نفرت اور غصہ بھر دیا۔

جب مسٹر جناح کراچی چلے گئے تب ان بے وقوفوں کو سمجھ میں آیا کہ انہیں کچھ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے ہندوستان کے بٹوارے سے سب کچھ کھو دیا تھا۔ جناح کا آخری پیغام اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکے جیسا تھا۔ ان کے لیے اب یہ ایک دم صاف تھا کہ بٹوارے کا انجام صرف یہ ھے کہ اقلیت کی شکل میں ان کی حالت پہلے سے اور کمزور ہوگئی ھے اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے بے وقوفی کی حرکتوں سے ہندوؤں کے دماغوں میں نفرت اور غصہ بھر دیا۔

مسلم لیگ کے ممبران اب بار بار کہہ رہے تھے کہ وہ اب ہندوؤں کے رحم وکرم پر ہیں۔ یہ صاف تھا کہ ان حالات پر رنج وغم نے شاید ہی ان کے لیے رحم کا جذبہ پیدا کیا ہو۔ میں نے انہیں یاد دلایا کہ میں نے ان سے کیبنٹ مشن پلان کے دوران کیا کہا تھا۔ میں نے اپنے 15 اپریل 1946 کے بیان میں ہندوستانی مسلمانوں کو صاف لفظوں میں ہوشیار کر دیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ اگر بٹوارہ ایک حقیقت بن گیا تب ایک دن انہیں پتہ چلے گا کہ اکثریتی مسلمانوں کے پاکستان جانے کے بعد وہ ہندوستان میں ایک چھوٹی اور کمزور اقلیت کی شکل میں رہ جائیں گے۔

مسلم لیگ کے ممبران اب بار بار کہہ رہے تھے کہ وہ اب ہندوؤں کے رحم وکرم پر ھیں۔

15 اگست کو یوم آزادی کی تقریبات کے لیے ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ نصف شب کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کی میٹنگ ہوئی اور اس میں اعلان کیا گیا کہ ہندوستان آزاد اور خودمختار ملک ہے۔ دوسرے دن صبح 9 بجے اسمبلی کی پھر میٹنگ ہوئی اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن

نے افتتاحی تقریر کی۔ پورا شہر خوشی کے عالم میں تھا یہاں تک کہ تقسیم کے دکھ کو بھی لوگ بھول گئے تھے۔ شہر اور آس پاس کے لاکھوں لوگ آزادی کی خوشیاں منانے کے لیے نکل پڑے تھے۔ آزاد بھارت کا پرچم 4 بجے لہرایا جانا تھا۔

اگست کی جلا دینے والی دوپہر کے باوجود لاکھوں لوگ گھنٹوں سورج کی تپش کو برداشت کر رہے تھے۔ بھیڑ اتنی زیادہ تھی کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اپنی کار سے باہر نہیں آسکے اور انہیں وہیں سے تقریر کرنی پڑی۔ یہ خوشی بہت ولولہ انگیز تھی لیکن یہ خوشی مشکل سے 48 گھنٹے ہی رہ پائی۔ اگلے ہی دن فرقہ وارانہ فسادات کی خبروں نے شہر کو گہری اداسی میں غرق کر دیا۔ قتل لوٹ اور تشدد کی خبریں تھیں۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ مشرقی پنجاب میں ہندو اور سکھوں نے مسلمانوں کے گاؤں پر حملے کیے۔ وہ لوگ گھروں کو جلا رہے تھے اور معصوم مردوں عورتوں اور بچوں کو مار رہے تھے۔ ٹھیک یہی رپورٹ مغربی پنجاب سے بھی ملی مسلمان ہندو اور سکھ فرقہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کر رہے تھے پورا مشرقی اور مغربی پنجاب بربادی اور موت کا قبرستان بن گیا تھا ایسے واقعات تیزی سے ہو رہے تھے۔ ایک کے بعد ایک پنجاب کے وزیر دہلی بھاگ رہے تھے ان کے ساتھ کانگریس کے وہ لیڈر تھے جو سرکار سے باہر تھے۔ یہ بھی لوگ وہاں ہونے والے واقعات سے خوف زدہ تھے۔ وہ قتل و غارت گری کے پھیلاؤ سے بھی حیران تھے وہ مایوسی میں کہنے لگے کہ شاید اب کوئی بھی اسے روک نہ سکے۔ ہم لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے فوج کو کیوں نہیں بلایا؟ انہوں نے مایوسی سے کہا کہ پنجاب میں جو فوج اس وقت ہے اس پر بہت زیادہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور ان سے کسی مدد کی امید نہیں ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ پنجاب میں دہلی سے فوج بھیجی جانی چاہیے۔ ابتداء میں دہلی میں کوئی گڑبڑی نہیں تھی لیکن جب پورا ملک خونی آگ میں جل رہا تھا دہلی میں موجود چھوٹی سی ریزرو فوج کو بھیج دینا ممکن نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے باہر سے فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ

مشرقی پنجاب میں ہندو سکھوں نے مسلمانوں کے گاؤں پر حملے کیے۔ وہ لوگ گھروں کو جلا رہے تھے اور معصوم مردوں عورتوں اور بچوں کو مار رہے تھے۔ ٹھیک یہی رپورٹ مغربی پنجاب سے بھی ملی مسلمان ہندو اور سکھ فرقہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کر رہے تھے پورا مشرقی اور مغربی پنجاب بربادی اور موت کا قبرستان بن گیا تھا

وہاں پہنچ پاتی فسادات کی آگ راجدھانی تک پہنچ گئی۔ جیسے ہی پنجاب سے قتل عام کی خبریں پناہ گزینوں کے ذریعہ یہاں پہنچیں جو کہ مغربی پنجاب سے آرہے تھے تو دہلی میں فساد پھوٹ پڑا۔ قتل و غارت گری نے شہر کو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ فسادات سے صرف پناہ گزیں متاثر نہیں تھے بلکہ عام لوگ بھی اس کی زد میں آگئے۔ یہاں تک کہ وہ علاقے جہاں صرف سرکاری ملازمین تھے وہ بھی اس سے متاثر تھے۔ جب مغربی پنجاب سے قتل عام کی خبریں دہلی پہنچیں بے لگام لوگوں کی بھیڑ نے شہر کے مسلمانوں پر حملے کر دیے۔ دہلی میں ان خونی حملوں کو انجام دینے میں سکھ سب سے آگے تھے۔

جب مغربی پنجاب سے قتل عام کی خبریں دہلی پہنچیں بے لگام لوگوں کی بھیڑ نے شہر کے مسلمانوں پر حملے کر دیے۔ دہلی میں ان خونی حملوں کو انجام دینے میں سکھ سب سے آگے تھے۔

میں پہلے ہی یہ کہہ چکا ہوں کہ میں بدلے اور یرغمال بنانے کے نظریہ کی غیر ذمہ دارانہ باتوں سے کتنا افسردہ تھا۔ دہلی میں ہم اس خطرناک انداز فکر کا بہت ہی خوفناک اثر دیکھ رہے تھے۔ اگر مغربی پنجاب کے مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کے قتل کے گناہگار تھے تو ان کا بدلہ دہلی کے معصوم لوگوں سے کیوں لیا جانا چاہیے؟ بدلے کے یہ اصول اتنے ہی ظالمانہ ہوتے ہیں کہ کوئی شریف اور سمجھدار شخص اس کی حمایت میں ایک بھی لفظ نہیں کہہ سکتا۔

اگر مغربی پنجاب کے مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کے قتل کے گنلھگار تھے تو ان کا بدلہ دھلی کے معصوم لوگوں سے کیوں لیا جانا چاھیے؟

فوج کا یہ رویہ اب ایک مشکل مسئلہ بن چکا تھا۔ تقسیم سے پہلے فوج فرقہ پرستی کے زہر سے آزاد تھی۔ جب ملک کا بٹوارا فرقہ وارانہ بنیاد پر ہوا تو فرقہ پرستی کے جراثیم فوج میں بھی داخل ہو گئے۔ دہلی میں زیادہ تر فوجی ہندو اور سکھ تھے کچھ ہی دنوں میں یہ صاف ہو گیا کہ اگر شہر میں قانون و انتظام بحال کرنے کے لیے سخت قدم اٹھانے ہیں تو ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اس لیے ان لوگوں کو تیزی کے ساتھ جنوب سے فوج بلانے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ وہ ملک کے بٹوارے سے متاثر نہیں تھے اور اپنے فوجی ضابطوں پر کاربند تھے۔ جنوب کے فوجیوں نے حالات پر قابو پانے اور شہر میں لا اینڈ آرڈر بحال کرنے میں اہم کردار نبھایا۔

فوج کا یہ رویہ اب ایک مشکل مسئلہ بن چکا تھا۔ تقسیم سے پہلے فوج فرقہ پرستی کے زھر سے آزاد تھی۔ جب ملک کا بٹوارا فرقہ وارانہ بنیاد پر ہوا تو فرقہ پرستی کے جراثیم فوج میں بھی داخل ہو گے۔

خاص شہر کے علاوہ آس پاس کے علاقوں جیسے قرول باغ، لودھی کالونی سبزی منڈی اور صدر بازار میں بڑی تعداد میں مسلمان آباد تھے۔ ان سبھی علاقوں میں جان و مال بہت زیادہ محفوظ نہیں تھا اور موجودہ حالت میں پوری طرح فوجی تحفظ بھی ممکن نہیں تھا۔ ایک وقت تو صورت حال اتنی خراب ہوگئی کہ کوئی بھی مسلمان اس یقین سے نہیں سوتا تھا کہ وہ کل صبح زندہ اٹھے گا۔

آتشزنی، قتل اور فسادات کے ان دنوں میں فوجی افسروں کے ساتھ میں دہلی کے مختلف علاقوں میں گیا۔ میں نے پایا کہ مسلمان پوری طرح ڈرے سہمے اور بے بس تھے۔ کئی نے میرے مکان میں پناہ لینے کی خواہش ظاہر کی۔ شہر کے جانے مانے خاندان میرے پاس پوری طرح لٹی پٹی حالت میں آئے ان کے پاس کچھ بھی نہیں بچا تھا۔ سوائے ان کپڑوں کے جو کہ وہ پہنے ہوئے تھے۔ کچھ کی دن کے اجالے میں نکلنے کی ہمت نہیں تھی وہ آدھی رات یا صبح سویرے فوج کی حفاظت میں لائے گئے۔

میرا گھر جلد ہی بھر گیا اور میں نے اپنے کمپاؤنڈ میں شامیانے لگوا دیے۔ ہر طرح کے لوگ عورتیں اور مرد امیر غریب جوان اور بوڑھے جان کے خوف سے سب ایک ساتھ رہ رہے تھے۔

یہ بہت جلد واضح ہوگیا کہ قانون و انتظام بحال ہونے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔ شہر کے مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے گھروں کو تحفظ فراہم کرنا ممکن نہیں تھا اگر ہم ایک علاقہ میں حفاظتی دستوں کو تعینات کرتے تو دوسرے علاقہ میں حملے شروع ہو جاتے۔ تب ہم لوگوں نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے محفوظ کیمپوں میں رکھا جائے۔ اس طرح کا ایک کیمپ پرانا قلعہ میں بنایا گیا اس میں کوئی عمارت نہیں بچی تھی۔ سوائے کھنڈروں کے یہ کھنڈر بھی جلد ہی بھر گئے۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد قلعہ میں لائی گئی اور ان کھنڈروں میں ان لوگوں نے پوری سردی گزاری۔

خاص شہر کے علاوہ آس پاس کے علاقوں جیسے قرول باغ، لودھی کالونی سبزی منڈی اور صدر بازار میں بڑی تعداد میں مسلمان آباد تھے۔ ان سبھی علاقوں میں جان ومال بہت زیادہ محفوظ نہیں تھا اور موجودہ حالت میں پوری طرح فوجی تحفظ بھی ممکن نہیں تھا۔ ایک وقت تو صورت حال اتنی خراب ہوگئی کہ کوئی بھی مسلمان اس یقین سے نہیں سوتا تھا کہ وہ کل صبح زندہ اٹھے گا۔

میں نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی جس طرح ان کی بٹوارے میں مدد کے لیے نکتہ چینی کی ہے میں اب ان کے اس طریقے کی بھی تعریف کرتا ہوں جس طرح انہوں نے ہم پر آنے والے خطرے کو نمٹایا۔ جس طاقت اور جوش سے انہوں نے ہندوستان کے بٹوارے کا مشکل کام پورا کیا اسے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں اس سے بھی زیادہ طاقت اور جوش سے ملک میں قانون وانتظام بحال کرنے کا کام کیا۔ ان کی فوجی ٹریننگ ہمارے بہت کام آئی۔ ان کی اس فوجی صلاحیت کے تجربے اور رہنمائی کے بنا ہم ان مشکلات پر شاید ہی قابو پا سکتے۔

انہوں نے کہا کہ جنگ جیسے حالات ہیں اور اس سے اسی طرح نمٹنا چاہیے جنگ کے دوران جنگ کونسل جس طرح دن رات کام کرتی ہے ہمیں بھی ایک ورکنگ کونسل بنانی چاہیے جو کہ موقع پر فیصلہ کر سکے اور یہ دیکھے کہ فیصلے پر عمل کیا گیا یا نہیں۔ یہ بورڈ روز صبح 9:30 بجے گورنمنٹ ہاؤس کے کیبنٹ روم میں ملتا تھا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اس کی صدارت کرتے۔ ہم لوگ گزشتہ 24 گھنٹے کے اندر دیے گئے احکامات اور پھر اس پر عمل کا جائزہ لیتے تھے۔ اس بورڈ نے بحالی امن تک بغیر رکے کام کیا۔ بورڈ کے سامنے روز صبح جو رپورٹ آتی وہ اس مشکل وقت میں ہمیں معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں مدد کرتی۔

اس پورے وقت گاندھی جی زبردست تناؤ میں رہے تھے انہوں نے دونوں فرقہ کے درمیان اچھے جذبات بحال کرنے اور مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ انہیں اس سے بہت تکلیف اور دکھ پہنچا کہ ان کی کوششوں کو امید کے مطابق کامیابی نہیں ملی۔ اکثر وہ سردار پٹیل، جواہر لال نہرو اور مجھے بلاتے اور شہر کے حالات کے بارے میں بات کرتے۔ اس سے ان کا دکھ اور بھی بڑھ گیا جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان نظریاتی اختلافات تھے۔ جو کچھ ہو رہا تھا اس کے بارے میں بھی ہمارے اندر اختلافات دیکھ کر ان کا دکھ اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔

جنگ جیسے حالات هیں اور اس سے اسی طرح نمٹنا چاهیے جنگ کے دوران جنگ کونسل جس طرح دن رات کام کرتی هے همیں بهی ایک ورکنگ کونسل بنانی چاهیے جوکه موقع پر فیصله کر سکے اور یه دیکهے که فیصلے پر عمل کیا گیا یا نهیں. یه بورڈ روز صبح 9:30 بجے گورنمنٹ هاؤس کے کیبنٹ روم میں ملتا تها. لارڈ ماؤنٹ بیٹن اس کی صدارت کرتے. هم لوگ گزشته 24 گهنٹے کے اندر دیے گئے احکلمات اور پهر اس پر عمل کا جائزه لیتے تهے. اس بورڈ نے بحالی امن تک بغیر رکے کام کیا.

یہ حقیقت ہے کہ ایک جانب سردار پٹیل اور دوسری جانب میرے اور جواہر لال نہرو کے درمیان اختلاف تھا۔ اس کا اثر مقامی انتظامیہ پر بھی پڑ رہا تھا اور حکام دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ بڑی جماعت سردار پٹیل کی جانب دیکھ رہی تھی اور اس طرح کام کر رہی تھی جو ان کے نظریہ کے مطابق ان کو خوش کر سکے۔ ایک چھوٹی سی جماعت میرے اور جواہر لال کے ساتھ تھی اور جواہر لال کے احکامات کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دہلی کے چیف کمشنر ایک مسلمان افسر خورشید احمد تھے جو صاحبزادہ آفتاب احمد کے بیٹے تھے۔ وہ ایک مضبوط افسر نہیں تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈرتے تھے کہ اگر انہوں نے سخت قدم اٹھائے تو ان پر مسلمانوں کے حامی ہونے کا الزام لگ جائے گا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صرف نام کے لیے انتظامیہ کے سربراہ تھے اور سبھی قدم ڈپٹی کمشنر اپنی خواہش کے مطابق اٹھا رہے تھے۔

ڈپٹی کمشنر رندھاوا نامی افسر تھے جو کہ سکھ تھے لیکن سکھوں کی رسموں اور اصولوں کو نہیں مانتے تھے انہوں نے اپنی داڑھی منڈا لی تھی اور بال کٹوا لیے تھے اور بہت سے سکھ انہیں ناستک کہتے تھے۔ وہ تقسیم سے قبل سے دہلی کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ اور 15 اگست سے پہلے یہ سفارش کی جا رہی تھی کہ چونکہ انہوں نے اپنا مدت کار مکمل کر لیا ہے اس لیے انہیں پنجاب واپس جانا چاہیے۔ دہلی کے بہت سے مشہور شہری خاص طور سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نے اس تجویز کی زوردرد مخالفت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ رندھاوا ایک سیکولر ذہنیت کے سخت افسر ہیں اور ان مشکل حالات میں ان کا مناسب جانشین تلاش کرنا آسان نہیں۔

رندھاوا کو اسی طرح بحال رکھا گیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی جس نے پورے پنجاب کو اپنے شکنجے میں کس رکھا تھا اس نے انہیں بدل دیا۔ مجھے بہت سی رپورٹیں ملیں کہ وہ مجرموں کے خلاف سخت اور کارگر قدم نہیں اٹھا رہے تھے۔ بہت سے

یہ حقیقت ہے کہ ایک جانب سردار پٹیل اور دوسری جانب میرے اور جواہر لال نہرو کے درمیان اختلاف تھا۔ اس کا اثر مقامی انتظامیہ پر بھی پڑ رہا تھا اور حکام دو حصوں میں تقسیم ہوگئے تھے۔ بڑی جماعت سردار پٹیل کی جانب دیکھ رہی تھی اور اس طرح کام کر رہی تھی جو ان کے نظریہ کے مطابق ان کو خوش کر سکے۔ ایک چھوٹی سی جماعت میرے اور جواہر لال کے ساتھ تھی اور جواہر لال کے احکامات کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مسلمان جو کچھ پہلے ان کی تقرری کے لیے دلیلیں دے رہے تھے اب میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ دہلی کے مسلمانوں کو تحفظ نہیں فراہم کرا رہے ہیں اس کی شکایت سردار پٹیل سے کی گئی لیکن انہوں نے ان شکایتوں پر مشکل سے ہی کوئی دھیان دیا۔

سردار پٹیل وزیر داخلہ تھے اور اسی وجہ سے دہلی انتظامیہ براہ راست ان کے ماتحت تھا جیسے جیسے قتل اور آتشزنی کی فہرست لمبی ہوتی گئی گاندھی جی نے پٹیل کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا کہ وہ اس قتل عام کو روکنے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ سردار پٹیل نے ان کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ وہ رپورٹ جو گاندھی جی کو ملی ہے وہ بڑھا چڑھا کر بتائی گئی ہے حقیقت میں وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ڈرنے یا شکایت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مجھے خاص طور سے ایک موقع یاد ہے جب ہم تینوں گاندھی جی کے ساتھ بیٹھے تھے جواہر لال نے گہرے دکھ کے ساتھ کہا تھا کہ وہ دہلی کی یہ حالت برداشت نہیں کر سکتے جہاں کے مسلمان کتے اور بلی کی طرح مارے جا رہے ہیں وہ اپنے کو شرمندہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ بے بس ہیں اور ان کی مدد نہیں کر سکتے ان کی آتما انہیں کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتی اس لیے کہ لوگ اگر ان سے ان خوفناک واقعات کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ کیا جواب دیں گے۔ جواہر لال نے کئی بار دوہرایا کہ وہ ان حالات میں خود کو بے بس پاتے ہیں ان کا ضمیر انہیں شرمسار کرتا ہے۔

لیکن سردار پٹیل کے ردعمل سے ہم پوری طرح حیرت زدہ رہ گئے تھے ایسے وقت میں جب مسلمان دن کے اجالے میں مارے جا رہے تھے انہوں نے گاندھی جی سے کہا کہ جواہر لال کی شکایتیں پوری طرح نہ سمجھ میں آنے والی ہیں۔ کچھ واقعات ہو سکتے ہیں لیکن سرکار مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت میں انہوں نے جواہر لال کے وزیر اعظم کی شکل میں سرکار جو کچھ کر رہی ہے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

سردار پٹیل وزیر داخلہ تھے اور اسی وجہ سے دہلی انتظامیہ براہ راست ان کے ماتحت تھا جیسے جیسے قتل اور آتشزنی کی فہرست لمبی ہوتی گئی گاندھی جی نے پٹیل کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا کہ وہ اس قتل عام کو روکنے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ سردار پٹیل نے ان کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ وہ رپورٹ جو گاندھی جی کو ملی ہے وہ بڑھا چڑھا کر بتائی گئی ہے

جواہر لال نے گہرے دکھ کے ساتھ کہا تھا کہ وہ دہلی کی یہ حالت برداشت نہیں کر سکتے جہاں کے مسلمان کتے اور بلی کی طرح مارے جا رہے ہیں وہ اپنے کو شرمندہ محسوس کرتے ہیں

جواہر لال نہرو کچھ لمحوں کے لیے سکتہ میں آ گئے اور پھر مایوسی سے گاندھی جی کی جانب گھومے اور کہا کہ اگر سردار پٹیل کا یہ کہنا ہے تو انہیں کچھ نہیں کہنا۔

ایک دوسرا واقعہ جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سردار پٹیل کا دماغ کس طرح کام کر رہا تھا۔ سردار پٹیل جانتے تھے کہ ہر دن مسلمانوں پر جو حملے ہو رہے ہیں اس کے لیے کچھ صفائی دینا ضروری ہے اسی کے مطابق انہوں نے ایک اصول بنا رکھا تھا کہ شہر میں مسلمانوں کے گھروں سے خطرناک اسلحے برآمد کیے جا رہے ہیں۔ دہلی کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں پر حملے کے لیے اسلحے جمع کر لیے ہیں اور اگر ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے بچاؤ کے لیے پہلے قدم نہیں اٹھایا تو مسلمان انہیں تباہ کر دیں گے۔ پولس نے قرول باغ اور سبزی منڈی سے کچھ اسلحے برآمد کیے۔ سردار پٹیل کی ہدایت پر ان سب کو گورنمنٹ ہاؤس لایا گیا۔ اور ہم سب کے جائزے کے لیے کیبنٹ روم کے ایک کمرے میں رکھا گیا۔

جب ہم وہاں اپنی روزانہ کی میٹنگ کے لیے پہنچے تو سردار پٹیل نے کہا کہ ہم لوگوں کو پہلے اس کمرے میں جانا چاہیے اور ضبط اسلحوں کو دیکھنا چاہیے۔ جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک ٹیبل پر رسوئی کی درجنوں چھری، جیبی چاقو اور قلمی چاقو رکھے ہیں کچھ دستے اور کچھ بنا دستے کے ہیں جو کہ پرانے گھروں کے کباڑ خانے سے برآمد ہوئے ہیں ان میں کچھ زنگ لگے لوہے کے پائپ بھی ہیں سردار پٹیل کے مطابق یہ وہ ہتھیار تھے جو دہلی کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں کو مکمل طور سے تباہ کرنے کے لیے جمع کیے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ نے ان میں سے ایک یا دو چھریوں کو اٹھایا اور مسکرا کر کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے ان چیزوں کو اکٹھا کیا ہے ایسا لگتا ہے وہ فوجی کارروائیوں کے حیرت انگیز منصوبے رکھتے ہیں اگر وہ سوچتے ہیں کہ دہلی شہر پر ان اسلحوں سے قبضہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک دوسرا واقعہ جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سردار پٹیل کا دماغ کس طرح کام کر رہا تھا۔ سردار پٹیل جانتے تھے کہ ہر دن مسلمانوں پر جو حملے ہو رہے ہیں اس کے لیے کچھ صفائی دینا ضروری ہے اسی کے مطابق انہوں نے ایک اصول بنا رکھا تھا کہ شہر میں مسلمانوں کے گھروں سے خطرناک اسلحے برآمد کیے جا رہے ہیں۔ دہلی کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں پر حملے کے لیے اسلحے جمع کر لیے ہیں اور اگر ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے بچاؤ کے لیے پہلے قدم نہیں اٹھایا تو مسلمان انہیں تباہ کر دیں گے۔

میں پہلے ہی چکا ہوں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پرانا قلعہ میں اکٹھا ہوگئی تھی۔ سردی کی شروعات تھی۔ ہزاروں لوگ جو کھلے آسمان کے نیچے تھے اور سردی سے بری طرح متاثر تھے ان کے لیے کھانے اور پینے کے لیے پانی کا مناسب انتظام نہیں تھا سب سے برا یہ تھا کہ دیکھ بھال کا انتظام بالکل نہیں تھا یا مکمل طور سے ناکافی تھا۔ ایک صبح ڈاکٹر ذاکر حسین نے ایمرجنسی بورڈ کے سامنے کچھ شواہد پیش کیے اور پرانا قلعہ کی بری حالت کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان غریب عورتوں اور مردوں کو موت کے منہ سے بچا کر ایک زندہ قبر میں دفن کر دیا گیا ہے۔ بورڈ نے وہاں انتظامات کا جائزہ لینے اور ضروری قدم اٹھانے کا مشورہ دینے کے لیے کہا اور اپنی دوسری میٹنگ میں بورڈ نے فوراً پینے کے پانی اور صفائی کا انتظام کرنے کا فیصلہ کیا۔ فوج سے جتنے شامیانے ممکن ہو سکتے تھے لگانے کے لیے کہا گیا تاکہ لوگ کم سے کم سائے میں رہ سکیں۔

گاندھی جی کا دکھ روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ پہلے ان کی خواہش پر پورا ملک عمل کرتا تھا اب ایسا لگتا تھا ان کی زوردار اپیلوں کے سامنے لوگ بہرے ہو گئے ہیں۔ وہ اس حالت کو برداشت نہیں کر سکے اور مجھے یہ کہنے کے لیے بلا بھیجا کہ اب ان کے پاس کوئی دوسرا ہتھیار نہیں بچا ہے سوائے اس کے کہ وہ دہلی میں امن قائم ہونے تک برت رکھیں۔ جب لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ گاندھی جی امن بحال ہونے تک برت رکھیں گے اور اس کی ہدایت دہلی میں دے دی گئی ہے تب بہت سے لوگ جو اب تک خاموش تماشائی تھے شرم سے آگے آئے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس عمر میں ایسی صحت میں انہیں برت رکھنے سے روکنا چاہیے اس لیے پہلے تو انہوں نے گاندھی جی سے اپیل کی کہ وہ اپنا یہ خیال ترک کر دیں لیکن گاندھی جی اپنی بات پر سختی سے اڑے رہے۔

ایک چیز جس نے سب سے زیادہ گاندھی جی کے دماغ پر اثر ڈالا تھا وہ سردار پٹیل کا رویہ تھا۔ سردار پٹیل گاندھی جی کے قریبی لوگوں میں سے تھے اور انہیں بہت عزیز تھے۔

ہم نے دیکھا کہ ایک ٹیبل پر رسوئی کی درجنوں چھری، جیبی چاقو اور قلمی چاقو رکھے ہیں کچھ دستے اور کچھ بنا دستے کے ہیں جو کہ پرانے گھروں کے کباڑخانے سے برآمد ہوئے ہیں ان میں کچھ زنگ لگے لوہے کے پائپ بھی ہیں سردار پٹیل کے مطابق یہ وہ ہتھیار تھے جو دہلی کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں کو مکمل طور سے تباہ کرنے کے لیے جمع کیے تھے۔ لارڈ ماؤنٹ نے ان میں سے ایک یا دو چھریوں کو اٹھایا اور مسکرا کر کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے ان چیزوں کو اکٹھا کیا ہے ایسا لگتا ہے وہ فوجی کارروائیوں کے حیرت انگیز منصوبے رکھتے ہیں

حقیقت میں سردار پٹیل کی پوری سیاسی زندگی گاندھی جی کی مرہون منت تھی۔ کانگریس کے اہم لیڈروں میں کئی کی سیاسی زندگی گاندھی جی کے منظر عام پر آنے سے پہلے کی تھی جبکہ سردار پٹیل اور ڈاکٹر راجندر پرساد پوری طرح گاندھی جی کی پیداوار تھے۔

ڈاکٹر راجندر پرساد ایک شاندار تعلیمی ریکارڈ کے مالک تھے اور بہار کی سیاست میں لوگ انہیں مستقبل کے لیڈر کی شکل میں دیکھتے تھے جبکہ وہ اپنی وکالت پر زیادہ توجہ دیتے اور ساتھ ساتھ یہ بھی محسوس کرتے کہ انہیں امام بھائیوں یا مظہر الحق جیسے لیڈروں کے مقابلہ زیادہ مواقع نہیں ہیں۔ گاندھی جی جب بہار آئے تو انہوں نے پایا کہ یہاں سیاسی لیڈر شپ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اور کوئی بھی ہندو چاہے وہ کسی بھی مرتبے کا ہو ان کے پاس نہیں آیا۔

میں نے ایک قابل اعتماد آدمی سے سنا کہ ڈاکٹر سچید انند سہائے نے رات کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ جس میں شہرت یافتہ ہندوؤں کو گاندھی جی سے ملنے کی دعوت دی گئی تھی۔ ان لوگوں نے گاندھی جی سے کہا کہ بہار کے ہندو اس وقت تحریک عدم تعاون میں شامل ہوں گے اگر گاندھی جی ایک ہندو کو قیادت سونپیں۔ گاندھی جی نے کہا کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو قیادت نہیں سونپ سکتے وہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی باصلاحیت اور با کردار ہندو آگے آیا تو وہ اس کی مدد ضرور کریں گے۔ تب گاندھی جی کو بابو راجندر پرساد کا نام بتایا گیا اور کچھ ہی برسوں میں وہ گاندھی جی کی مدد اور تعاون سے پورے ہندوستان میں مشہور ہو گئے۔

پٹیل کا معاملہ اس سے بھی دلچسپ ہے۔ سردار پٹیل گجرات کے وکیلوں میں سے ایک تھے جنہیں ملک کی سماجی و سیاسی زندگی میں شاید ہی کوئی دلچسپی یا مقام حاصل تھا۔ گاندھی جی جب احمد آباد میں رہنے لگے تب انہوں نے پٹیل کا انتخاب کیا اور انہیں ایک ایک قدم اوپر اٹھاتے گئے۔ پٹیل ان کے حامی بن گئے اور میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کس

گاندھی جی نے کہا کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دہلی کے مسلمانوں کا قتل ہوتے دیکھا ہے۔ یہ سب اس دوران ہو رہا تھا جب ان کے اپنے بلبھ بھائی (سردار پٹیل) بھارت سرکار کے وزیر داخلہ تھے اور راجدھانی میں قانون و انتظام بحال رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ پٹیل صرف مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ہی ناکام نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اس معاملہ میں شکایتوں کو بھی بے دلی سے درکنار کر دیا۔

طرح انہوں نے گاندھی جی کی خواہشات کی تنہا مخالفت کی۔ یہ گاندھی جی تھے جنھوں نے انہیں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ممبر بنایا اور پھر وہ گاندھی جی ہی کی وجہ سے 1931 میں کانگریس کے صدر بنے۔ گاندھی جی کو اس سے گہرا رنج پہنچا کہ پٹیل اب جس نظریہ پر عمل کررہے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہے جس کے لیے کہ گاندھی جی کھڑے ہیں۔

گاندھی جی نے کہا کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دہلی کے مسلمانوں کا قتل ہوتے دیکھا ہے۔ یہ سب اس دوران ہو رہا تھا جب ان کے اپنے بلبھ بھائی (سردار پٹیل) بھارت سرکار کے وزیر داخلہ تھے اور راجدھانی میں قانون و انتظام بحال رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ پٹیل صرف مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ہی ناکام نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اس معاملہ میں شکایتوں کو بھی بے دلی سے درکنار کردیا۔ گاندھی جی نے کہا کہ اب ان کے سامنے کوئی راستہ نہیں بچا ہے سوائے ان کے آخری ہتھیار ''برت'' کے وہ بھی اس وقت تک جب تک حالات بدل نہیں جاتے۔ پروگرام کے مطابق انہوں نے 12 جنوری 1948 کو اپنا برت شروع کیا۔ ایک طرح سے یہ برت سردار پٹیل کے رویہ کے خلاف تھا اور پٹیل بھی یہی محسوس کرتے تھے۔

ہم لوگوں نے گاندھی جی کو برت سے روکنے کی بہت کوشش کی پہلے دن کے برت کی شام جواہر لال، سردار پٹیل اور میں گاندھی جی کے پاس بیٹھے تھے۔ سردار پٹیل اگلے دن بمبئی جارہے تھے۔ انہوں نے گاندھی جی سے رسمی طور پر شکایت کی کہ گاندھی جی کا برت بلا وجہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی شکایت کی کہ اس طرح کے برت کا یہ کوئی موقع نہیں ہے۔ حقیقت میں ان کے برت سے سردار پٹیل کے خلاف فرد جرم عائد کرنے میں مدد مل سکتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ گاندھی جی اس طرح کا برتاؤ کر رہے ہیں جیسے سردار پٹیل مسلمانوں کے قتل کے لیے ذمہ دار ہیں۔

گاندھی جی نے اس طرح ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا۔ میں اس وقت چین میں

پروگرام کے مطابق انہوں نے 12 جنوری 1948 کو اپنا برت شروع کیا۔ ایک طرح سے یہ برت سردار پٹیل کے رویہ کے خلاف تھا اور پٹیل بھی یہی محسوس کرتے تھے۔

حقیقت میں ان کے برت سے سردار پٹیل کے خلاف فرد جرم عائد کرنے میں مدد مل سکتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ گاندھی جی اس طرح کا برتاؤ کر رہے ہیں جیسے سردار پٹیل مسلمانوں کے قتل کے لیے ذمہ دار ہیں۔

گاندھی جی نے اس طرح ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا میں اس وقت چین میں نہیں دھلی میں ہوں اور میں نے اپنی آنکھیں بھی ابھی نہیں کھوئی ہیں اور نہ کان۔

نہیں دہلی میں ہوں اور میں نے اپنی آنکھیں بھی ابھی نہیں کھوئی ہیں اور نہ کان۔ اگر تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اپنی آنکھوں اور کان کی گواہی پر یقین نہ کروں اور کہوں کہ مسلمانوں کی شکایت کی کوئی وجہ نہیں تو نہ ہی تم مجھے سمجھا سکتے ہو اور نہ میں تمھیں سمجھا سکتا ہوں۔ ہندو اور سکھ میرے بھائی ہیں وہ میرے جسم کے حصے ہیں اور اب جب وہ غصہ سے اندھے ہو رہے ہیں تو میں ان کو مجرم نہیں ٹھہراتا۔ میں اس کا کفارہ خود ادا کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرا برت حقیقت کے تئیں ان کی آنکھیں کھول دے گا۔

سردار پٹیل اس جواب سے چڑھ گئے اور سخت لہجے میں گاندھی جی سے بولے۔ جواہر لال اور مجھے ان کے رویہ سے صدمہ پہنچا اور تعجب ہوا۔ ہم چپ نہیں رہ سکے میں نے مخالفت کی اور کہا ''بلبھ بھائی آپ نہیں سمجھ سکتے لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ آپ کا رویہ کتنا ذلت آمیز ہے اور آپ گاندھی جی کو کتنا رنج پہنچا رہے ہیں''

سردار پٹیل کچھ کہے بغیر کھڑے ہو گئے اور وہاں سے جانے لگے میں نے انہیں روکا اور کہا کہ انہیں اپنا پروگرام رد کر دینا چاہیے اور دہلی میں رہنا چاہیے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حالات کیا رخ لیں اور انہیں اس وقت تک نہیں جانا چاہیے جب تک گاندھی جی برت رکھ رہے ہیں۔

پٹیل پلٹ کر چلائے ''میرے رکنے کا کیا فائدہ ہے؟'' گاندھی جی میری سننے کے لیے تیار نہیں ہیں وہ پوری دنیا میں ہندوؤں کو بدنام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب جب ان کا یہ رویہ ہے تب میرا یہاں کچھ کام نہیں ہے۔ میں اپنا پروگرام نہیں بدل سکتا اور میں بمبئی ضرور جاؤں گا۔

مجھے سردار پٹیل کے لہجے نے ان کے لفظوں سے زیادہ دکھ پہنچایا۔ میں سوچ رہا تھا گاندھی جی پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ پٹیل ان کی پیداوار ہیں اور وہ ان کی مدد کے بنا کچھ نہیں تھے اور آج وہ گاندھی جی سے اس لہجے میں بات کر سکتے ہیں؟ ہم لوگوں نے محسوس

سردار پٹیل اس جواب سے چڑھ گئے اور سخت لہجے میں گاندھی جی سے بولے۔ جواہر لال اور مجھے ان کے رویہ سے صدمہ پہنچا اور تعجب ہوا۔ ہم چپ نہیں رہ سکے میں نے مخالفت کی اور کہا "بلبھ بھائی آپ نہیں سمجھ سکتے لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ آپ کا رویہ کتنا ذلت آمیز ہے اور آپ گاندھی جی کو کتنا رنج پہنچا رہے ہیں"

پٹیل پلٹ کر چلائے "میرے رکنے کا کیا فائدہ ہے؟" گاندھی جی میری سننے کے لیے تیار نہیں ہیں وہ پوری دنیا میں ہندوؤں کو بدنام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں

کیا کہ اب اور کچھ کہنا بے کار ہے اور پٹیل چلے گئے۔

پٹیل نے گاندھی جی کی جانب سے اپنے آپ کو سخت بنا لیا تھا لیکن دہلی کے لوگوں نے نہیں۔ جس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ گاندھی جی نے برت شروع کر دیا ہے تو صرف شہر میں ہی نہیں پورے ہندوستان میں ہلچل مچ گئی۔ دہلی میں بجلی کی جیسی تیزی سے اثر پڑا۔ وہ گروپ جو کھلے عام گاندھی جی کی مخالفت کر رہے تھے آگے آئے اور کہا کہ گاندھی جی کی قیمتی زندگی کو بچانے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔

بہت سے لوگ گاندھی جی کے پاس آئے اور کہا کہ وہ دہلی میں امن قائم کرنے کے لیے کام کریں گے لیکن گاندھی جی ان کے لفظوں سے مطمئن نہیں ہوئے۔ دو دنوں کی ہلچل گزر گئی۔ تیسرے دن حالات کا جائزہ لینے کے لیے ایک پبلک میٹنگ بلائی گئی تا کہ گاندھی جی سے برت ختم کرنے کے لیے کہا جا سکے۔

میٹنگ میں جاتے ہوئے میں گاندھی جی کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ انہیں برت ختم کرنے کے لیے شرطیں بتانی چاہئیں۔ ہم یہ شرط لوگوں کے سامنے رکھیں گے اور اگر ان نکتوں پر انہیں تسلی ہو تو پھر وہ اپنا برت ختم کر دیں گے۔

گاندھی جی نے کہا ”یہ زبانی باتیں ہیں میری پہلی شرط یہ ہے کہ وہ سبھی مسلمان جو ہندو اور سکھوں کے حملوں کی وجہ سے دہلی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں انہیں واپس آنے کی دعوت دینی ہوگی اور ان کو پھر سے ان کے گھر میں بسانا ہوگا۔

یہ ایک بہت اچھی اور بلند پایہ کی رائے تھی لیکن میں جانتا تھا کہ یہ عملی نہیں تھی تقسیم کے بعد دونوں ہی پنجاب میں زندگی درہم برہم ہو گئی تھی۔ مغربی پنجاب سے لاکھوں شرنارتھی بھارت آئے تھے اور لاکھوں مشرقی پنجاب سے پاکستان چلے گئے۔ ہزاروں لوگ دہلی چھوڑ گئے تھے اور مغربی پنجاب کے شرنارتھیوں نے ان کے گھروں پر قبضہ کر لیا تھا جو مسلمانوں کے جانے سے خالی ہو گئے تھے۔ اگر یہ کچھ سو لوگوں کی بات ہوتی تب

پٹیل نے گاندھی جی کی جانب سے اپنے آپ کو سخت بنالیا تھالیکن دھلی کے لوگوں نے نھیں۔ جس وقت لوگوں کو معلوم ھواکہ گاندھی جی نے برت شروع کر دیا ھے تو صرف شھر میں ھی نھیں پورے ہندوستان میں ھلچل مچ گئی۔ دھلی میں بجلی کی جیسی تیزی سے اثر پڑا۔ وہ گروپ جو کھلے عام گاندھی جی کی مخالفت کر رھے تھے آگے آئے اور کھا کہ گاندھی جی کی قیمتی زندگی کو بچانے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار ھیں۔

گاندھی جی کی خواہش پر عمل ہوسکتا تھا۔لیکن جب ہزاروں مرد اور عورتیں اس سے متعلق ہوں تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا۔گاندھی جی کی خواہش کو پورا کرنے کی کوئی بھی کوشش نئے مسائل پیدا کرسکتی تھی۔ وہ ہندو اور سکھ جو مغربی پنجاب سے آئے تھے ایک بار تو بے سہارا ہوگئے تھے لیکن اب انہیں دہلی میں گھر مل گئے تھے۔اب اگر ان سے ان گھروں کو خالی کرنے کے لیے کہا جاتا تو وہ کہاں جاتے۔اس کے علاوہ جو مسلمان دہلی سے پاکستان چلے گئے تھے وہ مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے تھے وہ کس طرح واپس لائے جاسکتے تھے؟ مسلمانوں کو واپس نہیں لایا جاسکتا تھا اور نہ ہی ہندوؤں اور سکھوں سے ان کے قبضے والے مکانوں کو خالی کرنے کے لیے کہا جاسکتا تھا اس طرح کی کسی بھی کوشش کا مطلب تھا ایک اور مسئلہ کا جنم۔

میں نے گاندھی جی کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان سے اپیل کی کہ انہیں یہ شرط چھوڑ دینی چاہیے۔ یہ عملی نہیں ہے اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ ان ہندو اور سکھوں سے جنہوں نے دہلی میں اب ایک گھر پالیا ہے انہیں پھر سڑکوں پر لے آیا جائے۔ میں نے ان سے اپیل کی کہ انہیں اس شرط پر زور دینا چھوڑ دینا چاہیے لیکن وہ پہلی شرط پر قائم رہے کہ قتل و آتشزنی فوراً رک جانی چاہیے۔سب نے ان سے کہا وہ اس پر بھی زور دے سکتے ہیں کہ وہ مسلمان جو ابھی تک ہندوستان میں ہیں وہ عزت اور شانتی سے رہیں اور سبھی فرقوں کے درمیان دوستی کی فضا بنائی جائے۔ میں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ یہ شرط بھی رکھ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی عبادت گاہیں جو توڑ دی گئی ہیں یا قبضہ کرلی گئی ہیں انہیں دوبارہ بحال کیا جائے اور ان کی مرمت کی جائے۔ ان مقامات پر غیر مسلموں کے ذریعہ قبضہ سے مسلمانوں میں رنج اور خوف کا ماحول تھا۔گاندھی جی اس بات کی بھی ضمانت مانگ سکتے ہیں کہ آئندہ اس طرح کے مقامات پر کوئی حملہ نہیں ہوگا۔

پہلے گاندھی جی تیار نہیں ہوئے اور اپنی ہی شرطوں پر زور دیتے رہے۔آخر کار وہ نرم

سب نے ان سے کہا وہ اس پر بھی زور دے سکتے ہیں کہ وہ مسلمان جو ابھی تک ہندوستان میں ہیں وہ عزت اور شانتی سے رہیں اور سبھی فرقوں کے درمیان دوستی کی فضا بنائی جائے۔ میں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ یہ شرط بھی رکھ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی عبادت گاہیں جو توڑ دی گئی ہیں یا قبضہ کرلی گئی ہیں انہیں دوبارہ بحال کیا جائے اور ان کی مرمت کی جائے۔

پڑ گئے اور کہا کہ جو شرطیں میں نے بتائی ہیں وہ مجھے مطمئن کرتی ہیں تو وہ انہیں بھی مان سکتے ہیں۔ میں نے اپنے مشوروں پر غور کرنے کے لیے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے اپنے مشوروں کو مان لینے کی اپیل کی۔ گاندھی جی نے تب برت ختم کرنے کے لیے یہ شرطیں لکھوائیں یہ شرطیں اس طرح تھیں:

1۔ ہندوؤں اور سکھوں کو اسی لمحہ مسلمانوں کے خلاف تمام حملے روک دینے ہوں گے اور انہیں یہ بھی یقین دلانا ہوگا کہ وہ بھائیوں کی طرح رہیں گے۔

2۔ ہندوؤں اور سکھوں کو یہ یقین دلانے کے لیے ہر کوشش کرنی ہوگی کہ جان و مال کے خوف سے ایک بھی مسلمان ہندوستان نہیں چھوڑے گا۔

3۔ چلتی ٹرینوں میں مسلمانوں پر ہونے والے حملوں کو اسی وقت روک دینا ہوگا اور وہ ہندو اور سکھ جو حملوں میں حصہ لے رہے ہیں انہیں ایسا کرنے سے روکنا ہوگا۔

4۔ مسلمان جو کہ مقبروں اور درگاہوں جیسے نظام الدین اولیاؒ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے نزدیک رہتے تھے وہ خوف سے اپنا گھر چھوڑ گئے ہیں انہیں واپس ان کے محلے میں لانا ہوگا اور انہیں پھر سے آباد کرنا ہوگا۔

5۔ درگاہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو نقصان پہنچایا گیا تھا۔ سرکار اسے دوبارہ بنوا سکتی تھی لیکن گاندھی جی اس سے مطمئن نہیں ہوئے۔ انہوں نے زور دیا کہ اسے دوبارہ ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں گناہوں کے کفارہ کے طور پر تعمیر کرنا چاہیے۔

6۔ سب سے خاص بات یہ ہے کہ ماہیت قلب پر زور دیا گیا۔ شرطوں کا پورا ہونا اتنا اہم نہیں ہے جتنا یہ کہ ہندو اور سکھوں کو گاندھی جی کو یقین دلانا ہوگا کہ انہیں پھر کبھی اس مسئلہ پر برت نہ رکھنا پڑے۔

انہوں نے کہا ''اس کو میرا آخری برت بنائیں'' میں نے گاندھی جی کو یقین دلایا کہ ان نکات کو سامنے رکھا جا سکتا ہے۔ میں دو بجے میٹنگ میں پہنچا اور لوگوں کے سامنے یہ

پھلے گاندھی جی تیار نھیں ھوئے اور اپنی ھی شرطوں پر زور دیتے رھے۔ آخر کلر وہ نرم پڑگئے اور کھا کہ جو شرطیں میں نے بتائی ھیں وہ مجھے مطمئن کرتی ھیں تو وہ انھیں بھی مان سکتے ھیں۔ میں نے اپنے مشوروں پر غور کرنے کے لیے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے اپنے مشوروں کو مان لینے کی اپیل کی۔ گاندھی جی نے تب برت ختم کرنے کے لیے یہ شرطیں لکھوائیں یہ شرطیں اس طرح تھیں :

شرطیں رکھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہم لوگوں کو گاندھی جی کو بھروسہ دلانے کے لیے ان سے ملنا چاہیے اور ان سے برت ختم کرنے کی اپیل کرنی چاہیے۔ صرف تجاویز انہیں مطمئن نہیں کرسکتیں اگر دہلی کے لوگ ان کی جان بچانا چاہتے ہیں تو جو شرطیں انہوں نے رکھی ہیں انہیں پورا کرنا ہوگا۔ گاندھی جی نے مجھے یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ کیا دہلی کے لوگ انہیں یہ یقین دہانی کرا سکیں گے۔

اس جلسہ میں 20،000 مرد و خواتین موجود تھے۔ وہ سب ایک آواز میں چلائے ''ہم گاندھی جی کی خواہشات کو پورا کریں گے ہم اپنی جان دے دیں گے لیکن انہیں رنج پہنچانے کی وجہ نہیں بنیں گے''۔

میں ابھی بول ہی رہا تھا کہ کچھ لوگوں نے شرطوں کی کاپی پر لوگوں کے دستخط لینا شروع کیا اس سے پہلے کہ جلسہ ختم ہو اس پر ہزاروں لوگوں نے دستخط کر دیے۔ رندھاوا جو کہ ابھی بھی ڈپٹی کمشنر تھے ہندو اور سکھ لیڈروں کے ایک گروپ کو لے کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی درگاہ کی مرمت کے لیے چلے گئے۔ اسی طرح دہلی میں کام کر رہی رضا کار تنظیموں نے لوگوں سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں گاندھی جی کی شرطوں کو پورا کرنے کے لیے کام کریں گے۔ حقیقت میں ان لوگوں نے اعلان کیا کہ وہ اس بات کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ گاندھی جی کی شرطوں کو پورا کیا جائے گا۔ شام تک سبھی گروپوں، پارٹیوں اور دہلی کے ہر طبقے کے نمائندوں نے انہیں یقین دلایا کہ وہ گاندھی جی کی شرطوں کو قبول کرتے ہیں اور اس طرح اب وہ وقت آچکا ہے کہ مجھے گاندھی جی سے برت ختم کرنے کی اپیل کرنی چاہیے۔

اگلی صبح ہم نے دہلی کے منتخب لیڈروں کی ایک میٹنگ بلائی۔ ہم لوگ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ان سب لوگوں کو برلا ہاؤس جانا چاہئے اور گاندھی جی کو ذاتی طور پر یقین دہانی کرانی چاہیے۔ میں تقریباً دس بجے برلا ہاؤس پہنچا اور گاندھی جی سے کہا کہ اب میں پوری

اگلی صبح ہم نے دھلی کے منتخب لیڈروں کی ایک میٹنگ بلائی۔ ہم لوگ اس نتیجہ پر پھنچے کہ ان سب لوگوں کو برلاھاؤس جانا چاھئے اور گاندھی جی کو ذاتی طور پر یقین دھانی کرانی چاھیے میں تقریبا دس بجے برلا ھاؤس پھنچا اور گاندھی جی سے کھاکہ اب میں پوری طرح مطمئن ھوں کہ ان کا مقصد پورا ھو چکا ھے۔ ان کے برت نے ھزاروں لوگوں کے دلوں کو بدل دیا ھے اور ان میں انصاف اور انسانیت پیدا کی ھے۔۔

طرح مطمئن ہوں کہ ان کا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ ان کے برت نے ہزاروں لوگوں کے دلوں کو بدل دیا ہے اور ان میں انصاف اور انسانیت پیدا کی ہے۔ ہزاروں لوگوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے پہلے کام کی شکل میں فرقوں کے درمیان میل ملاپ کی عزت کریں گے۔ میں نے گاندھی جی سے لوگوں کی یقین دہانیوں کو مان لینے اور برت ختم کرنے کی اپیل کی۔

گاندھی جی حقیقت میں خوش تھے لیکن انہوں نے ہماری اپیل پر کوئی ردعمل نہیں دکھایا۔ پورا دن بحث مباحثہ اور سمجھانے بجھانے میں گزر گیا۔ ان کی طاقت ختم ہو چکی تھی اور وہ سیدھے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ وہ اپنے بستر پر لیٹے تھے لیکن انہوں نے آنے والے ہر وفد کو سنا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ حقیقت میں ان کا دل کتنا تبدیل ہوا۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ وہ کل صبح اپنا جواب دیں گے۔

دوسرے دن صبح 10 بجے ہم سب لوگ ان کے کمرے میں اکٹھا ہو گئے۔ جواہر لال نہرو بھی وہاں موجود تھے۔ آنے والے دوسرے لوگوں میں پاکستان کے ہائی کمشنر زاہد حسین بھی تھے جنہوں نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی گاندھی جی نے انہیں بلا لیا اور وہ بھی اس بھیڑ میں شامل ہو گئے جس میں کہ سردار پٹیل کے علاوہ پوری وزارت موجود تھی۔ گاندھی جی نے یہ اشارہ دیا کہ وہ لوگ جو اپنے وعدے دوہرانا چاہتے ہیں ایسا کر سکتے ہیں۔ دہلی کے تقریباً 25 لیڈر جو ہندو اور سکھوں کے ہر طبقے کی نمائندگی کرتے تھے ایک ایک کر کے آئے اور وعدہ کیا کہ وہ گاندھی جی کی شرطوں کو پورا کریں گے۔ گاندھی جی نے تب اشارہ کیا اور ان کے پاس بیٹھے مردوں اور عورتوں نے رام دھن گانا شروع کر دیا۔ ان کی پوتی گلاس میں موسمی کا جوس لے کر آئی اور انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ وہ گلاس میرے ہاتھ میں دے دے۔ میں نے گلاس کو گاندھی جی کے ہونٹوں سے لگایا اور گاندھی جی نے اپنا برت ختم کر دیا۔

دھلی کے تقریباً 25 لیڈر جو ھندو اور سکھوں کے ھر طبقے کی نمائندگی کرتے تھے ایک ایک کرکے آئے اور وعدہ کیا کہ وہ گاندھی جی کی شرطوں کو پورا کریں گے۔ گاندھی جی نے تب اشارہ کیا اور ان کے پاس بیٹھے مردوں اور عورتوں نے رام دھن گانا شروع کر دیا۔ ان کی پوتی گلاس میں موسمی کا جوس لے کر آئی اور انھوں نے یہ اشارہ کیا کہ وہ گلاس میرے ھاتھ میں دے دے۔ میں نے گلاس کو گاندھی جی کے ھونٹوں سے لگایا اور گاندھی جی نے اپنا برت ختم کر دیا۔

گاندھی جی کے بھوک ہڑتال کرنے کے بعد اسٹیٹسمین کے سابق ایڈیٹر جناب آرتھ مورے نے بھی امپیریل ہوٹل میں برت شروع کیا۔ ہندو مسلم فسادات سے انہیں سخت تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر یہ مسئلہ ختم نہیں ہوتا ہے تو انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مرن برت رکھیں گے وہ ہندوستان میں کئی برسوں سے تھے اور اسے اپنا ملک سمجھتے تھے ایک ہندوستانی کے طور پر وہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ وہ یہاں ہونے والے انسانی قتل عام کو روکیں۔ ان کا کہنا تھا کہ موت ایک خوفناک ٹریجڈی ہے جس نے ہندوستان کو شکنجے میں لے لیا ہے۔ اب میں نے ان کو یہ پیغام بھیجا کہ گاندھی جی نے برت ختم کر دیا ہے اور انہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

گاندھی جی کے بھوک ہڑتال ختم کرنے کے بعد ان کی طاقت واپس آنے میں کئی دن لگے۔ سردار پٹیل بمبئی سے واپس آئے اور گاندھی جی کو دیکھنے کے لیے گئے۔ اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا گاندھی جی کی عظمت اس وقت بھی ہمارے سامنے تھی انہوں نے محبت سے ان کا استقبال کیا ان کے چہرے پر ناراضگی کی کوئی جھلک نہیں تھی۔ پٹیل صاف طور پر کبیدہ خاطر نظر آرہے تھے اور ان کا رویہ بھی خشک اور عام سا تھا۔ وہ گاندھی جی سے خوش نہیں تھے اور مسلمانوں میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے گاندھی جی نے جو کچھ کیا وہ انہیں پسند نہیں تھا۔

گاندھی جی کے برت کے بارے میں یہ رویہ صرف سردار پٹیل کا نہیں تھا۔ حقیقت میں ہندوؤں کی ایک جماعت اس وقت سے گاندھی جی کے خلاف تھی جب انہوں نے پونے سے رہائی کے بعد جناح سے بات چیت شروع کی۔ ان کی ناراضگی آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی وہ لوگ کھلے عام ہندوؤں کے مفادات کی ان دیکھی کرنے کے لیے ان کی مذمت کرنے لگے اس میں کوئی راز نہیں تھا اور یہ پورے ملک کو معلوم تھا۔ یہ باتیں تقسیم ہند کے بعد سامنے آئی تھیں ہندو مہا سبھا اور راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی قیادت میں

گاندھی جی کے بھوک ہڑتال ختم کرنے کے بعد ان کی طاقت واپس آنے میں کئی دن لگے۔ سردار پٹیل بمبئی سے واپس آئے اور گاندھی جی کو دیکھنے کے لیے گئے۔ اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا گاندھی جی کی عظمت اس وقت بھی ہمارے سامنے تھی انہوں نے محبت سے ان کا استقبال کیا ان کے چہرے پر ناراضگی کی کوئی جھلک نہیں تھی۔ پٹیل صاف طور پر کبیدہ خاطر نظر آرہے تھے اور ان کا رویہ بھی خشک اور عام سا تھا۔ وہ گاندھی جی سے خوش نہیں تھے

ہندوؤں کا ایک گروپ کھلے عام کہہ رہا تھا کہ وہ ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کر رہے ہیں انہوں نے مخالفین کو اپنی پرارتھنا سبھا میں بھی شامل کر لیا ہے۔ جہاں گاندھی جی کی ہدایت پر ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآن اور بائیبل بھی پڑھی جاتی ہے۔ ستمبر 1947 میں ان کے دہلی آنے کے بعد ان میں سے کچھ لوگوں نے پرارتھنا سبھاؤں کے خلاف تحریک چلانے کا پروگرام بنایا اور کہا کہ ان میں قرآن اور بائبل پڑھنے کی اجازت نہیں دیں گے اس سلسلہ میں پمفلیٹ اور ہینڈبل بانٹ دیے گئے۔ لوگوں کو گاندھی کے خلاف انہیں ہندوؤں کا دشمن کہہ کر بھڑکایا جانے لگا۔

ایک پمفلیٹ میں تو یہاں تک کہا گیا کہ اگر گاندھی جی اپنا راستہ نہیں بدلیں گے تو ان کے قتل کے لیے قدم اٹھائے جائیں گے۔

گاندھی جی کی بھوک ہڑتال نے اس گروپ کو اور ناراض کر دیا۔ اب وہ ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کرنے لگے۔ انہوں نے جیسے ہی اپنی پرارتھنا سبھا ختم کی ان پر ایک بم پھینکا گیا۔ خوش قسمتی سے کوئی زخمی نہیں ہوا لیکن اس سے پورے ہندوستان میں لوگوں کو صدمہ پہنچا کہ کوئی گاندھی جی کے خلاف ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔ پولس نے اپنی تحقیقات شروع کی اور یہ بہت ہی تعجب خیز لگتا ہے کہ وہ یہ معلوم نہیں کر سکے کہ وہاں یہ بم کس نے رکھا اور وہ برلا ہاؤس کے باغیچے میں داخل ہونے میں کیسے کامیاب ہوا۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد بھی ان کی حفاظت کے لیے مناسب قدم نہیں اٹھائے گئے اس واقعہ نے یہ صاف کر دیا کہ تعداد میں کم سہی لیکن ایک گروپ ایسا ہے جو گاندھی جی کو ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

اس لیے یہ امید کرنا فطری تھا کہ پولس اور سی آئی ڈی گاندھی جی کی حفاظت کے لیے خاص قدم اٹھائے گی لیکن ہمیں شرم اور دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ تحفظ کے لیے بنیادی احتیاطی قدم بھی نہیں اٹھائے گئے۔ کچھ اور دن بیت گئے جیسے ہی گاندھی جی کی

گاندھی جی کی بھوک ہڑتال نے اس گروپ کو اور ناراض کر دیا۔ اب وہ ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کرنے لگے۔ انہوں نے جیسے ہی اپنی پرارتھنا سبھا ختم کی ان پر ایک بم پھینکا گیا۔ خوش قسمتی سے کوئی زخمی نہیں ہوا لیکن اس سے پورے ہندوستان میں لوگوں کو صدمہ پہنچا کہ کوئی گاندھی جی کے خلاف ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔ پولیس نے اپنی تحقیقات شروع کی اور یہ بہت ہی تعجب خیز لگتا ہے کہ وہ یہ معلوم نہیں کر سکے کہ وہاں یہ بم کس نے رکھا

طاقت کچھ واپس آئی انہوں نے پرارتھنا ختم ہونے کے بعد وہاں موجود بھیڑ کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا شروع کر دیا۔ ہزاروں لوگ اس پرارتھنا میں موجود رہتے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کا یہ سب سے کارگر راستہ ہے۔

30 جنوری 1948 کو 2:30 بجے میں گاندھی جی کے پاس گیا ان سے بہت سے اہم معاملوں پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔ میں ان کے پاس ایک گھنٹے سے زیادہ بیٹھا۔ میں تب گھر واپس آ گیا لیکن تقریبا 5:30 بجے مجھے اچانک یاد آیا کہ کچھ خاص معاملوں میں میں نے ان کی صلاح نہیں لی ہے۔ میں دوبارہ برلا ہاؤس گیا اور مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ برلا ہاؤس کے گیٹ بند تھے۔ ہزاروں لوگ لان میں کھڑے تھے اور بھیڑ سڑک پر جمع تھی۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ کیا معاملہ ہے لیکن جب ان لوگوں نے میری گاڑی کو دیکھا تو اسے راستہ دے دیا۔ میں گیٹ کے قریب آ کر کار سے اترا اور اندر کی جانب چل پڑا۔ گھر کا دروازہ بھی بند تھا۔ شیشے سے ایک شخص نے مجھے دیکھا اور وہ مجھے لینے کے لیے باہر آیا جب میں اندر داخل ہوا تو کسی نے آنسوؤں کے ساتھ کہا ”گاندھی جی کو کسی نے گولی ماردی اور وہ ساکت پڑے ہیں“۔

یہ خبر اتنی تکلیف دہ اور اچانک تھی کہ میں مشکل سے ان کا مطلب سمجھ پایا۔ میں سکتے کے عالم میں گاندھی جی کے کمرے کی جانب بڑھا۔ میں نے دیکھا وہ فرش پر لیٹے تھے۔ ان کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔ ان کے دو پوتے ان کے پیروں کو پکڑے رو رہے تھے۔ مجھے ایسا لگا جیسے خواب کے عالم میں کوئی کہہ رہا ہو ”گاندھی جی کا سورگ واس ہو گیا“

گاندھی جی کے قتل سے ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ میں اس دن کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ ہم لوگ جدید ہندوستان کے عظیم سپوت کی زندگی کی حفاظت کرنے میں کیسے ناکام ہو گئے۔ بم کے واقعہ کے بعد یہ سمجھنا فطری تھا کہ پولس اور دہلی کی سی آئی ڈی ان کے

30 جنوری 1948 کو 2:30 بجے میں گاندھی جی کے پاس گیا ان سے بہت سے اہم معاملوں پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔ میں ان کے پاس ایک گھنٹے سے زیادہ بیٹھا۔ میں تب گھر واپس آگیا لیکن تقریبا 5:30 بجے مجھے اچانک یاد آیا کہ کچھ خاص معاملوں میں میں نے ان کی صلاح نہیں لی ہے۔ میں دوبارہ برلا ہاؤس گیا اور مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ برلا ہاؤس کے گیٹ بند تھے۔ ہزاروں لوگ لان میں کھڑے تھے اور بھیڑ سڑک پر جمع تھی۔

تحفظ کے لیے اجتماعی قدم اٹھائے گی اگر ایک عام آدمی کی زندگی پر حملہ ہوتا ہے تب بھی پولس خاص دھیان دیتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب دھمکی بھرے خط یا پمفلیٹ ملتے ہیں۔ گاندھی جی کے معاملہ میں صرف خط، پمفلیٹ یا لوگوں کی دھمکی ہی نہیں تھی بلکہ ایک بم بھی پھینکا جا چکا تھا۔ یہ ہندوستان کی ایک عظیم شخصیت یا لوگوں کی زندگی کا سوال تھا اور اس کے بعد بھی کوئی کارگر قدم نہیں اٹھایا گیا۔

ایسا نہیں ہے کہ ایسے قدم اٹھانا مشکل تھا۔ پرارتھنا سبھا کھلے میدان میں نہیں ہو رہی تھی بلکہ یہ برلا ہاؤس کے لان میں تھی۔ یہ مقام چاروں جانب سے دیواروں سے گھرا ہوا ہے۔ یہاں کوئی بھی گیٹ کے سوائے دوسرے راستے سے داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پولس کے لیے بہت آسان تھا کہ وہ اندر آنے جانے والے شخص کی جانچ پڑتال کرے۔

واقعہ کے بعد عینی شاہدین کی باتوں سے صاف تھا کہ قاتل بہت ہی عجیب و غریب طریقہ سے آیا اس کی حرکتیں اور الفاظ ایسے تھے کہ سی آئی ڈی اس پر نظر رکھ سکتی تھی اور اسے ایسا کرنا چاہیے تھا۔ اگر پولس کارروائی کرتی تو اسے پکڑا جا سکتا تھا اور اس سے اسلحہ برآمد کیا جا سکتا تھا۔ وہ بنا کسی جانچ کے ایک ریوالور لے کر کیسے آ گیا۔ جب گاندھی جی پرارتھنا سبھا میں پہنچے وہ کھڑا ہو گا اور گاندھی جی سے رسمی طور پر کہا ''آج آپ کو دیر ہو گئی'' گاندھی جی نے کہا ''ہاں'' اس سے پہلے کہ وہ اگلا لفظ کہتے تین گولیاں چلیں جس نے ان کی قیمتی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اس پورے معاملے میں جو بات سب سے زیادہ دھیان کے قابل ہے وہ یہ کہ سردار پٹیل گاندھی جی کے خلاف ہو گئے تھے۔ جب گاندھی جی نے مسلمانوں کی حفاظت کے سوال پر بھوک ہڑتال کی تو وہ ناراض تھے۔ پٹیل یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھوک ہڑتال ان کے خلاف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میرے انہیں بمبئی جانے سے روکنے پر بھی انہوں نے رکنے سے انکار کر دیا۔

اس پورے معاملے میں جو بات سب سے زیادہ دھیان کے قابل ہے وہ یہ کہ سردار پٹیل گاندھی جی کے خلاف ہوگئے تھے۔ جب گاندھی جی نے مسلمانوں کی حفاظت کے سوال پر بھوک ہڑتال کی تو وہ ناراض تھے۔ پٹیل یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھوک ہڑتال ان کے خلاف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میرے انہیں بمبئی جانے سے روکنے پر بھی انہوں نے رکنے سے انکار کر دیا۔

ان کے اس رویہ کا مقامی پولیس پر بدبختانہ اثر پڑا۔ مقامی حکام سردار پٹیل کی جانب دیکھتے تھے

ان کے اس رویہ کا مقامی پولس پر بد بختانہ اثر پڑا۔ مقامی حکام سردار پٹیل کی جانب دیکھتے تھے اور جب انہوں نے پایا کہ انہوں نے گاندھی جی کے تحفظ کے لیے کوئی خاص ہدایت نہیں کی ہے اس لیے انہوں نے کوئی کارگر قدم اٹھانا ضروری نہیں سمجھا۔

گاندھی جی کے سورگ واس پر پٹیل کی بے حسی اتنی واضح تھی کہ لوگوں نے اسے محسوس کیا۔ اس واقعہ کے بعد فطری طور پر غصہ کی لہر پھیل گئی۔ کچھ لوگوں نے سردار پٹیل پر کھلے عام ناکارہ ہونے کا الزام لگایا۔ جے پرکاش نارائن نے اس مسئلہ کو اٹھانے میں بے مثل بہادری دکھائی۔ گاندھی جی کے سورگ واس پر رنج وغم کا اظہار کرنے کے لیے بلائی گئی ایک میٹنگ میں جے پرکاش نارائن نے صاف لفظوں میں کہا کہ بھارت سرکار کے وزیر داخلہ اس واقعہ کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتے انہوں نے سردار پٹیل سے وضاحت چاہی کہ آخر کیوں گاندھی جی کی حفاظت کے لیے کارگر قدم نہیں اٹھائے گئے جبکہ گاندھی جی کے قتل کے لیے لوگوں کو ورغلانے کے لیے کھلے عام تشہیر کی جارہی تھی اور ان پر بم پھینکا گیا تھا۔

کلکتہ کے جناب پرفل چندر گھوش نے بھی یہی آواز اٹھائی۔ انہوں نے گاندھی جی کی قیمتی زندگی کو بچانے میں ناکام رہنے پر بھارت سرکار کی نکتہ چینی بھی کی۔ انہوں نے بتایا کہ سردار پٹیل کی سیاسی زندگی گاندھی جی کی مرہون منت ہے آخر آج وہ ایک مضبوط لیڈر اور وزیر داخلہ ہیں وہ کیسے واضح کر سکتے ہیں کہ گاندھی جی کی زندگی بچانے کے لیے کوئی قدم کیوں نہیں اٹھایا گیا؟

سردار پٹیل نے ان الزامات کو خاص طور سے اپنے خلاف لیا اس میں کوئی شک نہیں کہ انہیں بہت افسوس تھا لیکن انہوں نے اس پر ناراضگی ظاہر کی کہ لوگ اس طرح ان پر کھلے عام الزام لگا رہے ہیں۔ جب کانگریس کے ممبران پارلیمنٹ ان سے ملے تو انہوں نے کہا کہ کانگریس کے دشمن ان پر اس طرح کے الزام لگا کر تنظیم کو تقسیم کرنے کی کوشش کر

گاندھی جی کے سورگ واس پر پٹیل کی بے حسی اتنی واضح تھی کہ لوگوں نے اسے محسوس کیا اس واقعہ کے بعد فطری طور پر غصہ کی لہر پھیل گئی۔ کچھ لوگوں نے سردار پٹیل پر کھلے عام ناکارہ ہونے کا الزام لگایا۔ جے پرکاش نارائن نے اس مسئلہ کو اٹھانے میں بے مثل بہادری دکھائی۔ گاندھی جی کے سورگ واس پر رنج وغم کا اظہار کرنے کے لیے بلائی گئی ایک میٹنگ میں جے پرکاش نارائن نے صاف لفظوں میں کہا کہ بھارت سرکار کے وزیر داخلہ اس واقعہ کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتے۔

رہے ہیں۔ انہوں نے گاندھی جی کے تئیں اپنی وفاداری کو پھر ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ان الزامات کا پارٹی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور وہ گاندھی جی کے قتل سے پیدا ہونے والے خطرناک حالات کے سامنے مضبوطی سے کھڑے رہیں گے۔ ان کی اپیل بے اثر نہیں تھی۔ کانگریس کے بہت سے ممبروں نے انہیں یقین دلایا کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔

ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے واقعات میں دیکھا گیا کہ اس وقت فرقہ واریت کا زہر کتنا اندر تک سرایت کر چکا تھا۔ پورا ملک اس قتل سے غم میں ڈوبا ہوا تھا لیکن کچھ شہروں میں لوگوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں خوشی کا اظہار کرنے کے لیے تقریبات منعقد کیں ایسا خاص طور پر گوالیار اور جے پور شہروں میں ہوا۔ مجھے اس سے تکلیف پہنچی جب میں نے سنا کہ ان دونوں شہروں میں کھلے عام مٹھائیاں تقسیم کی جارہی تھیں اور کچھ لوگ بے شرمی سے کھلے عام خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ ان کی خوشی بہت کم لمحوں کے لیے تھی۔ پورا ملک رنج وغم میں ڈوبا ہوا تھا اور لوگوں کا غصہ ان سبھی لوگوں کے خلاف تھا جو گاندھی جی کے دشمن سمجھے جاتے تھے۔ اس افسوسناک واقعہ کے دو یا تین ہفتہ بعد ہی ہندو مہاسبھا آر ایس ایس کے لیڈر باہر آکر لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی اس وقت ہندو مہاسبھا کے صدر اور مرکزی وزیر تھے۔ وہ اپنے گھر سے باہر آنے کی ہمت نہیں کرتے تھے اور کچھ دنوں کے بعد انہوں نے مہا سبھا سے استعفیٰ دے دیا۔ آہستہ آہستہ حالات بہتر ہو گئے اور کچھ مدت بعد لوگ خاموش بیٹھ گئے۔

مہاتما گاندھی کے قاتل گوڈسے کے خلاف مقدمہ چلایا گیا لیکن اس کے خلاف کیس تیار کرنے میں طویل وقت لگا۔ پولس نے جانچ پوری کرنے میں کئی ماہ لگا دیے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گاندھی جی کے قتل کے پیچھے ایک لمبی سازش تھی۔ گوڈسے کی گرفتاری پر لوگوں کا ردعمل اس بات کا اشارہ تھا کہ ہندوؤں کا ایک طبقہ کس طرح فرقہ واریت کے زہر سے متاثر ہے۔ ہندوستانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے گوڈسے کی مذمت کی اور

ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے واقعات میں دیکھا گیا کہ اس وقت فرقہ واریت کا زہر کتنا اندر تک سرایت کر چکا تھا۔ پورا ملک اس قتل سے غم میں ڈوبا ہوا تھا لیکن کچھ شہروں میں لوگوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں خوشی کا اظہار کرنے کے لیے تقریبات منعقد کیں

مہاتما گاندھی کے قاتل گوڈسے کے خلاف مقدمہ چلایا گیا لیکن اس کے خلاف کیس تیار کرنے میں طویل وقت لگا۔ پولس نے جانچ پوری کرنے میں کئی ماہ لگا دیے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گاندھی جی کے قتل کے پیچھے ایک لمبی سازش تھی۔

اسے ملک دشمن کہا لیکن کچھ باعزت خاندانوں کی عورتوں نے اس کے لیے سوئٹر بن کر بھیجا۔ اسے رہا کرانے کے لیے بھی ایک تحریک چلی تھی۔ اس کے حامی کھل کر اس کی حمایت نہیں کرتے تھے لیکن وہ کہتے تھے کہ چونکہ گاندھی جی عدم تشدد کے پجاری تھے اس لیے ان کے قاتل کو پھانسی نہیں دی جانی چاہیے۔ جواہر لال نہرو کو ٹیلی گرام بھیجے گئے تھے کہ گوڈسے کی پھانسی گاندھی جی کے نظریات کے خلاف ہے۔ قانون نے اپنا کام کیا اور ہائی کورٹ نے اسے پھانسی کی سزا سنائی۔

گاندھی جی کے سورگ واس کو دو مہینے گزرے تھے جب سردار پٹیل کو دل کا دورہ پڑا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ اس صدمہ کا نتیجہ تھا جو انہیں ہوا۔ جب تک گاندھی جی زندہ تھے ان سے ناراض رہے۔ جب گاندھی جی کا قتل ہو گیا اور لوگوں نے کھلے عام سردار پٹیل پر ان دیکھی کرنے اور ناکارہ ہونے کا الزام لگایا تو اس سے انہیں گہرا صدمہ پہنچا۔ اس کے علاوہ وہ یہ نہیں بھول سکتے تھے کہ ہر معاملے میں ان پر گاندھی جی کی مہربانیاں رہی ہیں۔ پٹیل کے لیے گاندھی جی کی محبت نے حالات کو اور مشکل بنا دیا تھا۔ اس سب نے ان کے دماغ پر اثر ڈالا۔ یہاں تک کہ ان پر شدید بیماری کا حملہ ہوا وہ اس کے بعد ۲ برس تک زندہ رہے لیکن ان کی صحت ٹھیک نہیں ہوئی۔

ہندوستان نے آزادی حاصل کر لی تھی لیکن اپنی ایکتا کو کھو دیا تھا۔ پاکستان مسلم لیگ کی دین تھا۔ قدرتی طور پر مسلم لیگ کو اس نئے ملک کا اقتدار سنبھالنا تھا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ کس طرح مسلم لیگ کانگریس کی مخالفت کے لیے بنی تھی۔ اس وقت شاید ہی کوئی ممبر ہو جس نے ملک کی آزادی میں حصہ لیا ہو انہوں نے کوئی قربانی نہیں دی تھی اور نہ ہی وہ لڑائی کے ضابطوں سے واقف تھے۔ وہ یا تو سابق حکام یا وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی زندگی انگریزوں کے ماتحت گزاری تھی اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جب نیا ملک بنا اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آ گیا جن کا قربانی یا خدمت کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ نئے ملک کے

حقیقت میں میں جتنا اس کے بارے میں سوچتا ہوں مجھے یقین ہوتا جاتا ہے کہ پاکستان کے قیام نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا۔ یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان میں اتنی زیادہ دوری ہوگئی تھی کہ تقسیم کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس نظریہ کا اظہار مسلم لیگ کے زیادہ تر حامیوں نے تقسیم کے بعد کیا کانگریس کے کئی لیڈر بھی یہی نظریہ رکھتے تھے۔ جب بھی میں نے سردار پٹیل یا جواہر لال نہرو سے اس سوال پر گفتگو کی توانکی بھی دلیل تھی جو انہوں نے اپنے فیصلے کی حمایت میں دی۔

بہت سے حکمراں مفاد پرست تھے۔ جو کہ عام زندگی میں صرف اپنے نام کے لیے آئے تھے۔

نئے ملک کے لیڈروں کی ایک بڑی تعداد یوپی، بہار اور بمبئی سے آئی تھی۔ بہت سے معاملوں میں وہ اس علاقہ کی زبان بھی نہیں بول سکتے تھے جو کہ اب پاکستان میں تھے اس وجہ سے اس نئے ملک کے حکمرانوں اور عوام کے درمیان ایک خلیج تھی۔ یہ لیڈر محسوس کرتے تھے کہ اگر آزادانہ انتخابات ہوئے تو ان میں سے کسی کی بھی واپسی کی امید بہت کم ہے۔ان کا نشانہ اب یہ تھا کہ انتخابات جب تک ممکن ہو نہ کرائے جائیں اور وہ ملک میں اسی طرح حکمرانی کرتے رہیں۔10 سال بیت گئے اور ابھی حال میں ہی ایک آئین تیار ہوسکا ہے ابھی بھی یہ پورا نہیں ہوا ہے اور ہر کوئی اس میں مزید ترمیم کی تجویز رکھ رہا ہے کوئی نہیں جانتا کہ نئے آئین کے تحت پہلا انتخاب کب ہوگا۔

پاکستان کے قیام کا صرف یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت کمزور ہوئی۔ مسلمان جو ہندوستان میں رہ گئے تھے وہ کمزور پڑ گئے۔دوسری جانب پاکستان میں بھی اس بات کا اشارہ نہیں تھا کہ وہاں ایک مضبوط اور کارگر سرکار بن سکے گی۔اگر کوئی ان سوالوں کو مسلمانوں کے نظریہ سے دیکھتا ہے تو کیا کوئی اس سے انکار کرسکتا ہے کہ پاکستان ان کے لیے ایک بد بختانہ اور تلخ تجربہ ہے۔ حقیقت میں میں جتنا اس کے بارے میں سوچتا ہوں مجھے یقین ہوتا جاتا ہے کہ پاکستان کے قیام نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا۔ یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان میں اتنی زیادہ دوری ہوگئی تھی کہ تقسیم کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا۔اس نظریہ کا اظہار مسلم لیگ کے زیادہ تر حامیوں نے تقسیم کے بعد کیا۔ کانگریس کے کئی لیڈر بھی یہی نظریہ رکھتے تھے۔ جب بھی میں نے سردار پٹیل یا جواہر لال نہرو سے اس سوال پر گفتگو کی تو انکی یہی دلیل تھی جو انہوں نے اپنے فیصلے کی حمایت میں دی۔ اگر ہم اس معاملہ میں ٹھنڈے دماغ سے سوچتے ہیں تب

پاکستان کے قیام کا صرف یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت کمزور ہوئی۔ مسلمان جو ہندوستان میں رہ گئے تھے وہ کمزور پڑ گئے۔ دوسری جانب پاکستان میں بھی اس بات کا اشارہ نہیں تھا کہ وہاں ایک مضبوط اور کارگر سرکار بن سکے گی۔ اگر کوئی ان سوالوں کو مسلمانوں کے نظریہ سے دیکھتا ہے تو کیا کوئی اس سے انکار کرسکتا ہے کہ پاکستان ان کے لیے ایک بد بختانہ اور تلخ تجربہ ہے۔

ہم پاتے ہیں کہ ان کا تجزیہ درست نہیں ہے۔ مجھے یقین تھا کہ کیبنٹ مشن کی میٹنگ کے وقت جو منصوبہ میں نے تیار کیا تھا اور جس کے زیادہ تر حصے مشن نے منظور کر لیے تھے وہ ہر نظریہ سے مناسب حل تھا۔ اگر ہم سختی سے تقسیم کو نامنظور کر دیتے تو مجھے یقین ہے کہ محفوظ اور شاندار مستقبل ہمارا انتظار کر سکتا تھا۔

کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ پاکستان کے قیام نے فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل نہیں کیا بلکہ اسے اور بھی زیادہ پیچیدہ اور مشکل بنا دیا۔ بٹوارے کی وجہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی دشمنی تھی۔ پاکستان کے قیام نے اسے آئینی شکل دے دی اور مشکل مسئلہ بنا دیا۔ اس حالت کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ برصغیر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جو کہ ایک دوسرے کی جانب نفرت اور دشمنی سے دیکھتے تھے۔ پاکستان کو یقین تھا کہ ہندوستان اسے شانتی سے نہیں رہنے دے گا اور اسے جب موقع ملے گا اسے تباہ کر دے گا۔ اسی طرح ہندوستان کو خوف تھا کہ پاکستان کو جب موقع ملے گا وہ ہندوستان کے خلاف جائے گا اور اس پر حملہ کر دے گا اس نے دونوں ملکوں کے دفاع کا خرچ بڑھا دیا جنگ کے بعد منقسم ہندوستان اپنے دفاع پر صرف 100 کروڑ روپے خرچ کرتا تھا لارڈ ویول خود قبول کرتے ہیں کہ 100 کروڑ فوج کے تینوں حصوں کے لیے کافی ہے۔ تبھی بٹوارا ہو گیا۔ ایک چوتھائی فوج پاکستان چلی آئی اس کے باوجود ہندوستان تقریباً ۲۵۰ کروڑ روپے اپنی فوج پر خرچ کرتا ہے۔ پاکستان سرکار کی آمدنی کا نصف حصہ دفاع کے خرچوں میں چلا جاتا ہے اس حقیقت کے باوجود کہ اس کے پاس ہندوستان کا چوتھائی حصہ اور فوج تھی وہ اپنی آمدنی سے 100 کروڑ روپے خرچ کر رہا تھا اس کے علاوہ اسے امریکہ سے امداد ملتی تھی۔ اگر ہم سنجیدگی سے سوچتے ہیں تب ہم لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ان سب الجھنوں نے ملک کی کتنی بربادی کی۔ اگر یہ رقم معاشی ترقی پر خرچ کی جاتی تو آج ملک بہت آگے بڑھ چکا ہوتا۔

کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ھے کہ پاکستان کے قیام نے فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل نہیں کیا بلکہ اسے اور بھی زیادہ پیچیدہ اور مشکل بنا دیا۔ بٹوارے کی وجہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی دشمنی تھی۔ پاکستان کے قیام نے اسے آئینی شکل دے دی اور مشکل مسئلہ بنا دیا۔ اس حالت کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ بر صغیر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جو کہ ایک دوسرے کی جانب نفرت اور دشمنی سے دیکھتے تھے۔

جناح اور ان کے حامی یہ اندازہ نہیں لگا سکے کہ جغرافیہ ان کے خلاف ہے۔ ہندوستانی مسلمان اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ کسی ایک حصہ میں انہیں اکٹھا کرکے الگ ملک بنانا ناممکن تھا۔ مسلم اکثریتی علاقہ جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں تھے۔ ان دونوں علاقوں کے درمیان کوئی طبعی تعلق نہیں تھا۔ ان دونوں علاقوں کے لوگ ایک دوسرے سے ہر معاملے میں ایک دم خلاف تھے سوائے مذہب کے۔ یہ ان لوگوں سے ایک بہت بڑا دھوکہ تھا کہ ان لوگوں کو یہ مشورہ دیا جائے کہ مذہب کا رشتہ ان علاقوں کو ایک کرسکتا ہے جو سماجی معاشی لسانی اور معاشرتی طور پر مختلف ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک ایسے سماج کی بات کرتا ہے جو کہ نسل، زبان، معاشی و سیاسی سرحدوں سے باہر ہو۔ تاریخ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ابتدا کے کچھ برسوں کے بعد یا پہلی صدی کے بعد اسلام کی بنیاد پر مسلم ملکوں کو ایک نہیں رکھا جاسکا۔

ماضی میں بھی یہی صورت حال تھی اور یہی حالت آج بھی ہے۔ کسی کو یقین نہیں تھا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان اپنے تضادات کو ختم کرلیں گے اور ایک ملک بن جائیں گے یہاں تک کہ مغربی پاکستان کے تین صوبے سندھ، پنجاب اور فرنٹیئر اندرونی تضادات رکھتے تھے اور اپنے فائدے کے لیے کام کررہے تھے۔ پاکستان کا نیا وجود ایک حقیقت ہے۔ یہ ہندوستان اور پاکستان کے حق میں ہے کہ وہ اپنے دوستانہ تعلقات کو بڑھائیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔ کوئی دوسرا فیصلہ صرف بڑی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔ تکلیف دہ اور بدقسمت۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ ضروری تھا اسی طرح دوسروں کو یقین ہے کہ جو کچھ ہوا وہ غلط تھا اور اس سے بچنا چاہیے تھا۔ ہم لوگ آج نہیں کہہ سکتے کہ کون سا تجزیہ صحیح ہے۔ تاریخ ہی یہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ کیا ہم نے دانشمندی سے فیصلہ کیا۔

پاکستان کا نیا وجود ایک حقیقت ہے۔ یہ ہندوستان اور پاکستان کے حق میں ہے کہ وہ اپنے دوستانہ تعلقات کو بڑھائیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔ کوئی دوسرا فیصلہ صرف بڑی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔ تکلیف دہ اور بدقسمت۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ ضروری تھا اسی طرح دوسروں کو یقین ہے کہ جو کچھ ہوا وہ غلط تھا اور اس سے بچنا چاہیے تھا۔ ہم لوگ آج نہیں کہہ سکتے کہ کون سا تجزیہ صحیح ہے۔ تاریخ ہی یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ کیا ہم نے دانشمندی سے فیصلہ کیا۔

----❖----

فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ

ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ 17 ویں صدی سے لے کر آج تک ہندوستان میں لاکھوں فسادات ہو چکے ہیں۔ 18 مئی 2001 کو شائع ایک مضمون کے مطابق اگر کرائم ریکارڈ بیورو کے اعداد و شمار کو سچ مانا جائے تو آزادی سے اب تک ملک میں 20 لاکھ سے زیادہ فسادات پولس روزنامچوں میں درج ہو چکے ہیں۔ ان میں اتر پردیش میں 4 لاکھ 25 ہزار، بہار میں 3 لاکھ 75 ہزار، ہریانہ میں 1 لاکھ 50 ہزار، پنجاب میں 2 لاکھ، مہاراشٹر میں 3 لاکھ 50 ہزار، راجستھان میں 1 لاکھ 25 ہزار معاملے درج ہیں۔ دراصل ایک فساد جتنے دنوں تک چلتا ہے اس کے الگ الگ جتنے سارے معاملے درج ہوتے ہیں یہ اعداد و شمار اسی پر مبنی ہیں۔ ہر معاملے کو ایک فساد درج کیا جاتا ہے۔

آزادی کے فوراً بعد نواکھالی سے شروع ہونے والے فسادات کانپور، علی گڑھ، مراد آباد، حیدر آباد، بہار شریف، بھاگلپور، جمشید پور وغیرہ وغیرہ ہوتے ہوئے گجرات پہنچ کر اپنی انتہا پر پہنچ گئے جہاں فسادات نے مسلمانوں کی نسل کشی کی شکل اختیار کر لی اور مسلمانوں کے خلاف ظلم کی سبھی حدیں توڑ دی گئیں۔

آزادی کے فوراً بعد نواکھالی سے شروع ہونے والے فسادات کانپور، علی گڑھ، مراد آباد، حیدر آباد، بہار شریف، بھاگلپور، جمشید پور وغیرہ ہوتے ہوئے گجرات پہنچ کر اپنی انتہا پر پہنچ گئے جہاں فسادات نے مسلمانوں کی نسل کشی کی شکل اختیار کر لی اور مسلمانوں کے خلاف ظلم کی سبھی حدیں توڑدی گئیں۔

آزادی کے بعد ہونے والے ان فسادات کی جانچ کے لیے اب تک تین درجن سے بھی زیادہ جانچ کمیشن بن چکے ہیں۔ لیکن اب تک ان کی رپورٹوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے۔

ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات پر مس زینب بانو کی تیار کردہ انٹرنیٹ پر جاری ایک سروے رپورٹ کے مطابق یہاں ان فسادات کی شروعات 1713 میں ہو چکی تھی۔ 1713 میں دو فرقوں کے درمیان ہولی اور گائے کاٹنے کے سوال پر احمد آباد میں پہلا فساد ہوا۔ 20-1719 میں کشمیر میں ایک مسلمان اور ہندو کی آپسی لڑائی فسادات کا سبب

بنی۔ 1729 میں دہلی میں ایک مسلمان کا ہندو کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد فساد بھڑک اٹھا۔ 1782 میں سلہٹ، آسام میں محرم کے موقع پر ہندوؤں کو ان کے مذہبی جلسے کرنے سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ مسلمان یہاں دو تہائی کی تعداد میں ہیں لیکن ہندوؤں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ضلع کے افسر انچارج سے شکایت کر دی۔ یہی بات جھگڑے کا سبب بنی۔

آسام میں محرم کے موقع پر ھندوؤں کو ان کے مذھبی جلسے کرنے سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ مسلمان یہاں دو تھائی کی تعداد میں ھیں لیکن ھندوؤں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ضلع کے افسر انچارج سے شکایت کر دی۔ یھی بات جھگڑے کا سبب بنی۔

ستمبر 1786 میں بال پور میں مسلمانوں کے ہندوؤں پر حملہ کرنے سے فساد بھڑک اٹھا۔ 1809 میں بنارس میں اورنگ زیب کے ہاتھوں بنوائی ہوئی ایک مسجد کی زمین پر ہندوؤں کے ذریعہ تعمیر کا کام شروع کرنے کی کوشش کرنے پر فساد بھڑکا۔ 1840 میں مراد آباد میں فساد ہوئے۔ اس فساد کی وجہ نہیں معلوم۔ 1851 میں بمبئی میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک پارسی کے ذریعہ گجراتی اخبار میں شائع ایک مضمون کی وجہ سے فساد ہوا۔

1809 میں بنارس میں اورنگ زیب کے ھاتھوں بنوائی ھوئی ایک مسجد کی زمین پر ھندوؤں کے ذریعہ تعمیر

1857 میں بجنور اور مراد آباد میں فسادات ہوئے۔ رپورٹ میں ان فسادات کی وجہ درج نہیں۔ 1871 میں بریلی میں محرم اور رام نومی ایک دن ہونے کی وجہ سے فسادات ہوئے۔ 1874 میں بمبئی میں آر۔ ایچ جلیئے کی ایک کتاب ''گریٹ پروفیٹ آف دی ورلڈ'' کے خلاف فساد بھڑکا۔ یہ کتاب انگریزی میں تھی اور اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توہین آمیز باتیں لکھی گئی تھیں۔ 1873 اور 1884 میں کالی کٹ کے نزدیک امپالا میں فسادت ہوئے۔ یہ فساد ایک ہندو کے مسلمان لڑکی سے شادی کرنے اور دوبارہ ہندو مذہب اختیار کر لینے پر ہوا۔ اس واقعہ سے امپالیوں میں زبردست ناراضگی پھیل گئی جو فسادات کا سبب بنی۔

اکتوبر 1886 میں اٹاوہ اور دہلی میں رام لیلا اور محرم ایک دن ہونے کی وجہ سے فساد ہوا۔ 1887 میں بریلی میں محرم اور رام نومی ایک ہی دن ہونے کی وجہ سے فساد بھڑکا۔

1889 میں دہلی میں ایک ہندو کے اسلام قبول کر لینے پر تشدد کی وارداتیں ہوئیں۔ 1890 میں علی گڑھ میں ایک مسجد میں سور کا گوشت اور ہندوؤں کے ایک کنویں میں گائے کا گوشت ڈالنے پر فساد ہوا۔ مئی 1891 میں کلکتہ میں ایک مسجد کی تعمیر میں دو فرقوں کے بیچ جھگڑا ایک بڑے فساد کا سبب بنا۔ جولائی 1892 میں پربھاش پٹم میں محرم فساد کا سبب بنا۔ اگست 1893 میں بمبئی اور ستمبر 1893 میں قلابہ میں فسادات ہوئے ان فسادات کے اسباب معاشی تھے۔ 1893 میں گئو رکشا آندولن کی وجہ سے اتر پردیش کے بلیا میں فسادات ہوئے۔ اسی سبب 1894 میں مدراس، فروری 1894 میں ناسک کے یلالہ، جولائی 1895 میں پور بندر اور 1895 میں ہی چھلیا میں فسادات ہوئے۔ 1907 میں مورگھٹ میں بنگال کی تقسیم کے سوال پر فساد بھڑکا۔ 1912 میں ایودھیا میں بقر عید کے دن گائے کی قربانی کرنے سے روکنے پر فساد ہوا۔ 1913 میں نیلور میں ایک مسجد توڑنے پر فساد ہوا۔ 1913 میں کانپور میں ایک مسجد سے متصل بیت الخلا کو توڑنے پر فساد ہوا۔ 1916 میں پٹنہ میں بقر عید کے تیوہار کے موقع پر قربانی سے روکنے پر دونوں فرقوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ 1921 میں گیا اور شاہ آباد میں بھی قربانی سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ 1921 میں مالیگاؤں میں انڈین کونسل ایکٹ 1919 کے سوال پر فسادات ہوئے۔ 1921 میں بنگلور میں تحریک عدم تعاون کے دوران کچھ پر تشدد جھڑپیں ہوئیں۔ 1923 میں امرتسر، لاہور اور سہارنپور میں راجہ رام موہن رائے کا شدھی آندولن فسادات کا سبب بنا۔ 1924 میں الہ آباد، کلکتہ اور دوسرے شہروں میں عید کے موقع پر شدھی آندولن کی وجہ سے فسادات ہوئے۔ 1925 میں کلکتہ میں ایک مسجد کے سامنے گانے بجانے پر فساد بھڑکا۔ 1925 میں ہی دہلی، پٹنہ اور الہ آباد میں معمولی باتیں فسادات کا سبب بنیں۔ ستمبر 1927 میں الہ آباد میں مسجد میں نماز کے دوران مندر میں گانا بجانے پر فساد ہوا۔ 1927 میں دہلی میں ایک مسلمان جس نے ایک مہنت کو مار ڈالا تھا کے جنازے کے جلوس کو نکالنے پر فساد بھڑکا۔ 1928 میں بنگلور میں فساد ہوا۔ سول نافرمانی کی تحریک کے

1916 میں پٹنہ میں بقر عید کے تیوہار کے موقع پر قربانی سے روکنے پر دونوں فرقوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ 1921 میں گیا اور شاہ آباد میں بھی قربانی سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ 1921 میں مالیگاؤں میں انڈین کونسل ایکٹ 1919 کے سوال پر فسادات ہوئے۔ 1921 میں بنگلور میں تحریک عدم تعاون کے دوران کچھ پر تشدد جھڑپیں ہوئیں۔ 1923 میں امرتسر، لاہور اور سہارنپور میں راجہ رام موہن رائے کا شدھی آندولن فسادات کا سبب بنا۔

دوران 1923 میں بمبئی، 1932 میں الور، 1933 میں کلکتہ میں فسادات ہوئے۔ 1935 میں ہزاری باغ میں رام نومی اور محرم کا ایک ساتھ ہونا فساد کا سبب بنا۔ 1935 میں چمپارن اور سکندر آباد میں بھی فسادات ہوئے۔ 1936 میں جمال پور میں مسجد کے سامنے میوزک بجانے پر فساد ہوا۔ 1937 میں اتر پردیش میں گئوکشی کے سوال پر کئی فسادات ہوئے۔ 1939 میں دہلی میں دو لوگوں کا آپسی جھگڑا فساد کا سبب بنا۔ 1939 میں اتر پردیش اور کلکتہ میں ہولی کے موقع پر فسادات ہوئے۔ 1939 میں گیا میں ایک مسجد کے سامنے میوزک بجانے سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ 1939 میں کانپور میں ایک جلوس پر حملے کے سبب جھگڑا ہوا۔ 1941 میں کلکتہ میں محرم کے موقع پر فساد ہوا۔ 1950 میں کالی کٹ، دہلی، پیلی بھیت، علی گڑھ اور بمبئی میں آر ایس ایس کے ذریعہ مسلمانوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کرنے پر فساد بھڑکا۔ 1953 میں ہندو مہا سبھا کے ایک جلوس پر پتھر پھینکنے پر بھوپال میں فساد ہوا۔ 1953 میں احمد آباد، ناسک اور پونے میں گن پتی اور محرم ایک ساتھ ہونے پر فساد ہوا۔ 1953 میں شولا پور میں مسجد کے آگے گانا بجانے پر دو گروپوں کے درمیان پر تشدد جھڑپیں ہوئیں۔ 1954 میں غازی آباد میں گائے کاٹنے پر فساد بھڑکا۔ 1954 میں علی گڑھ میں گاہک سے معمولی جھگڑا بڑے فساد کا سبب بنا۔ 1954 میں متھرا میں ایک مسجد کے قریب مورتی توڑنے پر فساد ہوا۔ 1954 میں گلبرگ میں گنیش کے مندر پر سماج دشمن عناصر کے ہاتھوں پاکستانی جھنڈا لہرانے پر فساد بھڑکا۔ 1956 میں بھوپال میں ہولی کے موقع پر دو فرقوں کے بیچ جھگڑا ہوا۔ 1956 میں اتر پردیش کے کئی شہروں میں بھارتیہ ودیا بھون کے ذریعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز باتیں شائع کرنے کے خلاف فساد بھڑکا۔ 1956 میں جبل پور میں گنیش کی مورتی توڑنے اور زبردستی دکانیں بند کرانے پر دونوں فرقوں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں۔ 1957 میں محرم کے جلوس میں دو طلبہ کے بیچ جھگڑا ہو جانے سے فساد بھڑکا۔ 1959 میں ہولی کے موقع پر لکھنؤ میں مسلمانوں پر رنگ ڈالنے کا واقعہ فساد میں بدل گیا۔ اسی سال

1939 میں گیا میں ایک مسجد کے سامنے میوزک بجانے سے روکنے پر فساد بھڑکا۔ 1939 میں کلنپور میں ایک جلوس پر حملے کے سبب جھگڑا ہوا۔ 1941 میں کلکته میں محرم کے موقع پر فساد ھوا۔ 1950 میں کلی کٹ، دھلی، پیلی بھیت، علی گڑھ اور بمبئی میں آر ایس ایس کے ذریعہ مسلمانوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کرنے پر فساد بھڑکا۔ 1953 میں ھندو مھا سبھا کے ایک جلوس پر پتھر پھینکنے پر بھوپال میں فساد ھوا۔

1987 میں میرٹھ، ہاشم پور، ملیانہ اور پھر شیلا پوجن اور رام جنم بھومی تنازع نے زور پکڑنے کے بعد ملک بھر میں فساد کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ۔ 1990 میں لال کرشن اڈوانی کی رتھ یاترا نے پورے ملک میں فرقہ وارانہ درجہ حرارت کو نقطہ عروج تک پہنچا دیا۔ جو 6 دسمبر کو بابری مسجد کی شہادت کے بعد کئی مقامات پر فسادات کا سبب بنا۔

بھوپال میں بھی اسی وجہ سے فساد ہوا۔ 1962 میں مالدہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ مبارک شائع کرنے پر فساد بھڑکا۔ 1962 میں آگرہ میں دو لوگوں کا جھگڑا فساد کا سبب بنا۔ 1962 میں ہی بریلی میں مسلم اکثریتی علاقوں میں ہندوؤں کے جلوس پر پتھر پھینکنے پر فساد ہوا۔ 1963 میں ندیا، کلکتہ میں حضرت بل سے موئے مبارک چوری ہونے پر فساد بھڑکا۔ 1967 میں رانچی میں اردو کے خلاف نکالے گئے ایک جلوس پر حملہ فساد کا سبب بنا۔ 1967 میں کشمیر میں باندی فرقہ کی ایک لڑکی کے ذریعہ ایک مسلمان سے شادی کرنے پر فساد ہوا۔ 1968 میں میرٹھ کے ایک کالج میں جماعت اسلامی کے ایک جلسے میں جن سنگھ کے ہاتھوں رخنہ ڈالنے پر فساد ہوا۔ 1968 میں مسلمان کی ایک گائے کو لے کر دو لڑکوں کا جھگڑا کریم گنج میں فساد کا سبب بنا۔ 1968 میں ہی ناگپور اور اورنگ آباد میں فسادات ہوئے۔ 1968 میں کٹک میں مسجد کے آگے میوزک بجانے پر فساد ہوا۔ 1969 میں کلکتہ میں اسٹیٹس مین کے دفتر کے سامنے مسلمانوں کے مظاہرے نے فساد کی شکل اختیار کرلی۔ 1970 میں چائباسہ میں رام نومی کا جلوس فساد کا سبب بنا۔ 1970 میں ہی بھیونڈی اور مہاراشٹر کے دوسرے شہروں میں دو فرقوں کے لوگوں کا آپسی جھگڑا فساد کی شکل میں بدل گیا۔ 1972 میں ٹونک میں بقر عید کے موقع پر فساد ہوا۔ 1973 میں باڑہ ہندوراؤ میں دو سماج دشمن عناصر کا جھگڑا دہلی میں فساد کا سبب بنا۔ 1974 میں شیوسینا کے ذریعہ ہندوؤں میں مسلمانوں کے لیے نفرت کی مہم جوگیشوری میں فساد کا سبب بنی۔ 1974 میں دو فرقوں کے لڑکوں کے آپسی جھگڑے نے دہلی میں فساد کی شکل اختیار کرلی۔ 1975 میں جوگیشوری میں شیوسینا کے کارکنوں کے ذریعہ پرتشدد حملوں کی وجہ سے فساد بھڑکا۔ 1977 میں بنارس میں درگا پوجا کے جلوس پر پتھر پھینکنے سے فساد بھڑکا۔ 1979 میں علی گڑھ، 1979 میں ہی جمشید پور میں 1 گست تمبر 1980 میں مراد آباد، میرٹھ، 1987 میں میرٹھ، ہاشم پور، ملیانہ اور پھر شیلا پوجن اور رام جنم بھومی تنازع نے زور پکڑنے کے بعد ملک بھر میں فساد کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ۔ 1990 میں لال کرشن اڈوانی کی

رتھ یاترا نے پورے ملک میں فرقہ وارانہ درجہ حرارت کو نقطۂ عروج تک پہنچا دیا۔ جو 6 دسمبر کو بابری مسجد کی شہادت کے بعد کئی مقامات پر فسادات کا سبب بنا۔ ان میں بمبئی میں ہونے والا فساد سب سے اہم ہے۔ جس میں مسلمانوں کا شدید جانی و مالی نقصان ہوا۔

ملک میں ہونے والے کچھ اہم فسادات پر ایک نظر

1931 کانپور فساد: 1931 میں کانپور میں ہونے والا فساد اس معنی میں خوفناک تھا کہ اس میں مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ دونوں فرقوں کا بڑے پیمانہ پر جان و مال کا نقصان ہوا تھا وبھوتی نارائن رائے کی کتاب "فرقہ وارانہ فسادات اور ہندوستانی پولس" کے مطابق اس فساد میں 290 لوگ مارے گئے جس میں 108 ہندو، 116 مسلمان اور 66 نامعلوم تھے۔ فساد میں 947 لوگ زخمی ہوئے جس میں 368 ہندو، 292 مسلمان اور 305 نامعلوم تھے۔ اس کے علاوہ کم سے کم 50 لاشیں ندی اور نہروں میں پھینک دی گئیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس فساد میں 50 لاکھ سے زیادہ کی مالیت تباہ کر دی گئی۔ 29 مندر، 8 چھوٹے مدرسے اور 24 مسجدوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ اسی فساد میں گنیش شنکر ودیارتھی جیسا سرکردہ لیڈر مارا گیا جو ہندو اور مسلمان دونوں میں بہت مقبول تھے۔

1946۔ کلکتہ فساد: 1946 میں مسلم لیگ سرکار نے بنگال میں ڈائریکٹ ایکشن ڈے، کا نعرہ دیا۔ اس نعرے نے کلکتہ میں فساد کی شکل اختیار کر لی۔ 16 اگست کو فساد شروع ہو گیا اور مسلمانوں کا بڑی تعداد میں قتل عام ہوا۔ مسلم لیگ کی سرکار ہونے کی وجہ سے انگریز پولس نے فساد روکنے میں کوئی مدد نہیں کی۔

1947 دہلی فساد: تقسیم کے بعد جہاں ملک بھر میں فساد بھڑ کے وہیں دہلی میں بھی بھیانک فسادات ہوئے محترمہ قدوائی کی ایک کتاب "آزادی کی چھاؤں میں" کے مطابق اکتوبر نومبر کی دہلی ایک خون میں لتھڑی ہوئی لاش تھی جس پر سینکڑوں گدھ اور

تقسیم کے بعد جہاں ملک بھر میں فساد بھڑکے وہیں دہلی میں بھی بھیانک فسادات ہوئے محترمہ قدوائی کی ایک کتاب "آزادی کی چھاؤں میں" کے مطابق اکتوبر نومبر کی دہلی ایک خون میں لتھڑی ہوئی لاش تھی جس پر سینکڑوں گدھ اور چیلیں منڈلا رہی تھیں کوئی جگہ محفوظ نہیں تھی

چیلیں منڈلا رہی تھیں۔ کوئی جگہ محفوظ نہیں تھی کسی لب پر مسکراہٹ نہیں تھی۔ محبت کا نام نشان مٹ چکا تھا۔ صرف پرانے قلعہ میں پناہ گزینوں کی تعداد 60 ہزار تھی بتایا جاتا ہے کہ ستمبر میں یہ تعداد 80 ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی۔

1967 رانچی فسادات: رانچی میں 22 اگست 1967 کو اردو کے خلاف ہندو طلبہ کے جلوس پر مسلمانوں کے پتھراؤ سے فساد شروع ہوا۔ پتھراؤ کے بعد اس جلوس نے پورے شہر میں تباہی مچادی۔ 22 اگست سے 26 اگست کے درمیان 184 لوگ مارے گئے جن میں 164 مسلمان تھے۔ یہ فساد صرف پتھراؤ کا نتیجہ نہیں تھا۔ پچھلے دس دنوں سے ''اگر اردو لادی لڑکوں پر تو خون بہے گا سڑکوں پر'' جیسے نعرے لگا کر ماحول گرم کیا جا رہا تھا۔

1979 جمشید پور فساد: اپریل 1979 میں رام نومی کے موقع پر جمشید پور میں فساد بھڑکا وجہ وہی رام نومی کے جلوس پر مسجد سے پتھر پھینکا جانا۔ جمشید پور میں یہ جلوس برسوں سے نکل رہا ہے۔ لیکن 1978 میں پہلی بار اس کا روٹ بدل دیا گیا یہ راستہ مسلم اکثریتی علاقہ سے ہو کر جاتا تھا۔ اس سال تو جلوس کسی طرح گزر گیا لیکن 1979 میں انتظامیہ نے اسکی اجازت دینے سے منع کر دیا۔ سخت گیر ہندو تنظیمیں شہر میں فساد کرانے پر آمادہ تھیں اس لیے انہوں نے انتظامیہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ 11 اپریل 1979 کے جلوس میں کھل کر طاقت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ جلوس میں اسلحوں سے لیس ہزاروں لوگ شامل تھے۔ اس سے پہلے کہ پولس سنبھل پاتی یہ جلوس متنازع راستہ میں داخل ہو گیا جسے ایک مسجد کے سامنے روک دیا گیا۔ جلوس میں شامل لوگوں نے اشتعال انگیز تقریریں کرنی شروع کر دیں۔ بھیڑ کے رخ سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے پہلے پتھر کا انتظار ہو اور پھر شام تک اسے پہلا پتھر مل گیا اور پھر پورے شہر میں قتل عام شروع ہو گیا۔ اس طرح اکثریتی فرقہ کو اپنی پر تشدد وارداتوں کو جائز ٹھہرانے کا لائسنس مل چکا تھا۔[1]

[1] فرقہ وارانہ فسادات اور ہندوستانی پولس۔ صفحہ 68

رانچی میں 22 اگست 1967 کو اردو کے خلاف ہندو طلبہ کے جلوس پر مسلمانوں کے پتھراؤ سے فساد شروع ہوا۔ پتھراؤ کے بعد اس جلوس نے پورے شہر میں تباہی مچادی۔ 22 اگست سے 26 اگست کے درمیان 184 لوگ مارے گئے جن میں 164 مسلمان تھے۔ یہ فساد صرف پتھراؤ کا نتیجہ نہیں تھا۔ پچھلے دس دنوں سے "اگر اردو لادی لڑکوں پر تو خون بہے گا سڑکوں پر" جیسے نعرے لگا کر ماحول گرم کیا جا رہا تھا۔

1980 مراد آباد فساد: مراد آباد میں ٹھیک عید کے دن عید گاہ میں مسلمانوں پر پولس فائرنگ میں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ مسلمان نماز کے درمیان مسجد میں سور گھس آنے کے لیے پی اے سی کو اس کا ذمہ دار سمجھ رہے تھے۔ معمولی سی بحث آگے چل کر پولس فائرنگ کا سبب بن گئی جس نے عید کی خوشیوں کو ماتم میں تبدیل کر دیا۔

1987 میرٹھ فساد: اتر پردیش کے اس مشہور صنعتی شہر میں انتظامیہ کی ڈھیل کی وجہ سے فرقہ وارانہ فسادات کی شروعات 16 اپریل 1987 کو شب برات کے دن سے ہوئی۔ اقلیتی فرقہ نے اپنی عقلمندی اور دوراندیشی سے فرقہ پرست تنظیموں کی اس کوشش کو ناکام کر دیا لیکن 18 اپریل 1987 کو ان عناصر نے دوبارہ فساد شروع کر دیا۔ یہ حقیقت میں پولس ایکشن تھا۔ جس نے بعد میں فرقہ وارانہ فسادات کی شکل اختیار کر لی۔ اس فساد نے جلد ہی ایسی شکل اختیار کر لی کہ اس نے اپنی تباہی کے سامنے مراد آباد، پنت نگر اور آگرہ کے فسادات کو پیچھے چھوڑ دیا۔ رمضان کے مہینے میں سحری کے وقت بے قصور مسلمانوں کو گرفتار کیا جانے لگا جس کی مسلمانوں نے مخالفت کی جس کے نتیجہ میں انہیں پی اے سی کے غصہ کا سامنا کرنا پڑا۔ اس فساد میں سیکڑوں لوگ مارے گئے۔ گیان پرکاش کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں ملیانہ کے لاپتہ لوگوں کے بارے میں صاف طور سے کہا کہ انہیں مار دیا گیا ہے۔ 22 مئی 1987 کو میرٹھ فسادات کے دوران پی اے سی اور فوج کے جوانوں نے ہاشم پورہ کے 50 روزے دار بچوں جوانوں اور بوڑھوں کو گرفتار کر کے مرادنگر میں نہر کے کنارے گولیوں سے بھون کر نہر میں پھینک دیا۔ ان میں 41 کی موت ہوگئی۔ بچ جانے والے لوگ کسی طرح جان بچا کر دہلی پہنچ گئے جس کے بعد یہ معاملہ روشنی میں آیا۔

> 22 مئی 1987 کو میرٹھ فسادات کے دوران پی اے سی اور فوج کے جوانوں نے ھلشم پورہ کے 50 روزے دار بچوں جوانوں اور بوڑھوں کو گرفتار کرکے مرادنگر میں نہر کے کنارے گولیوں سے بھون کر نہر میں پھینک دیا۔ ان میں 41 کی موت ہوگئی۔ بچ جانے والے لوگ کسی طرح جان بچا کر دہلی پہنچ گئے جس کے بعد یہ معاملہ روشنی میں آیا۔

93-1992 بمبئی فسادات: بابری مسجد کی شہادت کے بعد بمبئی میں بڑے پیمانے پر فسادات بھڑک اٹھے۔ 5 جنوری سے جاری بمبئی فسادات میں ٹائمس آف انڈیا

(23 جنوری 1993) کے مطابق 557 لوگ مارے گئے۔ پولس کمشنر نے یہ تعداد 458 بتائی۔ پولس فائرنگ میں 133 لوگ مارے گئے فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے بمبئی کا صنعتی کاروبار مصیبت میں پڑگیا۔ بہت سے صنعت کار اور تاجر بے گھر ہوکر کیمپوں میں پہنچ گئے اور ایک بڑا طبقہ وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اس فساد کی جانچ کرنے کے لیے 23 جنوری 1993 کو شری کرشنا کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کمیشن نے پورے پانچ سال تک 500 گواہوں کو سننے کے بعد اپنی رپورٹ دی۔ شری کرشن کمیشن کی رپورٹ میں مسلمانوں پر ایک چھوٹا سا حصہ ہے بڑا حصہ ان ہندوتو کی حامی طاقتوں کو کٹگھرے میں کھڑا کرتا ہے شوسینا نے بابری مسجد شہید ہونے کے بعد مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی تھی۔ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 6 جنوری 1993 کے خوفناک فسادات سے قبل ہی بال ٹھاکرے کے شیوسینکوں نے لوٹنے اور جلانے کے لیے مسلمانوں کے گھروں کی پہچان کرلی تھی۔ جیسے انٹاپ ہل کے پرتکشا نگر میں شیوسینا کے کارکن مہاراشٹر سرکار کے کرمچاری بن کر سروے کرنے گئے تھے۔ کس گھر یا زمین کا قانونی مالک کون ہے۔ یہ سروے شیوسینا نے زیادہ تر مسلم اکثریتی علاقوں میں کرائے تھے۔ مہاراشٹر میں جب فساد ہوا اس وقت وہاں کانگریس کی سرکار تھی اگر وہ فسادیوں کو سزا دینا چاہتی تو فسادات ختم ہونے کے بعد انہیں سزا دے سکتی تھی۔ ان فسادیوں کی پہچان بھی مشکل نہیں تھی یہ چھوٹا سا کام تو پولس ہی کرسکتی تھی مگر افسوس ہے کہ کمیشن کی رپورٹ آنے کے برسوں بعد بھی ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ آج جب یہ تحریر لکھی جارہی ہے (سن 2002) اس وقت بھی کانگریس کی سرکار ہے۔

(جسٹس شری کرشنا کمیشن کی یہ رپورٹ آگے کے صفحات پر شائع کی جارہی ہے)

2002 گجرات فسادات: گجرات فساد کو شروع ہوئے 100 دن سے زیادہ ہو چکے ہیں اور اس پر ابھی تک قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔ اس فساد نے وحشی پن میں اب تک

مہاراشٹر میں جب فساد ہوا اس وقت وہاں کانگریس کی سرکار تھی اگر وہ فسادیوں کو سزا دینا چاہتی تو فسادات ختم ہونے کے بعد انہیں سزا دے سکتی تھی۔ ان فسادیوں کی پہچان بھی مشکل نہیں تھی یہ چھوٹا سا کام تو پولس بھی کر سکتی تھی مگر افسوس ہے کہ کمیشن کی رپورٹ آنے کے برسوں بعد بھی ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ آج جب یہ تحریر لکھا جارہی ہے (سن 2002) اس وقت بھی کانگریس کی سرکار ہے۔

کے تمام فسادات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ سیکڑوں لوگوں کو زندہ جلانے، سیکڑوں عورتوں کو آبروریزی کے بعد آگ کے حوالے کرنے کروڑوں روپیہ کی مالیت کی تباہی نے ریاست سے انسانیت کا نام ونشان مٹا دیا ہے۔ فسادات ابھی بھی جاری ہیں اور جلد ان پر قابو پانے کے آثار نظر نہیں آتے۔

(تفصیلی رپورٹ ''گجرات ایک دستاویز'' آگے شائع کی جارہی ہے)

گجرات میں فسادات کی تاریخ: دوے کمیشن کی رپورٹ کے مطابق گجرات میں پہلا فساد ۱۴۰۱ میں ہوا لیکن تاریخ میں پہلا بڑا فساد 1714 میں ہولی کے موقع پر ہوا۔ یہ فساد اس وقت ہوا جب ایک شخص نے دوسرے فرقہ کے ایک شخص پر رنگ ڈال دیا۔ اس کے بعد وہاں 1715 اور 1716 میں بھی فسادات ہوئے۔ اس کے بعد 1858 میں فساد کا ذکر ملتا ہے۔ 1969 میں احمد آباد میں بڑے پیانے پر فساد ہوا اس فساد میں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ 1985 میں دوسرے بڑے فسادات ہوئے۔ ابتدا میں یہ فسادات ریزرویشن کے خلاف تھے لیکن بعد میں انہوں نے فرقہ وارانہ رنگ لے لیا۔ اس فساد میں سیکڑوں لوگ مارے گئے۔ احمد آباد اور بڑودرا میں کئی دن تک کرفیو جاری رہا۔ 90-1989 میں احمد آباد میں انتخابات کے دوران فسادات ہوئے۔ اکتوبر 1990 میں بہار میں رتھ یاترا کے دوران لال کرشن اڈوانی کی گرفتاری کے بعد بڑے پیانے پر فساد ہوئے۔ (دکن ہیرالڈ، اتوار، 3 مارچ 2002)

1990 میں رتھ یاترا کے درمیان ہونے والے فسادات میں 220 لوگ مارے گئے۔ 1992 میں گجرات میں تشدد میں 325 لوگوں کی جانیں گئیں۔ 1993 کے فسادات میں 116 لوگ اور 2002 میں ہونے والے فسادات نے پچھلے سبھی ریکارڈ توڑ دیے ہیں

1969 کے گجرات کے فسادات میں سرکاری اعداد وشمار کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 60 تھی جبکہ غیر سرکاری اعداد وشمار کے مطابق یہ تعداد 2500 تھی۔ 80-1976 کے دوران گجرات میں تین فساد ہوئے جن میں 275 لوگ مارے گئے۔ 89-1985 کے دوران ہونے والے فساد میں 582 لوگ مارے گئے۔ 94-1990 کے دوران ہونے والے فسادات میں 563 لوگ مارے

گئے۔ 1990 میں رتھ یاترا کے درمیان ہونے والے فسادات میں 220 لوگ مارے گئے۔ 1992 میں گجرات میں تشدد میں 325 لوگوں کی جانیں گئیں۔ 1993 کے فسادات میں 116 لوگ اور 2002 میں ہونے والے فسادات نے پچھلے سبھی ریکارڈ توڑ دیے ہیں اور اب تک سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 950 سے زیادہ اور غیر سرکاری طور پر دو ہزار سے زائد لوگ مارے جا چکے ہیں۔

فسادات کے اہم اسباب

(کتنی بار کس وجہ سے فسادات ہوئے)

دو تیوہار ایک ساتھ ہونے پر-----------------8 بار

ہولی میں رنگ ڈالنے پر--------------------4 بار

متنازعہ راستہ سے جلوس نکالنے اور جلوس پر پتھر پھینکنے پر----------7 بار

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق توہین آمیز مضامین شائع کرنے پر---6 بار

دوسرے فرقے کی لڑکی سے شادی کرنے پر-------------2 بار

مسجد اور مندر میں گوشت پھینکنے پر-----------1 بار

تیوہار کے موقع پر--------------------8 بار

گئو رکشا آندولن--------------------4 بار

مسجدیں توڑنے پر--------------------2 بار

قربانی سے روکنے پر--------------------9 بار

مسجد کے سامنے گانے بجانے پر--------------6 بار

فسادات ہوئے

(یہ اعداد صرف فسادات کے اسباب کے رجحان کو ظاہر کرتے ہیں)

----❖----

ایودھیا معاملہ

آپسی بھائی چارے کی جو سمجھ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان انگریزی سامراج کو اس ملک سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے تھی وہ محمد علی جناح کے دوقومی نظریہ سے ختم ہونے لگی۔ بٹوارے کی وجہ سے دونوں جانب کے ہزاروں شہریوں کا قتل عام ہوا۔ ہزاروں عورتوں کی عصمت لوٹی گئی۔ ہزاروں خاندان بے گھر ہوگئے کروڑوں کی مالیت برباد ہوگئی۔ ان لوگوں کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ایک ایسے علاقہ میں رہتے تھے جہاں دوسرے فرقہ کے لوگ زیادہ تعداد میں تھے۔ ہندوستانی آئین میں اقلیتوں کو خاص اختیار دیے جانے سے اکثریتی طبقہ میں ناراضگی پیدا ہوئی انہیں ایسا محسوس ہوا کہ انہیں نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ بداعتمادی کا ماحول پیدا ہونے لگا۔ ''ہم'' اور ''وہ'' کا جذبہ پیدا ہوگیا۔ بٹوارے کے بعد ملک کی سیاست میں موقع پرستی بڑھ گئی۔ سیاسی فائدے کے لیے ٹھنڈے بستے میں پڑے مسئلوں کو اہمیت دی جانے لگی۔

40 کی دہائی سے ہی ہندوؤں کے ایک طبقے نے ان مسجدوں کی بازیابی کی بات شروع کر دی تھی جو ان کے مطابق مسلمان حکمرانوں کے ذریعہ توڑ کر بنائی گئی تھیں۔ مرکزی سرکار نے اس مسئلہ پر کوئی مثبت حل نکالنے کے بجائے پیر پیچھے کھینچ لیے۔ سرکار یہ سوچ رہی تھی کہ اگر اسے ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا جائے تو لوگ اس مسئلہ کو اپنے آپ بھول جائیں گے۔

> 40 کی دہائی سے ہی ہندوؤں کے ایک طبقے نے ان مسجدوں کی بازیابی کی بات شروع کر دی تھی جو ان کے مطابق مسلمان حکمرانوں کے ذریعہ توڑ کر بنائی گئی تھیں۔ مرکزی سرکار نے اس مسئلہ پر کوئی مثبت حل نکالنے کے بجائے پیر پیچھے کھینچ لیے۔

ہندتووادی تنظیموں نے ایودھیا میں اس مقام پر مندر بنانے کی آوازیں اٹھائیں جس مقام پر مسجد تھی اور جو ان کے مطابق بھگوان شری رام کا جنم استھل تھا۔ فطری طور پر مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی اور ایک انچ زمین بھی دینے سے انکار کر دیا۔

یہ معاملہ برسوں سے عدالت میں فیصلہ کے انتظار میں پڑا ہے۔ عدالتوں میں فیصلے کی جو رفتار ہے اس پر سوال اٹھتے رہے ہیں۔ سرکار نے بھی اس مسئلہ کو حل کرنے کی کبھی سنجیدگی

سے کوشش نہیں کی۔ کانگریس میں ابتداء سے ہی ایسے لوگوں کا ایک گروپ تھا جس کے خیالات آر ایس ایس کے نظریات سے الگ نہیں تھے۔

پھر اچانک ملک کے سیاسی اور سماجی ماحول میں تبدیلی آئی اور 25 ستمبر 1986 کو وشو ہندو پریشد اور اس کی ساتھی تنظیموں نے نہ صرف شلانیاس کا اعلان کیا بلکہ سرکار نے شلانیاس کرا کران ہندوتووادی تنظیموں کے حوصلے اور بڑھا دیے۔ دوسری جانب عدالت میں یہ معاملہ اسی طرح زیر سماعت تھا۔ 1990 میں بھارتیہ جنتا پارٹی اپنی ساکھ بنانے کی کوششوں میں لگی تھی اسے بابری مسجد رام جنم بھومی تنازع کے توسط سے اقتدار کی حصولیابی کا راستہ نظر آیا اور اس نے اپنی پوری طاقت اس مسئلہ کو گرم کرنے میں لگا دی۔

بی جے پی کے اہم لیڈر شری لال کرشن اڈوانی نے عوام میں بیداری پیدا کرنے کے لیے رتھ یاترا کا پروگرام بنایا۔ شری اڈوانی کی رتھ یاترا سے فرقہ وارانہ درجہ حرارت بڑھنے لگا اور رتھ یاترا کے راستے میں کہیں کہیں ٹکراؤ اور چھوٹے موٹے فسادات کی بھی خبریں ملیں۔ اس رتھ یاترا سے کسی آنے والے طوفان کا اشارہ ملنے لگا تھا۔ جولائی 1992 کے آس پاس بی جے پی نے رام پدوکا کے جلوس، جلسے اور میٹنگیں منعقد کر کے بابری مسجد کے مقام پر رام مندر بنانے کی تحریک تیز کر دی اور ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ اس مسئلہ پر ایک ہو جائیں۔ ان جلسوں میں صرف ہندوؤں سے ایک ہونے کے لیے نہیں کہا گیا بلکہ کچھ تقریروں اور نعروں میں کافی اشتعال انگیز اور فرقہ پرست زبان استعمال کی گئی۔ مسلمانوں کو دھمکی دی گئی۔ بابری مسجد رام جنم بھومی تنازعہ پر اختلاف دھوکہ دینے جیسا ہے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو انہیں ملک سے نکال دیا جائے گا۔ ''مندر وہیں بنائیں گے'' اور ''اس دیش میں رہنا ہے تو وندے ماترم کہنا ہوگا'' جیسے نعرے ہوا میں گونجنے لگے۔

رام پدوکا کا جلوس اب مذہبی کم اور سیاسی زیادہ ہو گیا تھا۔ ہندوتووادیوں نے اس مسئلہ کو پوری طرح سیاسی بنا دیا تھا۔ یہ تنازع عدالت میں تھا اس کے بعد بھی انہوں نے

جولائی 1992 کے آس پاس بی جے پی نے رام پدوکا کے جلوس، جلسے اور میٹنگیں منعقد کرکے بابری مسجد کے مقام پر رام مندر بنانے کی تحریک تیز کر دی اور ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ اس مسئلہ پر ایک ہو جائیں۔ ان جلسوں میں صرف ہندوؤں سے ایک ہونے کے لیے نہیں کیا گیا بلکہ کچھ تقریروں اور نعروں میں کافی اشتعال انگیز اور فرقہ پرست زبان استعمال کی گئی۔ مسلمانوں کو دھمکی دی گئی۔

ایودھیا میں بھگوان شری رام مندر کی تعمیر کے لیے ہنگامہ شروع کردیا۔

سرکار کے ڈھل مل برتاؤ کی وجہ سے متنازع مقام پر رام للہ کی مورتی رکھ دی گئی اور ہندوتو وادی تنظیمیں اس مقام پر پوجا کی اجازت مانگنے لگیں۔ بابری مسجد جسے مسجد کی طرح استعمال نہیں کیا جارہا تھا مسلمانوں کو پھر سے متحد کرنے کا مرکز بن گئی۔ مسلمانوں کے ایک گروپ نے بابری مسجد بچاؤ کمیٹی بنالی۔ اس کمیٹی نے مرکزی سرکار سے یہ یقین دہانی چاہی کہ بابری مسجد کو کوئی نقصان نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ہندوؤں نے اپنے مطالبہ کو اور تیز کر دیا کہ متنازعہ مقام پر کارسیوا کی اجازت دی جائے۔ پہلی کارسیوا 1991 میں ہوئی۔ اس درمیان تشدد اور پولس فائرنگ کے کچھ واقعات ہوئے کوئی بڑا واقعہ نہیں ہوا۔ ہندوتو وادی طاقتوں نے یہ پروپگنڈہ شروع کیا کہ پولس فائرنگ سے سریوندی کا پانی لال ہوگیا۔ یہ صحیح نہیں تھا لیکن وشو ہندو پریشد کے اس جھوٹے پروپگنڈہ سے ملک کا سیاسی اور سماجی ماحول بگڑنے لگا اور عام ہندو بھی اس سے متاثر نظر آنے لگے۔ اس درمیان کانگریس کا زور ٹوٹ رہا تھا اور بی جے پی نے اپنے بڑھتے ہوئے اثر کو دیکھتے ہوئے مرکز میں اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے 6 دسمبر 1992 کو دوسری کارسیوا کا اعلان کیا۔

ہندو تو وادی طاقتوں نے یہ پروپگنڈہ شروع کیا کہ پولس فائرنگ سے سریوندی کا پانی لال ہوگیا۔ یہ صحیح نہیں تھا لیکن وشو ہندو پری شد کے اس جھوٹے پروپگنڈہ سے ملک کا سیاسی اور سماجی ماحول بگڑنے لگا اور عام ہندو بھی اس سے متاثر نظر آنے لگے۔ اس درمیان کانگریس کا زور ٹوٹ رہا تھا اور بی جے پی نے اپنے بڑھتے ہوئے اثر کو دیکھتے ہوئے مرکز میں اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے 6 دسمبر 1992 کو دوسری کارسیوا کا اعلان کیا۔

اکتوبر 1992 سے نومبر 1992 کے درمیان بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں جیسے وشو ہندو پری شد، بجرنگ دل اور آر ایس ایس نے کارسیوا کی تیاریاں زور شور سے شروع کردیں اور متنازع مقام پر ہندوتو وادیوں کا مندر تعمیر کا مطالبہ دن بہ دن زور پکڑتا گیا۔ مسلمانوں میں بھی اس مطالبہ کی مخالفت میں تیزی آئی۔ وہ ہندوؤں کو اس مقام پر اب اور کسی طرح کی چھوٹ دینے کی مخالفت کررہے تھے۔ دونوں نے ہی میٹنگوں، پرچوں اور جلوسوں کے ذریعہ اپنے آندولن کو تیز کردیا۔ دونوں جانب کے لیڈر یہ ثابت کرنے میں لگے تھے کہ اس معاملہ میں ان کی دلیل صحیح ہے۔ دونوں جانب کے لیڈر یہ دھمکی دینے لگے کہ اگر بابری مسجد توڑی گئی یا کارسیوا روکی گئی تو اس کے سنگین نتائج

ہوں گے۔ ہندوتووادی گرج رہے تھے کہ ایودھیا میں سریوندی کے کنارے اس مقام پر جہاں بھگوان شری رام کا جنم ہوا مندر تعمیر کی اجازت نہیں دی گئی تو یہ ہر ہندو کے وقار پر حملہ سمجھا جائے گا۔ مسلمان لیڈروں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر اس معاملہ میں کوئی رعایت دی گئی تو اس سے اسلام ''خطرے'' میں پڑ جائے گا۔ ہندو اکثریت اپنی نئی پہچان اور مسلم اقلیت عدم تحفظ کے خوف سے ایک دوسرے سے زور آزمائی پر اتر آئے۔

ابھی جب کہ ایودھیا میں کارسیوا کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں یہ اندازہ لگایا جا رہا تھا کہ 6 دسمبر 1992 کو ایودھیا میں کی جانے والی کارسیوا میں لاکھوں کار سیوک حصہ لیں گے۔ اس درمیان مرکزی سرکار نے بابری مسجد بچاؤ کمیٹی کے نمائندوں اور ہندوتوادی تنظیموں سے کئی بار مذاکرات کیے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کوئی بھی فریق پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس لیے مرکزی سرکار نے ایودھیا میں ہر دن کی حالت کا جائزہ لینے اور وزیر اعظم کو اس سے واقف کرانے اور صلاح دینے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی میں وزیر دفاع، دفاعی سکریٹری اور دوسرے اعلیٰ حکام شامل تھے۔ سپریم کورٹ میں بابری مسجد کے تحفظ کے معاملے پر سماعت ہونی تھی کیونکہ بابری مسجد بچاؤ کمیٹی نے عدالت میں یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اتر پردیش میں کلیان سنگھ کی قیادت میں چلنے والی بی جے پی سرکار اس کے تحفظ میں ناکام رہے گی۔ یہ معاملہ لوک سبھا میں بھی اٹھایا گیا۔ اس وقت کے وزیر اعظم شری نرسمہا راؤ نے پارلیمنٹ کو یقین دلایا کہ بابری مسجد کا تحفظ کیا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ نے بھی سپریم کورٹ میں واضح یقین دہانی کرائی کہ کارسیوا میں بابری مسجد کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیا جائے گا۔ اسی طرح کا وعدہ نیشنل انٹیگریشن کونسل میں بھی کیا گیا۔

مرکزی سرکار نے یکم دسمبر 1992 سے ہی بابری مسجد کے چاروں طرف نیم فوجی دستے تعینات کر دیے تھے۔ ایودھیا میں لاکھوں کی تعداد میں کارسیوکوں کے آنے سے

سپریم کورٹ میں بابری مسجد کے تحفظ کے معاملے پر سماعت ہونی تھی کیونکہ بابری مسجد بچاؤ کمیٹی نے عدالت میں یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اتر پردیش میں کلیان سنگھ کی قیادت میں چلنے والی بی جے پی سرکار اس کے تحفظ میں ناکام رہے گی۔ یہ معاملہ لوک سبھا میں بھی اٹھایا گیا۔ اس وقت کے وزیر اعظم شری نرسمہا راؤ نے پارلیمنٹ کو یقین دلایا کہ بابری مسجد کا تحفظ کیا جائے گا۔ وزیر اعلی کلیان سنگھ نے بھی سپریم کورٹ میں واضح یقین دلائی کرائی

حالات دھماکہ خیز ہوتے جارہے تھے۔ جس طرح بچے کو لوری سنا کر سلا دیا جاتا ہے اسی طرح مرکزی سرکار عدالت کو دی گئی یقین دہانی اور متنازعہ مقام کے چاروں جانب نیم فوجی دستوں کی تعیناتی کے بعد خاموش بیٹھ گئی تھی۔ یہ 6 دسمبر 1992 کے اہم دن کا عمومی منظر تھا۔

6 دسمبر 1992 کو مقامی پولس کی موجودگی میں کارسیوکوں کی بڑی تعداد بابری مسجد کے چاروں طرف بنائی گئی رکاوٹوں کی جانب بڑھنے لگی پولس ادھر جانے والے کار سیوکوں کو روکنے کی کوشش کررہی تھی۔ اشتعال سے بھرے، کارسیوکوں کی بھیڑ فوج نیم فوجی دستوں اور کانسٹبلوں کو پیچھے دھکیل رہی تھی۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہاں موجود ضلع مجسٹریٹ نے فوج اور نیم فوجی دستوں کو فائرنگ کا حکم دینے سے انکار کر دیا تھا۔ کار سیوکوں کو وہ اپنا ہی بھائی سمجھتے تھے۔ کارسیوکوں کی بھیڑ نے رکاوٹوں کو توڑ دیا اور بابری مسجد اسٹرکچر میں بزور طاقت گھس گئے اور اسے توڑنے میں کامیاب ہوگئے۔ 6 دسمبر 1992 کو 2:30 بجے دن میں غیر ملکی ٹیلی ویژن خاص طور سے بی بی سی نے جوش اور خوشی سے بھرے کارسیوکوں کے ذریعہ بابری مسجد کو شہید کرنے کی تصویریں دکھائیں۔ یہ پروگرام ہر گھنٹے چلتا رہا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں گہرا دکھ، بے بسی اور غصہ پیدا ہوا۔ مسلمانوں نے یہ بھی دیکھا کہ جب بابری مسجد شہید کی جارہی تھی اس وقت پولس اور نیم فوجی دستوں کی بڑی تعداد خاموش تماشائی بنی وہیں کھڑی تھی۔ ان حفاظتی دستوں نے بابری مسجد کو شہید کرنے کی کوئی مخالفت نہیں کی بلکہ حقیقت تو یہ تھی کہ بابری مسجد کو شہید کرتے وقت پولس اور نیم فوجی دستوں کے کچھ جوانوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور وہ بہت خوش نظر آرہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمانوں کے دکھ اور غصہ کی کوئی حد نہیں رہی۔ بابری مسجد شہید ہونے کے بعد ہندوتو وادی تنظیموں کے جشن نے مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کیا۔ مسلمان شدت پسند ہندوؤں کی اس طرح ہوا میں چھری گھمانے کی چڑھانے والی حرکتوں سے غصہ سے بھر گئے۔ کئی جگہ شیوسینا نے جشن منانے کے لیے ریلی نکالی جس کی

6 دسمبر 1992 کو 2:30 بجے دن میں غیر ملکی ٹیلی ویژن خاص طور سے بی بی سی نے جوش اور خوشی سے بھرے کار سیوکوں کے ذریعہ بابری مسجد کو شہید کرنے کی تصویریں دکھائیں یہ پروگرام ہر گھنٹے چلتا رہا. اس واقعہ سے مسلمانوں میں گھرا دکھ، بے بسی اور غصہ پیدا ہوا. مسلمانوں نے یہ بھی دیکھا کہ جب بابری مسجد شہید کی جارھی تھی اس وقت پولس اور نیم فوجی دستوں کی بڑی تعداد خاموش تماشائی بنی وھیں کھڑی تھی.

مسلمانوں نے سخت مخالفت کی۔

6 دسمبر 1992 کو 2:30 بجے دن میں بابری مسجد کو شہید کردیے جانے کی خبر ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اسلام پر خطرہ کی گونج ہوا میں سنائی دینے لگی۔ شری کرشنا کمیشن رپورٹ کے مطابق شدت پسند مسلمانوں کی دلیل یہ تھی کہ ایک ہندو ریاست نے کچھ طاقتوں کو دن کے اجالے میں فوجی دستوں کی ناک کے نیچے بابری مسجد کو شہید کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی۔ اس یقین دہانی کے بعد بھی کہ 6 دسمبر 1992 کو کارسیوا کے دوران بابری مسجد کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیا جائے گا، اسلام کی نشانی بابری مسجد شہید کردی گئی۔

میڈیا میں خاص طور پر ٹیلی ویژن پر پچھلی کارسیوا کی ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں کچھ کارسیوک مسجد کے گنبد پر ناچ رہے تھے ساتھ ہی ساتھ 6 دسمبر کی بھی ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں بابری مسجد کو شہید کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا۔

پولس کا رویہ سب سے زیادہ قابلِ اعتراض رہا ایک جانب تو وہ بابری مسجد شہید کیے جانے کے دوران خاموش تماشائی بنی رہی وہیں دوسری جانب اس نے مسلمانوں کے پرامن مظاہروں کے خلاف طاقت کا استعمال کیا۔ کئی معاملوں میں پولس مظاہرین کو صحیح طور پر قابو میں نہیں کرپائی۔ اگر پولس سمجھ سے کام لیتی تو ان مظاہروں پر آسانی سے قابو پا سکتی تھی لیکن اس نے طاقت کا استعمال کرکے مسلمانوں کے پرامن مظاہرے کو پرتشدد کر دیا۔ جس کی وجہ سے ممبئی سمیت ملک کے کئی حصوں میں فسادات بھڑک اٹھے۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ان فسادات میں مسلمانوں کو جان ومال کا اور زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ چونکہ ایودھیا میں جو ہوا وہ منصوبہ بند تھا اور اسے ریاست اور انتظامیہ کی خاموش حمایت حاصل تھی اس لیے اس بات کے مکمل انتظام کرلیے گئے تھے کہ مسلمان تڑپنے بھی نہ پائیں اور ان کی جانب سے کوئی مظاہرہ بھی نہ ہو۔

مسلمانوں کے پرامن مظاہرے کو پرتشدد کر دیا۔ جس کی وجہ سے ممبئی سمیت ملک کے کئی حصوں میں فسادات بھڑک اٹھے۔ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ ان فسادات میں مسلمانوں کو جان ومال کا اور زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ چونکہ ایودھیا میں جو ہوا وہ منصوبہ بند تھا ور اسے ریاست اور انتظامیہ کی خاموش حمایت حاصل تھی اس لیے اس بات کے مکمل انتظام کر لیے گئے تھے کہ مسلمان تڑپنے بھی نہ پائیں -

----❖----

شری کرشنا کمیشن کی نظر میں
ممبئی فسادات کے اسباب

سماجی، معاشی اور سیاسی، فرقہ وارانہ فسادات کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ 6 دسمبر 1992 کو بابری مسجد شہید ہونے کے بعد ممبئی میں بھڑک اٹھنے والے فسادات کے اسباب کا شری کرشنا کمیشن رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کمیشن کا ماننا ہے کہ اسے ایسی کوئی ٹھوس اطلاع نہیں ملی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ ہندو مسلمانوں کے درمیان کسی مقابلہ کا نتیجہ ہے۔ مسلم نوجوانوں میں ہندو نوجوان کے مقابلہ تعلیم کا معیار بہت پست پایا گیا۔ شہر میں بے روزگاری میں اضافہ ہوا تھا اور ریاست کی صنعتی حالت بھی فسادات کا ایک سبب ہو سکتی تھی۔ پچھلی کچھ دہائیوں میں ملک کے سیاسی منظر نامہ میں بھی تبدیلی آئی تھی۔ اس دوران ہندوؤں کے نعروں اور مسلمانوں کی شناخت کا پتہ لگانے کی کوشش نے حالات کو دھماکہ خیز بنا دیا تھا۔ شاہ بانو کیس کے فیصلے وندے ماترم کے معاملے اور پھر بھارتیہ ودّیا بھون اور انجمن اسلام کے درمیان تعلیمی رابطہ کی مخالفت اور مسلمانوں کو خوش کرنے اور ان کے منہ بھرائی کے الزام نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان دوری پیدا کر دی۔

کمیشن نے 6 دسمبر 1992 کو ممبئی میں فسادات بھڑکنے کے تین خاص سبب بتائے ہیں۔

(1) بابری مسجد کی شہادت (2) بابری مسجد کی شہادت پر ہندوؤں کی جانب سے جشن اور ریلی سے مسلمانوں کے جذبات کا بھڑک جانا (3) مسلمانوں کے ابتدائی پر امن مظاہرے سے نمٹنے میں پولس کے کام کرنے کا غلط طریقہ۔

کمیشن نے 6 دسمبر 1992 کو ممبئی میں فسادات بھڑکنے کے تین خاص سبب بتائے ہیں۔ (1) بابری مسجد کی شہادت (2) بابری مسجد کی شہادت پر ہندوؤں کی جانب سے جشن اور ریلی سے مسلمانوں کے جذبات کا بھڑک جانا (3) مسلمانوں کے ابتدائی پر امن مظاہرے سے نمٹنے میں پولس کے کام کرنے کا غلط طریقہ۔

جنوری 1993 کے فسادات کی وجوہ میں کمیشن اس دلیل کو نہیں مانتا کہ یہ متھاڈی مزدوروں کے قتل اور رادھابائی چال کے واقعہ کا ردعمل تھا۔ 12 دسمبر 1992 اور 15 جنوری 1993 کے درمیان جو واقعات ہوئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جان ومال اور ان کی املاک پر لگاتار حملے ہو رہے تھے۔ دوسری جانب ہندوؤں میں اشتعال پھیلانے کا کام خاص طور سے ''سامنا'' اور ''نوا کال'' کر رہے تھے۔ ان اخبارات میں متھاڈی مزدوروں کے قتل اور رادھابائی چال کے واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا یہ افواہ پھیلائی گئی کہ مسلمان جدید اسلحوں سے حملہ کرنے والے ہیں اس افواہ نے ہندوؤں کے فرقہ وارانہ عناصر کو متحد کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 8 جنوری 1993 سے شیوسینا اور شیوسینکوں نے مسلمانوں کی املاک پر اپنے لیڈروں کی قیادت میں منصوبہ بند حملے کیے اور ان حملوں میں شاکھا پرمکھ سے لے کر شیوسینا کے چیف بال ٹھاکرے تک شامل تھے جو ایک جنرل کی طرح اپنے پیارے شیوسینکوں کو احکامات دے رہے تھے۔ شیوسینا اور شیوسینکوں کے اسپانسرڈ ان فسادات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی غنڈہ عناصر نے لوٹ مار میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پھر جب شیوسینا کو لگا کہ اس نے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچا لیا ہے اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لی ہے اور فسادات ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہے تو انہوں نے ہندوؤں سے پرامن رہنے کی اپیل کی۔

ادھر سیاسی دباؤ کی وجہ سے پولس کمشنر نے مختلف طرح کے احکامات دیے تھے جس سے نچلی سطح پر الجھن پیدا ہوئی اور پولس اس بات کا فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ ''فائرنگ کرنی ہے یا نہیں''۔

وزیراعلی نے فسادات پر قابو پانے کے لیے فوج تعینات کرنے میں چار اہم دن گنوا دیے۔ مسلمانوں کے خلاف جانبدارانہ برتاؤ کی وجہ سے پولس کانسٹبلوں اور افسروں پر جان لیوا حملے کیے گئے۔ جس کی وجہ سے پولس نے تشدد لوٹ مار اور آگ زنی کے معاملوں

اس میں کوئی شک نہیں کہ 8 جنوری 1993 سے شیو سینا اور شیو سینکوں نے مسلمانوں کی املاک پر اپنے لیڈروں کی قیادت میں منصوبہ بند حملے کیے اور ان حملوں میں شاکھا پرمکھ سے لے کر شیو سینا کے چیف بال ٹھاکرے تک شامل تھے جو ایک جنرل کی طرح اپنے پیارے شیو سینکوں کو احکامات دے رہے تھے۔ شیو سینا اور شیو سینکوں کے اسپانسرڈ ان فسادات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی غنڈہ عناصر نے لوٹ مار میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

کی جانچ میں اور فسادات پر قابو پانے میں سرد مہری دکھائی۔

کمیشن کے مطابق 6 دسمبر 1992 سے پہلے بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں (وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل اور آر ایس ایس) نے رام مندر کی تعمیر کے لیے چوراہوں پر جلسوں اور میٹنگوں کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ ایودھیا میں کار سیوا کے مطابق گھنٹا ناد پروگرام منعقد کیے جا رہے تھے۔ اسٹوڈنٹ اسلامک موومنٹ آف انڈیا اور ممبئی مسلم ایکشن کمیٹی نے بھی ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کے خلاف اور بابری مسجد مسلمانوں کے حوالے کرنے کے لیے مہم چھیڑ رکھی تھی۔ اس درمیان دونوں جانب سے کی جانے والی اشتعال انگیز تقریریں فرقہ وارانہ کشیدگی کا سبب بنیں۔ رتھ یاترا نے بھی ملک بھر میں کشیدگی میں اضافہ کیا تھا اور ممبئی بھی اس سے الگ نہیں تھی۔ ممبئی میونسپل کارپوریشن کی جانب سے غیر قانونی ڈھانچوں کو توڑنے سے بھی جس سے زیادہ تر مسلمان متاثر ہوئے تھے کشیدگی بڑھی۔

بابری مسجد شہید ہونے کی خبر اور اس پر شدت پسند ہندوؤں کے جشن نے بھی مسلمانوں کا غصہ بڑھایا۔ دھاراوی میں شیو سینا کی جانب سے منعقد ریلی اس جشن کی ایک مثال ہے۔ اس کے خلاف مسلمانوں کے پر امن مظاہروں سے نمٹنے میں بھی پولس ناکام رہی۔ مسلمانوں کی مخالفت ایک بڑے فساد میں تبدیل ہوگئی۔ 7 دسمبر 1992 کو مسلمانوں نے کچھ مندروں کو نقصان پہنچایا۔ ہندوؤں نے بھی مختلف حصوں میں مسجدوں اور مدرسوں کو تباہ کر دیا۔ دیونگر تھانہ علاقہ میں دو کانسٹبلوں کو مسلمانوں نے چاپڑ اور تلوار سے ہلاک کر دیا۔ جوگیشوری میں پاسکل کالونی اور شنکر واڑی میں تعینات ایک پولس افسر کے سر میں گولی لگی اور اس کی موت ہوگئی۔ پولس نے اپنے وسائل کا پوری طرح استعمال نہیں کیا جبکہ وہ فوج کی مدد بھی نہیں لینا چاہتی تھی۔ فوج نے صرف فلیگ مارچ کیا۔ 8 دسمبر 1992 کو یہ فساد 33 تھانہ علاقوں میں پھیل چکا تھا۔ پولس نے 43 بار فائرنگ کی جس میں 21 ہندو، 31 مسلمان اور 6 دیگر زخمی ہوگئے۔

بابری مسجد شہید ہونے کی خبر اور اس پر شدت پسند ہندوؤں کے جشن نے بھی مسلمانوں کا غصہ بڑھایا۔ دھاراوی میں شیو سیناکی جانب سے منعقد ریلی اس جشن کی ایک مثال ہے۔ اس کے خلاف مسلمانوں کے پر امن مظاہروں سے نمٹنے میں بھی پولیس نلکام رہی۔ مسلمانوں کی مخالفت ایک بڑے فساد میں تبدیل ہوگئی۔

12 دسمبر تک شہر میں امن بحال ہو چکا تھا۔ قانون و انتظام پر پولس کا کنٹرول تھا۔ لیکن مسلمانوں میں اس بات کا غصہ تھا کہ فائرنگ میں بڑی تعداد میں مسلمان مارے گئے۔ میڈیا کا بھی ماننا تھا کہ پولس نے غیر ضروری طور پر طاقت کا استعمال کیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ پولس نے جان بوجھ کر چن چن کر مسلمانوں کو نشانہ بنایا۔ اس کے باوجود کہ پولس کو کمر سے نیچے گولی مارنے کے احکامات دیے گئے تھے کئی معاملوں میں پایا گیا کہ پولس فائرنگ کا شکار ہونے والے مسلمانوں کے سینے میں گولی لگی تھی۔ کمیشن نے اس دلیل کو نہیں مانا کہ پولس نے فرقہ وارانہ جذبہ سے جان بوجھ کر مسلمانوں کو نشانہ بنایا لیکن اس نے یہ ضرور تسلیم کیا کہ ان کے ساتھ سخت رویہ اپنایا گیا اور پولس اسٹیشنوں میں ان کی رپورٹ درج نہیں کی گئی۔

12 دسمبر 1992 سے 5 جنوری 1993 کے فسادات میں 12 دسمبر کو گورے گاؤں میں دو مسلمانوں کو ایک کمرے میں بند کر کے باہر سے تالا بند کر دیا گیا پھر مکان میں آگ لگا دی گئی۔ جس میں وہ بری طرح زخمی ہو گئے بعد میں ان میں سے ایک کی موت ہو گئی۔

24، 25 دسمبر کو ایک متھاڈی مزدور کا ڈونگری علاقہ میں قتل کر دیا گیا اس معاملہ میں بعد میں پولس نے جس ملزم کو گرفتار کیا وہ ایک شرابی تھا اور اس قتل کا فساد سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن اس وقت لوگوں کا ردعمل یہی تھا کہ یہ قتل مسلمانوں نے کیا ہے۔

دسمبر 1992 کے فسادات کے بعد فرقہ وارانہ حرکتوں سے راکھ تلے چنگاریاں سلگتی رہیں۔ جمعہ کی نماز میں سڑکوں تک نمازیوں کے آجانے اور پھر اس کے جواب میں سڑکوں پر مہا آرتی کرنے اور اس کو فرقہ وارانہ رنگ دینے نے حالات کو بگاڑ دیا۔ مہا آرتی کے درمیان فرقہ وارانہ اشتعال پیدا کرنے کے لیے تقریریں کی جاتیں اور جب مہا آرتی ختم ہوتی تو بھیڑ علاقہ میں واپس ہوتے ہوئے لوٹ مار آگ زنی اور مسلمانوں

جمعہ کی نماز میں سڑکوں تک نمازیوں کے آجانے اور پھر اس کے جواب میں سڑکوں پر مہا آرتی کرنے اور اس کو فرقہ وارانہ رنگ دینے نے حالات کو بگاڑ دیا۔ مہا آرتی کے درمیان فرقہ وارانہ اشتعال پیدا کرنے کے لیے تقریریں کی جاتیں اور جب مہا آرتی ختم ہوتی تو بھیڑ علاقہ میں واپس ہوتے ہوئے لوٹ مار آگ زنی اور مسلمانوں کی املاک اور دوکانوں کو برباد کرنے میں لگ جاتی۔

کی املاک اور دوکانوں کو برباد کرنے میں لگ جاتی۔ دسمبر کے آخر میں اور جنوری کے ابتدائی دنوں میں چھرے بازی کے کئی واقعات ہوئے۔ پہلی جنوری کو سامنا میں ایک مضمون ''ہندوؤں پر قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں'' عنوان سے شائع ہوا جس میں کھلے عام ہندوؤں کو تشدد پر اکسایا گیا تھا۔ 2 جنوری 1993 کو تاڑدیو میں ایم پی مل کمپاؤنڈ میں مسلمانوں کے کئی جھونپڑے جلا دیے گئے۔ دھاراوی میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر لوہے کی چھڑوں سے حملہ کیا اسی دن انٹاپ ہل میں پرتکشانگر میں کئی لوگ اپنے کو مہاڈا کا افسر بتا کر پہنچے جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ سب شیوسینک تھے۔ انہوں نے وہاں مسلمانوں کے گھروں کا سروے کیا۔ 5 جنوری 1993 کو ایک متھاڈی مزدور کے قتل کے معاملہ کو مسلمانوں کے سر ڈال دیا گیا۔ شیوسینا نے ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور انہیں ہتھیار اٹھانے پر اکسایا۔

6 جنوری کو ڈونگری، پائیڈھونی، وی پی روڈ اور ناگ پاڑہ علاقوں میں بے قصور راہ گیروں کو ان کی شناخت کے بعد چاقو گھونپنے کے واقعات ہوئے۔ ماہم میں مسلم بستیوں میں مسلح ہندوؤں کی بھیڑ لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیے تھی۔ اس کی قیادت شیوسینا کارپوریٹر ملند ویدیا کر رہے تھے۔ ہندوؤں کی یہ بھیڑ تلواروں سے لیس تھی اور کھلے عام ننگی تلواریں لہرا رہی تھی۔ 7 جنوری 93 کو فساد نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ فساد 20 جنوری 1993 تک چلا۔

دسمبر 1992 اور جنوری 1993 کے ان فسادات میں 900 لوگ مارے گئے جسمیں 575 مسلمان 275 ہندو، 45 نامعلوم اور 5 دیگر تھے۔ ان میں پولس فائرنگ میں 256، چھرے بازی میں 347، آگ زنی میں 91، بھیڑ کے ہاتھوں 80، پرائیویٹ فائرنگ میں 22 اور دیگر وجوہات سے 4 لوگ مارے گئے۔

> 6 جنوری کو ڈونگری، پائیڈھونی، وی پی روڈ اور ناگ پاڑہ علاقوں میں بے قصور راہ گیروں کو ان کی شناخت کے بعد چاقو گھونپنے کے واقعات ہوئے۔ ماہم میں مسلم بستیوں میں مسلح ہندوؤں کی بھیڑ لوٹ مار اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کیے تھی۔ اس کی قیادت شیو سینا کارپوریٹر ملند ویدیا کر رہے تھے۔ ہندوؤں کی یہ بھیڑ تلواروں سے لیس تھی اور کھلے عام ننگی تلواریں لہرا رہی تھی۔

----❖----

ممبئی فسادات کے اہم واقعات

(1) مہر النساء محمد ایوب انصاری نے بتایا کہ 8 جنوری 1993 کو ساڑھے سات بجے رات سے لے کر 9 جنوری 1993 کو 1:30 بجے دن تک ان کی چال نمبر 12 پر مسلسل حملے ہوتے رہے۔ حملہ آوروں کا تعلق بی آئی ٹی چال سے تھا۔ یہ سب چلا رہے تھے۔ ''لانڈیا بھائی کا گھر کدھر ہے'' اور اس کے مکان کا دروازہ زور زور سے پیٹ رہے تھے وہ سب چاپڑوں اور دوسرے ہتھیاروں سے لیس تھے۔ مہر النساء نے کمیشن کو بتایا کہ میں جب پولس کے پاس شکایت درج کرانے گئی تو مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا کہ پولس کیا کہہ رہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے الفاظ نہیں سنے تھے جو اس وقت پولس کہہ رہی تھی۔ ''پاکستان چلے جاؤ یہاں کیوں آتے ہو مرنے کے لیے'' مہر النساء نے بتایا کہ اس کے بعد ہماری بلڈنگ کے سبھی مسلمان اپنے کمرے بند کر کے دوسری جگہ چلے گئے تاکہ ہماری جان بچی رہے اس کے بعد ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور سبھی گھریلو سامان کو توڑ پھوڑ ڈالا گیا۔

(2) جنوری 1993 میں بہت ہی خوفناک واقعات پرتکشا نگر اور کوکری نگر میں ہوئے اس علاقہ میں 9 اور 10 جنوری کو زوردار ہنگامے ہوئے۔ متعدد گواہوں نے کمیشن کو بتایا کہ 3 جنوری 1993 کے دن نوجوانوں کا ایک گروپ جن کی عمر 18 سال اور 29 سال کے درمیان تھی پرتکشا نگر میں گھوم رہا تھا۔ یہ نوجوان اپنے آپ کو ہاؤسنگ بورڈ کا ملازم بتا رہے تھے انہوں نے یہاں شہریوں کو بتایا کہ وہ ہاؤسنگ بورڈ کے ملازم ہیں اور یہاں چالوں میں رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں اطلاعات حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں۔ گواہوں نے بتایا کہ مسلمان کے گھروں پر چاک سے (X) نشان لگا دیے گئے تھے۔

(3) عباس قاسم کو کار سمیت جلا دیا گیا۔ 8 جنوری 1993 کو رات 10، 11 بجے کے

مہر النساء نے کمیشن کو بتایا کہ میں جب پولس کے پاس شکایت درج کرانے گئی تو مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا کہ پولیس کیا کہہ رہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے الفاظ نہیں سنے تھے جو اس وقت پولیس کہہ رہی تھی۔ "پاکستان چلے جاؤ یہاں کیوں آتے ہو مرنے کے لیے" مہر النساء نے بتایا کہ اس کے بعد ہماری بلڈنگ کے سبھی مسلمان اپنے کمرے بند کرکے دوسری جگہ چلے گئے۔

درمیان انجیر واڑی کے سامنے حسن آباد کے نزدیک ڈاکٹر مھسکر نہاس روڈ پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان زوردار جھڑپیں ہوئیں۔ اسی دن ایک مسلمان عباس قاسم مہارانہ، گن پاؤڈر کراس لین میں بادشاہ ہوٹل کے نزدیک اپنی کار سے گزر رہا تھا۔ تقریباً 15 ہندوؤں کے ایک گروپ نے اسے گھیر لیا اس کی کار پر کیروسین تیل ڈال کر آگ لگادی گئی۔ عباس قاسم بری طرح جل گیا جس سے اس کی موت ہوگئی۔

(4) عبدالحق قاسم علی انصاری ناریل واڑی مجگاؤں میں تبسم انٹر پرائزز نام کی ایک ٹیلرنگ فیکٹری کے مالک ہیں۔ 8 دسمبر 1992 کی صبح ساڑھے سات اور ساڑھے 8 بجے کے درمیان پولس فیکٹری میں آئی اس کی قیادت انسپکٹر واہولے کر رہا تھا۔ انسپکٹر واہولے فیکٹری کے اندر دندناتا ہوا گھس آیا اور آتے ہی انصاری کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ انسپکٹر واہولے کے پاس لوہے کی چھڑ تھی اس سے ہی اس نے انصاری اور اس کے کٹر ماسٹر کو مارا جس سے اس کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

(5) کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 10 جنوری 1993 کو 11، 11:30 بجے پولس پٹھان چال میں آئی اور مسلمانوں کے گھروں میں زبردستی داخل ہوگئی۔ اور آتے ہی مسلمانوں کو پکڑنا شروع کر دیا پولس وہاں حسن میاں واگلے نامی ایک شخص کے گھر میں داخل ہوگئی اور رائفل کی نوک پر حسن میاں کی بیوی اور بیٹی یاسمین کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد پولس حسن میاں واگلے کے 16 سالہ جوان بیٹے شاہنواز کو گھسیٹتے ہوئے گھر سے باہر لے گئی اس درمیان پولس اس کو لاتوں سے بری طرح مار رہی تھی ساتھ ہی ساتھ رائفل کے بٹوں سے اسے پیٹ رہی تھی۔

یاسمین نے دیکھا کہ اس کے بھائی شاہنواز کو پولس وین کی جانب لے جارہی تھی اور اسی وقت شاہنواز کے پیچھے کھڑے ایک پولس کانسٹبل نے اپنی رائفل سے

کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 10 جنوری 1993 کو 11، 11:30 بجے پولس پٹھان چال میں آئی اور مسلمانوں کے گھروں میں زبردستی داخل ہوگئی۔ اور آتے ہی مسلمانوں کو پکڑنا شروع کر دیا پولس وہاں حسن میاں واگلے نامی ایک شخص کے گھر میں داخل ہوگئی اور رائفل کی نوک پر حسن میاں کی بیوی اور بیٹی یلسمین کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد پولس حسن میاں واگلے کے 16 سالہ جوان بیٹے شاہنواز کو گھسیٹتے ہوئے گھر سے باہر لے گئی۔

شاہنواز کی پیٹھ پر گولی چلادی۔ یہ گولی بہت نزدیک سے چلائی گئی تھی۔ اس کے فوراً بعد پولس نے شاہنواز کی لاش کو گھسیٹ کر پولس وین میں ڈال دیا اور اس کی لاش کو لے کر چلی گئی۔ پولس وین کے جانے کے بعد شاہنواز کی ماں اور بہن یاسمین جب اس جگہ پر گئیں جہاں پولس کانسٹبل نے گولی ماری تھی تو دیکھا کہ وہاں بہت سا خون پڑا تھا۔

شری کرشنا کمیشن نے لکھا ہے کہ یاسمین حسن ایک نوجوان، ذہین اور تعلیم یافتہ لڑکی ہے جس نے کمیشن کے سامنے اپنی گواہی پیش کی۔ اس کی گواہی بہت درست اور صاف صاف تھی۔ کمیشن نے اس کے بیان کو بالکل صحیح قرار دیا۔ کمیشن نے اس لڑکی کی گواہی ریکارڈ کرنے کے بعد پولس کمشنر کو ہدایت کی تھی کہ اس دردناک قتل کی تحقیقات کی جائے۔ پولس کمشنر آف پولس زون ۱۷ سریندر کمار کو ہدایت دی ہے کہ پولس کے ہاتھوں شاہنواز کے قتل کی جانچ کرے۔

(5) کمیشن نے لکھا ہے کہ جیسے جیسے 6 دسمبر 1992 کی تاریخ نزدیک آرہی تھی وشو ہندو پریشد کی سرگرمی بڑھتی جارہی تھی ان کا پرچار دن بہ دن تیز ہوتا جارہا تھا۔ 18 نومبر 1992 کو وشو ہندو پریشد نے ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کے حق میں ایک سائیکل ریلی نکالی تھی اس سائیکل ریلی میں شامل لوگ ''ہندوستان میں رہنا ہے تو وندے ماترم کہنا ہوگا'' ''وہیں بنے گا وہیں بنے گا رام مندر وہیں بنے گا'' ''نام مٹاؤ بابر کا، ہندوستان ہندوؤں کا نہیں کسی کے باپ کا'' جیسے نعرے لگارہے تھے۔

(6) زلیخا حسن شیخ کی عمر 65 سال ہے اور وہ امام باڑہ بی آئی ٹی چال نمبر 6 میں کمرہ نمبر 32 میں رہتی ہے۔ 8 دسمبر 1992 کو جب 12 بجے دن سے 3 بجے تک کرفیو میں چھوٹ دی گئی تھی تو اپنی چال کے پاس زینے کے نزدیک کھڑی تھی اس نے

کمیشن نے لکھا ہے کہ جیسے جیسے 6 دسمبر 1992 کی تاریخ نزدیک آرہی تھی وشو ہندو پری شد کی سر گرمی بڑھتی جا رہی تھی ان کا پرچار دن به دن تیز ہوتا جا رہا تھا۔ 18 نومبر 1992 کو وشو ہندو پری شد نے ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کے حق میں ایک سائیکل ریلی نکلی تھی اس سائیکل ریلی میں شامل لوگ "ہندوستان میں رہنا ہے تو وندے ماترم کہنا ہوگا" "وہیں بنے گا وہیں بنے گا رام مندر وہیں بنے گا" "نام مٹاؤ بابر کا، ہندوستان ہندوؤں کا، نہیں کسی کے باپ کا" جیسے نعرے لگا رہے تھے۔

اپنے پوتے کو دودھ اور بریڈ لینے کے لیے بھیجا تھا اور وہ اس کا انتظار کر رہی تھی اسی وقت وہاں ایس آر پی کے 12، 13 جوان آ گئے انہوں نے سخت لہجہ میں پوچھا کہ وہ یہاں کیوں کھڑی ہے ابھی وہ کچھ بتانے ہی جا رہی تھی کہ پولس والوں نے اسے بے دردی سے پیٹنا شروع کر دیا۔ پولس والے اس کی پیٹھ، کمر اور جسم کے دوسرے حصوں پر لاٹھی سے وار کر رہے تھے لاٹھی کی ایک چوٹ جب اس کے گھٹنے پر پڑی اور وہ درد سے تڑپ اٹھی تو پولس والوں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ تو اس عمر میں بھی اچھا ناچتی ہے۔

(7) ایک اور ظالمانہ واقعہ 9 جنوری 1993 کو 12 بجے دن میں ہوا۔ ہندوؤں کی ایک بھیڑ نے محمد وکیل نامی شخص پر حملہ کر دیا تھا۔ پھر اس کو بے دردی سے مارنے پیٹنے کے بعد اس کے جسم پر گھانسلیٹ ڈال کر اسے زندہ جلا دیا جس کی وجہ سے محمد وکیل کی تڑپ تڑپ کر موت ہوگئی۔

(8) بہرام پاڑہ میں ہندو فسادیوں کی ایک بھیڑ گلیوں میں ہاتھوں میں تلوار اور چاپڑ لیے ادھر ادھر دوڑ رہی تھی اور مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کر رہی تھی اور ان کے گھروں کو لوٹ کر انہیں جلا رہی تھی۔ ان فسادیوں نے مسلمان ہاکروں کے ایک خاندان کے پانچ ممبروں کو زندہ جلا دیا تھا اور ان کی لاشوں کو آگ میں جھونک دیا تھا تا کہ کوئی ثبوت نہ رہے۔

بہرام پاڑہ میں ہندو فسادیوں کی ایک بھیڑ گلیوں میں ہاتھوں میں تلوار اورچاپڑ لیے ادھر ادھر دوڑ رہی تھی اور مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کر رہی تھی اور ان کے گھروں کو لوٹ کر انہیں جلا رہی تھی۔ ان فسادیوں نے مسلمان ھاکروں کے ایک خاندان کے پانچ ممبروں کو زندہ جلا دیا تھا اور ان کی لاشوں کو آگ میں جھونک دیا تھا تاکہ کوئی ثبوت نہ رہے۔

----❖----

ممبئی فسادات کے مجرم پولس اہلکار

شری کرشنا کمیشن نے پولس تھانوں کے کئی افسروں کی شناخت کی ہے۔جنہوں نے نہ صرف اپنے فرائض سے چشم پوشی کی تھی بلکہ لوٹ مار اور آگ زنی کے واقعات میں بھی شامل پائے گئے تھے۔کمیشن نے ان کے خلاف سخت کارروائی کی سفارش کی ہے۔

کولابہ: ایس آئی بسنت مدھوکر مورے، اے پی آئی صاحب راؤ، ہری جادھو پولس کانسٹیبل (3181) سریش پانڈرنگ اتھاپے، پی این 985 شیواجی گووندراؤ کاشد، پی این 2238، ہنومنت پنڈورنگ چوہان اور ایچ سی 3649 گوپی چند شیت رام بورا سے کمیشن نے ان پولس والوں کو قصوروار ٹھہراتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک مشتعل بھیڑ کو کھلی چھوٹ دے دی تھی جس کی وجہ سے عبدالرزاق عرف ابا کالشکر کو قتل کر دیا گیا۔ (سی آر نمبر 1993۔13)

آگرہ پاڑہ۔ ایل اے IV کے پی سی 23960 اشوک نایک اور راجہ رام کے بوہیر کو فساد اور تشدد میں حصہ لینے پر گرفتار کیا گیا تھا (1993 کا سی آر نمبر 98) اشوک نایک کو این ایم جوشی مارگ پولس نے گرفتار کیا تھا۔

بائیکلہ: سینئر پی آئی پاٹنکر، پی آئی واہولے رام دیسائی کا رویہ مکمل طور پر فرقہ وارانہ تھا۔ انہوں نے ان شکایتوں کو درج کرنے سے انکار کر دیا جن میں ہندوؤں کو ملزم بتایا گیا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہوئے انہیں پریشان کیا۔ ان لوگوں نے شیو سینا سے متعلق لوگوں کی حمایت کی۔ (1992 کا سی آر نمبر 591) سرکار کو چاہئے کہ وہ ایک نوجوان شاہنواز حسن میاں واگلے کو بے دردی سے ہلاک کر دینے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائے۔ ڈپٹی کمشنر پولس سریندر کمار کے ذریعہ کی گئی جانچ صرف آنسو پونچھنے جیسی تھی۔

ڈونگری: جوائنٹ کمشنر آف پولس آر ڈی تیاگی اسسٹنٹ پولیس کمشنر دیش مکھ اور اسپیشل آپریشن، اسکواڈ کے پولس انسپکٹر، سلیمان عثمان بیکری میں بلاوجہ اندھا دھند فائرنگ کرنے

سینئر پی آئی پاٹنکر، پی آئی واہولے رام دیسائی کا رویہ مکمل طور پر فرقہ وارانہ تھا۔ انہوں نے ان شکایتوں کو درج کرنے سے انکار کر دیا جن میں ہندوؤں کو ملزم بتایا گیا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہوئے انہیں پریشان کیا۔ ان لوگوں نے شیو سینا سے متعلق لوگوں کی حمایت کی۔ (1992 کا سی آر نمبر 591) سرکار کو چاہئے کہ وہ ایک نوجوان شاہنواز حسن میاں واگلے کو بے دردی سے ہلاک کر دینے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائے۔

کے قصوروار پائے گئے۔اس فائرنگ میں 9 مسلمانوں کی جانیں گئیں۔

ماہم: پولس کانسٹبل سنجے لکشمی گاوڑے کھلے عام ہاتھ میں ننگی تلوار لیے شیو سینا کے ملند ویدیا کے ساتھ تشدد میں شامل تھا۔اس کانسٹبل کو معطل کردیا گیا تھا اور سرکار سے اس بات کی اجازت مانگی گئی تھی کہ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔سرکار نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔کمیشن یہ سفارش کرتا ہے کہ اس کی اجازت دی جانی چاہئے۔

ایل ٹی مارگ: اسسٹنٹ پولس انسپکٹر کامتھ نے ڈائمنڈ جوبلی کمپاؤنڈ کے واقعہ میں فسادی ہندوؤں کے خلاف کاروائی نہ کرکے اپنے فرائض سے منہ موڑا (1993 کی سی آرنمبر 25) ایم آر اے مارگ پی سی 24242 ودیادھر رگوناتھ شیلر، پولس انسپکٹر سالوی، پولس سب انسپکٹر مورے نے بابو عبدالشیخ کو حراست میں لے لیا تھا پھر بھی فسادی ہندوؤں نے حملہ کرکے اسے مارڈالا (1992 کے سی آر نمبر 579) ملزم شیو سینا کے کارکن تھے اور انہیں گرفتار کیا گیا تھا لیکن ان کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی۔

ناگ پاڑہ: پولس انسپکٹر دھاوالے نے پتھراؤ کرنے والے 12-10 لوگوں پر فائرنگ کردی جس کی وجہ سے ایک دو سالہ بچہ زخمی ہوگیا۔کانسٹبل سنجے بھونسلے فسادیوں کی اس بھیڑ میں شامل تھا۔جس نے تارڈیو میں شوروم ''Cat's Collection-I'' کا دروازہ توڑ کر سبھی سامان لوٹ لیا تھا۔پی سی 7783 شری رنگ پتھاڈے جور چرڈ حولدار کے نام سے مشہور ہیں کھلے عام شیوسینکوں کے ساتھ لوٹ مار اور تشدد میں شامل تھے۔

رفیع احمد قدوائی مارگ: پولس انسپکٹر این کے کپاسے نے ہلال مسجد پر بلا اشتعال فائرنگ کردی جس سے ۷ مسلمانوں کی موت ہوگئی۔(1993 کی سی آر نمبر 17)

انٹاپ ہل: انسپکٹر بی بی سنگھ، سب انسپکٹر شو گونڈ پاٹل اور کانسٹبل اے ایم دھاڑی اے وائی کالے، پی ایس ڈوکارے، ڈی آر فڈترے، ایس پی پاٹل اور بی کے گائیکواڑ فسادیوں کا نشانہ بننے والے مسلمانوں کو بچانے میں ناکام رہے۔

----❖----

جوائنٹ کمشنر آف پولیس آرڈی تیاگی اسسٹنٹ پولس کمشنر دیش مکھ اور اسپیشل آپریشن، اسکواڈ کے پولس انسپکٹر سلیمان عثمان بیکری میں بلاوجہ اندھا دھند فائرنگ کرنے کے قصوروار پائے گئے۔اس فائرنگ میں 9 مسلمانوں کی جانیں گئیں۔ ماہم : پولس کانسٹبل سنجے لکشمی گاوڑے کھلے عام ہاتھ میں ننگی تلوار لیے شیو سینا کے ملند ویدیا کے ساتھ تشدد میں شامل تھا۔اس کانسٹبل کو معطل کر دیا گیا تھا اور سرکار سے اس بات کی اجازت مانگی گئی تھی کہ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔

شری کرشنا کمیشن کی اہم سفارشات

فرقہ وارانہ تشدد کا اعادہ روکنے اور آپسی بھائی چارہ بنائے رکھنے کے لیے جسٹس شری کرشنا نے سرکار سے تفصیلی سفارشیں کی ہیں۔ وہ سفارشیں اور اس پر سرکار کے ردعمل اس طرح ہے

جائزہ:

سینئر پولس افسروں کو چاہیے کہ وہ اس بات کی تفصیل اور سختی سے جانچ کریں کہ ایس ایچ او نے شکائتوں کو درج کرنے اور اس کی تحقیقات میں پوری طرح قانون پر عمل کیا ہے یا نہیں۔

☆ یہ سفارش منظور ہوئی کہا گیا ممبئی پولس کو اس بات کے احکامات دیے جائیں گے کہ وہ تفصیل سے بار بار اس کی تحقیقات کرے اور دیکھے کہ معاملے پوری طرح قانون کے مطابق درج کیے گئے یا نہیں۔

تحقیقات:

پولس نے بڑی تعداد میں شکایتوں کو A-Summary میں بنا کر ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا ہے یہ ضروری ہے کہ اس تقسیم کی دوبارہ جانچ کی جائے جو کہ بغیر تحقیقات کے طے کر دی گئی ہیں۔

☆ منظور، محکمہ داخلہ، شعبہ قانون وانصاف اور سینئر پولس افسروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس طرح کے سبھی معاملوں میں جانچ کرے گی۔ جہاں ضرورت ہوگی دوبارہ تحقیقات کی جائیگی۔

پروفیشنلزم:

پولس کے کام کرنے اور جانچ کرنے کے طریقے کے جو دستاویز تیار کیے جاتے ہیں اسے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں پیشہ ورانہ خوبی کی کمی ہے۔ جانچ کرنے والے کو

پولس نے بڑی تعداد میں شکایتوں کو A-Summary میں بناکر ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا ہے یہ ضروری ہے کہ اس تقسیم کی دوبارہ جانچ کی جائے جو کہ بغیر تحقیقات کے طے کردی گئی ہیں۔
☆
منظور، محکمہ داخلہ، شعبہ قانون وانصاف اور سینئر پولس افسروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس طرح کے سبھی معاملوں میں جانچ کرے گی۔ جہاں ضرورت ہوگی دوبارہ تحقیقات کی جائیگی۔

تحقیقات کی مناسب تعلیم نہیں ملی ہوتی ہے۔

☆ منظور، پولس کے تحقیقات کے معیار کو سدھارنے کے لیے جانچ کی جدید تکنیک کے ریفریشر کورس اور ٹریننگ پروگرام چلائے جانے چاہئیں۔

بدعنوانی

بدعنوانی ہندوستانی سماج کی رگوں میں شامل ہو چکی ہے اور پولس بھی اس سے اچھوتی نہیں ہے۔ پولس اہلکاروں کے کسی بھی کام کو مکمل طور سے تحریری اور صاف ستھرا ہونا چاہئے۔ جس میں کہیں سے بھی اس کی ایمانداری پر شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کوئی پولس افسر بدعنوانی میں شامل پایا جائے تو اسے قابل عبرت سزا ملنی چاہئے۔ سینئر پولس افسروں کو چاہئے کہ وہ اپنے سے نیچے والوں پر گہری نظر رکھیں اور اگر انہیں ذرا بھی شک ہو تو اس کی فوراً جانچ اور کارروائی کریں۔

☆ منظور، محکمہ پولس میں بدعنوانی ختم کرنے کے لیے سبھی ضروری قدم اٹھائے جائیں گے۔

سزا

(1) بدعنوانی، ظلم، فرائض میں کوتاہی اور طاقت کے بے جا استعمال کے خلاف فوراً کارروائی ہونی چاہئے اور یہ کارروائی فوجداری قانون کے تحت مقدمہ دائر کرنے کے علاوہ نوکری سے نکالنے سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

(2) پولس ایکٹ اور سروس قانون میں بہتری کی سخت ضرورت ہے تاکہ بدعنوانی اور فرائض ادا نہ کرنے پر فوراً قدم اٹھایا جا سکے۔ اسی طرح وہ ایماندار افسر یا پولس اہلکار جو اپنے پیشے سے پورا انصاف کرتے ہیں انہیں انعام دینا چاہئے۔ یہ انعام ترقی اور انکی تنخواہ میں اضافہ کی شکل میں دی جا سکتی ہے۔

☆ منظور، پولس مینول اور سروس رول میں ضروری تبدیلی کی جائےگی۔

بد عنوانی، ظلم، فرائض میں کوتاهی اور طاقت کے بے جا استعمال کے خلاف فوراً کارروائی هونی چاهئے اور یه کارروائی فوجداری قانون کے تحت مقدمه دائر کرنے کے علاوہ نوکری سے نکالنے سے کم نهیں هونی چاهئے۔
(2) پولس ایکٹ اور سروس قانون میں بهتری کی سخت ضرورت هے تاکه بد عنوانی اور فرائض ادا نه کرنے پر فوراً قدم اٹھایا جاسکے۔ اسی طرح وہ ایماندار افسر یا پولس اهلکار جو اپنے پیشے سے پورا انصاف کرتے هیں انهیں انعام دینا چاهئے۔ یه انعام ترقی اور انکی تنخواہ میں اضافه کی شکل میں دی جاسکتی هے۔

پولس کے کاموں میں مداخلت

پولس اہلکاروں کا انتظامی وجوہ کے علاوہ تبادلہ، بھائی بھتیجہ واد، پوسٹنگ کے معاملہ میں بدعنوانی، کوارٹر کا الاٹمنٹ اور یہاں تک کہ چھٹی قبول کرنے تک کے معاملوں سے پولس انتظامیہ میں بے چینی ہے پھر ہر سطح پر سیاسی مداخلت نے حالات کو اور بگاڑ دیا ہے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ سپریم کورٹ نے جس طرح سی آئی ڈی کو سیاسی مداخلت سے الگ رکھنے کا میکنزم بتایا ہے اسی طرح پولس انتظامیہ کو سیاسی مداخلت سے آزادی دلانے کے لیے سفارش کی جانی چاہیے۔

☆ منظور، پولس انتظامیہ پر سیاسی مداخلت کم کرنے کے لیے مناسب قدم اٹھائے جا سکتے ہیں۔

لیڈر شپ

(1) کمیشن نے یہ محسوس کیا ہے کہ سینئر افسر فساد کے کسی بھی بڑے واقعہ کے بعد بٹھائے جانے والے کمیشن کے سامنے جوابدہی سے کتراتے ہیں اور اسی سبب وہ قیادت کرنے سے ڈرتے ہیں۔

(2) کمیشن نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ سینئر افسروں اور جونیئر افسروں اور دیگر پولس اہلکاروں کے درمیان تال میل کی کمی پائی جاتی ہے اس لیے وہ سفارش کرتا ہے کہ پولس کے سینئر حکام اس دوری کو کم کرنے کے لیے آگے آئیں۔

☆ اس جائزہ کو بھی پولس حکام کے علم میں لایا جائے گا۔

مقدموں کی سماعت

انصاف میں تاخیر انصاف نہ کرنے جیسی ہوتی ہے اور فوجداری معاملوں میں تو یہ اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر افسر کے نہ چاہنے کی وجہ سے ہی یہ تاخیر ہوتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پولس ایف آئی آر درج کرنے، گواہوں کے بیان لینے، پنچ نامہ تیار

انصاف میں تاخیر انصاف نہ کرنے جیسی ہوتی ہے اور فوجداری معاملوں میں تو یہ اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر افسر کے نہ چاہنے کی وجہ سے ہی یہ تاخیر ہوتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پولس ایف آئی آر درج کرنے، گواہوں کے بیان لینے، پنچ نامہ تیار کرنے، شناختی پریڈ کرانے اور دوسرے کاغذات کو پورا کرنے میں بہت سستی اور لاپرواہی دکھائی جاتی ہے۔

کرنے، شناختی پریڈ کرانے اور دوسرے کاغذات کو پورا کرنے میں بہت سستی اور لا پرواہی دکھائی جاتی ہے۔ معاملہ کی تحقیقات کر رہے ہر افسر کو چاہئے کہ وہ اس امر کو دماغ میں رکھ کر جانچ کرے کہ قصوروار کو یقینی طور پر سزا ملنی چاہئے۔ عوام کے دماغ میں یہ بیٹھ چکا ہے کہ فوجداری معاملوں میں انصاف کا عمل بہت ٹیڑھا ہے بے قصور لوگوں کو سزا ملتی ہے جبکہ سفارش اور پیسے والے آسانی سے باعزت چھوٹ جاتے ہیں۔ اسی کو دور کرنا بہت ضروری ہے۔

☆ منظور، محکمہ پولس کو احکامات جاری کیے جائیں گے تا کہ تیزی کے ساتھ مقدموں کی سماعت ہو سکے۔

انٹلی جینس کا کارگر استعمال

(1) جرم کی روک تھام اور لا اینڈ آرڈر کی بحالی کے لیے انٹلی جینس کی رپورٹوں کی کارگر طریقے پر دھیان دیا جانا چاہئے۔ ریکارڈ اور ڈائری کو ترتیب سے لکھا جانا چاہیے جو کہ نہیں کیا جاتا ہے۔

☆ منظور، پولس مینول میں موجود احکامات پر سختی سے عمل کرنے پر زور دیا جائے۔

(2) ہندو مسلم یا دیگر کسی مذہب کی مذہبی تقریبات جس سے شہریوں کو ناراضگی ہو یا رکاوٹ پہنچے پولس کو اس سے سختی سے نمٹنا چاہئے ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے جو پولس کے احکامات ماننے سے انکار کریں۔

کرفیو آرڈر اور لوگوں کے اکٹھا ہونے پر پابندی

ان احکامات پر سختی سے عمل کرایا جائے اور نہ ماننے پر جرمانہ لگایا جائے۔ پولس سیاسی لیڈروں اور دیگر تنظیموں کو اعتماد میں لے اور ان احکامات پر عمل کرنے کے لیے ان کی مدد لے ان احکامات کو بار بار ٹی وی پر دکھایا جائے۔

☆ منظور، مناسب قدم اٹھائے جائیں گے۔

جرم کی روک تھام اور لا اینڈ آرڈر کی بحالی کے لیے انٹلی جینس کی رپورٹوں کی کارگر طریقے پر دھیان دیا جانا چاہئے۔ ریکارڈ اور ڈائری کو ترتیب سے لکھا جانا چاہیے جو کہ نہیں کیا جاتا ہے۔

(2)

ہندو مسلم یا دیگر کسی مذہب کی مذہبی تقریبات جس سے شہریوں کو ناراضگی ہو یا رکاوٹ پہنچے پولس کو اس سے سختی سے نمٹنا چاہئے ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے جو پولس کے احکامات ماننے سے انکار کریں۔

سیاسی لیڈروں کے پولس اسٹیشن آنے پر پابندی لگائی جائے اور انہیں پولس کے کام کاج میں مداخلت کرنے سے روکا جائے دیکھا گیا ہے کہ فرقہ پرست غنڈے پولس اسٹیشنوں میں دندناتے چلے آتے ہیں اور پولس افسر پر اپنا رعب جھاڑتے ہیں اس کو ہر ممکن طور پر روکا جانا چاہیے۔ وزیروں یا اہم شخصیات کو کچھ معلومات چاہیے تو پولس کمشنر کے ذریعہ اسے حاصل کیا جائے۔ سیاسی لیڈران کے آفس سے ہی رابطہ کریں۔

فسادات اور فرقہ وارانہ سرگرمی میں شامل لوگوں کے خلاف مقدمے کو کبھی واپس نہ لیا جائے۔ سینئر پولس حکام کا یہ فرض ہے کہ وہ جرم کو رجسٹرڈ کرنے میں پولس کو دباؤ میں نہ آنے دیں۔ پولس اس معاملہ میں جو کارروائی کرے سینئر افسروں کو اس کی حمایت کرنی چاہیے۔

فسادات کے درمیان اس بات کو نوٹ کیا گیا کہ پولس نے فوج کی ٹکڑیوں کا کارگر استعمال نہیں کیا۔ فوج کو صرف فلیگ مارچ کے لیے بھیجا گیا۔ آرمی مینول میں واضح ہدایات کے باوجود فسادی فوج کی موجودگی سے خوف زدہ نہیں تھے۔ پولس اور فوجی حکام کے درمیان کوئی تال میل نہیں تھا۔ اس لیے کارگر تال میل کے لیے مناسب احکامات دیے جائیں۔

اعلیٰ افسر فوج کے استعمال میں بے عزتی محسوس نہ کریں اور فوج کو فوراً ہی آپریشنل ڈیوٹی پر لگادیں

☆ جائزہ کے لیے نوٹ کرلیا گیا۔

سول حکام کو فوج کے استعمال کے بارے میں واضح احکامات دیے جائیں اور اسے انسپکٹروں کی سطح تک پہنچایا جائے۔ اس بارے میں انہیں مکمل ٹریننگ دی جانی چاہیے۔

☆ منظور، مناسب احکامات جاری کیے جائیں گے اور قدم اٹھائیں جائیں گے۔

فوج کو بلانے کے بعد پولس اور فوج کے درمیان بہترین تال میل ہونا چاہیے۔

فسادات اور فرقہ وارانہ سرگرمی میں شامل لوگوں کے خلاف مقدمے کو کبھی واپس نہ لیا جائے۔ سینئر پولس حکام کا یہ فرض ھے کہ وہ جرم کو رجسٹرڈ کرنے میں پولس کو دباؤ میں نہ آنے دیں۔ پولس اس معاملہ میں جو کارروائی کرے سینئر افسروں کو اس کی حمایت کرنی چاهئے۔

☆ جائزہ کے لیے منظور کرلیا گیا۔

پولس اسٹیشن

جرائم کی تعداد کو سامنے رکھتے ہوئے پولس اسٹیشنوں کو قائم کیا جائے۔ جب بھی کہیں ہاؤسنگ کمپلیکس بنے اس وقت بلڈروں، سوسائٹیوں کے لیے ضروری قرار دیا جائے کہ وہ پولس اسٹیشن کے لیے جگہ دیں۔

☆ جائزہ کے لیے منظور کیا گیا۔

پولس کو فرقہ واریت سے پاک کرنا

(1) کمیشن کے سامنے جو شواہد آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس میں فرقہ وارانہ خیالات پائے جاتے ہیں۔

☆ کچھ معاملوں کو چھوڑ کر ممبئی میں پولس پوری طرح سیکولر ہے۔ پولس کو ان فرقہ پرست عناصر سے پاک کرنے کے لیے قدم اٹھائے جائیں گے جو کہ سیکولر کیرکٹر کو متاثر کر سکتے ہیں۔

(2) عام شہریوں کے فرقہ وارانہ خیالات کو دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ وہ نقصاندہ ہوتے ہیں لیکن پولس کا فرقہ پرست ہونا خطرناک ہے۔ یہ ضروری ہے کہ پولس کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لیے قدم اٹھائے جائیں اور انہیں فرقہ واریت کے خلاف کھڑا کیا جائے۔

☆ منظور، ضروری احکامات جاری کردیے جائیں گے۔

(3) پولس ٹیم کی لگاتار کلاسیز لے کر ان میں سیکولر فکر پیدا کی جا سکتی ہے اس طرح ان کا دماغ فرقہ پرستی کو قبول نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی اس طرح کا کوئی لٹریچر ان پر اثر ڈالے گا۔ ڈپٹی کمشنر آف پولس اسسٹنٹ کمشنر آف پولس اور سینئر پولس انسپکٹروں کو فرقہ واریت کے خلاف تبادلہ خیال اور ان سے بات چیت کرنی چاہئے۔ جو پولس

کمیشن کے سامنے جو شواھد آئے ھیں ان سے معلوم ھوتا ھے کہ پولس میں فرقہ وارانہ خیالات پائے جاتے ھیں۔

عام شھریوں کے فرقہ وارانہ خیالات کو دیکھا نھیں جا سکتا اور نہ وہ نقصاندہ ھوتے ھیں لیکن پولس کا فرقہ پرست ھونا خطرناک ھے۔ یہ ضروری ھے کہ پولس کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لیے قدم اٹھائے جائیں اور انھیں فرقہ واریت کے خلاف کھڑا کیا جائے۔

اہلکار فرقہ وارانہ نظریہ رکھتے ہوں اس سے اعلیٰ حکام کو مطلع کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں سے پہلے بات کرنی چاہئے اور ان کے خیالات میں تبدیلی لانی چاہئے۔ اس کے بعد بھی ان کا رویہ ویسا ہی ہو تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

☆ منظور، مناسب کارروائی کی جانی چاہئے۔

(4) اعلیٰ حکام پوسٹنگ اور پرموشن پر کڑی نظر رکھیں اور اس بات کا دھیان رکھیں کہ کہیں فرقہ واریت تو اپنا کام نہیں کر رہی ہے۔

☆ سرکار اس بات کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ فرقہ واریت پوسٹنگ پرموشن اور ٹرانسفر پر اثر انداز نہ ہو۔ کڑی نظر رکھنے کے لیے احکامات دیے جائیں گے۔

فساد کنٹرول اسکیم

(1) دسمبر 1992 اور جنوری 1993 کے فسادات کے درمیان جو تجربہ ہوا اس کے مطابق اس میں دوبارہ سدھار کی ضرورت ہے۔ افواہوں کو پھیلنے سے روکا جائے۔

☆ منظور، ضروری بہتری لائی جائے گی۔

(2) کنٹرول روم کو جدید بنانے کی ضرورت ہے۔ وہاں بورڈ اور چارٹ لگائے جائیں تاکہ وقت پر اطلاع مل سکے اس کا انچارج سینئر اور تجربہ کار ہو۔

☆ منظور، مناسب کارروائی کی جائے گی۔

☆ ریکارڈ اور کنٹرول روم کو کمپیوٹرائز کرنے کا کام جاری ہے۔

(3) فوری جائزہ کے لیے کنٹرول روم میں کمپیوٹر کا ہونا ضروری ہے، اس کام کے لیے جاری ملک میں ٹکنالوجی بھی موجود ہے۔

پولس اہلکاروں کا اپنے فرائض پورا نہ کرنا

کمیشن کو دیے گئے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پولس اہلکار آگ زنی، لوٹ مار اور فساد میں شامل تھے۔ کمیشن ایسے لوگوں کے خلاف سختی سے کارروائی کرنے کی سفارش

کمیشن کو دیے گئے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پولس اہلکار آگ زنی، لوٹ مار اور فساد میں شامل تھے۔ کمیشن ایسے لوگوں کے خلاف سختی سے کارروائی کرنے کی سفارش کرتا ہے۔ کمیشن نے ممبئی پولس کے کچھ افسروں اور پولس اہلکاروں کی نشاندھی کی ہے۔ ڈائرکٹر جنرل آف پولس اور محکمہ داخلہ کے افسروں، لا و جیوڈیشری محکمہ کے نمائندوں کی ایک کمیٹی مناسب کارروائی کرنے کے لیے ان معاملوں کو دیکھے گی۔

کرتا ہے۔ کمیشن نے ممبئی پولس کے کچھ افسروں اور پولس اہلکاروں کی نشاندہی کی ہے۔ ڈائرکٹر جنرل آف پولس اور محکمہ داخلہ کے افسروں، لاوجیوڈیشری محکمہ کے نمائندوں کی ایک کمیٹی مناسب کارروائی کرنے کے لیے ان معاملوں کو دیکھے گی۔

اس کے علاوہ کمیشن یہ سمجھتا ہے کہ بڑھتی بے روزگاری، گندی بستیوں میں اضافہ، بدلتی سیاسی زبانیں اور فرقوں کے مختلف نکات پر یکجا ہونے سے افراتفری بڑھی اور لوگوں کے اشتعال انگیز رویے آگے چل کر فسادات کا سبب بنے۔

سرکار اس نتیجہ سے متفق ہے۔ سرکار اس میں یہ بھی جوڑنا چاہتی ہے کہ ممبئی میں مافیا گینگوں کی سرگرمی، فساد کو بڑھاوا دینے میں پاکستان کی آئی ایس آئی کا رول اور بڑھتی بنیاد پرستی بھی شامل ہے۔ دسمبر 1992 اور جنوری1993 کے فسادات اور ممبئی بم دھماکوں کے ایسے ہی اسباب تھے۔

اسی طرح کمیشن یہ محسوس کرتا ہے کہ سیاسی لیڈرشپ کی نااہلی، سیاسی وجوہ سے غیر یقینی اور پولس کے مختلف طرح کے احکامات بھی فساد کو بڑھاوا دینے کے اہم اسباب ہیں۔

سرکار ان جائزوں سے متفق ہے اور آگے سرکار کی نظر میں فسادات کے بڑھنے کا ایک اہم سبب کانگریس کے وزیر اعلی شری سدھاکر راؤ نایک اور اس زمانے کے وزیر دفاع شری شردپوار کی آپسی رسہ کشی کو بھی سمجھتی ہے ان دونوں کے درمیان اختلافات کی وجہ سے مہاراشٹر سرکار کا انتظامیہ نہ صرف کمزور پڑ گیا بلکہ اس نے اپنی مقبولیت بھی کھودی اور جن فسادات پر فوراً قابو پالینا چاہیے تھا وہ ہفتوں تک چلتے رہے۔

ایک اهم سبب کانگریس کے وزیر اعلی شری سدھاکر راؤ نایک اور اس زمانے کے وزیر دفاع شری شردپوار کی آپسی رسه کشی کو بھی سمجھتی ھے ان دونوں کے درمیان اختلافات کی وجه سے مھاراشٹر سرکار کا انتظامیه نه صرف کمزور پڑ گیا بلکه اس نے اپنی مقبولیت بھی کھو دی اور جن فسادات پر فوراً قابو پا لینا چاهئے تھا وہ هفتوں تک چلتے رهے۔

---- ❖ ----

قتل کی رات

احمدآباد سے واپسی پر.............عزیز برنی

28 فروری کی رات ساڑھے دس بجے میں اپنے دفتر میں بیٹھا اخبار کی ایڈیٹنگ میں مصروف تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ ابوالفضل انکلیو، پارٹ 2، شاہین باغ نئی دہلی سے سعید احمد لائن پر تھے۔ اور مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے جیسے ہی میں نے کہا ''فرمائیے میں عزیز برنی بول رہا ہوں'' تو انہوں نے بے حد گھبرائی ہوئی آواز میں کہا کہ ''میری بیٹیاں پروین بانو اور نسرین بانو، راجپور ٹول ناکہ احمد آباد میں رہتی ہیں، ان کی جان خطرے میں ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ان کا فون آیا تھا، انہوں نے جو داستان سنائی اس نے میرا دل دہلا کر رکھ دیا، میں آپ کے اخبار سے مدد کی درخواست کرتا ہوں۔ خدا کے لیے کچھ کیجئے۔'' میں نے ان سے ان کی بیٹیوں کا ٹیلی فون نمبر اور مکمل پتہ جاننا چاہا۔ انہوں نے مکمل پتہ نوٹ کرادیا اور پڑوس کے ناصر صاحب کا ٹیلی فون نمبر بھی، کیونکہ ان کے پاس اپنا فون نہیں تھا۔ میں نے انہیں دلاسہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں میں کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے ان کے دیئے ہوئے نمبر پر احمد آباد بات کی۔ ناصر صاحب جن کا نمبر تھا ان سے بات ہوئی۔ سعید صاحب کی بیٹیوں سے بھی بات ہوئی، سب کے سب بے حد پریشان اور خوف زدہ تھے۔ میں نے ان سے آس پاس کے حالات جاننا چاہے تو انہوں نے بتایا کہ ہم سب اپنے گھروں میں قید ہیں، چیخوں اور گولیوں کی آوازیں ہی سنائی دیتی ہیں یا پھر آگ کی لپیٹیں ہیں، ہم اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل پارہے ہیں۔ تب میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ کچھ اور مختلف علاقوں کے ٹیلی فون نمبر دیں جن سے بات کرکے شہر کے حالات کی جانکاری لی جاسکے۔ انہوں نے ڈاکٹر جمیل و کچھ دیگر افراد کے نمبر دیئے، ان سبھی سے بات کرکے یہ اندازہ ہوا کہ پورا

میں نے ان سے آس پاس کے حالات جاننا چاھے تو انھوں نے بتایاکه هم سب لپنے گھروں میں قید هیں، چیخوں اور گولیوں کی آوازیں هی سنائی دیتی هیں یا پھر آگ کی لپیٹیں هیں، هم اپنے گھروں سے باهر نهیں نکل پارهے هیں۔ تب میں نے ان سے درخواست کی که آپ کچھ اور مختلف علاقوں کے ٹیلی فون نمبر دیں -ان سبھی سے بات کرکے یه لندازه هوا که پورا احمد آباد آگ کے شعلوں میں گھرا هے اور آسمان سے خون برس رها هے

احمد آباد آگ کے شعلوں میں گھرا ہے اور آسمان سے خون برس رہا ہے، الامین اسپتال میں ڈاکٹر اسحاق شیخ سے بات کرنے پر پتہ چلا کہ ابھی بھی وہاں کچھ زخمی اور لاشیں موجود ہیں جب کہ بیشتر کو سول اسپتال بھیجا جا چکا ہے۔ تمام صورتحال جاننے کے بعد میں نے مرکزی وزیر سید شاہنواز حسین سے بات کی اور کہا کہ وہ نریندر مودی وزیر اعلیٰ گجرات سے بات کریں اور خود احمد آباد جا کر حالات کو قابو میں لانے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد میں نے سماج وادی پارٹی کے جنرل سکریٹری ٹھاکر امر سنگھ کو حالات کی تفصیل بتائی اور ان سے بھی درخواست کی کہ معصوم انسانوں کی زندگی بچانے کے لیے کوئی عملی قدم اٹھائیں، شاہی امام سید احمد بخاری سے رات ہی میں ٹیلی فون پر بات کی اور ان سے بھی احمد آباد جا کر حالات کا جائزہ لینے اور مظلوموں کی مدد کرنے کا اصرار کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں کل صبح وزیر اعظم سے مل رہا ہوں اور جانے کی بات کرتا ہوں۔ بہر حال میں نے احمد آباد جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور ابھی ہم دہلی سے احمد آباد جانے والی پروازوں کی تفصیل اور سیٹ کی فراہمی دریافت کر ہی رہے تھے کہ میرے موبائل فون پر امر سنگھ جی کا فون آیا کہ انہوں نے ایک چھوٹے جہاز کا انتظام کر لیا ہے اور شام 6 بجے وہ خود، راج ببر، کامریڈ سیتارام یچوری اور شبانہ اعظمی احمد آباد جا رہے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ان کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ ساڑھے پانچ بجے ہم سب دہلی ایئرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں تھے۔ کامریڈ سیتارام یچوری کے آتے ہی ہم جہاز کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھی ہندی ایڈیٹر شری گووند دکشت بھی ہمارے ساتھ تھے۔

رات کے تقریباً 9 بجے ہم لوگ احمد آباد کے ایئرپورٹ پر لینڈ کر چکے تھے۔ امر سنگھ جی کے نجی متعلقین کے علاوہ اتنی اہم شخصیتوں کو ریسیو کرنے کے لیے گجرات سرکار کی طرف سے کوئی انتظام نہیں تھا اور نہ ہی حفاظت کا معقول انتظام۔ جب کہ شہر کے حالات انتہائی کشیدہ تھے۔ بہر حال ہم امر سنگھ جی کے قریبی لوگوں کے ذریعہ لائی گئی گاڑیوں میں سوار

میرے موبائل فون پر امر سنگھ جی کا فون آیا کہ انہوں نے ایک چھوٹے جہاز کا انتظام کرلیاھے اور شام 6بجے وہ خود، راج ببر، کامریڈ سیتا رام یچوری اور شبانہ اعظمی احمد آباد جارھے ھیں۔ اگر ھم چاھیں تو ان کے ساتھ چل سکتے ھیں۔ ساڑھے پانچ بجے ھم سب دھلی ایئرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں تھے۔ کامریڈ سیتارام یچوری کے آتے ھی ھم جہاز کی طرف روانہ ھوگئے ھمارے ساتھی ھندی ایڈیٹر شری گووند دکشت بھی ھمارے ساتھ تھے۔

ہوکر اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس پہنچے، وہاں پہنچتے ہی امر سنگھ جی، راج ببر، سیتارام یچوری اور شبانہ اعظمی نے گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی سے ٹیلی فون پر بات کی، سب کے لیے نریندر مودی کا ایک ہی جواب تھا۔ ''لوگ آپ کے چہروں کو پہچانتے ہیں، آپ کے خیالات کو جانتے ہیں۔ یہ Mob Mentality ہے کچھ بھی ہوسکتا ہے، ہم آپ کی حفاظت کی گارنٹی نہیں لے سکتے۔ ہم جارج فرنانڈیز، مرکزی وزیر دفاع کو بھی پتھراؤ سے نہیں بچا پائے، آپ کو کیا بچا پائیں گے''۔ جب امر سنگھ جی نے احمد آباد میں ہو رہے خون خرابے پر توجہ دلائی تو گودھرا ٹرین حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے ان واقعات کو اس کا ردعمل بتایا۔

بہر حال نریندر مودی سے ہوئی لمبی بات چیت کے باوجود امر سنگھ اور وفد کے باقی لوگ وزیر اعلیٰ کی گفتگو سے مطمئن نہیں تھے اور شہر میں نکل کر حالات کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔ لہٰذا سبھی لوگ شہر کی طرف نکل پڑے، اس وقت تک ایک گاڑی میں پولس کے کچھ سپاہی گیسٹ ہاؤس پہنچ چکے تھے اور ویریندر راول، ہیڈ آف دی کرائم پریوینشن برانچ احمد آباد سٹی جو ایئر پورٹ سے ہی ہمارے ساتھ تھے باہر موجود تھے۔ ان کے علاوہ ٹی وی چینل ''آج تک'' اور ''اے این آئی'' کی کیمرا ٹیمیں بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ شہر کے کچھ علاقوں سے گزرتے ہوئے جہاں ہر طرف جلی ہوئی کاریں اور تباہ دکانیں اور مکان تھے، ہم لوگ پولس کمشنر کے دفتر پر پہنچے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کے بعد بھی نہ تو پولس کمشنر خود اس ڈیلی گیشن سے ملنے پہنچے نہ ان کے کسی نمائندے نے رابطہ قائم کیا اور نہ ہی انہوں نے کہیں سے فون یا وائرلیس کے ذریعہ بات کی۔ جب پولس کمشنر سے ملاقات کی امید ختم ہوگئی تو رات کے دو بجے امر سنگھ جی نے اور محترمہ شبانہ اعظمی نے وزیر اعلیٰ نریندر مودی اور پولس کمشنر پی سی پانڈے کے نام خط لکھے اور کرائم پریوینشن برانچ کے ویریندر راول کے سپرد کردیئے۔ ساتھ ہی انہیں وزیر اعلیٰ کو فیکس بھی کرادیا گیا۔ امر سنگھ جی کے خط کا مضمون

امر سنگھ جی، راج ببر، سیتارام یچوری اور شبانہ اعظمی نے گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی سے ٹیلی فون پر بات کی، سب کے لیے نریندر مودی کا ایک ھی جواب تھا۔ لوگ آپ کے چھروں کو پھنچانتے ھیں، آپ کے خیالات کو جلنتے ھیں۔ یہ Mob Mentality ھے کچھ بھی ھوسکتا ھے، ھم آپ کی حفاظت کی گارنٹی نھیں لے سکتے۔ ھم جارج فرنانڈیز، مرکزی وزیر دفاع کو بھی پتھراؤ سے نھیں بچاپائے، آپ کو کیابچا پائیں گے"۔

مندرجہ ذیل تھا

''پریہ نریندر جی!   2 مارچ 2002

رات دو بجے

میں آج شبانہ اعظمی، شری سیتارام یچوری اور شری راج ببر کے ساتھ آیا۔ دل بھر آیا۔ آزاد ہندوستان میں سرکار کا نہیں جنگل راج تھا۔ جو منظر ہے حیوانیت اور شیطانیت کا، جو شرمناک ماحول ہے سرکار پر اناستھا (عدم اعتماد) ہے، اس سے بہت پیڑت (دکھی) ہوکر ہم نراش (مایوس) دہلی جارہے ہیں۔ پرشاسن (انتظامیہ) کی پوری اوشوسنیتا اور اپیکشا (غیر یقینی اور بے اعتنائی) پولس کا نکما پن اور جنتا کی لاچاری کا بوجھ ہمارے دل میں ہے۔ ہم کہنے کو راج نیتا ہیں پر آپ کے شاسن (سرکار) نے ہمیں گونگا اور لاچار بنا ڈالا ہے۔ آپ کے پولس پرکھ (سربراہ) کوسنویدن شیل (حساس) سوچنائیں (اطلاعات) دی ہیں۔ ذرا بھی آتم بل (خود اعتمادی) اور نیائے کا بودھ (انصاف کا احساس) ہوتو ان معصوم، مظلوموں کی زندگی بچانے کا کام کریں۔

دھنیہ واد (شکریہ کے ساتھ)

ہم ہیں نراش، ہتاش، دکھی (مایوس، لاچار، غم زدہ)

امر سنگھ (ایم پی)، راج ببر (ایم پی) سیتارام یچوری، شبانہ اعظمی (ایم پی)

محترمہ شبانہ اعظمی کا پولس کمشنر پی سی پانڈے کے نام لکھا گیا خط اس طرح تھا۔

پولس کمشنر مسٹر پی سی پانڈے

مارچ 02

12.20.A.M

احمد آباد

ڈیئر پانڈے صاحب!

میں آج شبانہ اعظمی، شری سیتا رام یچوری اور شری راج ببر کے ساتھ آیا۔ دل بھر آیا۔ آزاد ہندوستان میں سرکار کا نہیں جنگل راج تھا۔ جو منظر ہے حیوانیت اور شیطانیت کا، جو شرمناک ماحول ہے سرکار پر انلستھا (عدم اعتماد) ہے، اس سے بہت پیڑت (دکھی) ہوکر ہم نراش (مایوس) دھلی جارہے ہیں۔

ہم آپ کے دفتر میں آپ کی آمد کے منتظر ہیں لیکن آپ سے کوئی بھی رابطہ قائم نہیں ہو پا رہا ہے، جن علاقوں میں فوری حفاظتی بندوبست کی ضرورت ہے وہ اس طرح ہیں۔

1۔وٹوا جواپورہ، 2۔الائس برج، جعفری ٹاورس، 3۔کوچرب پلڈی گاؤں، 4۔پلڈی سریا کمل سوسائٹی، 5۔باپونگر، 6۔سندرم نگر، 7۔انصار نگر، 8۔ہرداس نگر، 9۔شاہ عالم روضہ، 10۔نورانی مسجد، 11۔تسلیمہ سوسائٹی، وٹوا، 12 گلمرگ سوسائٹی، 13۔نزد دودھیاواڑ مسجد، 14۔سنکالت نگر جواپورہ، بنجے سوسائٹی۔

ہم ایک مرتبہ پھر آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو گزشتہ تین گھنٹے سے، جب سے ہم یہاں ہیں، مدد کی درخواست کے لئے ٹیلی فون کالس آ رہی ہیں۔ یہ لوگ خوفزدہ ہیں۔ انہیں مشتعل ہجوم نے گھیر رکھا ہے اور انہیں اندیشہ ہے کہ آج شب یا آنے والے دنوں میں انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

ہمیں اجازت دی جائے تا کہ ہم متاثرہ علاقوں میں جا کر پریشان حال لوگوں کی مدد کر سکیں۔

1۔شبانہ اعظمی،	2۔امر سنگھ،	3۔راج ببر
(ایم پی)	(ایم پی)	(ایم پی)

4۔سیتارام یچوری

انتہائی مایوسی کے ساتھ یہ خطوط کرائم پریونشن برانچ کے افسر کو سپرد کر ہم لوگ واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ اس وقت رات کے تین بجے تھے لیکن نہ تو کسی کو بھوک تھی اور نہ کسی کی آنکھوں میں نیند۔ اسی وقت کچھ حساس علاقوں میں جانا چاہتے تھے۔ مگر حفاظتی دستے کے سربراہ کی شکل میں موجود افسر نے اسے کسی بھی طرح غیر مناسب قرار دیتے ہوئے کہا کہ آپ چاہیں تو علی الصباح نکل سکتے ہیں۔ بہر حال صبح ہونے کے انتظار میں دو۔ڈھائی گھنٹے کا وقت گزر گیا اور صبح 6 بجے ہم سول اسپتال احمد آباد کے لئے کوچ کر چکے تھے۔ یہاں بھرتی

ھم ایک مرتبہ پھر آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چلھتے ھیں کہ ھم لوگوں کو گزشتہ تین گھنٹے سے ، جب سے ھم یہاں ھیں، مدد کی درخواست کے لئے ٹیلی فون کالس آرھی ھیں. یہ لوگ خوفزدہ ھیں.انھیں مشتعل ھجوم نے گھیر رکھاھے اور انھیں اندیشہ ھے کہ آج شب یا آنے والے دنوں میں انھیں قتل کردیا جائے گا.
ھمیں اجازت دی جائے تلکہ ھم متاثرہ علاقوں میں جلکر پریشان حال لوگوں کی مدد کرسکیں.
1.شبانہ اعظمی،(ایم پی)
2.امرسنگھ، (ایم پی)
3.راج ببر (ایم پی)
4.سیتارام یچوری

مریضوں، ان کے تیمارداروں سے ملاقات کی جن میں گودھرا ٹرین حادثہ اور احمد آباد فرقہ وارانہ فسادات میں زخمی دونوں ہی شامل تھے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے شکار ایک 12-13 سالہ بچہ گیان پرکاش کے مطابق یہ کارسیوکوں کے اشتعال آمیز نعروں، ان کی بداخلاقیوں اور اسٹیشن کے دوکانداروں کو کھانے پینے کی اشیا کا پیسہ نہ دینے کے نتیجے میں ہوا جھگڑا تھا جس نے خوفناک شکل اختیار کرلی۔ میں اس بچے کی ایک بات کا ضرور ذکر کرنا چاہوں گا جب اس سے معلوم کیا گیا کہ ٹرین پر حملہ کس نے کیا تو اس نے کہا کہ مسلمانوں نے، تب اس سے معلوم کیا کہ اس وقت ہم میں سے کون مسلمان ہے تو اس پر اس بچے نے سب کو غور سے دیکھنے کے بعد کہا کہ آپ لوگوں میں سے کوئی مسلمان نہیں ہے۔ جبکہ شبانہ اعظمی اور میں دو لوگ مسلمان تھے۔

میں اس پورے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے وقت اس میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھنا چاہتا، میں نے کیا دیکھا، کیا سنا، کیا محسوس کیا وہ شائد پھر کبھی لکھوں گا، یہاں جو کچھ بھی میں لکھ رہا ہوں وہ اس ملک کے امن پسند، انصاف پسند، جمہوریت پسند لوگوں کے احساسات ہیں میں تو صرف قلم بند کر رہا ہوں اور میں اس بات کا بھی خیال رکھ رہا ہوں کہ ان میں مسلمانوں کے تاثرات بیان کرنے کے بجائے ان حساس، محب وطن، محب انسانیت غیر مسلموں کے احساسات بیان کروں اور انہیں کے لفظوں میں بیان کروں۔ گودھرا ٹرین حادثہ کا شکار بچے سے بات ہوئی، محترمہ شبانہ اعظمی اور جناب راج ببر کی۔ میں نے اس بات چیت کو صرف سنا اور لکھ دیا۔ احمد آباد سے راشٹریہ سہارا کے لئے جو رپورٹ قلم بند کرائی گئی وہ احساسات تھے ہمارے ساتھی ہندی ایڈیٹر گووند دکشت کے جو 2 رمارچ کو راشٹریہ سہارا میں شائع کئے گئے۔ اور اب میں جن واقعات کی تفصیل بیان کر رہا ہوں وہ اے این آئی کے بیورو چیف سشیل پارکھ، ٹی وی چینل 'آج تک' کے کرسپانڈینٹ سمت اوستھی، ٹائمز آف انڈیا کی رادھا شرما، نجے پانڈے، منوج جوشی اور سدھارتھ وردا راجن کے ہیں۔

میں اس پورے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے وقت اس میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھنا چاہتا، میں نے کیا دیکھا، کیا سنا، کیا محسوس کیا وہ شائد پھر کبھی لکھوں گا، یہاں جو کچھ بھی میں لکھ رہا ہوں وہ اس ملک کے امن پسند، انصاف پسند، جمہوریت پسند لوگوں کے احساسات ہیں میں تو صرف قلم بند کر رہا ہوں اور میں اس بات کا بھی خیال رکھ رہا ہوں کہ ان میں مسلمانوں کے تاثرات بیان کرنے کے بجائے ان حساس، محب وطن، محب انسانیت غیر مسلموں کے احساسات بیان کروں اور انہیں کے لفظوں میں بیان کروں

سشیل پاریکھ اور سمت اوتھی نے جو یک طرفہ ظلم کی داستان سنائی وہ کس قدر رونگٹے کھڑے کر دینے والی رہی ہوگی اس کو اسی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ سشیل پاریکھ کو ایک رپورٹر کی شکل میں اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے اپنی داڑھی منڈانی پڑی۔ دنگائیوں نے ان کی گاڑی اور کیمرے کو آگ لگا دی۔ دنگائیوں کی تلوار ان کے جسم کو چھو کر گزر گئی۔ اپنی جان بچانے کے لئے انہیں دنگائیوں کے سامنے اپنی پینٹ اتار کر یہ ثابت کرنا پڑا کہ ان کا تعلق کس فرقہ سے ہے۔ ٹائمز آف انڈیا کی رادھا شرما اور سنجے پانڈے، منوج جوشی اور سدھارتھ وردراجن کی رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ پولس ان انسانیت سوز واقعات کو روکنے کی کوششیں کرتی تو یقیناً اتنا جانی و مالی نقصان نہ ہوا ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ گودھرا میں 27ر فروری کو سابرمتی ایکسپریس پر حملہ نہ صرف اشتعال انگیز تھا بلکہ انسانیت سوز بھی تھا۔ لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ کئی ہزار کی بھیڑ نے منظم طور پر حملہ کی سازش رچی اور ایل آئی یو (مقامی انٹیلی جنس یونٹ) کا عملہ کانوں میں تیل ڈال کر آرام کرتا رہا۔ اگر مقامی پولس و انتظامیہ اور انٹیلی جنس نے دانستہ یا نادانستہ لاپرواہی نہ برتی ہوتی تو بلاشبہ سابرمتی ایکسپریس پر یہ انسانیت سوز حملہ نہ ہوا ہوتا اور ظاہر ہے کہ اگر اس حملہ کو روک دیا جاتا تو پھر وشو ہندو پریشد، آر ایس ایس، بجرنگ دل اور ہندو جاگرن منچ کے کارکنان کو تباہی اور قتل عام کا بہانہ بھی نہ ملتا۔ اس لئے گجرات اور ہندوستان کی دیگر ریاستوں کے مختلف شہروں، قصبات اور دیہات میں تباہی اور قتل و غارت گری کا بازار بھی گرم نہ ہوتا۔

احمد آباد، راج کوٹ، گودھرا اور گجرات کے دیگر شہروں اور قصبوں میں وی ایچ پی کے بند کے اعلان کے باوجود (ممکنہ فسادات کو روکنے کے لئے ٹھوس اقدام نہیں کئے گئے اور نتیجتاً اس بدقسمت ریاست میں سیکڑوں افراد ہلاک اور اربوں کی املاک، صنعتی یونٹ، دکانیں، مکان، کاریں، ٹرک اور فیکٹریاں نذر آتش کر دی گئیں۔ 28ر فروری کو ہی یہ رپورٹیں آنا شروع ہو گئی تھیں کہ سارے گجرات میں مسلمانوں کو جنونیوں کی بھیڑ نشانہ بنا رہی ہے لیکن

سشیل پاریکھ اور سمت اوستھی نے جو یک طرفہ ظلم کی داستان سنائی وہ کس قدر رونگٹے کھڑے کر دینے ولی رہی ہوگی اس کو اسی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ سشیل پاریکھ کو ایک رپورٹر کی شکل میں اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے اپنی داڑھی منڈانی پڑی۔ دنگائیوں نے ان کی گاڑی اور کیمرے کو آگ لگادی۔ دنگائیوں کی تلوار ان کے جسم کو چھوکر گزر گئی۔ اپنی جان بچانے کے لئے انہیں دنگائیوں کے سامنے اپنی پینٹ اتارکر یہ ثابت کرنا پڑا کہ ان کا تعلق کس فرقہ سے ہے

اس سب کے باوجود نہ تو وزیراعظم باجپئی اور نہ ہی وزیرداخلہ اڈوانی نے یہ ضروری سمجھا کہ اپنی پارٹی کے سینئر ساتھی وزیراعلیٰ نریندر مودی پر دباؤ ڈال کر اقلیت کش فسادات کو رکوائیں۔

گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات پر یہ تمام رپورٹس جمہوریت کے چوتھے ستون، میڈیا کی ایمانداری، دیانت داری اور حق پسندی کا کھلا ثبوت ہیں اور یہ سب کے سب غیرمسلم ہیں۔ان پر اوران جیسے تمام لوگوں پر تمام ہندوستانیوں کو ناز ہے جن کے لئے اپنا فرض اور انسانیت تمام چیزوں سے بالاتر ہے۔ایسی کچھ رپورٹ اور مضامین آگے کے صفحات پر شامل اشاعت کیے جارہے ہیں کیوں کہ یہ سب ایک تاریخی سچائی ہے۔ گجرات سانحہ اور فرقہ وارانہ فسادات کے بعد دہلی سے قومی سطح کے وفد میں جانے والے لوگوں کی اکثریت بھی غیر مسلموں کی تھی اوراس وفد کے سربراہ امر سنگھ بھی غیر مسلم ہی ہیں جنہوں نے وطن پرستی، انسان دوستی اور حب الوطنی کے تقاضوں کے پیش نظر وہاں جاکر نہ صرف حالات کا جائزہ لیا بلکہ اس خون خرابہ کو روکنے کے لئے عملی قدم بھی اٹھایا۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تادم تحریر(2مارچ2002) کوئی مسلم تنظیم یا مسلمانوں کو اپنا ووٹ سمجھنے والے اور دامے، درمے، سخنے حاصل کرنے والے گجرات کی طرف رخ کرنے کی ہمت نہیں جٹا سکے۔ چاہے وہ کانگریس کے ذمہ دار لیڈر رہوں یا بہوجن سماج پارٹی کی مایاوتی، آل انڈیا ملی کونسل اور مسلم مشاورت کو بھی اب یہ سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اتر پردیش میں مسلمانوں کے ووٹوں کے لئے ان پارٹیوں کے امیدواروں کے حق میں اعلان کرکے کتنا صحیح قدم اٹھایا تھا۔اس سانحہ کے باوجود ابھی تک مایاوتی کی خاموشی کیا اس لئے نہیں کہ وہ بھاجپا سے اپنے رشتوں کو بنائے رکھنے اور مستقبل کی امیدوں کو زندہ رکھنے کے لیے چپ ہیں۔ نہ وہاں جارہی ہیں نہ بول رہی ہیں یہاں تک کہ آل پارٹی میٹنگ میں بھی انہوں نے گجرات کے واقعات پر زبان نہیں کھولی اس لئے کہ بھاجپا کے ساتھ محبت کے

28رفروری کو ھی یہ رپورٹیں آنا شروع ھوگئی تھیں کہ سارے گجرات میں مسلمانوں کو جنونیوں کی بھیڑ نشانہ بنارھی ھے لیکن اس سب کے باوجود نہ تو وزیراعظم باجپئی اور نہ ھی وزیر داخلہ اڈوانی نے یہ ضروری سمجھا کہ اپنی پارٹی کے سینئر ساتھی وزیراعلیٰ نریندر مودی پر دباؤ ڈال کر اقلیت کش فسادات کو رکوائیں۔ گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات پر یہ تمام رپورٹس جمہوریت کے چوتھے ستون، میڈیا کی ایمانداری، دیانت داری اور حق پسندی کا کھلا ثبوت ھیں اور یہ سب غیر مسلم ھیں۔

رشتے قائم رہیں اور اتر پردیش میں سرکار بنانے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ بھلے ہی گجرات کیا پورے ہندوستان میں مسلمانوں کو آگ میں جھونک دیا جائے یا ان کے خون سے ہولی کھیلی جائے۔ کیا جمہوریت کا دم بھرنے والے اب بھی اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے رہیں گے؟ ایسے لوگوں کو بے نقاب نہیں کریں گے اور مرکزی حکومت میں بھی جو پارٹیاں آج تک ان تمام حالات کے باوجود بھی سرکار کو حمایت دے رہی ہیں اپنی حمایت اب بھی جاری جاری رکھیں گی؟ اگر ایسا ہے تو مان لینا چاہیے کہ ایسے نام نہاد سیکولر بھی فرقہ پرستوں سے کم خطرناک نہیں ہیں اور گجرات جیسے واقعات کے لیے ان سے کم ذمہ دار بھی نہیں ہیں۔

----❖----

گجرات فسادات کے بعد اپنے اس پہلے دورہ کی رپورٹ کو میں جاری رکھوں گا لیکن اپنے الفاظ میں بہیمانہ غیر انسانی قتل عام، زنا بالجبر جیسے نفرت انگیز واقعات کی تفصیل پیش کرنے سے قبل میں چاہوں گا کہ اس نمائندہ وفد میں شامل اہم شخصیات جناب امر سنگھ، جناب سیتارام یچوری، جناب راج ببر اورمحترمہ شبانہ اعظمی اور جناب گووند دکشت ودیگر لوگوں کے جذبات قارئین کے سامنے پیش کردیئے جائیں.اس کے بعدمیں اپنی رپورٹ جاری رکھوں گا. لہٰذا پیش ہے اس کڑی میں سب سے پہلے اپنے ساتھی راشٹریہ سہارا ہندی کے ایڈیٹر گووند دکشت کی رپورٹ جو راشٹریہ سہاراکے تمام ایڈیشنز میں 2مارچ 2002کو صفحہ اول پر شائع کی گئی. اس رپورٹ کی سرخی تھی "آج رات ہم مار دیئے جائیں گے"۔

گجرات کیا پورے ہندوستان میں مسلمانوں کو آگ میں جھونک دیا جائے یا ان کے خون سے ہولی کھیلی جائے۔ کیا جمہوریت کا دم بھرنے والے اب بھی اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے رہیں گے؟ ایسے لوگوں کو بے نقاب نہیں کریں گے اور مرکزی حکومت میں بھی جو پارٹیاں آج تک ان تمام حالات کے باوجود بھی سرکار کو حمایت دے رہی ہیں اپنی حمایت اب بھی جاری جاری رکھیں گی؟ اگر ایسا ہے تو مان لینا چاہیے کہ ایسے نام نہاد سیکولر بھی فرقہ پرستوں سے کم خطرناک نہیں ہیں اور گجرات جیسے واقعات کے لیے ان سے کم نمہ دار بھی نہیں ہیں۔

'ہم آج رات مار دیئے جائیں گے'

(یکم مارچ 2002 کو احمد اباد سے گووند دکشت)

جمعہ کی رات ہم لوگ احمد آباد کے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں تھوڑی دیر کیلئے رکے ہیں تبھی مسلم اکثریتی علاقے شاہ پور سے ایک فون آتا ہے جس میں ممبر پارلیمنٹ شبانہ اعظمی سے کہا جاتا ہے کہ کچھ کیجئے ورنہ ہم آج رات مار دیئے جائیں گے۔ یہ سن کر شبانہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتی ہیں اور مجھ سے کہتی ہیں کہ ٹھیک ایسا ہی ممبئی میں ہوا تھا۔ فساد سے سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ شاہ پور اور واٹوا جواپورہ کو 7 ہزار کی بھیڑ نے گھیر رکھا ہے۔ صورت حال بہت نازک اور دھماکہ خیز ہے اور کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ احمد آباد کے حقیقی حالات کو اس واقعہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ جمعہ کی رات تقریباً 10 بجے بی بی سی کے رپورٹر ریحان فضل ایک فائیو اسٹار ہوٹل تاج ریذیڈینسی میں رکنے کیلئے اس کے منیجر سے بات کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ہوٹل میں رکنا ہے تو کوئی ہندو نام لکھوائیے۔ ریحان کے یہ کہنے پر کہ ان کے ویزا اور پاسپورٹ میں جو نام ہے وہ اسے نہیں بدل سکتے۔ اس کے جواب میں منیجر نے کہا تب وہ ہوٹل میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اپنے ساتھ بیتے اس حادثہ کا ذکر ریحان فضل نے سی پی ایم کے لیڈر سیتارام یچوری سے کیا۔ میں سماجوادی پارٹی کے ممبر پارلیمنٹ امر سنگھ، راج ببر، شبانہ اعظمی اور سیتارام یچوری کے ساتھ یہاں آیا ہوں۔ صورت حال کی نزاکت کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پولس کمشنر پانڈے نے بتایا کہ انھوں نے فیلڈ میں جانے کے لئے آج ہی اپنی داڑھی صاف کرائی ہے۔ اسی طرح اے این آئی کے نامہ نگار نے بتایا کہ اس نے بھی آج ہی اپنی داڑھی کٹوائی ہے کیونکہ متاثرہ علاقوں میں لوگوں کے کپڑے اتار کر ان کی شناخت کی جارہی ہے۔ میں نے اور راشٹریہ سہارا اردو کے ایڈیٹر عزیز برنی نے یہاں گزشتہ ایک گھنٹہ کے دوران جو کچھ دیکھا وہ بھیانک ہے۔ ایئرپورٹ سے چند سو میٹر کی دوری پر تقریباً 50 گاڑیاں جلی پڑی ہیں۔ یہ ایک

جمعہ کی رات تقریباً 10 بجے بی بی سی کے رپورٹر ریحان فضل ایک فائیو اسٹار ہوٹل تاج ریذیڈینسی میں رکنے کیلئے اس کے منیجر سے بات کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ہوٹل میں رکنا ہے تو کوئی ہندو نام لکھوائیے۔ ریحان کے یہ کہنے پر کہ ان کے ویزا اور پاسپورٹ میں جو نام ہے وہ اسے نہیں بدل سکتے۔ اس کے جواب میں منیجر نے کہا تب وہ ہوٹل میں نہیں ٹھر سکتے۔

بازار کا منظر ہے، جس میں سبھی دکانیں مسلمانوں کی ہیں۔ یہاں سے تھوڑا آگے چلتے ہی پولس آگے جانے سے روک دیتی ہے۔ پولس کے اعلیٰ افسر کہتے ہیں "آپ لوگ گیسٹ ہاؤس سے آگے نہیں جاسکتے۔ آپ لوگوں کو یہیں رکنا ہوگا۔ ایئر پورٹ پر بھی ایک پولس افسر نے ہمیں بتایا تھا کہ ہم لوگوں کا شہر میں نکلنا ٹھیک نہیں ہے۔ کل جارج فرنانڈیز کے ساتھ بدتمیزی ہو چکی ہے۔

پولس اور انتظامیہ کے اعلیٰ افسران دو دن کی بھیانک صورت حال کی حقیقی تفصیلات دیتے ہیں لیکن ساتھ ہی درخواست کرتے ہیں کہ نام مت دیجئے گا۔ اس وقت ہم لوگ اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں ہی ہے۔ یہیں سے فون نمبر 286343 پر وزیر اعلیٰ نریندر مودی سے امر سنگھ بات کرتے ہیں۔ وہ مودی کو بتاتے ہیں کہ ہمارے پاس احمد آباد سے فساد متاثرین کے فونوں کا تانتا لگا ہوا ہے اور ہم لوگ وی ایس اسپتال جانا چاہتے ہیں۔ مودی کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا جانا خطرہ سے خالی نہیں ہے جب ہم جارج کو سیکورٹی نہیں دے پائے آپ لوگوں کو کیا دے پائیں گے۔ اس پر جب امر سنگھ ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ پولس ہے تو مودی کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے جانے سے کشیدگی بڑھے گی۔ تبھی راج ببر نریندر مودی سے ٹیلی فون پر بات کرتے ہیں۔ وہ مودی کو بتاتے ہیں کہ ہمارے پاس باپو نگر سے ایک فون آیا ہے فون کرنے والے نے بتایا ہے کہ وزیر داخلہ گوردھن جھاپڑیا کے گھر سے گولیاں چلائی جارہی ہیں۔ جب میں نے راج ببر جی سے پوچھا کہ اس پر مودی نے کیا جواب دیا تو راج ببر نے بتایا کہ مودی نے کہا کہ آپ تو جانتے ہیں کہ ہتھیار کون رکھتے ہیں۔ ہندو تو ہتھیار رکھتے نہیں۔ تبھی امر سنگھ ہم لوگوں سے کہتے ہیں بھلے ہی جان کو خطرہ ہو ہمیں جانا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ منظم منصوبہ بند سرکاری دہشت گردی ہے۔ فون پر سیتا رام یچوری کی بھی مودی سے بات ہوتی ہے۔ یچوری جانے کی ضد کرتے ہیں تو مودی ان سے کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے چہرے

میں نے لوور راشٹریہ سہارا اردو کے ایڈیٹر عزیز برنی نے یہاں گزشتہ ایک گھنٹے کے دوران جو کچھ دیکھا وہ بھیانک ہے۔ ایئر پورٹ سے چند سو میٹر کی دوری پر تقریباً 50 گاڑیاں جلی پڑی ہیں۔ یہ ایک بازار کا منظر ہے، جس میں سبھی دکانیں مسلمانوں کی ہیں۔ یہاں سے تھوڑا آگے چلتے ہی پولس آگے جانے سے روک دیتی ہے۔

وخیالات سبھی کو پتہ ہیں۔ایسی حالت میں ،ہم تحفظ کی گارنٹی نہیں لے سکتے۔یچوری نے کہا
کہ یہ سیدھے سیدھے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دھمکی ہے۔شبانہ اعظمی کی بھی نریندر مودی
سے بات ہوتی ہے،مودی ان سے بھی کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے آنے سے کشیدگی اور
بڑھ جائے گی۔مودی سے ہوئی پوری بات چیت کے دوران ریاست کے وزیر صحت
اشوک بھٹ،ہم لوگوں کے ساتھ گیسٹ ہاؤس میں موجود ہیں۔ان کے ساتھ بی جے پی
کے سب سے کم عمر ممبر اسمبلی بھرت پانڈیا بھی موجود ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ہم کل فوج
تعینات کر سکتے تھے۔لیکن گودھرا حادثہ کے مہلوکین کی آخری رسومات ادا ہونی ہے۔
پانڈیا نے جمال پور سمیت صرف کچھ ایسی جگہوں کے نام بتائے ہیں جہاں کشیدگی زیادہ
ہے۔وہ بتاتے ہیں کہ وہ وہاں مسلمان 60 فیصد اور ہندو 30 فیصد ہیں۔جب ان سے
کہا گیا کہ کشیدگی تو پورے احمد آباد میں ہے تو وہ تسلیم کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پورے
شہر میں لوگ آمنے سامنے ہیں۔میرے یہ پوچھنے پر کل جس سابق ممبر پارلیمنٹ احسن
جعفری کو مارا گیا تھا وہ مسلسل چھ گھنٹے تک فون پر تحفظ کی فریاد کرتا رہا اور اس نے کئی بار
سیکورٹی بھی مانگی تھی تو انہوں نے کہا کہ اس سابق ممبر پارلیمنٹ نے پہلے بھیڑ پر گولی
چلائی تھی۔اس دوران کمرے میں یو این آئی کے ممبئی سے احمد آباد آئے رپورٹر سشیل
پاریکھ آتے ہیں۔ان کے ساتھ کیمرہ مین اودے آئیور بھی ہے۔بہرام پورہ میں کل
سشیل کی انڈیکا کار اور سامان کو پھونک دیا گیا تھا۔دونوں ڈرے ہوئے ہیں۔چار گھنٹے
تک یہ دونوں فساد زدہ علاقے میں پناہ کی بھیک مانگتے رہے لیکن کسی نے انہیں پناہ
نہیں دی۔گیسٹ ہاؤس میں پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ فساد متاثر شہر کے الامین
اسپتال میں ہے۔میں نے وزیر صحت سے پوچھا کہ یہ اسپتال کہاں ہے تو انہوں نے
کہا کہ یہ کوئی نجی اسپتال ہے کہاں ہے پتہ نہیں۔یہیں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے
داتوا جوا پورہ میں اول درجے کے تقریباً ڈھائی سو ہوٹلوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے۔ان

اس دوران کمرے میں یو این آئی کے ممبئی سے احمد آباد آئے رپورٹر سشیل پاریکھ آتے ہیں۔ ان کے ساتھ کیمرہ مین اودے آئیور بھی ہے۔ بھرام پورہ میں کل سشیل کی انٹیکا کار اور سامان کو پھونک دیا گیا تھا۔ دونوں ڈرے ہوئے ہیں۔ چار گھنٹے تک یہ دونوں فساد زدہ علاقے میں پناہ کی بھیک مانگتے رہے لیکن کسی نے انہیں پناہ نہیں دی۔

میں سمنور ہوٹل (2 کروڑ کا نقصان)، کیبر ریسٹورنٹ، سن فلاور، جھجر بنگلہ، راج کمل، پولس چوکی کے پاس ٹیسٹی ریسٹورنٹ، باجرہ پورہ میں ابھیلاشا، ٹوپاز ہوٹل، تلسی ریسٹورنٹ، رام لین ٹریٹ، نورنگ، ملینیم ریسٹورنٹ، بھاگیہ ادے، اتسو، صلاتی بٹا ریسٹورنٹ، نو جیون ریسٹورنٹ، آرام گیسٹ ہاؤس، ایلیٹ، اپیکس، روز گارڈن، ڈسنز اور ریگل وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں ہر طرف جلی ہوئی راکھ دکھائی دیتی ہے۔ پولس کے منع کرنے کے باوجود ہم گیسٹ ہاؤس سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تبھی قریب دوسو لوگوں کی بھیڑ ہمیں گھیر لیتی ہے۔ ایک مقامی لیڈر خورشید سید آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ہی جانتا ہوں کہ میں یہاں کس طرح پہنچا ہوں۔ وہ وہاں موجود درجنوں پولس والوں کے سامنے ہی کہتے ہیں کہ ان پر بھروسہ نہ کریں۔ آپ فوج پر ہی بھروسہ کر سکتے ہیں۔ میں آپ لوگوں سے التجا کرتا ہوں کہ آپ فسادزدہ علاقے میں نہ جائیں۔ ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے 1959 سے آج تک اتنی بھیانک حالت نہیں دیکھی۔ اسی وقت جارج فرنانڈیز کے ساتھ آئے "آج تک" کے نامہ نگار سمیت اوستھی وہاں پہنچتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ان کی ٹاٹا سومو پر بے تحاشہ پتھراؤ کیا گیا اور وہ جان بچا کر بھاگے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ باہر نہ جائیں۔ ٹی وی چینل "آج تک" کے کیمرہ مین اشونی کے سر میں چوٹ لگی ہے وہ زخمی ہیں۔ ان سب وارننگ کے باوجود ہم لوگ پولس سیکورٹی میں آگے بڑھتے ہیں۔ تقریباً 150 میٹر کی دوری پر پولس کمشنر کا آفس ہے۔ ہم لوگ وہاں پہنچتے ہیں۔ پورے راستے میں جلی ہوئی گاڑیوں اور دکانوں کے ہولناک مناظر ہیں جو صورت حال کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ امر سنگھ پولس کمشنر کے سامنے لگے سیوا ،پرکشا، شانتی بورڈ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ سب گجرات میں کہاں ہے۔ اس وقت رات کے 12 بجے ہیں۔ پورے شہر میں لوگ جاگے ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ جھنڈ کی شکل میں لوگ کھڑے ہیں۔ نعرے بازی چل رہی ہے۔ ہم لوگ پولس کمشنر کے آفس میں ہیں۔

پولس کے منع کرنے کے باوجود ھم گیسٹ ھائوس سے نکلنے کی کوشش کرتے ھیں۔ تبھی قریب دوسو لوگوں کی بھیڑ ھمیں گھیر لیتی ھے۔ ایک مقلمی لیڈر خورشید سید آتے ھیں وہ کھتے ھیں کہ میں ھی جانتا ھوں کہ میں یھاں کس طرح پھنچا ھوں۔ وہ وھاں موجود درجنوں پولس والوں کے سامنے ھی کھتے ھیں کہ ان پر بھروسہ نہ کریں۔ آپ فوج پر ھی بھروسہ کرسکتے ھیں۔

یہاں مختلف نیوز ایجنسیوں اور اخبارات کے نامہ نگار موجود ہیں، جو اپنے دن بھر کے تجربات بتارہے ہیں۔ نعروں پر بھی گفتگو ہورہی ہے۔ اس نعرے کا خاص طور پر تذکرہ ہے۔ ''جے شری رام ہوگیا کام''۔

----✣----

شبانہ اعظمی اور راج ببر جی کو میں نے احمد آباد کے اس سفر کے دوران ایک نئے روپ میں دیکھا کتنا جذباتی، حساس اور انسانیت سے پردل ہے ان کے سینوں میں، جلتے ہوئے مکان، گولیوں کی آوازیں کس قدر ان کے دل پر قہر بن کر گزر رہی تھیں یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ ان کے درد اور پریشانی کو الفاظ میں پیش کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ رنجیدہ تو ہم سبھی تھے لیکن فنکاروں کے سینوں میں کتنا حساس اوردردمند دل ہوتاہے یہ میں نے انہیں قریب سے دیکھ کر ہی جانا۔

احمد آباد سے واپسی کے بعد راج ببر صاحب نے اپنے جذبات ایک مضمون "گودھرا کا سچ" کے عنوان سے ظاہر کئے۔جسے میں جوں کا توں پیش کردینا ضروری سمجھتا ہوں: یہ مضمون راشٹریہ سہارا اردو اور ہندی میں.......... شائع کیا گیا۔

گودھرا کا سچ

(احمد آباد سے واپسی کے بعد راج ببر)

پارٹی کے جنرل سکریٹری امر سنگھ، شبانہ اعظمی اور سیتارام یچوری کے ساتھ جب میں دہلی سے احمد آباد کے لیے جارہا تھا تو ذہن میں بار بار یہی سوال اٹھ رہا تھا کہ آخر گجرات میں اتنے بڑے پیمانے پر انسانیت کا خون کیوں بہایا جارہا ہے اور گودھرا ٹرین حادثہ کی حقیقت کیا ہے جو اس تمام خون خرابے کی بنیاد بنا اور جسے فرقہ پرستوں کے ذریعہ ایک منظم سازش بتایا گیا۔ دہلی سے احمد آباد ائیر پورٹ اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس، سرکٹ ہاؤس احمد آباد کی سونی مگر خوفناک سڑکوں پر گزرتے ہوئے جہاں جلی ہوئی کاروں اور دکانوں کا ڈھیر میرے سامنے تھا اور رات کے ایک بجے بھی گلیوں کے پھاٹک اور مکانوں کے جالی دار گیٹ کے اندر متعدد لوگوں کا ہجوم دیکھ کر سمجھا جا سکتا تھا کہ حالات ابھی قابو میں نہیں ہیں۔ کہیں بھی کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے یہی سب دیکھتے ہوئے رات کے تین بج گئے شہر کے لوگوں کو جیسے ہی ہماری آمد کی اطلاع ملی میرے اور تمام ساتھیوں کے موبائل فون کی گھنٹیاں مسلسل بجنے لگیں۔ لگاتار ان کی دردناک داستانیں ہمیں خون کے آنسو رلاتی رہیں۔ اب ان آنکھوں میں نیند کہاں اور دماغ میں وہی ایک سوال کسی طرح رات گزری صبح کا سورج نمودار ہوتا اس سے پہلے، ہم سول اسپتال کے لیے نکل چکے تھے میری آنکھیں یہاں بھی اسی سوال کا جواب تلاش کرنے میں مصروف تھیں کہ آخر گودھرا ٹرین سانحہ کی حقیقت کیا ہے اور اس وقت مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا جب میں نے سول اسپتال کے برن وارڈ میں اپنی جلی ہوئی ماں کے ساتھ زمیں پر بیٹھے ہوئے ایک تیرہ چودہ سال

رات کے ایک بجے بھی گلیوں کے پھاٹک اور مکانوں کے جالی دار گیٹ کے اندر متعدد لوگوں کا هجوم دیکھ کر سمجھا جاسکتا تھا کہ حالات ابھی قابو میں نہیں ہیں۔ کہیں بھی کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے یہی سب دیکھتے ہوئے رات کے تین بج گئے شہر کے لوگوں کو جیسے ہی ہماری آمد کی اطلاع ملی میرے اور تمام ساتھیوں کے موبائل فون کی گھنٹیاں مسلسل بجنے لگیں۔ لگاتار ان کی دردناک داستانیں ہمیں خون کے آنسو رلاتی رہیں۔ اب ان آنکھوں میں نیند کہاں۔

کے بچے کو دیکھا۔ اس کا باپ بھی اسی اسپتال میں آئی سی یو میں بھرتی تھا اور زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑ رہا تھا۔ اس کا ایک بھائی لا پتہ تھا۔ اس معصوم بچے گیان پرکاش نے مجھے بتایا کہ ہم لوگ الہ آباد سے احمد آباد کے لیے سفر کر رہے تھے ہمارے پاس تین سیٹوں کا ریزرویشن تھا لیکن ایودھیا سے جب کارسیوک ٹرین میں سوار ہوئے تو انہوں نے ہماری سیٹوں پر قبضہ کرلیا۔ ہم بمشکل ایک سیٹ پر بیٹھنے کے لیے مجبور ہوئے۔ کارسیوکوں کی ہنگامہ آرائی، نعرے بازی کا سلسلہ جاری تھا۔ ٹی ٹی نے ان سے ٹکٹ طلب کیا تو اسے دھکا دیکر بھگا دیا۔ راستہ میں ہر اسٹیشن پر کھانے پینے کی کوئی بھی چیز اٹھالینا، پیسے نہ دینا، نعرے بازی اور ہنگامہ آرائی کرنا جاری تھا۔ اسی اثنا میں گودھرا اسٹیشن پر ایک چائے والے دکاندار سے ان کی جھڑپ ہوگئی جو اپنی چائے کے پیسے لینے پر بضد تھا اور یہ دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یہی بات اس ٹرین حادثہ کی وجہ بنی۔ اتفاق سے وہ چائے والا مسلمان تھا اور گودھرا ریلوے اسٹیشن کے پاس کی ریلوے کالونی کی جھگی بستی میں رہتا تھا۔ جہاں زنجیر کھینچ کر ٹرین روک دی گئی اور اس کی آواز پر بستی والوں نے اس ڈبہ کو گھیر لیا اور آگ لگا دی۔

گودھرا اسٹیشن پر ایک چائے والے دکاندار سے ان کی جھڑپ ہوگئی جو اپنی چائے کے پیسے لینے پر بضد تھا اور یہ دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یہی بات اس ٹرین حادثہ کی وجہ بنی۔ اتفاق سے وہ چائے والا مسلمان تھا اور گودھرا ریلوے اسٹیشن کے پاس کی ریلوے کالونی کی جھگی بستی میں رہتا تھا۔ جہاں زنجیر کھینچ کر ٹرین روک دی گئی اور اس کی آواز پر بستی والوں نے اس ڈبہ کو گھیر لیا اور آگ لگا دی۔

مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔ دراصل یہ تو ایک دکاندار اور خریدار کا آپسی جھگڑا تھا، اکثر فساد کی جڑ ایسے ہی معمولی واقعات ہوتے ہیں، کسی کی سائیکل کسی راہگیر سے ٹکرائی، کسی کا اسکوٹر سائیکل سے ٹکرا گیا، کہیں کسی دوکاندار کا کسی گاہک سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ دونوں کے مذہب کا الگ الگ ہونا اس وقت ملک یا شہر کے حالات کا کشیدہ ہونا اور فرقہ پرست ذہنیت کے لوگوں کا ایسے واقعات کی تاک میں رہنا معمولی سی باتوں کو بہت بڑا بنا دیتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں گجرات سانحہ جیسے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ دراصل کارسیوک اپنے نعروں اور وی ایچ پی مندر تعمیر کے معاملہ میں اپنے اعلانوں سے مسلمانوں کو چڑھانے کا کام کرتے ہیں جن باتوں سے انہیں نفرت ہے اور یہی باتیں

حادثوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ افسوس تو اس وقت ہوتا ہے جب ذمہ داریوں کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگ ایسے تکلیف دہ حادثات کو جان کر بھی اس طرح کے بیانات جاری کر دیتے ہیں کہ جب کوئی بڑا پیڑ گرتا ہے تو زمین ہلتی ہے اور اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ 1984 کے فساد کی تاریخ ہمارے سامنے ہے جس سے سکھ دہشت گردوں کو بڑھاوا ملا اور 6 دسمبر 1992 کے سانحہ نے مسلم دہشت گردوں کو جنم دیا اور ممبئی بم بلاسٹ کا سانحہ عمل میں آیا ایسا ہی گودھرا ٹرین حادثہ کے بعد ہوا۔ جسے فرقہ وارانہ رنگ دے دیا گیا اور منظم سازش قرار دے کر پورے گجرات کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا گیا۔ فرقہ پرست جو ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھے انسانی خون سے ہولی کھیلنے لگے۔ اہنسا کے پجاری باپو کا باپو نگر ہی کیا پورا گجرات آہوں، چیخوں اور آگ کے شعلوں کے حوالے کیا جانے لگا۔ انسانیت دم توڑنے لگی اور ہنستے کھیلتے پریوار زندہ آگ کے شعلوں کے حوالے کیے جانے لگے۔ گجرات سرکار جس کی ذمہ داری تھی کہ ان فسادات پر قابو پاتی آگ میں گھی ڈال کر تماشہ دیکھنے لگی اور مرکزی حکومت نے اس طرف سے یوں نگاہیں پھیر لیں مانو کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ 1984 میں اندرا گاندھی قتل کے بعد کے سکھ کش فسادات اور ممبئی کا فرقہ وارانہ فساد بھی گجرات کے اس دنگے کے سامنے ماند پڑنے لگا۔ بہر حال کچھ دن میں حالات نارمل ہوں گے، جانچ ہوگی، ذمہ دار لوگوں کی نشاندہی ہوگی، قاتلوں کو پکڑا جائے گا، ہوسکتا ہے کہ انہیں سزائیں بھی دیدی جائیں ہوسکتا ہے میں نے اس لیے کہا کہ کچھ لوگ اپنے سیاسی داؤ پیچوں سے قانون کی گرفت میں آنے سے بچ بھی سکتے ہیں مگر میں یہاں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ قاتل صرف وہ نہیں ہیں جنہوں نے قتل کیا ہے، گناہ گار وہ بھی ہیں جنہوں نے قتل کے لیے اکسایا ہے۔ ہندوستان کے قانون میں کسی بھی قتل کے لئے جہاں قاتل کو سزا ملتی ہے وہیں قتل کے حالات پیدا کرنے والے، اکسانے والے کو بھی مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا کا مستحق مانا جاتا ہے۔ گجرات دنگوں میں

فرقہ پرست جو ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھے انسانی خون سے ہولی کھیلنے لگے۔ اہنسا کے پجاری باپو کا باپو نگر ہی کیا پورا گجرات آہوں، چیخوں اور آگ کے شعلوں کے حوالے کیا جانے لگا۔ انسانیت دم توڑنے لگی اور ہنستے کھیلتے پریوار زندہ آگ کے شعلوں کے حوالے کیے جانے لگے۔ گجرات سرکار جس کی ذمہ داری تھی کہ ان فسادات پر قابو پاتی آگ میں گھی ڈال کر تماشہ دیکھنے لگی۔

وی ایچ پی اور بجرنگ دل کی جو کارکردگی سامنے آئی وہ اب کسی سے چھپی نہیں ہے۔ سیمی پر پابندی لگائی گئی، اس پر آئی ایس آئی سے رشتوں کا شک تھا، میں اس کے دفاع میں کچھ نہیں کہنا چاہتا، وہ صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ ثبوتوں کی بنیاد پر ہوگا اور ثبوت جمع کرنا ہماری خفیہ ایجنسیوں کا کام ہے لیکن ان حادثات کے بعد بھی اگر وی ایچ پی اور بجرنگ دل پر پابندی نہیں لگائی جاتی جو ملک کے امن وامان، اتحاد بھائی چارہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں تو اسے افسوس ناک ہی کہا جائے گا۔ گودھرا ٹرین حادثہ میں اور گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات میں مرنے والے کون تھے ان کی ذات اور ان کا مذہب کیا تھا میرے لیے زیادہ تکلیف کی بات یہ ہے کہ وہ سب کے سب انسان تھے اور ان میں سے اکثر و بیشتر غریب انسان تھے، خون ہندو یا مسلمان کا نہیں انسان کا بہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھ سے گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی جی نے یہ کہا کہ راج بھائی آپ جانتے ہیں کہ ہتھیار کون رکھتا ہے۔ اس بات کو قومی مفاد میں عام کرتے ہوئے میری وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ وہ ممبئی فساد کی شری کرشنا کمیشن کی رپورٹ میرٹھ کے ملیانہ فساد کی گیان پرکاش کمیٹی کی رپورٹ اور بھاگلپور فساد سے متعلق رپورٹ کو دیکھ لیں۔ میں یہاں ہندو مسلمان کا ذکر نہیں کر رہا ہوں میرا مطلب انسانیت اور انسان سے ہے۔ مجھے فخر ہے اپنے ملک پر جو پوری دنیا میں انسان دوستی اور امن وسکون کے لیے جانا جاتا ہے مگر میں شرمندہ ہوں آج اپنے ملک کے ان حالات پر اور اپنی بے بسی پر کہ میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا ہوں۔ پرنا امید بھی نہیں ہوں اور مایوس بھی نہیں ہوں۔ مجھے اوپر والے کے انصاف پر بھروسہ ہے وہ ظالموں کو سزا ضرور دے گا اور مجھے اتنا حوصلہ کہ میں مظلوموں کو انصاف دلا سکوں اور آنے والے کل میں ایسی وارداتوں کو روکنے کے لیے انسانی طاقت کو یکجا کر سکوں، تاکہ ملک کا امن وامان بھی باقی رہے اور اخوت واتحاد بھی۔

----❖----

مجھے فخر ہے اپنے ملک پر جو پوری دنیا میں انسان دوستی اور امن وسکون کے لیے جانا جاتا ہے مگر میں شرمندہ ہوں آج اپنے ملک کے ان حالات پر اور اپنی بے بسی پر کہ میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا ہوں۔ پرنا امید بھی نہیں ہوں اور مایوس بھی نہیں ہوں۔ مجھے اوپر والے کے انصاف پر بھروسہ ہے وہ ظالموں کو سزا ضرور دے گا اور مجھے اتنا حوصلہ کہ میں مظلوموں کو انصاف دلا سکوں اور آنے والے کل میں ایسی وارداتوں کو روکنے کے لیے انسانی طاقت کو یکجا کر سکوں، تاکہ ملک کا امن وامان بھی باقی رہے اور اخوت واتحاد بھی۔

احمد آباد سے واپسی کے بعد جناب

امر سنگھ اور سیتا رام یچوری نے اپنی بات

دلی میں منعقد ایک پریس کانفرنس میں کہی

اس کانفرنس میں راج ببر شبانہ اعظمی اور

میں خود بھی شامل تھا۔ اس کانفرنس کی

رپورٹ تقریباً تمام قومی اخبارات میں شائع

کی گئی ٹی وی پر دکھائی گئی ۔ میں کانفرنس

کا جز بہت حد اختصار کے ساتھ یہاں پیش کر

دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

گودھرا سانحہ

کارسیوکوں کی ناشائستہ حرکتوں کا ردعمل تھا

فسادیوں کو ہتھیار اور پیٹرول پولس کی گاڑیوں سے فراہم کیا گیا ☆ سرکاری مشنری تشدد میں ملوث ☆ مودی کا رویہ مسلم مخالف وی ایچ پی اور بجرنگ دل پر پابندی لگائی جائے ☆ ریاست میں صدر راج کی ضرورت: گجرات سے لوٹے لوک مورچہ کے ممبران پارلیمنٹ کی پریس کانفرنس

فسادیوں کو ہتھیار اور پٹرول پولس کی گلاڑیوں سے فراھم کیا جا رھا تھا، ریاست کے وزیر داخلہ کے مکان کے اندر سے فائرنگ کی گئی اور ساری سرکاری مشنری دھشت پسندی کے ماحول کو قابو میں کرنے کی بجائے خود تشدد کو پھیلا رھی تھی۔ وفد کے ارکان نے کھا کہ مسلمانوں کی تین ھزار کروڑ روپے کی ملکیت کی املاک لوٹی گئیں یا تباہ کی گئیں اور جو لوگ مارے گئے یا جنھیں گرفتار کیا گیا ھے ان میں زیادہ تر مسلمان ھیں

سماج وادی پارٹی اور لوک مورچہ نے گجرات میں ہوئے پرتشدد واقعات کو سرکاری دہشت پسندی قرار دیا ہے۔ گجرات کے فساد زدہ علاقے کے دورے سے لوٹنے کے بعد آج یہاں سماج وادی پارٹی اور لوک مورچہ کے لیڈروں نے نریندر مودی حکومت کی برخاستگی، گجرات میں صدر راج کے نفاذ اور وشو ہندو پریشد و بجرنگ دل پر پابندی لگائے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔ لوک مورچہ اور سماج وادی پارٹی کے گجرات گئے وفد میں سماج وادی پارٹی کے جنرل سکریٹری مسٹر امر سنگھ، سماجوادی پارٹی کے رکن لوک سبھا مسٹر راج ببر، مارکس وادی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر سیتارام یچوری اور ممبر پارلیمنٹ محترمہ شبانہ اعظمی شامل تھیں۔ اس وفد کی قیادت امر سنگھ نے کی۔ انہوں نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ فساد زدہ علاقوں میں پولس خاموش تماشائی بنی رہی اور اس نے احمد آباد میں لوٹ مار کے سلسلے کو دبانے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی۔

انہوں نے الزام لگایا کہ فسادیوں کو ہتھیار اور پٹرول پولس کی گاڑیوں سے فراہم کیا جا رہا تھا، ریاست کے وزیر داخلہ کے مکان کے اندر سے فائرنگ کی گئی اور ساری سرکاری

مشنری دہشت پسندی کے ماحول کو قابو میں کرنے کی بجائے خود تشدد کو پھیلا رہی تھی۔ وفد کے ارکان نے کہا کہ مسلمانوں کی تین ہزار کروڑ روپے کی مالیت کی املاک لوٹی گئیں یا تباہ کی گئیں اور جو لوگ مارے گئے یا جنہیں گرفتار کیا گیا ہے ان میں زیادہ تر مسلمان ہیں۔ ڈیلیگیشن کے مطابق گودھرا اسٹیشن پر سابرمتی ایکسپریس کے مسافر ڈبوں کو جلائے جانے کا واقعہ اجودھیا سے احمد آباد واپس آرہے کارسیوکوں کی جانب سے لوٹ مار کئے جانے، برتھ (سیٹ) چھیننے، ٹی ٹی کے ساتھ بدسلوکی کرنے اور خوانچہ فروشوں کو پیسے دینے سے انکار کا ردعمل تھا۔

سماجوادی پارٹی کے جنرل سکریٹری مسٹر امر سنگھ نے کہا کہ اپنے دورہ احمد آباد کے دوران وفد نے سیکڑوں جلی ہوئی گاڑیاں اور لوگوں کے خوف زدہ چہرے دیکھے۔

انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے علاقوں کی گھیرابندی گولیوں کی آوازیں اور 'جے شری رام ہوگیا کام' کے نعروں کے درمیان ہونے والی درندگی نے ہم سب کو اس ملک کا شہری کہنے میں بھی شرمسار ہونے پر مجبور کردیا ہے۔ وفد نے محسوس کیا کہ لوگوں کا حکومت پر سے بھروسہ جاتا رہا تھا۔ وزیراعظم اور گجرات کے وزیراعلی پر مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریروں پر الزام لگاتے ہوئے مسٹر امر سنگھ نے کہا کہ وزیراعلی نریندر مودی نے وفد کو شہر کے دورے کے دوران سلامتی حفاظت کی ضمانت دینے سے انکار کردیا۔ مسٹر مودی کی دلیل یہ تھی کہ صرف مسلمان ہی ہتھیار لے کر گھوم رہے ہیں۔ مزید برآں انہوں نے گجرات کے واقعات کو گودھرا میں ہوئے المیے کا فطری ردعمل بتلایا۔

مسٹر امر سنگھ نے کہا کہ وزیراعظم مسٹر اٹل بہاری واجپئی نے بی جے پی کے انتخابی اجلاس میں کہا تھا کہ انہیں مسلمانوں کے ووٹوں کی ضرورت نہیں ہے۔ مسٹر سنگھ نے حکومت کے اس رویہ پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ وہ صرف گرفتاریاں بھی اقلیتوں کی ہی کررہی ہے۔ مسٹر سنگھ نے زخمیوں کو 50 ہزار روپے اور مرنے والوں کے ورثا کو 5 لاکھ

سماجوادی پارٹی کے جنرل سکریٹری مسٹر امر سنگھ نے کہاکہ اپنے دورہ احمد آباد کے دوران وفد نے سیکڑوں جلی ہوئی گاڑیاں اور لوگوں کے خوف زدہ چہرے دیکھے۔ انہوں نے کہاکہ مسلمانوں کے علاقوں کی گھیرابندی گولیوں کی آوازیں اور 'جے شری رام ہوگیا کام' کے نعروں کے درمیان ہونے والی درندگی نے ہم سب کو اس ملک کا شہری کہنے میں بھی شرمسار ہونے پر مجبور کردیاہے۔ وفد نے محسوس کیاکہ لوگوں کا حکومت پر سے بھروسہ جاتا رہا تھا

روپے معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مودی سرکار کو فوراً برخاست کیا جانا چاہئے۔

سماج وادی پارٹی کے ایم پی اور فلم اسٹار مسٹر راج ببر نے کہا کہ سابق وزیراعظم راجیو گاندھی کے دنوں سے ہی ملک میں فرقہ وارانہ ذہن بنایا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے فرقہ وارانہ جنون بھڑکتا رہتا ہے۔ مسٹر راج ببر نے کہا کہ اندرا گاندھی کے قتل کے بعد ہوئے تشدد کے سلسلے میں مسٹر راجیو گاندھی نے کہا تھا کہ جب کوئی بڑا درخت گرتا ہے تو زمین ضرور ہلتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ حکومت میں بیٹھے لوگ اسے گودھرا کا ردعمل کہہ کر اپنا دامن جھاڑ رہے ہیں اور فرقہ پرستوں کو مزید انسانیت کشی پر آمادہ کر رہے ہیں۔ مسٹر ببر نے بتایا کہ احمد آباد کے اسپتال میں سابرمتی ایکسپریس پر اپنی ماں اور بہن کے ساتھ سفر کر رہے 15 سالہ گیان پرکاش چورسیا نے ٹرین حادثہ کے متعلق بتایا کہ اجودھیا والے الہ آباد سے جے شری رام کا نعرہ لگاتے ہوئے ٹرین پر سوار ہوئے۔ بچہ نے بتایا کہ ان لوگوں نے زبردستی ہمارا برتھ چھین لیا اور رات بھر ٹرین میں ہنگامہ کرتے رہے۔ ٹرین میں غلطی سے کوئی بھی چیز بیچنے والا اگر آجاتا تو یہ لوگ بغیر پیسہ دئے ہوئے زبردستی اس سے چھین لیتے تھے اور انہیں مار کر بھگا دیتے تھے۔ اس نے بتایا کہ گودھرا ریلوے اسٹیشن پر چائے والوں سے چائے لے لی اور اسے مار کر ٹرین سے نیچے پھینک دیا اس کے بعد ہی یہ سب ہوا۔ راج ببر نے بتایا کہ چائے والے کا گھر قریب کی ہی جھگی بستی میں تھا اور اتفاق سے وہ مسلمان تھا جس کے بعد ٹرین کا حادثہ پیش آیا۔ واضح رہے کہ 15 سالہ گیان پرکاش چورسیا کی ماں اور بہن دونوں ٹرین میں جھلس گئے اور وہ موت وحیات کے بیچ اسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ مسٹر ببر نے کہا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل پر فوراً پابندی عائد کر کے ملک کو ٹکرے ٹکرے ہونے سے بچایا جانا چاہئے۔

سی پی ایم کے سینئر لیڈر مسٹر سیتا رام یچوری نے کہاکہ صورت حال کے موثر کنٹرول کے لئے ساری گجرات ریاست کو فوج کے حوالے کر دینا چاہئے۔ انہوں نے کہاکہ ملک کا آئین اس کی اجازت دیتا ہے۔ انہوں نے کہاکہ یہ اسٹیٹ اسپانسرڈ دہشت گردی ہے جو 1984ء سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اس سرکار کو نہیں ہٹایا جاتا وہاں امن و امان قائم ہونے کی امید فضول ہے

سی پی ایم کے سینئر لیڈر مسٹر سیتارام یچوری نے کہا کہ صورت حال کے موثر کنٹرول کے لئے ساری گجرات ریاست کو فوج کے حوالے کر دینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کا آئین اس کی اجازت دیتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ اسٹیٹ اسپانسرڈ دہشت گردی ہے جو 1984ء سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اس سرکار کو نہیں ہٹایا جاتا وہاں امن وامان قائم ہونے کی امید فضول ہے۔ مسٹر یچوری نے کہا کہ گجرات میں حیوانیت کا ننگا ناچ ہو رہا ہے۔ انسانیت جلائی جارہی ہے۔ انہوں نے چشم دید گواہوں کی حیثیت سے بتایا کہ وہاں فوج کو سول پولس کے ماتحت رکھ کر فسادیوں سے دور رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج بھی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ مسٹر یچوری نے بتایا کہ احمد آباد کی بے شمار مساجد میں بھگوان ہنومان کی مورتیاں رکھ دی گئی ہیں۔ سیتارام یچوری نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا کہ مہاتما گاندھی کے قاتلوں سے امن وامان کی امید فضول ہے اوران سے کسی کو حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں۔

گجرات کو جلتے ہوئے دیکھ کر لوٹی پریس کانفرنس میں موجود ممبر پارلیمنٹ شبانہ اعظمی نے کہا کہ جس ریاست کا وزیراعلیٰ ہم لوگوں کو تحفظ نہیں دے سکا وہ عام لوگوں کی کیا حفاظت کرے گا۔ مسز اعظمی نے کہا کہ آزادی کے بعد فرقہ وارانہ دہشت گردی کے ذریعہ مسلم کشی کا یہ دردناک حادثہ ہے۔ انہوں نے دکھ بھرے لہجہ میں کہا کہ زخمی مسلمان تڑپ رہے ہیں اور انہیں اسپتال لے جانے والا کوئی نہیں ہے۔

----❖----

مسٹر یچوری نے کہا کہ گجرات میں حیوانیت کا ننگا ناچ ہورہا ہے۔ انسانیت جلائی جارہی ہے۔ انہوں نے چشم دید گواہوں کی حیثیت سے بتایا کہ وہاں فوج کو سول پولس کے ماتحت رکھ کر فسادیوں سے دور رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج بھی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ مسٹر یچوری نے بتایا کہ احمد آباد کی بے شمار مساجد میں بھگوان ہنومان کی مورتیاں رکھ دی گئی ہیں۔

اس پریس کانفرنس میں میڈیا کو دیئے گئے بیانات ایک ایسی تاریخی سچائی کو پیش کرتے ھیں جسے جب بھی پڑھا جائے گا آنے والی نسلیں اس دور میں مسلمانوں پر ھوئے مظالم کو جانیں گی۔ آر ایس ایس اور سنگھ پریوار کی کھلی مسلم دشمنی سے واقف ھوں گی۔ ان فرقہ پرست تنظیموں کے بطن سے وجود میں آئی فرقہ پرست پارٹی بھارتیہ جنتا پارٹی کے اقتدار میں رھتے ھوئے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم، ان کے اجتماعی قتل، ان کے مذھب اور ان کی عورتوں کی بے عزتی سے واقف ھوں گی۔ اس سرکار میں شامل مبینہ سیکولر لیڈروں کے کردار کو بھی جانیں گی۔ جن کے بھروسے آج بھی ھندوستانی مسلمان انصاف کی امید لئے بیٹھا ھے۔ اب میں پھر واپس آتا ھوں اپنی اس رپورٹ پر جو احمد آباد سے واپسی پر لکھی گئی اور بتاریخ 5/اپریل 2002کو راشٹریہ سھارا اردو روزنامہ کے دھلی، لکھنؤ اور گورکھپور سے شائع ھونے والے سبھی ایڈیشنز میں ادارتی صفحہ پر شائع کی گئی۔

گجرات ایک اور کربلا

گجرات کی داستان لکھنے کے لیے اب قلم روشنائی نہیں خون مانگتا ہے اور اگر کاغذ پر لکھی گئی یہ سطریں صرف کاغذ پر ہی رہ گئیں تو سچائی دم توڑ دے گی۔ وقت کی بے رحم خاک صفحۂ ہستی سے ان خون کے دھبوں کو مٹادے گی جن میں شکم مادر سے نکال کر ذبح کر دیے جانے والے اس معصوم کا خون بھی شامل ہے جس نے ابھی دنیا دیکھی ہی نہیں تھی، جس کے دنیا میں آنے کا وقت ابھی قدرت نے طے ہی نہیں کیا تھا۔ لہٰذا لکھنا ہوگا گجرات کی اس خونیں داستان کو اپنے دلوں پر اور محفوظ رکھنا ہوگا روز قیامت تک۔ بتانا ہوگا آنے والی نسلوں کو کہ کربلا کی داستان تم نے تاریخ اسلام میں پڑھی ہوگی، سرزمین ہند پر رونما ہونے والی اس کربلا کی داستان بھی تم سن لو۔ یہاں بھی امت مسلمہ کا خون بہایا گیا تھا، یہاں بھی یزید وقت نے قہقہہ لگایا تھا، یہاں بھی رسول کی امت پر پانی بند کر دیا گیا تھا، مگر ہاں ایک فرق تھا اُس کربلا میں اور اِس کربلا میں، ایک بڑا فرق۔ تب معصوم سکینہ کی پیاس بجھانے کے لیے اس کے چچا عباس تھے جو پانی کا مشکیزہ لے کر چل دیے اور جنہوں نے نہر فرات پر قابض دشمنوں کی مزاحمت کے باوجود پانی مشکیزہ میں بھر لیا اور لے کر چل دیے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کے بازو قلم ہو گئے اور انہیں لڑے بغیر اپنی قربانی پیش کر دینا پڑی تھی۔ قوم آج بھی حضرت عباس کی شجاعت کو سلام کرتی ہے۔ ان کی قربانی کو سلام کرتی ہے۔ ان کے جذبۂ ایثار کو سلام کرتی ہے اور رہتی دنیا تک کرتی رہے گی۔ مگر آج کی سکیناؤں (فساد کی شکار معصوم بچیوں) کے چچا ایوان اقتدار کی صفوں میں بیٹھے مسکرا رہے ہیں۔ ان کے کانوں سے بالیاں نوچی جا رہی ہیں، ان کے رخساروں پر طمانچے لگائے جا رہے ہیں۔ ان کی معصومیت تار تار کی جا رہی ہے اور یہ چپ ہیں۔ کربلا کے میدان پر بھی رسول زادیوں کی ردا چھین لی گئی تھی، وہاں بھی آل رسول اور محبان

اس خونیں داستان کو اپنے دلوں پر اور محفوظ رکھنا ہوگا روز قیامت تک۔ بتانا ہوگا آنے والی نسلوں کو کہ کربلا کی داستان تم نے تاریخ اسلام میں پڑھی ہوگی، سرزمین ہند پر رونما ہونے والی اس کربلا کی داستان بھی تم سن لو۔ یہاں بھی امت مسلمہ کا خون بہایا گیا تھا، یہاں بھی یزید وقت نے قہقہہ لگایا تھا، یہاں بھی رسول کی امت پر پانی بند کر دیا گیا تھا، مگر ھاں ایک فرق تھا اُس کربلا میں اور اِس کربلا میں، ایک بڑا فرق

رسول کے لاشے بے گور وکفن پڑے رہ گئے تھے، مگر اس وقت کربلا کے میدان پر بچا کون تھا۔ نواسۂ رسول کے بھانجے عون محمد، بھتیجے قاسم، شبیہہ رسول فرزند حسینؑ علی اکبر اور یہاں تک کہ 6 ماہ کے شیر خوار معصوم علی اصغر بھی جنگ کے میدان میں شہید ہو چکے تھے اور کربلا کے آخری شہید حضرت امام حسینؑ بھی خود کو قربان کر چکے تھے۔ صرف ایک بیمار کربلا سید سجاد، فرزند حسینؑ حضرت امام زین العابدینؑ تھے اور وہ بھی اس حالت میں کہ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑی، پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق، تاہم...... تاہم انہوں نے اپنی تقریر سے یزید کی فتح کے جشن کو روک دیا تھا۔ شام کے باشندوں پر یہ حقیقت واضح کردی تھی کہ ظالم یذیر نے کن معصوموں کا خون بہایا ہے اور سید سجاد کی تقریر نے اہل شام کو یزید کے خلاف بغاوت پر مجبور کر دیا تھا۔ کیا آج پوری قوم بیمار ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کی قیادت کا دم بھرنے والے مفلوج ہو گئے ہیں، صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ہیں؟ اگر نہیں اور ان میں سے ایک بھی باقی ہے تو کیوں نہیں صدائے حق بلند کرتا۔ کیا اس کے سامنے جناب زینب کی مثال نہیں ہے جنہوں نے سانحۂ کربلا کے بعد دربار یزید میں اپنی تقریر سے یزید کی فتح کو شکست میں بدل دیا تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ سر حسینؑ کو دیکھ کر قہقہے لگانے والے یزید کی آنکھوں میں بھی اس وقت آنسو تھے جب جناب زینب صدائے حق بلند کر رہی تھیں۔

وہ بھی محرم کا مہینہ تھا، یہ بھی محرم کا مہینہ ہے، وہ بھی حق اور باطل کی جنگ تھی، یہ بھی ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے۔ اس وقت ظالموں کے سامنے نشانہ آل رسولؐ اور محبان رسولؐ تھے اور آج ظالموں کا عتاب امت رسولؐ پر ہے۔ پر اب کوئی حسین نہیں، کوئی عباس نہیں، تو کیا اب کوئی نہیں اٹھے گا امت مسلمہ سے حق کا پرچم لے کر جو سرزمین ہند پر رونما ہونے والی اس کربلائی داستان کو اس ایوان میں بیان کر سکے، جہاں ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے بیٹھتے ہیں۔ کیا کوئی بتائے گا وزیر اعظم سے لے کر ایوان کے ہر ممبر کو کہ تقسیم

کیا آج پوری قوم بیمار ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کی قیادت کا دم بھرنے والے مفلوج ہو گئے ہیں، صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ہیں؟ اگر نہیں اور ان میں سے ایک بھی باقی ہے تو کیوں نہیں صدائے حق بلند کرتا۔ کیا اس کے سامنے جناب زینب کی مثال نہیں ہے جنہوں نے سانحۂ کربلا کے بعد دربار یزید میں اپنی تقریر سے یزید کی فتح کو شکست میں بدل دیا تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ سر حسین کو دیکھ کر قہقہے لگانے والے یزید کی آنکھوں میں بھی اس وقت آنسو تھے جب جناب زینب صدائے حق بلند کر رہی تھیں۔

وطن کے بعد مسلمانوں کے نام پر بنے ملک میں دلچسپی نہ لے کر ہندوستان سے عقیدت و محبت رکھنے والوں پر سرزمین گجرات پر کیا گزری۔ اگر آپ کی مصروفیت نے آپ کو اتنی مہلت نہ دی ہو کہ آپ ان کے زخمی دلوں سے بہتے ہوئے خون کو اپنی آنکھوں سے دیکھ پائے ہوں، روتے روتے خشک ہوگئی ان کی آنکھوں کی ویرانی، آپ کی نظروں کے سامنے سے نہ گزری ہو، ان کی اجڑی ہوئی زندگیوں کی داستان خود ان کی زبانی اگر آپ نہ سن پائے ہوں تو ہم آپ کے سامنے بیان کر دیتے ہیں سرزمین ہند پر رونما ہونے والی اس کربلا کی داستان اور یزید وقت کا ظلم وستم۔ آپ بس اتنا کر لیجئے کہ ہم سے یہ داستان سن لیجئے پھر ہماری آواز میں اپنی آواز ملا کر اسے اس مقام تک پہنچا دیجئے جہاں سے یہ المیہ ہندوستان کی تاریخ میں درج ہو جائے تاکہ کل کوئی مورخ یہ نہ لکھ پائے کہ گجرات میں ہوا فساد اور کچھ نہیں گودھرا کا فطری ردعمل تھا اور ریاستی حکومت نے بہت جلد فسادات پر قابو پالیا تھا اور حالات معمول پر آگئے تھے۔ اس لیے کہ سچ یہ نہیں ہے۔ نہ یہ ردعمل تھا نہ فرقہ وارانہ فساد تھا، نہ حکومت نے قابو پایا اور نہ حالات معمول پر آئے۔ یہ نسل کشی تھی مسلمانوں کی اور اس کی ذمہ دار سرکار تھی۔ سرکاری عملہ تھا اور سرکاری پشت پناہی حاصل کیے وہ ظالم تھے جو چن چن کر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے تھے۔

سچ وہ نہیں ہے جو گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے بتایا، سچ وہ نہیں ہے جو وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی نے سمجھایا، سچ وہ نہیں ہے جو بھاجپا اور مرکزی حکومت دکھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ سچ کچھ اور ہے، جو میڈیا نے دیکھا ہے، اپنے سینوں میں دردمند دل رکھنے والے حق پسندوں نے دیکھا ہے اور بیان کیا ہے۔ وہ بہت تکلیف دہ، بہت شرمناک، بہت کربناک، بہت افسوسناک ہے، ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ اس سچ کو اپنی زبان دے دیں گے تو پتھر بھی تڑپ جائے گا، سنگ دل انسان بھی خون کے آنسو رو دیں گے اور وہ جن کی نادانی نے یہ خون بہایا ہے وہ جن کی مدد سے یہ اقتدار کے نشہ میں

اگر آپ کی مصروفیت نے آپ کو اتنی مہلت نہ دی ہو کہ آپ ان کے زخمی دلوں سے بہتے ہوئے خون کو اپنی آنکھوں سے دیکھ پائے ہوں، روتے روتے خشک ہوگئی ان کی آنکھوں کی ویرانی، آپ کی نظروں کے سامنے سے نہ گزری ہو، ان کی اجڑی ہوئی زندگیوں کی داستان خود ان کی زبانی اگر آپ نہ سن پائے ہوں تو ہم آپ کے سامنے بیان کر دیتے ہیں سرزمین ہند پر رونما ہونے والی اس کربلا کی داستان اور یزید وقت کا ظلم و ستم

چور ہیں اپنے کیے پر نہ صرف شرمندہ ہوں گے بلکہ انہیں احساس ہوگا کہ اقتدار کی ہوس نے انہیں انسان سے کیا بنا دیا۔ ہندوستان کی آنے والی نسلیں کبھی معاف نہیں کریں گی آج کے دور کے ہندوستان کی اس بدترین تاریخ بنانے والوں کو، ان کی حمایت کرنے والوں کو اور اپنی خاموشی سے ان کی راہیں ہموار کرنے والوں کو کہ اہنسا کے پجاری باپو کی دھرتی پر ہنسا کا ننگا ناچ کیسے ہوا۔

ایک 6 سال کا بچہ جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں اور 6 بھائی بہنوں کو بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ خود اس لیے بچ گیا کیوں کہ اپنی ماں بہن بھائیوں کو درندگی سے قتل ہوتے ہوئے نہ دیکھ سکا اور بے ہوش ہو گیا۔ قاتلوں نے اسے بھی مردہ سمجھا اور چلے گئے ورنہ اس خاندان کے دردناک واقعہ کو بیان کرنے والا بھی کوئی نہ ہوتا۔

ایک ہی خاندان کے 19 افراد کو انہیں کے گھر میں بے دردی سے مار دیا گیا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ پہلے انہیں کمرے میں بند کیا، پھر اس کمرے میں پانی بھرا گیا اور پانی میں ہائی پاور کرنٹ چھوڑ دیا گیا جس سے وہ سب کے سب تڑپ تڑپ کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کی ان کے خاندان کے افراد کی موجودگی میں اجتماعی عصمت دری کی گئی پھر ان سب کو زندہ جلا ڈالا گیا۔ ظلم اور بربریت کی انتہا یہ کہ ایک حاملہ عورت نے جب ان وحشی درندوں سے رحم کی بھیک مانگی تو پہلے اس کا پیٹ چاک کر کے اس کے بچے کو شکم سے باہر نکالا گیا اور قتل کیا گیا پھر ماں اور بچے دونوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ قتل وخون کا یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ دو افراد پولس کی حفاظت میں اپنے گھر بار کی باقیات دیکھنے کے لیے جب اپنے علاقہ میں پہنچے تو ان کو پولس تحفظ کے دوران ہی ہلاک کر دیا گیا۔

ہندوستان کی آنے والی نسلیں کبھی معاف نہیں کریں گی آج کے دور کے ہندوستان کی اس بدترین تاریخ بنانے والوں کو، ان کی حمایت کرنے والوں کو اور اپنی خاموشی سے ان کی راہیں ہموار کرنے والوں کو کہ اہنسا کے پجاری باپو کی دھرتی پر ہنسا کا ننگا ناچ کیسے ہوا۔ ایک 6سال کا بچہ جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں اور 6بھائی بہنوں کو بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے

یہ تھیں چند داستانیں ان مظلومین کی جنہوں نے نہ صرف قیامت خیز مظالم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ ان اذیتوں کو اپنے اوپر سہا۔ گجرات کے ان فسادات میں جہاں (تادم تحریر) ایک ہزار سے زیادہ لوگ تہہ تیغ کردیے گئے یا زندہ جلادیے گئے ان میں سے ہر ایک شخص کی داستان ایسی ہی کربناک داستان ہے جسے سنانے کے لیے اب وہ زندہ نہیں ہیں۔ کچھ خوش قسمت یا بدقسمت جو بچ گئے ہیں اور اپنی داستان جو مندرجہ بالا سطروں میں بیان کی گئی ہے سنارہے ہیں وہ ایک ہلکی سی جھلک ہے گجرات میں برپا اس قیامت صغریٰ کی جو منجانب اللہ نہیں بلکہ ان خونی درندوں کی طرف سے لائی گئی تھی جنہوں نے انسان ہوتے ہوئے انسانیت کو شرمندہ کیا۔ بلکہ ان کے اس عمل سے حیوان بھی شرمندہ ہوں گے۔ مگر افسوس کہ ان خونی درندوں اور ان کی پشت پناہی کرنے والوں کو بچانے کے لیے مرکزی سرکار بھی کمربستہ ہے اور اس کی حلیف جماعتیں بھی۔ حزب مخالف سے جو آوازیں بلند ہورہی ہیں ان میں کتنی ووٹ کے لیے ہیں اور کتنی حق، انصاف اور انسانیت کے لیے ابھی یہ سمجھنا باقی ہے۔ اس لیے کہ جس طرح یہ آوازیں اٹھائی جارہی ہیں اور بے اثر ہورہی ہیں اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نریندر مودی سرکار کی برخاستگی اور مظلومین کی دردناک داستان کو اپنی زبان سے بیان کردینے کو ہی اپنے فرض کی ادائیگی سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ ضرورت ہے عملی اقدام کی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر پارلیمنٹ نہ چلنے دینے والے داغدار ٹھہرائے گئے وزیر دفاع جارج فرنانڈیز کو ابھی تک ان کی حیثیت کے ساتھ تسلیم نہ کرنے والے نریندر مودی وزیر اعلیٰ گجرات اور وزیر داخلہ کو کیونکر تسلیم کیے بیٹھے ہیں اور اگر یہ حکومت سب کچھ جانتے ہوئے بھی ریاستی حکومت کو بچانے میں مصروف ہے ہزاروں بے گناہ انسانوں کے قاتلوں کو بچانے میں مصرف ہے تو کیوں نہیں اس حکومت کو اکھاڑ پھینکنے کا عزم کرتے۔ تمام حقائق کو صدر جمہوریہ کی خدمت میں پیش کرتے اور ان سے درخواست کرتے کہ یہ وقت ہے کہ جب وہ بحیثیت صدر

ہر ایک شخص کی داستان ایسی ہی کربناک داستان ہے جسے سنانے کے لیے اب وہ زندہ نہیں ہیں۔ کچھ خوش قسمت یا بدقسمت جو بچ گئے ہیں اور اپنی داستان جو مندرجہ بالا سطروں میں بیان کی گئی ہے سنا رہے ہیں وہ ایک ہلکی سی جھلک ہے گجرات میں برپا اس قیامت صغری کی جو منجانب اللہ نہیں بلکہ ان خونی درندوں کی طرف سے لائی گئی تھی جنہوں نے انسان ہوتے ہوئے انسانیت کو شرمندہ کیا۔

مملکت اپنے اختیارات کا استعمال کریں ورنہ اس ملک میں انسانیت دم توڑ دے گی، جمہوریت، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، گنگا جمنی تہذیب صرف ماضی کی بھولی بسری کہانیاں بن کر رہ جائیں گی۔ ملک بین الاقوامی سطح پر بدنام ہوگا اور اگر اس سب کے باوجود بھی ریاستی اور مرکزی حکومت اقتدار میں بنی رہتی ہیں۔ اپنے آپ کو سیکولر کہنے والی سرکار کی حلیف جماعتیں بھی بے شرمی کے ساتھ اقتدار سے چپکے رہنے کے لیے ان کا ساتھ دیتی ہیں تو پھر اتر آئیں سڑکوں پر جمہوریت کی بقا کے لیے ہر وہ قدم اٹھائیں جس کی جمہوریت نے اجازت دی ہے۔ اجتماعی شکل میں استعفیٰ دے دیں پارلیمنٹ سے، نئے انتخابات کا مطالبہ کریں۔ عوام کے درمیان جا کر بتائیں کہ چند فرقہ پرستوں، موقعہ پرستوں، انسانیت دشمنوں کی وجہ سے ملک بدنام ہو رہا ہے، جمہوریت داغدار ہو رہی ہے۔ اب اس کی بقا آپ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ آگے آئیں اور ثابت کر دیں کہ گاندھی اور آزاد کا یہ ملک آج بھی قومی یکجہتی میں یقین رکھتا ہے۔ اتحاد و اخوت اسے آج بھی اتنے ہی عزیز ہیں جتنے کل تھے۔ اپنی جس تہذیب کے لیے ہندوستان ساری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا تھا، ہندوستان کی اکثریت نے آج بھی اس تہذیب کا دامن نہیں چھوڑا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ گمراہ لوگ جو بیتے ہوئے کل میں بھی تھے جنہوں نے ملک کی تقسیم کی بنیاد ڈالی، جنہوں نے آزادی کے مسیحا مہاتما گاندھی کو قتل کر ڈالا ایسے کچھ لوگ آج بھی زندہ ہیں اور آج بھی ویسی ہی شرمناک حرکتیں کر رہے ہیں جیسی کہ تقسیم وطن کے وقت اور اس کے فوراً بعد کی تھیں۔ شاید ان کا منشا یہی ہے کہ پھر ایک بار ملک کو تقسیم کر دیا جائے۔ بار بار ہندوستان کو ہندو راشٹر کے طور پر قائم کرنے کا اعلان کرنا آر ایس ایس کے ذریعہ اپنے بنگلور اجلاس میں مسلمانوں کو دھمکاتے ہوئے ہندوؤں کے رحم و کرم پر رہنے کی تلقین کرنا، بنگلہ دیش میں ہندوؤں کے لیے ایک الگ ہوم لینڈ کی ڈیمانڈ کرنا بنگلہ دیش سے ہندوؤں کو ہندوستان چلے آنے کے لیے راہیں ہموار کرنا اس بات کا واضح

شاید ان کا منشا یھی ھے که پھر ایک بار ملک کو تقسیم کر دیا جائے۔ بار بار ہندوستان کو ہندو راشٹر کے طور پر قائم کرنے کا اعلان کرنا آر ایس ایس کے ذریعه اپنے بنگلور اجلاس میں مسلمانوں کو دھمکاتے ہوئے ہندوئوں کے رحم و کرم پر رہنے کی تلقین کرنا، بنگله دیش میں ہندوئوں کے لیے ایک الگ ہوم لینڈ کی ڈیمانڈ واضح اشارہ ھے که اب آر ایس ایس جیسی طاقتیں ملک کو توڑ دینا چاھتی ھیں

اشارہ ہے کہ اب آر ایس ایس جیسی طاقتیں ملک کو توڑ دینا چاہتی ہیں۔ اجودھیا تنازع اور گجرات کا مسلم کش فسادان کا لٹمس ٹیسٹ ہے جس کے ذریعہ وہ یہ پتہ لگالینا چاہتے ہیں کہ مسجدوں کو مسمار کر کے مندر بنا دینے اور لاتعداد مسلمانوں کا سڑکوں پر خون بہا دینے کا قومی و بین الاقوامی سطح پر کیا ردعمل ہوتا ہے۔ اگر اسے پچالیا جاتا ہے مسلمان خوفزدہ ہو کر خاموش ہو جاتا ہے۔ ان سے رحم کی بھیک مانگتے ہوئے اپنی شناخت کو ختم کر کے ان کی پناہ میں رہنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے، جمہوری قدروں کے علمبر دار تھک کر بیٹھ جاتے ہیں، عدالتیں لاچار و مجبور ہو کر سرد مہری اختیار کر لیتی ہیں، صدر جمہوریہ اپنے محدود اختیار کی بنا پر چاہ کر بھی کچھ نہ کر پانے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں، بین الاقوامی سطح پر امریکہ اسلامی ممالک کے خلاف ویسی ہی جنگ چھیڑ دیتا ہے جیسی کہ مسلمانوں کے خلاف ہندوستان کی فرقہ پرست طاقتیں، تو پھر یہ وہ صورت حال ہے جس میں کہ فرقہ پرست طاقتوں کے ہندو راشٹر کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنا ناممکن نہیں ہے۔ اس ملک میں مسلمان ہندوؤں سے کبھی خوفزدہ نہیں رہا، نہ ہندوؤں سے اسے کبھی نفرت رہی نہ عدم اعتماد، یہی وجہ ہے کہ آزادی کے بعد کے 54 برسوں میں کوئی نہ کوئی ہندو ہی رہا جسے وہ اپنا لیڈر تسلیم کرتا رہا۔ ملک میں آج بھی صدر جمہوریہ ہندو، وزیر اعظم، وزیر داخلہ، تمام اہم وزرا، تینوں فوجوں کے سربراہ، چیف سکریٹری، بیشتر گورنر سب کے سب ہندو ہیں۔ بیشتر ریاستوں کے اعلیٰ افسران حتیٰ کہ تقریباً تمام اضلاع کے کلکٹر اور پولس کپتان ہندو مگر مسلمانوں کی زبان پر کبھی حرف شکایت نہیں۔ کسی پر عدم اعتماد نہیں جب تک کہ گجرات جیسے واقعات رونما نہ ہوں، تو پھر کیسا ہندو راشٹر بنانا چاہتے ہیں آر ایس ایس، وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل اور شیوسینا کے لوگ شاید ایسا کہ جس میں مسلمانوں کے رہنے کی کوئی گنجائش نہ ہو یا پھر وہ اپنی شناخت کو کھو کر رہیں۔ غالباً گزشتہ چار ریاستوں کے انتخابات کے وقت وزیر اعظم کا یہ جملہ کہ انہیں کامیابی کے لیے مسلمان ووٹروں کی ضرورت نہیں

> اجودھیا تنازع اور گجرات کا مسلم کش فساد ان کا لٹمس ٹیسٹ ہے جس کے ذریعہ وہ یہ پتہ لگالینا چاہتے ہیں کہ مسجدوں کو مسمار کرکے مندر بنا دینے اور لاتعداد مسلمانوں کا سڑکوں پر خون بہا دینے کا قومی و بین الاقوامی سطح پر کیا ردعمل ہوتا ہے۔ اگر اسے پچالیا جاتا ہے مسلمان خوفزدہ ہو کر خاموش ہو جاتا ہے۔ ان سے رحم کی بھیک مانگتے ہوئے اپنی شناخت کو ختم کرکے ان کی پناہ میں رہنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے۔

ہے، کا فرقہ پرستوں نے غلط مطلب لیا اور فرقہ پرست طاقتوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ اگر ہمارے برسراقتدار آنے کے لیے مسلمان ووٹوں کی ضرورت نہیں ہے تو پھر اس ملک میں مسلمانوں کو زندہ رہنے کی ضرورت بھی کیا ہے اور بس اسی سوچ نے قہر برپا کردیا گجرات کے مسلمانوں پر۔ اگر فرقہ پرستوں کی مکمل تحریک، ان کے بیانات اور ان کے عمل کا بغور جائزہ لیں تو پھر شدید ضرورت کا احساس ہوتا ہے، ایسے تمام واقعات کی مکمل تحقیق کا جو فرقہ وارانہ فسادات یا دہشت گردی کی وجہ بنے۔ یہ تو اب کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کو برسراقتدار آنے کے لیے یا اپنے خوابوں کا ہندو راشٹر بنانے کے لیے ہندو مسلم فسادات، ہندو مسلم تنازعات کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے کہ یہی ایک بات ان کے منصوبوں کو پروان چڑھا سکتی ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ، کلکتہ میں امریکن سینٹر پر دھماکہ، جموں وکشمیر اسمبلی پر حملہ، گودھرا ٹرین حادثہ آخر اس سب کے پیچھے کیا ہے؟ کون سی طاقتیں اور کیا مصلحتیں کارفرما ہیں؟ بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔ گودھرا ٹرین سانحہ کا مجرم حاجی بلال بھاجپا کے ممبر پارلیمنٹ جے دیپ پٹیل کا دوست، کاروبار میں مددگار حاجی بلال کا ماضی مجرمانہ اور اس کے مجرمانہ دھندوں میں اس کی سرپرستی وحمایت کرنے والا یہ بھاجپا کا ممبر پارلیمنٹ۔ غداروں کی صف میں آج بھی میر جعفر اور جے چندوں کی کمی نہیں ہے۔ کوئی بھی بک سکتا ہے اور گمراہ ہوسکتا ہے۔ ہندو بھی اور مسلمان بھی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ حاجی بلال نام کا یہ شخص اور اس کے جیسے دیگر مسلمان اپنے دوست اپنے ساتھی بھاجپا کے ممبر پارلیمنٹ جے دیپ پٹیل کے ہاتھوں بک گئے ہوں اور ایک خطرناک سازش کا حصہ بن بیٹھے ہوں۔ دنیا کی تاریخ میں ایسے واقعات کی کمی نہیں ہے جب اقتدار کی چاہ میں اپنوں نے اپنوں کا خون کرڈالا ہو، پھر ذات برادری اور دھرم کیا چیز ہے۔ 100 کروڑ کے ملک میں دو چار ہزار ہندوستانیوں کے قتل سے اگر منفی سوچ رکھنے والوں کا خواب پورا ہوسکتا ہے تو کیا وہ ایسا قدم نہیں اٹھا

یہ تو اب کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کو برسراقتدار آنے کے لیے یا اپنے خوابوں کا ہندو راشٹر بنانے کے لیے ہندو مسلم فسادات، ہندو مسلم تنازعات کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے کہ یہی ایک بات ان کے منصوبوں کو پروان چڑھا سکتی ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ، کلکتہ میں امریکن سینٹر پر دھماکہ، جموں وکشمیر اسمبلی پر حملہ، گودھرا ٹرین حادثہ آخر اس سب کے پیچھے کیا ہے؟

سکتے ہیں اس کی تحقیق اشد ضروری ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ۔ کون تھے وہ لوگ؟ منشا کیا تھا؟ اس کے پیچھے کی کہانی کیا ہے۔ سارے کا سارا سچ سامنے آنا ہی چاہیے۔ وہ شاطر ذہن، چالاک شخص، جو بنارس کی ایک چھوٹی سی بستی میں پیدا ہوا۔ معمولی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا، اپنے شاطر دماغ کے بل پر چند برسوں میں ہی خاک پتی سے ارب پتی بن جاتا ہے۔ دنیا کے سب سے بڑے مافیا ڈان داؤد ابراہیم سے بڑا مافیا ڈان بننے کا نہ صرف خواب دیکھتا ہے بلکہ اس خواب میں حقیقت کا بھی رنگ بھرنے میں کامیاب دکھائی دیتا ہے۔ بہت قلیل مدت میں اربوں روپے کی دولت اکٹھی کر لیتا ہے اور ایک بڑا نیٹ ورک بھی۔ پھر ایک انتہائی بے وقوفی سے بھرا قدم اٹھاتا ہے جس کی امید ایک تھرڈ گریڈ کے مجرم سے بھی نہیں کی جاسکتی۔ وہ خود ٹیلی فون کر کے امریکن سینٹر پر حملے کی ذمہ داری لیتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہندوستان کے وزیر داخلہ ایل کے اڈوانی کے دورۂ امارات کے بعد حوالگی معاہدہ ہو چکا ہے اور اس جرم کو قبول کر لینے کے بعد اس کی ہندوستان کو سپردگی کی جاسکتی ہے۔ کشمیر میں بی ایس ایف دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے لوہے سے لوہا کاٹنے کے فارمولے پر عمل کر رہی ہے۔ کوکا پرے جیسا شخص اسی فارمولے کی دین ہے۔ اس میں کچھ برائی نہیں، دہشت گردی پر قابو پانا ضروری ہے۔ وہ چاہے جیسی بھی ہو، مگر بدلے ہوئے حالات میں یہ تحقیق بھی ضروری ہے کہ دہشت گردوں کا استعمال فرقہ وارانہ فسادات برپا کرنے کے لیے تو نہیں ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے تو کبھی کشمیر کے علیحدگی پسندوں کی مہم کا ساتھ دیا نہیں۔ لیکن ہندو راشٹر کی بات کرنے والوں کی طرف سے یہ فارمولہ ضرور سننے میں آیا کہ جموں و کشمیر کو تین ٹکڑوں لداخ، جموں اور کشمیر میں تقسیم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے یہ فارمولا جہاں علیحدگی پسند کشمیریوں کے لیے راہیں ہموار کرتا ہے وہیں فرقہ فرست طاقتوں کو یہ کہنے کا موقع بھی دیتا ہے کہ مسلمان ہندوستان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا جب بھی اسے الگ ہونے کا موقع ملتا ہے وہ الگ ہو جاتا ہے۔

دنیا کی تاریخ میں ایسے واقعات کی کمی نہیں ہے جب اقتدار کی چاہ میں اپنوں نے اپنوں کا خون کر ڈالا ہو، پھر ذات برادری اور دھرم کیا چیز ہے۔ 100 کروڑ کے ملک میں دو چار ہزار ہندوستانیوں کے قتل سے اگر منفی سوچ رکھنے والوں کا خواب پورا ہو سکتا ہے تو کیا وہ ایسا قدم نہیں اٹھا سکتے ہیں اس کی تحقیق اشد ضروری ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ۔ کون تھے وہ لوگ؟ منشا کیا تھا؟ اس کے پیچھے کی کہانی کیا ہے۔ سارے کا سارا سچ سامنے آنا ہی چاہیے

چاہے پاکستان کا معاملہ ہو یا کشمیر کا اور پھر یہ علیٰحدگی ایک نیا داغ لگاتی ہندوستانی مسلمانوں پر، وجہ بنتی فرقہ وارانہ فسادات کی۔ فرقہ پرست طاقتیں اور چند قدم آگے بڑھ جاتیں اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنے میں۔ لہٰذا ملک کے اتحاد، اخوت اور یکجہتی میں یقین رکھنے والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ آج ہر مشکوک واقعہ کی اعلیٰ سطحی تحقیق کرائیں تاکہ ہر واقعہ کی تہہ تک پہنچا جا سکے۔ اب نہ گودھرا ترین سانحہ اتفاق لگتا ہے اور نہ گجرات میں مسلم کش فسادات۔ دونوں واقعات کے پیچھے لمبی تیاری، منظم سازش کارفرما نظر آتی ہے۔ جس کا پتہ لگنا ازحد ضروری ہے۔ اس لیے کہ پہلے حادثہ کے 35 دن بعد یعنی تادم تحریر بھی گجرات میں امن نہیں ہے۔ نہ صرف یہ کہ فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ جاری ہے بلکہ کیمپوں میں رہ رہے پناہ گزینوں کو بھی مدد پہنچنا محال ہوگئی ہے۔ جو بچ گئے ہیں اب خوف اور بھوک سے مرنے کے قریب ہیں۔ یعنی ان کے کیمپوں کو ایذا رسانی کی جگہ بنا دیا گیا ہے اور وہ لوگ جو اپنے گھروں میں ہیں وہیں قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ اپنی شناخت کے ساتھ، اپنی داستان غم سنانے کی سکت بھی ان میں باقی نہیں رہی ہے۔ درجنوں غیر جانبدار تنظیمیں گجرات کے فساد زدہ علاقوں اور کیمپوں کا دورہ کر چکی ہیں۔ عینی شاہدوں پر مبنی اپنی رپورٹ پیش کر چکی ہیں۔ قومی حقوق انسانی کمیشن، قومی اقلیتی کمیشن، مشترکہ پارلیمانی وفد اور بہت سی فلاحی تنظیمیں گجرات کا دورہ کر چکی ہیں۔ ایک بات جس پر سب اتفاق کرتے ہیں وہ ہے منظم طریقہ سے مسلمانوں کی نسل کشی، ان کا قتل کر دیا جانا، زندہ جلا دیا جانا، ان کی املاک کا تباہ کر دیا جانا۔ اس کے پیچھے فرقہ پرست تنظیموں کا کردار اور ریاستی حکومت کی پشت پناہی۔ ایک طرف سے تقریباً سبھی نے وزیر اعلیٰ گجرات نریندر مودی کو برخاست کر دیے جانے کی مانگ بھی کی ہے۔ حالاں کہ ان کے جرم کے مقابلہ میں یہ سزا کچھ بھی نہیں۔ ان کے کردار کی اعلیٰ سطحی جانچ ہونی چاہیے اور ان کا جرم ثابت ہونے پر انہیں سزا کا مستحق قرار دیا جانا چاہیے۔

اب نہ گودھرا ترین سانحہ اتفاق لگتا ھے اور نہ گجرات میں مسلم کش فسادات۔ دونوں واقعات کے پیچھے لمبی تیاری، منظم سازش کار فرما نظر آتی ھے۔ جس کا پتہ لگنا ازحد ضروری ھے۔

ہندوستان کی تاریخ میں گجرات کا فرقہ وارانہ فساد پہلا فساد نہیں ہے، خود گجرات کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو آزادی سے قبل سے لے کر حالیہ فساد تک متعدد فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں اور ان کے تھمنے میں وقت بھی لگا ہے۔ مگر آج کے فسادات ہندوستان کی تاریخ میں جن دو فسادات سے مشابہت ہیں رکھتے ہیں وہ ہیں جلیانوالہ باغ اور تقسیم وطن کے وقت ہوئے فرقہ وارانہ فسادات، جب ایک ساتھ اتنے بڑے پیانے پر بے گناہ انسانوں کا یک طرفہ قتل عام کیا گیا۔ جلیانوالہ باغ کی داستان کو اگر اس وقت نظر انداز کر دیں اس لیے کہ وہ انگریزوں کا ظلم تھا ہندوستانیوں پر تو تقسیم وطن کے بعد رونما ہونے والے فسادات کا ذکر کرنا ضروری ہوگا، اس لیے کہ وہ فساد بھی ہندوستانیوں کا ہندوستانیوں پر ظلم تھا اور یہ فساد بھی ہندوستانیوں کا ہندوستانیوں پر ظلم ہے۔ اس کی بنیاد بھی فرقہ پرستی تھی اور اس کی بنیاد بھی فرقہ پرستی ہے۔ اس کے پس منظر میں بھی ملک کی تقسیم نظر آتی تھی اور حالیہ فسادات کے پس منظر میں بھی ملک کی تقسیم کی کوشش کارفرما نظر آتی ہے۔ اس وقت بھی ملک کی سیاست ایسے لوگوں کی گرفت میں تھی جنہیں ملک کی تقسیم کی ذمہ داری سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور اس وقت بھی ملک کی قیادت ایسے لوگوں کی مٹھی میں ہے جو سب کو ساتھ لے کر چلنا نہیں چاہتے۔ اس وقت ملک کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو تھے جو ایک سیکولر لیڈر تھے اور اور آج ملک کے وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی ہیں جن کی ظاہری صورت کو سیکولر تسلیم کرتے ہوئے ہی این ڈی اے وجود میں آیا تھا۔ اس وقت ملک کے وزیر داخلہ سردار بلبھ بھائی پٹیل تھے جن کی سوچ آج کے وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی کی سوچ کے بہت نزدیک تھی۔ اس وقت کے فرقہ وارانہ فسادات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب "India wins freedim" میں لکھتے ہیں کہ دلی میں مسلمانوں کو چن چن کر قتل کیا گیا ان کی املاک تباہ کی گئیں۔ ان پر قبضہ کرلیا گیا۔ بہت بڑے پیانے پر قتل وخون کیا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اپنا

ایک بات جس پر سب اتفاق کرتے ہیں وہ ہے منظم طریقہ سے مسلمانوں کی نسل کشی، ان کا قتل کر دیا جانا، زندہ جلا دیا جانا، ان کی املاک کا تباہ کردیا جانا۔ اس کے پیچھے فرقہ پرست تنظیموں کا کردار اور ریاستی حکومت کی پشت پناہی۔ ایک طرف سے تقریباً سبھی نے وزیر اعلیٰ گجرات نریندر مودی کو برخاست کردیے جانے کی مانگ بھی کی ہے۔

گھر بار چھوڑ کر پرانے قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے۔ مگر سردار پٹیل کی نظر میں سب کچھ نارمل تھا۔ حالات پر قابو پالیا گیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح آج نریندر مودی کو کلین چٹ دی جا رہی ہے اور مرکزی وزیر داخلہ ان سے مطمئن نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت آزادی کے مسیحا مہاتما گاندھی تھے جنہوں نے سردار پٹیل کی یقین دہانیوں کو نظر انداز کیا اور ان شن پر بیٹھ گئے۔ لیکن سردار پٹیل پر مہاتما گاندھی کے اس قدم کا کوئی مثبت اثر نہیں پڑا بلکہ انہوں نے مہاتما گاندھی کے ان شن کو اپنے خلاف مانا اور ناراض ہو کر ممبئی چلے گئے۔ لیکن مہاتما گاندھی نے اس وقت تک ان شن نہیں توڑا جب تک کہ فرقہ وارانہ فسادات بند نہیں ہو گئے۔ پناہ گزینوں کو پھر سے آباد کرنے کی کوششیں نہیں کی جانے لگیں۔ ہندوؤں نے خود آ کر انہیں اس بات کی یقین دہانی نہیں کرائی کہ وہ خود مسلمانوں کو بسائیں گے۔ واقعات تفصیل طلب ہیں مکمل تصویر کو اس مضمون میں سمیٹ دینا ممکن نہیں ہے تاہم مختصراً اس واقعہ کو پیش کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تاریخ ایک بار پھر خود کو دہراتی نظر آتی ہے۔ حالات پھر ویسے ہی بن رہے ہیں۔ اقتدار پھر اسی مزاج کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ تب میں اور اب میں اگر کوئی فرق ہے تو بس ایک مہاتما گاندھی کا جنہوں نے اپنی کوششوں سے اس وقت ملک کو بچا لیا تھا۔ امن و اتحاد کو بچا لیا تھا۔ حالاں کہ بعد میں انہیں شاید اپنی اسی کوشش کے لیے اپنی جان قربان کرنی پڑی۔ آج بھی یہ ملک بچ سکتا ہے اگر ایک گاندھی سامنے آ جائے۔ ملک ابھی گاندھی کی طرز پر چلنے والوں سے خالی نہیں ہوا ہے۔ آج کی سیاست میں بھی ایسے لوگ ہیں جو وہی کردار ادا کر سکتے ہیں جو اس وقت مہاتما گاندھی نے کیا۔ بس ضرورت ہے ان کے عزم کی اور عزم کے ساتھ منظر عام پر آ کر عملی قدم اٹھانے کی۔

> تاریخ ایک بار پھر خود کو دہراتی نظر آتی ہے۔ حالات پھر ویسے ہی بن رہے ہیں۔ اقتدار پھر اسی مزاج کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ تب میں اور اب میں اگر کوئی فرق ہے تو بس ایک مہاتما گاندھی کا جنہوں نے اپنی کوششوں سے اس وقت ملک کو بچالیا تھا۔ امن و اتحاد کو بچالیا تھا۔ حالاں کہ بعد میں انہیں شاید اپنی اسی کوشش کے لیے اپنی جان قربان کرنی پڑی۔

مہاتما گاندھی کے نقش قدم پر چلنے والے سیکولر لیڈران کی اپنی ملک میں کوئی کمی نہیں ہے اور ضرورت پڑنے پر وقتاً فوقتاً وہ اپنے عمل سے ملک کی سالمیت اور اتحاد کو بچانے کے

لئے عملی اقدام اٹھاتے بھی رہے ہیں آج پورا ملک جس فرقہ وارانہ کشیدگی کا شکار ہے اور تقسیم کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے یہ صورت حال تو اس وقت بھی پیدا ہوگئی ہوتی جب شرپسندوں نے رام کا نام لے کر بابری مسجد کو شہید کرنے کی کوشش کی تھی اگر اس وقت قومی یکجہتی اور سیکولرزم کے علم بردار ملائم سنگھ یادو نے سخت قدم اٹھا کر انہیں نہ روکا ہوتا تو ملک اسی وقت جل اٹھا ہوتا۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی تار تار ہوگئی ہوتی یا پھر 6 دسمبر 1992 کو اتر پردیش میں فرقہ پرستوں کی سرکار نہ ہوتی اور اس وقت کی مرکزی حکومت کو اس کی اندرونی حمایت حاصل نہ ہوتی بلکہ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ ملائم سنگھ یادو ہوتے تو بابری مسجد شہید نہ ہوتی اور آج بابری مسجد کی شہادت کے بعد جو رام مندر کی تعمیر کا سلسلہ اٹھ کھڑا ہوا ہے نہ اٹھتا اور نہ رام سیوکوں کی ملک بھر سے اجودھیا کے لئے رتھ یاترائیں ہوتی۔ نہ گودھرا سانحہ عمل میں آتا اور نہ گجرات کے مسلمانوں کی نسل کشی ہوتی۔ ماضی کے ان واقعات کو یاد کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ ہمیں ماضی کو یاد رکھ کر ہی مستقبل کو سنوارنا ہے اور ناامید نہیں ہونا ہے اس لئے کہ ابھی بھی ملک میں قومی یکجہتی اور سیکولرزم کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ ملک کی آبادی کی اکثریت آج بھی سیکولر ہے اور لیڈران میں بھی سیکولر جمہوریت پسند لیڈران ہی اکثریت میں ہیں۔ ملائم سنگھ یادو کا نام بطور مثال اس لئے لیا گیا ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب ملک کو ہندو مسلم کے نام پر بانٹنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر لال کرشن اڈوانی نے اپنی رتھ یاترا سے پورے ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کردی تھی اور کارسیوکوں کا ایک ہجوم مسجد کو شہید کرنے کی غرض سے گنبد پر جا چڑھا تھا اگر تب ملائم سنگھ یادو نے باہمت قدم نہ اٹھایا ہوتا تو حالات شاید آج سے بھی زیادہ بدتر ہوتے اور درمیان کا جو وقت سکون سے گزر گیا شاید وہ بھی نہ گزرتا۔ آج پھر ملک کے سامنے وہی فرقہ پرستی کا ماحول ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کرنے کی سازش بڑے پیمانے پر اعلیٰ سطح سے کی جارہی

آج پورا ملک جس فرقہ وارانہ کشیدگی کا شکار ہے اور تقسیم کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے یہ صورت حال تو اس وقت بھی پیدا ہوگئی ہوتی جب شرپسندوں نے رام کا نام لے کر بابری مسجد کو شہید کرنے کی کوشش کی تھی اگر اس وقت قومی یکجہتی اور سیکولرزم کے علم بردار ملائم سنگھ یادو نے سخت قدم اٹھاکر انہیں نہ روکا ہوتا تو ملک اسی وقت جل اٹھا ہوتا

ہے۔ اگر نفرت کی ان دیواروں کو گرانے کا کام کوئی کر سکتا ہے اور اپنے کردار سے دور حاضر میں پھر کوئی آزادی کے مسیحا مہاتما گاندھی کی طرح فرقہ پرستوں کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے سامنے آسکتا ہے تو وہ ہیں ملائم سنگھ یادو۔ اب اس ملک کے سیکولرازم قومی اتحاد۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو بچانے کے لئے کیا قدم اٹھانا ہے، یہ سوچنا ان کا کام ہے اور اس کے لئے انہیں اب اتر پردیش کے دائرے سے باہر نکل کر پورے ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ اس ملک کی آبرو بچانے کے لئے، امن و امان اور اتحاد کو بچانے کے لئے وہ کیا طریقہ اپناتے ہیں، مہاتما گاندھی کی طرح انشن کرتے ہیں۔ دھرنا پردرشن کرتے ہیں پارلیمنٹ کے اندر گجرات میں کی گئی مسلم کشی کو لے کر مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرتے ہیں۔ مرکزی سرکار کو بے دخل کرنے کے لئے اپنی انا کو قربان کرتے ہوئے تمام سیکولر لیڈران کے ضمیر کو جگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کو فرقہ پرستوں سے نجات دلانے کے لئے سیکولر سرکار قائم کرنے میں اپنا عملی تعاون پیش کریں۔ نعم البدل سرکار بننے کی صورت میں بھی حالات اگر قابو میں نہیں ہوتے تو پارلیمنٹ تحلیل کرا کر از سر نو انتخاب کی سعی کرتے ہیں۔ بہر حال جو بھی مناسب اور ممکن قدم محسوس ہو اٹھانا ہوگا۔ گجرات کے حالات اور ان مسلم کش فسادات کو ان کی اپنی پارٹی کے جنرل سکریٹری اور ترجمان امر سنگھ سے بہتر کون جانتا ہے۔ جنہوں نے راج ببر۔ سیتارام یچوری اور شبانہ اعظمی کو ساتھ لے کر سب سے پہلے احمد آباد کا دورہ کیا تھا اور حالات کا خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب آپ ہی لوگ کچھ کریں۔ مجاہدین آزادی کے خوابوں کے ہندوستان کی آبرو بچانے کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ مہاتما گاندھی نے اس ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزادی دلائی تھی۔ آپ کو فرقہ پرستوں سے اس ملک کو نجات دلانی ہے۔ آج گدی پر بیٹھے ہوئے لوگ انگریزوں سے زیادہ خطرناک ہیں اور انہیں کے اصولوں پر کام کر رہے ہیں انہیں کے نقشہ قدم پر چل

آج پھر ملک کے سامنے وھی فرقہ پرستی کا ماحول ھے۔ ھندو اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کرنے کی سازش بڑے پیمانے پر اعلیٰ سطح سے کی جارھی ھے۔ اگر نفرت کی ان دیواروں کو گرانے کا کام کوئی کرسکتاھے اور اپنے کردار سے دور حاضر میں پھر کوئی آزادی کے مسیحا مھاتما گاندھی کی طرح فرقہ پرستوں کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے سامنے آسکتا ھے تو وہ ھیں ملائم سنگھ یادو

رہے ہیں جن سے اس ملک کو آزاد کرایا گیا تھا۔ آپ غور کریں اس سچائی پر۔ آپ ایسا کر سکتے ہیں اس لئے کہ آپ کے سینے میں ایک دردمند دل ہے اور آپ انسانیت دوست ہیں۔ ذرا غور کریں کہ ایک ہی وقت میں باقی دنیا اور ہندوستان میں اسلام کی مخالفت کا شور کیوں اٹھتا ہے۔ 11 ستمبر 2001 کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہوئے حملوں کے فوراً بعد امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اسامہ بن لادن کو اور اس کے القاعدہ گروپ کو اس کے لئے ذمہ دار قرار دیتا ہے اور حکومت ہند بے قرار ہو جاتی ہے جارج بش کی آواز میں آواز ملانے کے لئے۔ جارج بش کا کہنا ہے کہ جو ہمارے ساتھ ہے وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمارا ساتھی ہے اور جو نہیں ہے وہ دہشت گردوں کا ساتھی ہے۔ ہماری سرکار یہ بھول گئی کہ ہندوستان دہشت گردی کا ان سے پہلے سے شکار ہے اور دہشت گردی کی آگ میں جلتا رہا ہے ہم نے دہشت گردی کے چلتے اپنے دو وزیر اعظم کھوئے ہیں کیا امریکہ نے کبھی اس طرح ہماری مدد کی پیش کش کی ہے۔ اگر نہیں تو کیا اتنی بے قراری کے ساتھ امریکہ کے پیچھے کھڑے ہو جانا چاہئے تھا۔ دراصل اب حالات جس طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر تو یہ لگتا ہے کہ اسلام کے خلاف بین الاقوامی سازش میں ہماری موجودہ سرکار بھی حصہ دار بن گئی ہے اور اس کا امریکہ کے ساتھ خفیہ معاہدہ ہو گیا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اسلام کو اور مسلمانوں کو کمزور کرنے ،نقصان پہنچانے کا جو کام تم کر سکتے ہو تم کرو اور ہم ہندوستان میں قومی سطح پر یہی کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ ادھر امریکہ اسلامی ملک افغانستان کو تباہ کرتا ہے۔ بہانہ لادن پر حملہ کا اور تباہی افغانستان کی۔ لادن آج بھی کہیں زندہ ہے مگر امریکہ مطمئن اس لئے ہے کہ اب افغانستان میں ان لوگوں کی حکومت ہے جنہیں وہ اپنے اشارے پر نچا سکتا ہے۔ افغانستان کے بعد امریکہ نے پشت پناہی کی اسرائیل کی تاکہ اسلامی ملک فلسطین کو تباہ کیا جا سکے۔ اب اس سے زیادہ افسوس کا مقام کیا ہوگا کہ آج فلسطین کے صدر یاسر عرفات

اب آپ ھی لوگ کچھ کریں۔ مجاھدین آزادی کے خوابوں کے ہندوستان کی آبرو بچانے کی ذمہ داری آپ پر ھے۔ مہاتما گندھی نے اس ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزادی دلائی تھی۔ آپ کو فرقہ پرستوں سے اس ملک کو نجات دلانی ھے۔ آج گدی پر بیٹھے ھوئے لوگ انگریزوں سے زیادہ خطرناک ھیں۔

اپنے گھر میں قید ہیں اور اپنی شہادت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایک ملک کے صدر پر خود اس کے گھر میں بجلی اور پانی بند کر دیا گیا ہے، باقی دنیا سے رابطہ توڑ دیا گیا ہے۔ امریکہ کے زیر اثر مسلم ممالک خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور امریکہ کی اسلام دشمنی بس یہیں پر نہیں رک گئی ہے۔ عراق، ایران کو نشانہ بنائے جانے کا وہ اعلان کر چکا ہے۔ جلد ہی سوڈان اور لیبیا جیسے ملک اس کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ صرف وہ مسلم ملک ہی اس کا نشانہ بننے سے بچ سکتے ہیں جن کے سربراہ امریکی صدر کے ہاتھوں پر بیعت کر لیں۔ یا اس کی برتری قبول کر لیں میں نے خود ہندوستان کے باہر جا کر ایسے ملکوں کے حالات کو اپنی نظروں سے دیکھا ہے جو کہنے کو اسلامی ملک ہیں مگر امریکی کلچر، مغربی تہذیب ان پر اس قدر حاوی ہے کہ وہ اسلامی ملک کم کسی مغربی ملک کی کالونی زیادہ نظر آتے ہیں۔ اسی فارمولے کو سامنے رکھتے ہوئے شاید آر ایس ایس نے بنگلور کے اجلاس میں یہ اعلان کیا تھا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کو رہنا ہے تو ہمارے مزاج کے مطابق ڈھل کر رہنا ہوگا۔ یعنی جس طرح امریکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو اپنے زیر اثر رکھنے کے لئے یہ اشارے کرتا رہا ہے کہ اگر انہیں اپنے ملک میں امن وسکون چاہئے تو ان کے رحم وکرم پر رہنا ہوگا۔ ان کی مرضی کے مطابق جینا ہوگا اسی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کو سنگھ پریوار کے رحم وکرم پر رہنا ہوگا۔ ہندوستان میں مسلم دشمنی کی لہر اور بین الاقوامی سطح پر امریکہ کے ذریعہ اسلام دشمنی کا عمل اس خفیہ معاہدے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر ایک منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

ہندوستان ایک کمزور ملک نہیں ہے۔ دوسروں کے رحم وکرم پر جینے والا ملک نہیں ہے۔ اس نے انگریزوں کی غلامی کے نتائج کو دیکھا ہے، محسوس کیا ہے اور بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسی کسی بھی پالیسی کا انجام کیا ہوگا۔ ہمارے موقع پرست سیاست داں جو بدقسمتی سے آج اقتدار میں ہیں اپنی حوس اقتدار پورا کرنے کے لئے، مسلم دشمنی کے لئے، اپنے ہندو

انهیں دیکھ کر تو یہ لگتا ھے کہ اسلام کے خلاف بین الاقوامی سازش میں هماری موجودہ سرکار بھی حصہ دار بن گئی ھے اور اس کا امریکہ کے ساتھ خفیہ معاهدہ ہوگیا ھے کہ بین الاقوامی سطح پر اسلام کو اور مسلمانوں کو کمزور کرنے، نقصان پهنچانے کا جو کام تم کرسکتے هو تم کرو اور هم هندوستان میں قومی سطح پر یہی کارنامہ انجام دیتے هیں۔ ادهر امریکہ اسلامی ملك افغانستان کو تباہ کرتا ھے .بهانہ لادن پر حملہ کا اور تباهی افغانستان کی۔

راشٹر کا خواب پورا کرنے کے لئے بے شک امریکہ کی غلامی تسلیم کر سکتے ہیں مگر ہمارے ملک کے عوام اور ہمارے ملک کے سیکولر لیڈران یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔انہیں اس حقیقت کا بخوبی علم ہے کہ امریکہ سپر پاور بنے رہنے کے لئے ساری دنیا پر حکومت کرنے کے لئے کیا کیا چالیں چلتا رہا ہے اور کیا کیا چالیں چل سکتا ہے۔ایک وقت تھا کہ امریکہ کی ہم پلہ طاقت سویت یونین کو سمجھا جاتا تھا جس کے ٹکڑے ٹکڑے کرا کر امریکہ نے اس قدر کمزور کر دیا کہ آج وہاں غریبی ہے۔افلاس ہے۔ بھک مری ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔امریکہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ ہندوستان ایک بڑا ملک ہے اور ہندوستانی وہ قوم ہے جو اگر ایک بار ٹھان لے تو کچھ بھی کر سکتی ہے۔اس ملک کا ایک ہی شخص نہتا رہ کر بھی انگریزوں کی مسلح فوج کو ناکام کر سکتا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے جن کی وجہ سے مسلم ممالک کے ساتھ ہندوستان کے بہتر تعلقات بن سکتے ہیں اگر ہندوستان اور مسلم ممالک نزدیک آگئے تو نہ صرف امریکہ جن ممالک کی تیل کی دولت پر عیش کر رہا ہے وہ اس کی اجارہ داری سے نکل جائیں گے بلکہ ہندوستان جو آج ایٹم بم بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔سائنس اور ٹکنالوجی میں کسی بھی ملک سے پیچھے نہیں ہے بلکہ اگر اس کا وہ ٹیلینٹ جو ہندوستان کے باہر چلا گیا ہے اور اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہا ہے اپنے ملک میں واپس چلا آئے تو ہندوستانی قوم کمال کر سکتی ہے۔ مسلم ممالک کی شکل میں ہندوستان کو اپنی اشیا کی فروخت کے لئے ایک بڑا مارکیٹ مل سکتا ہے جس سے اس کی معاشی حالت بہتر ہو سکتی ہے اور ان ممالک کے ساتھ رشتے مضبوط ہو سکتے ہیں۔ پھر ملائم سنگھ یادو کا ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش کو ملا کر مہا سنگھ بنانے کا فارمولہ امریکہ جیسی طاقتوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے کافی ہے۔سوچ کر دیکھیں کہ اگر ہندوستان پاکستان بنگلہ دیش کے مسئلہ بات چیت سے حل ہو جائیں اور یہ ملک آپس میں مل کر ایک دوسرے کو تجارتی فروغ دیں اور تمام اسلامی ممالک بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو ہندوستان کتنی بڑی طاقت ہوگا اور امریکہ اس کے

اسی فارمولے کو سامنے رکھتے ہوئے شاید آر ایس ایس نے بنگلور کے اجلاس میں یہ اعلان کیا تھا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کو رہنا ہے تو ہمارے مزاج کے مطابق ڈھل کر رہنا ہوگا۔یعنی جس طرح امریکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو اپنے زیر اثر رکھنے کے لئے یہ اشارے کرتا رہا ہے کہ اگر انہیں اپنے ملک میں امن و سکون چاہئے تو ان کے رحم وکرم پر رہنا ہوگا۔

سامنے کہاں نکلے گا۔ اوراب اس کے برعکس غور کریں کہ اگر امریکہ اپنی چال میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ کشمیر کو لے کر نہ صرف ہندوستان اور پاکستان میں جنگ برقرار رہتی ہے۔ ہندوستان میں مسلم دشمنی کا ماحول پیدا ہونے سے اسلامی ممالک کے ساتھ ہندوستان میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ مندر مسجد تنازع اور فرقہ وارانہ فسادات ملک کو پھر تقسیم کے دہانے پر کھڑا کردیتے ہیں اوراس بار کی تقسیم نہ صرف مذہبوں کی بنیاد پر ہی نہیں رکھتی بلکہ علاقہ پرستی اورذات پرستی نے ملک میں جوحالات پیدا کئے ہیں وہ اسے تقسیم در تقسیم اس مقام پر لے جاکر کھڑا کردیتے ہیں جہاں ایک عظیم ہندوستان کا تصور تاریخ کا ایک باب بن کر رہ جاتا ہے اور ہندوستان کا بھی وہی حشر ہوتا ہے جو سوویت یونین کا تو پھر کہاں رہ جائے گا یہ ملک اوراس کی عظمت۔ آج کے فرقہ وارانہ فسادات کو ان تناظر میں بھی دیکھنا ہوگا۔ مندر مسجد تنازعات کو ماضی کی تلخ سچائیوں کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ آزاد ہندوستان کی تاریخ بہت پرانی نہیں ہے بلکہ تھوڑا اور پیچھے چلیں اور بات شروع کریں۔ 1757 میں پلاسی کی جنگ کو اب سراج الدولہ کی ناکامی کی اور ملک پر انگریزوں کے تسلط کی پھر 190 برس کی غلامی میں رونما ہونے والے واقعات کی اور پھر 1857 سے 1947 تک یعنی 90 برس تک چلی آزادی کی جدوجہد کی اوراس کے بعد تقسیم وطن کے حالات کی تو یہ واضح ہوجائے گا کہ ہندوستانیوں کے لئے ان کا مذہب کیا معنی رکھتا ہے اوراپنے مذہب کے لئے وہ کیا کرسکتے ہیں۔ چاہے وہ مذہب ہندوؤں کا ہو یا مسلمانوں کا۔ انگریزوں کے خلاف بغاوت کا اعلان اور آزادی کی بنیاد بھی مذہب تھا اور آزادی کے بعد کی تقسیم کی بنیاد بھی مذہب تھا۔ آج کے حالات ٹکراؤ، کشیدگی اور فرقہ وارانہ فسادات کے پیچھے بھی مذہب ہے۔ ہندوستان میں پھیلی دہشت گردی کے پیچھے بھی مذہب ہے۔ اور بین الاقوامی دہشت گردی کے پیچھے بھی مذہب ہے مندر مسجد تنازع کو اتنے سرسرے طور پر نہیں لیا جاسکتا۔ آر ایس ایس وشو ہندو پریشد جیسی تنظیموں کی باتوں اور اعلانات کو بھی اتنے ہلکے طریقے سے نہیں لیا جاسکتا۔ سرکار کی پشت

ہمارے موقع پرست سیاست داں جو بدقسمتی سے آج اقتدار میں ہیں اپنی ہوس اقتدار پورا کرنے کے لئے مسلم دشمنی کے لئے، ہندو راشٹر کا خواب پورا کرنے کے لئے بے شک امریکہ کی غلامی تسلیم کرسکتے ہیں مگر ہمارے ملک کے عوام اور ہمارے ملک کے سیکولر لیڈران یہ کبھی برداشت نہیں کرسکتے۔

پناہی اور در پردہ ایسے عناصر کی حمایت کو ہلکے طور پر نہیں لیا جاسکتا۔ گجرات کے مسلم کش فسادات اور اس کے بعد ملک کے مختلف مقامات میں پیدا ہوئی کشیدگی کو ہلکے طور پر نہیں لیا جاسکتا اس لئے کہ ان کے دور رس نتائج ایک خوفناک منظر پیش کرتے ہیں۔ سوچ کر دیکھیں گجرات کے ان فسادات میں جہاں ہزاروں لوگ مارے گئے۔ زندہ جلادئے گئے ایک ہجوم کے ذریعہ جو جذبات کو مشتعل کرنے والے نعرے لگا رہے تھے زندہ انسانوں کو آگ میں جھونک رہے تھے، آبروریزی کر رہے تھے۔ ان حادثات کو دیکھنے والے جو لوگ جو زندہ بچ گئے ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ دیکھا ہے اپنے خاندان کے افراد کے بہتے ہوئے خون کو دیکھا ہے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے ان کے تڑپتے ہوئے جسموں کو دیکھا ہے۔ رحم اور زندگی کی بھیک مانگتی آنکھوں کو دیکھا ہے پھر انتہائی بے رحمی کے ساتھ ان کے قاتل کو ان کی موت پر مسکراتے ہوئے دیکھا ہے۔ کس تصور کے ساتھ زندہ رہیں گے یہ بچے جن کے سامنے اب صرف تباہی ہے جنہیں اب کوئی سہارا نہیں ہے۔ جنہیں اب کوئی پیار دینے والا نہیں ہے، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے نفرت کے وہ خوفناک مناظر دیکھے ہیں کہ اب ان کے دل و دماغ میں نفرت کے سوا کچھ رہ ہی نہیں گیا۔ کیا کریں گے وہ کیا بنیں گے وہ کیا ہوگا ان کا مستقبل اس فساد میں دہشت گردی نے ایک فیکٹری کا کام کیا ہے اور اپنے پروڈکٹ کے طور پر سیکڑوں ہزاروں دہشت گرد پیدا کردئے ہیں۔ کڑوی سچائی تو یہی ہے لیکن اب ان کے زخموں پر مرہم لگانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ ایک ایسی کوشش جو ان کے دلوں کو نفرت کی بجائے محبت سے بھر دے۔ وہ ان واقعات کو ایک برے خواب کی طرح بھول جائیں ورنہ کس طرح تھمے گا یہ تباہی کا سلسلہ۔ اسے روکنا ہی ہوگا جیسے بھی ہو ملک کے اتحاد اور بھائی چارہ کو بچانا ہی ہوگا۔

----❖----

ہندوستان اور پاکستان میں جنگ برقرار رہتی ہے۔ ہندوستان میں مسلم دشمنی کا ماحول پیدا ہونے سے اسلامی ممالک کے ساتھ ہندوستان میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ مندر مسجد تنازع اور فرقہ وارانہ فسادات ملک کو پھر تقسیم کے دہانے پر کھڑا کردیتے ہیں اور اس بار کی تقسیم نہ صرف مذہبوں کی بنیاد پر ہی نہیں رکھتی بلکہ علاقہ پرستی اور ذات پرستی نے ملک میں جو حالات پیدا کئے ہیں وہ اسے تقسیم در تقسیم اس مقام پر لے جاکر کھڑا کردیتے ہیں جہاں ایک عظیم ہندوستان کا تصور تاریخ کا ایک باب بن کر رہ جاتا ہے اور ہندوستان کا بھی وہی حشر ہوتا ہے جو سوویت یونین کا تو پھر

یکم مارچ 2002کو احمد آباد سے واپسی کے بعد اس رپورٹ کو قلم بند کرتے کرتے تقریباً دو ماہ کا وقفہ گزرچکا ھے۔ فسادات کا سلسلہ ابھی بھی جاری ھے۔ اکثر آدھی آدھی رات کو گجرات کے مختلف علاقوں سے لوگ فون کرتے ھیں۔ مجھ سے مدد کی درخواست کرتے ھیں مگر میرے دائرہ اختیار میں اس کے سوا کیا ھے کہ میں اپنے اخبار کے ذریعہ ان کا کرب ان کی دھشت زدہ زندگی کی داستان ایوان اقتدار، ملك کے ذمہ دار لیڈران اور عوام تك پھنچادوں یھی میں اس وقت کررھا ھوں۔ اخبار میں خود لکھ کر دیگر مضمون نگار حضارت کے مضامین شائع کر رپورٹرس کے ذریعہ لائی گئی انکشافاتی رپورٹس شائع کر اس کے علاوہ اپنے دوستوں کی مدد سے ایك ٹرسٹ قائم کر مظلومین کو پھر سے بسانے کی کوشش ان کی مدد کی کوشش جاری ھے۔ احمد آباد سے واپسی کے بعد خود بھی گجرات فسادات پر کانفرنس منعقد کی ھے جس میں سابق وزیر اعظم اندر کمار گجرال، امر سنگھ، مولانا عبیداللہ خاں اعظمی و دیگر حضرات نے اپنے خیالات کا اظھار کیا ھے۔ اپنے کچھ دوستوں کو ساتھ لے کر وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی سے مل کر درخواست کی ھے کہ وہ یہ ظلم بند کرانے کے لیے کچھ کریں۔ ظالموں کو سزا دلانے کے لیے کچھ کریں۔ ان تمام تاریخی واقعات کی تفصیل اور گووا میں وزیر اعظم اٹل بھاری واجپئی کی تقریر جس میں انھوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو دھشت گرد قرار دیا تھا کے جواب میں لکھا گیا مضمون آئندہ

صفحات میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے جارہا ہوں تاکہ سند رہے۔ لیکن ابھی چوں کہ گجرات کے دورے پر مبنی رپورٹ کا سلسلہ جاری ہے اس لیے پہلے میں اسے مکمل کرنا چاہوں گا۔

ابھی تک جو رپورٹ میں آپ کی خدمت میں پیش کررہا تھا وہ احمد آباد کے میرے پہلے دورے پر مبنی تھی جو یکم مارچ کو کیا گیا تھا لیکن جب تقریباً دو ماہ تک بھی فسادات بلکہ صاف کہیں تو گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی کا سلسلہ نہیں رکا تو امرسنگھ جی کی پہل پر 24/اپریل2002کو لوک مورچہ کا ایک ڈیلی گیشن احمد آباد کے دورے پر گیا۔ اس دورے کی قیادت اس دور کے سب سے مقبول اور سیکولرزم کے علمبردار لیڈر ملائم سنگھ یادو نے کی۔ اس وفد میں سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیو گوڑا، امرسنگھ، کمیونسٹ لیڈر ہرکشن سنگھ سرجیت، اے بی بردھن وغیرہ شامل تھے۔ میں خود بھی اس وفد کا حصہ تھا لہٰذا میں آگے کے واقعات کی تفصیل بیان کرنے سے قبل 24/اپریل2002کو اپنے گجرات کے دوسرے دورے کی رپورٹ کو آپ کی خدمت میں پیش کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ میری یہ رپورٹ جو میرے تاثراتی مضمون کی شکل میں راشٹریہ سہارا اردو کے تمام ایڈیشن میں 26/اپریل2002 کو ایڈیٹوریل پیج پر "گجرات فسادات اور مسلمانوں کا مستقبل" عنوان سے شائع ہوئی۔ پیش خدمت ہے۔

گجرات فسادا ور مسلمانوں کا مستقبل

28رفروری سے شروع ہوا مسلم نسل کشی کا سلسلہ 23ر اپریل تک بھی نہیں تھما تو ایک بار پھر گجرات جانے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ اس بار وفد کی قیادت ملائم سنگھ یادو کررہے تھے اور ان کے ہمراہ سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیو گوڑا، ہرکشن سنگھ سرجیت ،امر سنگھ ،اے بی وردھن، دیوورت ،مجمدار اور ابنی رائے بھی شامل تھے۔

27رفروری 2002 کو گودھرا ٹرین حادثہ سے شروع ہوا گجرات کے جلنے کا سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ پہلی مارچ کو جب تشدد بھڑکنے کے بعد احمد آباد کی زمین پر قدم رکھا تھا تو ارادہ یہ تھا کہ تمام متاثرہ علاقوں میں جاکر وہاں کے حالات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور حتی الامکان کوشش ہوگی کہ مظلومین کی مدد کی جاوے اور فضا کو پرامن بنانے کی سمت میں کوئی عملی قدم اٹھایا جاوے، لیکن امر سنگھ، راج ببر، شبانہ اعظمی اور سیتارام یچوری کے بار بار کے اصرار کے باوجود اسپتال میں زخمیوں اور بے گناہ انسانوں کی لاشوں کو دیکھ کر ہی واپس لوٹ آنا مجبوری بن گئی۔ مگر جب 27رفروری کے بعد 28رفروری سے شروع ہوا مسلم نسل کشی کا سلسلہ 23راپریل تک بھی نہیں تھما تو ایک بار پھر گجرات جانے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ اس بار وفد کی قیادت ملائم سنگھ یادو کررہے تھے اوران کے ہمراہ سابق وزیراعظم ایچ ڈی دیوگوڑا، ہرکشن سنگھ سرجیت، امر سنگھ، اے بی وردھن، دیوورت، مجمدار اور ابنی رائے بھی شامل تھے۔ 24رتاریخ کی صبح چھ بجے دہلی سے چل کر ہم لوگ آٹھ بجے احمد آباد کے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں پہنچ چکے تھے۔ ایر پورٹ پر ہی بڑی تعداد میں متاثرہ علاقوں سے آنے والے وفود ہمارے انتظار میں تھے۔ اور یہیں سے گجرات میں کی گئی مسلمانوں کی نسل کشی کی دردناک داستان سننے کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ احمد آباد میں قیام کے دوران ہر پل خون کے آنسو رلاتا رہا۔ ایئرپورٹ سے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس پہنچنے پر وہ تمام لوگ جو ایئرپورٹ پر آپ بیتی سنا رہے تھے یہاں بھی ہمارے ساتھ تھے، ایک ساتھ سبھی کو سنا جانا مشکل تھا لہٰذا باری باری سے گجرات کے مختلف علاقوں سے آنے والے حادثات کے شکاران نمائندہ گروپوں سے ملاقات کی گئی۔ کم وبیش ہر داستان ایک ہی جیسی تھی بس

سنانے کا انداز الگ تھا، سنانے والے الگ تھے۔ ان کے غم زدہ چہرے آنسوؤں میں ڈوبی آنکھیں تھرتھراتے لب اور اپنی دردناک داستان سناتے سناتے تھک سی گئی خشک زبان سے نکلا ہر ہر جملہ سخت سے سخت مگر انسانیت بھرا دل رکھنے والوں کو رلا دینے کے لیے کافی تھا، یہ حوصلہ تھا لوک مورچہ کے ان لیڈران کا کہ اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے سنجیدگی کے ساتھ ان کی داستان غم سنتے رہے۔ دل تو ان کا بھی رو ہی رہا تھا اگر آنکھیں بھی رو دیتیں تو پھر بات نہ ہوتی صف ماتم بچھ جاتی آنسوؤں اور آہوں کے سوا کچھ بھی سنائی نہ دیتا۔ پھر بھی جو حوصلہ مند لوگ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی داستان سنا رہے تھے اس میں لٹ جانے، تباہ ہو جانے، اپنے عزیز واقارب کے قتل ہو جانے کا کرب تو تھا ہی مگر اس سے بڑھ کر جو شکوہ ان کی زبان پر تھا وہ یہ کہ اب وہ جائیں تو جائیں کہاں؟ بے حد معصومیت کے ساتھ ایک خوبصورت نوجوان میمن جو پیشہ سے انجینئر تھا آنکھوں میں آنسو لئے اپنی داستان سنا رہا تھا اس کا سوال تھا کہ ہمارا سب کچھ تو یہیں ہے ہم تو پیدا اسی ملک میں ہوئے، ہمیں تو پتہ بھی نہیں کہ ہمارے بزرگوں سے کیا خطا ہوئی ہم تو کبھی پاکستان گئے ہی نہیں، پھر ہمارے بزرگوں نے ہی اگر پاکستان جانے کا فیصلہ کیا ہوتا، ہندوستان پر پاکستان کو ترجیح دی ہوتی تو وہ یہاں رہتے ہی کیوں؟ ہمارا جنم ہی یہاں کیوں ہوتا؟ ہم نے تو ہندوستان کو ہی اپنا ملک سمجھا، یہی ہمارا ملک ہے، ہمیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ کیا صرف ہندوستانی مسلمان ہونے کی؟ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے معصوم بچوں کو قتل کیا جا رہا ہے، ہماری بہنوں، بیٹیوں کی آبروؤں سے کھیلا جا رہا ہے۔ وہ معصوم بچیاں جو پھول کی مانند ہیں جنہوں نے ابھی دنیا کو دیکھا ہی نہیں ہے، سمجھا ہی نہیں ہے ان کے سامنے یہ خونی درندے اپنی وحشت کا وہ نظارہ پیش کرتے ہیں......... آگے کے جملے اس کے آنسوؤں میں بہہ جاتے ہیں وہ کچھ کہہ نہیں پاتا مگر ہم سب سمجھ لیتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے، امر سنگھ اور دیو گوڑا اپنے آنسوؤں کو چھپانے کی

ہمارا سب کچھ تو یہیں ہے ہم تو پیدا اسی ملک میں ہوئے، ہمیں تو پتہ بھی نہیں کہ ہمارے بزرگوں سے کیا خطا ہوئی ہم تو کبھی پاکستان گئے ہی نہیں، پھر ہمارے بزرگوں نے ہی اگر پاکستان جانے کا فیصلہ کیا ہوتا، ہندوستان پر پاکستان کو ترجیح دی ہوتی تو وہ یہاں رہتے ہی کیوں؟ ہمارا جنم ہی یہاں کیوں ہوتا؟ ہم نے تو ہندوستان کو ہی اپنا ملک سمجھا، یہی ہمارا ملک ہے، ہمیں کس جرم کی سزا دی جارہی ہے؟

کوشش میں اپنے ہاتھوں میں رومال لے لیتے ہیں۔ ملائم سنگھ اس کا حوصلہ باندھتے ہوئے کہتے ہیں یہ ملک تمہارا بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ ہمارا ہے۔ مسلمانوں کی قربانیاں کسی سے کم نہیں ہیں۔ یہ ملک سیکولر ہے، فرقہ پرست طاقتوں کو بہت دیر تک من مانی کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ تم حوصلہ رکھو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

لوگ اتنے تھے، داستانیں اتنی تھیں کہ اگر باری باری سے سب کو سنا جاتا تو شاید یہ کبھی ختم نہ ہوتیں لیکن اس بار ان تمام لیڈران کا فیصلہ تھا کہ ان تمام تباہ کردی جانے والی بستیوں کو اپنی آنکھوں سے جاکر دیکھیں گے۔ وہ مسجدیں اور درگاہیں جنہیں مسمار کردیا گیا ہے انہیں اپنی آنکھوں سے جاکر دیکھیں گے، کیمپوں میں رہ رہے تباہ حال لوگوں سے جاکر ملیں گے۔ لہٰذا انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا گیا، ضلع کلکٹر کا پھر وہی جواب، آپ جن علاقوں میں جانا چاہتے ہیں ان میں سے بیشتر میں ابھی بھی کرفیو لگا ہوا ہے، حالات خراب ہیں، آپ کو کچھ جگہ جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ آپ اسپتالوں میں جاکر مریضوں سے مل سکتے ہیں مگر جوہاپورہ، رکھیال، جیسی جگہوں پر جانا مشکل ہے، تب ملائم سنگھ یادو نے ضلع کلکٹر کو دوٹوک لہجہ میں کہا کہ ایک بات صاف صاف سن لو اور اپنے چیف منسٹر کو بھی بتادو کہ تمہارے پاس صرف تین راستے ہیں اور انہی میں سے کسی ایک کو چننا ہے، یا تو ہمیں ان علاقوں تک جانے دو جہاں ہم جانا چاہتے ہیں، یا پھر ہمیں گرفتار کرلو ورنہ ہمیں مروادو، ہم ملے بغیر یہاں سے واپس جانے والے نہیں ہیں۔ کلکٹر نے کچھ دیر کی مہلت مانگی، غالباً اس لیے کہ اپنے آقاؤں کو صورت حال سے واقف کراسکے مگر اس درمیان امر سنگھ بی بی سی لندن کو ٹیلی فون پر تمام صورتحال سے آگاہ کرکے گجرات سرکار کے لیے سوائے ایک کے تمام راستے بند کرچکے تھے کہ وہ جانے کی اجازت دے دیں لہٰذا تقریباً ایک گھنٹہ کی اس زبانی جدوجہد کے بعد ان تمام علاقوں میں جانے کی اجازت دے دی گئی جن کی فہرست ضلع انتظامیہ کے سامنے رکھی گئی تھی۔

ملائم سنگھ یادو نے ضلع کلکٹر کو دوٹوک لھجہ میں کھا کہ ایک بات صاف صاف سن لو اور اپنے چیف منسٹر کو بھی بتادو کہ تمھارے پاس صرف تین راستے ھیں اور انھی میں سے کسی ایک کو چننا ھے، یا تو ھمیں ان علاقوں تک جانے دو جھاں ھم جانا چاھتے ھیں، یا پھر ھمیں گرفتار کرلو ورنہ ھمیں مروادو، ھم ملے بغیر یھاں سے واپس جانے والے نھیں ھیں۔ اس درمیان امر سنگھ بی بی سی لندن کو ٹیلی فون پر تمام صورتحال سے آگاہ کرکے گجرات سرکار کے لیے سوائے ایک کے تمام راستے بند کرچکے تھے

سب سے پہلے ہم لوگ نرودہ پاٹیا پہنچے۔ ایک جلی ہوئی تباہ حال بستی ہماری نگاہوں کے سامنے تھی۔ ٹوٹے ہوئے، اجڑے ہوئے مکان، جلا ادھ جلا، بکھرا ہوا، پھیلا ہوا سامان اور مکینوں سے خالی مکان، جگہ جگہ خون کے دھبے جو اس ظلم کی داستان بیان کر رہے تھے جو یہاں رہنے والوں پر ڈھایا گیا۔ اب یہ دیواریں ہی اس کی گواہ ہیں۔ بستی کے باہر نکلے تو سامنے ایک حد تک جلی ہوئی نورانی مسجد ہماری آنکھوں کے سامنے تھی۔ اس بستی کا جائزہ لینے کے بعد ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ امن چوک کے لیے جہاں پناہ گزینوں کا کیمپ بھی چل رہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے، بالخصوص عورتیں اور بچے اپنی فریاد سنانے کے لیے بے قرار تھے۔ وفد کے تمام ممبراں نے ان زخمی بچوں اور خواتین سے بات کی ان کی روداد سنی، پھر وہی دل دہلانے والی داستان، زندہ بچ گئی عورتوں کے جسموں پر ظلموں کے نشان، جن شرمناک واقعات کو یاد کرنا بھی کسی خاتون کے لیے باعث شرم ہوتا ہے ویسی ہی وحشت ناک، شرمناک داستانوں کو آنسوؤں کے ساتھ معصوم بچیوں سے لے کر ضعیف عورتوں تک نے سنایا۔ ایک ضعیف عورت ملائم سنگھ اور دیو گوڑا سے لپٹ کر رو پڑی، اس کے معصوم دودھ پیتے پوتے کو تلوار کی نوک پر اٹھا کر گھمایا گیا تھا۔ پھر اسے نذر آتش کر دیا گیا تھا۔ امر سنگھ جو یہ سب دیکھ اور سن رہے تھے برداشت نہیں کر سکے اور بہ آواز بلند مائک پر چیخ اٹھے کہ ہندو راشٹر کے بہانے اپنے آپ کو ہندو کہنے والوں کے اس ظلم پر میں اس قدر شرمندہ ہوں کہ مجھے اپنے آپ پر شرم آ رہی ہے۔ انہوں نے نریندر مودی کو للکارتے ہوئے کہا کہ آج گجرات میں سرکار نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہاں صرف اور صرف دنگائیوں کی حکومت ہے اور نریندر مودی انکا سرپرست ہے" وفد کے تمام ممبران نے ملک کو فرقہ پرست طاقتوں سے بچانے کا عزم کیا۔ ملک کو تمام ہندوستانیوں، ہندو، مسلمان سکھ، عیسائی کا وطن قرار دیا، مجرموں کو سخت سے سخت سزائیں دلانے تک اپنا احتجاج اور جدوجہد جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ الامین اسپتال، جوہاپورہ کیمپ، وی ایس

ایک ضعیف عورت ملائم سنگھ اور دیو گوڑا سے لپٹ کر رو پڑی، اس کے معصوم دودھ پیتے پوتے کو تلوار کی نوک پر اٹھاکر گھمایا گیا تھا پھر اسے نذر آتش کردیا گیا تھا۔ امر سنگھ جو یہ سب دیکھ اور سن رہے تھے برداشت نہیں کرسکے اور بہ آواز بلند مائک پر چیخ اٹھے کہ ہندو راشٹر کے بہانے اپنے آپ کو ہندو کہنے والوں کے اس ظلم پر میں اس قدر شرمندہ ہوں کہ مجھے اپنے آپ پر شرم آرہی ہے۔

اسپتال سب جگہ ایک جیسے ظلم کی داستانیں ہمدردوں کا ان کے آنسو پونچھنا، دلاسہ دینا، بہتر مستقبل کی دعا کرنا کہاں تک اس ظلم کی داستان کو لکھا جائے ایک ایک منظر جو نگاہوں کے سامنے آتا ہے ظلم کی ایک نئی داستان سناجاتا ہے۔ جوہاپورہ کیمپ میں ملائم سنگھ جب مظلومین کا درد بانٹ رہے تھے تو ہجوم کو چیرتی ہوئی ایک برقعہ پوش خاتون ہم لوگوں کی طرف بڑھی اور ابو عاصم اعظمی کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔ یہ ان کی بہن تھی جو اپنے بھائی کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ کر زبان سے کچھ نہ کہہ سکی، اس لیے کہ اس کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ہاں کانکر یہ کیمپ میں کچھ مختلف نظارہ دیکھنے کو ضرور ملا۔ غم زدہ وہ بھی تھے، ظلم ان پر بھی ہوا تھا مگر حالات اتنے تکلیف دہ نہ تھے وی ایس اسپتال میں تشدد کا شکار مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کچھ ہندو بھی تھے، اگر مذہب کی بات پر تفصیلی بحث میں نہ جائیں تو بس اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ گجرات میں انسانیت پر ظلم ہوا اور جو کچھ ہوا وہ حیوانیت کا ننگا ناچ تھا۔ اس حیوانیت درندگی اور ظلم کے لیے وہاں کی سرکار، سرکار کی سرپرستی حاصل کیے وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل، آر ایس ایس کے غنڈے تھے جن کے ذریعہ سرزمین گجرات پر یہ خونی داستان لکھی گئی تھی جسے آزاد ہندوستان کی سیاہ تاریخ کی طرح ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

گجرات کے حالیہ سفر کی داستان کو فی الحال میں یہیں ختم کرتا ہوں اس لیے کہ اس پر ابھی نہ جانے اور کتنا لکھنا پڑے گا اور کتنی بار۔ مگر گجرات کے مسلم کش فسادات سے جڑے کچھ اور پہلوؤں پر بھی بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ گجرات کے حالات کو لے کر آج ملک کا ہر سیکولر شخص جو اپنے سینے میں دردمند دل رکھتا ہے پریشان ہے اور اپنی اپنی سطح پر سبھی کچھ نہ کچھ کر بھی رہے ہیں تا کہ زخمی دلوں پر مرہم رکھا جا سکے قومی یکجہتی کے تانے بانے کو ٹوٹنے سے بچایا جا سکے۔ ملک کی سالمیت کو برقرار رکھا جا سکے۔ اس کوشش میں سیاسی سماجی مذہبی سبھی طرح کے لوگ شامل ہیں۔ ہندو بھی، مسلمان بھی، سکھ بھی عیسائی

کہاں تک اس ظلم کی داستان کو لکھا جائے ایک ایک منظر جو نگاہوں کے سامنے آتا ھے ظلم کی ایک نئی داستان سناجاتا ھے۔ جوھاپورہ کیمپ میں ملائم سنگھ جب مظلومین کا درد بانٹ رھے تھے تو ھجوم کو چیرتی ھوئی ایک برقعہ پوش خاتون ھم لوگوں کی طرف بڑھی اور ابوعاصم اعظمی کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔ یہ ان کی بھن تھی جو اپنے بھائی کو اپنی نگاھوں کے سامنے دیکھ کر زبان سے کچھ نہ کھہ سکی، اس لیے کہ اس کے آنسو رکنے کا نام ھی نھیں لے رھے تھے۔

بھی اور یہ مشترکہ کوشش اس امید کو برقرار رکھتی ہے کہ ملک کا سیکولر کردار آج بھی زندہ ہے، اور ملک میں جمہوریت زندہ رہے گی، مگر جب انسانی لاشوں پر بھی سیاست کی کوشش کارفرما دکھائی دیتی ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ آج جب ہم ملک کی جمہوریت کو بچانے کی بات کرتے ہیں، سیکولرزم کو بچانے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ہندوستان کے تمام سیکولر ذہن رکھنے والوں اور سیکولر سمجھی جانے والی سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آج جبکہ سیکولر سیاسی جماعتیں زبردست بکھراؤ کا شکار ہیں تو ان کے اتحاد کے ساتھ ساتھ کانگریس کے اتحاد کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ سردست فرقہ پرست طاقتوں کو بے دخل کرنے کے لیے انہیں شکست دینے کے لیے کانگریس کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن کانگریس کے ماضی کو نظرانداز کرتے ہوئے اگر کانگریس کی پناہ میں جانے کا فیصلہ کرلیا گیا تو یہ ایک تاریخی غلطی ہوگی۔ کانگریس اگر مسلمانوں پر ہزاروں ظلم کرنے کے بعد صرف اس موقع کا فائدہ اٹھاکر مسلمانوں کو اپنی جانب راغب کرنا چاہتی ہے تو اس سے اس کی نیت کو ٹھیک نہیں کہا جاسکتا۔ اگر کانگریس کے ذہن میں یہ ہے کہ گجرات میں ظلم وستم کا شکار مسلمان اب کوئی راستہ نہ دیکھ کر واپس اس کی پناہ میں آئے گا ہی اور وہ ان تمام زخموں کی بھلادے گا جو اسے کانگریس کے ذریعہ دیے گئے ہیں تو غلط ہے۔ کانگریس کو اگر مسلمانوں سے ہمدردی ہے تو موقع کا سیاسی فائدہ اٹھانے کے بجائے مسلمانوں کے دلوں میں جگہ بنانے کی کوشش کرے۔ گجرات کے حالات پر مرثیہ خوانی کرنے سے پہلے اپنے دوراقتدار میں کیے گئے ایسے ہی ظلموں کے لیے معافی مانگے۔ مستقبل میں ایسا کوئی بھی ظلم نہ کرنے کا وعدہ کرے۔ مسلمانوں کی جان ومال اور آبرو محفوظ رہے گی، ان کا استعمال صرف اور صرف سیاست کے لیے نہیں ہوگا اس کی یقین دہانی کرائے۔ تب سامنے آئے ورنہ گھڑیالی آنسو نہ بہائے۔

آج جب ہم ملک کی جمہوریت کو بچانے کی بات کرتے ہیں، سیکولرزم کو بچانے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ہندوستان کے تمام سیکولر ذہن رکھنے والوں اور سیکولر سمجھی جانے والی سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آج جبکہ سیکولر سیاسی جماعتیں زبردست بکھراؤ کا شکار ہیں تو ان کے اتحاد کے ساتھ ساتھ کانگریس کے اتحاد کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اس سے انکار بھی نہیں کہا جاسکتا کہ سردست فرقہ پرست طاقتوں کو بے دخل کرنے کے لیے انہیں شکست دینے کے لیے کانگریس کی بھی ضرورت ہے۔ آج جب ہم ملک

تقسیم وطن کے بعد مسلمانوں کے سینے پر جو پہلا زخم لگا اس کے لیے کانگریس ہی ذمہ دار ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت جو ملک کے وزیر داخلہ تھے ان کا مزاج اور ذہن آج کے وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی کے جیسا تھا اور سمجھا بھی یہی جاتا ہے کہ لال کرشن اڈوانی ،سردار پٹیل کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔مگر اس وقت ملک کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو تھے، اٹل بہاری واجپئی نہیں۔سرکار کانگریس کی تھی ہندوستان میں جو مسلمان رہ گیا تھا اس نے کانگریس پر بھروسہ کیا تھا، اگر اس نے مسلم لیگ پر بھروسہ کیا ہوتا، پنڈت نہرو کے مقابلے محمد علی جناح پر بھروسہ کیا ہوتا تو پاکستان چلا گیا ہوتا۔اسے پنڈت نہرو اور کانگریس پر بھروسہ کا یہ صلہ ملا کہ دہلی میں پنڈت جواہر لال نہرو کی ناک کے نیچے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا،ان کے گھروں اور کاروبار کو تباہ کردیا گیا،انہیں چن چن کر مارا گیا جیسا کہ آج گجرات میں ہو رہا ہے۔آج کی تلخ حقیقت کو میں نے دیکھا ہے اور لکھا رہا ہوں۔اس وقت کی سچائی بیان کی ہے۔عینی شاہد مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب India wins freedom میں ،اور صاف صاف لکھا ہے کہ جب انہوں نے مسلمانوں کے چن چن کر قتل کئے جانے کی داستان مہاتما گاندھی کو سنائی تو پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل دونوں موجود تھے۔مہاتما گاندھی نے سردار پٹیل اور پنڈت نہرو کی طرف دیکھا۔سردار پٹیل نے کہا حالات نارمل ہیں۔دنگوں پر قابو پالیا گیا ہے اور پنڈت نہرو نے خاموش رہ کر سردار پٹیل کی بات کی تائید کی جبکہ وہ سارے کا سارا سچ جانتے تھے۔مہاتما گاندھی نے مولانا آزاد کی بات کا بھروسہ کیا۔مسلمانوں کو پھر سے بسانے کے لئے بھوک ہڑتال کی اور جب ہندوؤں نے مسلمانوں کو واپس بسانے کا عزم کیا تبھی انہوں نے اپنا انشن توڑا۔کیا فرق رہ گیا آج کے لال کرشن اڈوانی اور اٹل بہاری واجپئی کے کردار میں اور اس وقت کے وزیر داخلہ اور وزیر اعظم سردار پٹیل اور پنڈت نہرو کے کردار میں؟ کانگریس کے دور اقتدار میں شروع ہوا مسلمانوں پر ظلم کا یہ

اس وقت ملک کے وزیر اعظم پنڈت جواھر لال نهرو تھے، اٹل بھاری واجپئی نهیں۔سرکار کانگریس کی تھی هندوستان میں جو مسلمان رہ گیا تھا اس نے کانگریس پر بھروسہ کیا تھا، اگر اس نے مسلم لیگ پر بھروسہ کیا ھوتا، پنڈت نھرو کے مقابلے محمد علی جناح پر بھروسہ کیا ھوتا توپاکستان چلا گیا ھوتا۔اسے پنڈت نھرو اورکانگریس پر بھروسہ کا یہ صلہ ملا کہ دھلی میں پنڈت جواھر لال نھرو کی ناک کے نیچے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا،ان کے گھروں اورکاروبار کو تباہ کردیا گیا،انھیں چن چن کر مارا گیا جیسا کہ آج گجرات میں ھورھا ھے۔

سلسلہ اس کے بعد بھی مسلسل جاری رہا اور آج جو گجرات میں ہو رہا ہے۔ جس کے پس منظر میں اجودھیا تنازعہ ہے وہ بھی کانگریس کی ہی دین ہے۔ 1949 میں مورتیاں رکھی گئیں کانگریس کے دور اقتدار میں وزیر اعظم پنڈت نہرو، بابری مسجد کا تالا کھلا کانگریس کے دور اقتدار میں، جج کرشن موہن پانڈے، وزیر اعلیٰ ویر بہادر سنگھ، وزیر اعظم راجیو گاندھی، شلانیاس ہوا کانگریس کے دور اقتدار میں، وزیر اعلیٰ نرائن دت تیواری، وزیر اعظم راجیو گاندھی۔ بابری مسجد شہید ہوئی، مرکز میں کانگریس کے دور اقتدار میں، وزیر اعظم نرسمہا راؤ، 1987 میں میرٹھ میں ایک لائن میں کھڑا کر کے مسلمانوں کو پی اے سی کے ذریعہ گولی سے اڑایا گیا کانگریس کے دور اقتدار میں، ممبئی فسادات میں شیوسینا کے غنڈوں نے چن چن کر مسلمانوں کو قتل کیا، ان کے کاروبار تباہ کیے کانگریس کے دور اقتدار میں، فہرست بہت طویل ہے جبکہ جگہ بہت کم، پھر بھی اگر کانگریس مسلمان کے اور مسلمان کانگریس کے ساتھ کے بارے میں سوچیں تو پہلے بہت کچھ طے کرنا ہوگا ورنہ جلد بازی اور نا سمجھی میں اٹھایا گیا کوئی بھی قدم مسلمانوں کے لئے گجرات سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوگا۔ موقع پرست کانگریس کے ذریعہ ڈیوٹی پر لگائے گئے مسلم سیاست داں و دیگر حضرات اپنا مستقبل سنوارنے کی کوشش میں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے قوم کے مستقبل کے بارے میں سوچیں پھر کوئی قدم اٹھائیں ورنہ اس قوم کی تباہی کے ذمہ دار وہ ہوں گے اور تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

----❖----

یوں بھی ملتا ہے کبھی ظلم کے پتھر کا جواب

آئنہ ٹوٹ کے خنجر میں بدل جاتا ہے

کی جمہوریت کو بچانے کی بات کرتے ہیں، سیکولرزم کو بچانے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ہندوستان کے تمام سیکولر ذہن رکھنے والوں اور سیکولر سمجھی جانے والی سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آج جبکہ سیکولر سیاسی جماعتیں زبردست بکھراؤ کا شکار ہیں تو ان کے اتحاد کے ساتھ ساتھ کانگریس کے اتحاد کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ سرپرست فرقہ پرست طاقتوں کو بے دخل کرنے کے لیے انہیں شکست دینے کے لیے کانگریس کی بھی ضرورت ہے۔

میں اپنی اس رپورٹ کو فی الحال یہاں ختم کرتا ھوں لیکن وہ تمام تفصیل ضرور پیش کرنا چاھوں گا جو احمدآباد کے دورہ میں متاثرین نے، فسادزدہ لوگوں نے،مجھے سونپی، مجھے سنائی یا لکھ کر دی. اس میں علاقہ وار ملوکین کی فہرست بھی ہے، زخمی لوگوں کی تفصیل بھی، جو املاك تباہ وبرباد ھوگئیں ان کی تفصیل بھی ھے ، انصاف پانے کے لئے انھوں نے جو کوششیں کیں اس کا ذکر بھی ھے.اس کڑی میں میں پیش کررھا ھوں احمد آباد کے محمد یونس اور ڈاکٹر شکیل کے ذریعہ مجھے دی گئی تفصیل، ان کے ذریعہ بنائی گئی ویڈیو سی ڈی رپورٹ، کامبیٹ کمیونلزم، نوبل ٹرسٹ فاؤنڈیشن،خواتین تنظیموں اور دیگر کئی سیکولر غیر جانب دار ھندو وفود کی رپورٹیں جو انھوں نے خود گجرات جاکر اور وھاں کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لکھیں اور شائع کیں یا مجھ تك پھنچائی، ساتھ ھی اھم قومی اخبارات میں شائع مضامین و رپورٹیں، جناب امر سنگھ اورمحترمہ شبانہ اعظمی کی پارلیمنٹ میں کی گئی تقاریر،قومی حقوق انسانی کمیشن کی رپورٹیں وغیرہ جو گجرات میں بے قصور مسلمانوں پر مظالم کی وہ داستان پیش کرتی ھیں جس کی مثال اگر دی جاسکتی ھے تو صرف نازیوں ک ا مظالم سے، ھٹلر کے ظلم سے، انگریزوں کے ذریعہ ھندوستانیوں پر کئے گئے ظلم سے، جلیاں والا باغ سے، ملك کی تقسیم کے وقت ھونے والے فسادات سے، جن کی تفصیل پچھلے باب میں بیان کی جاچکی ھے.اب ملاحظہ فرمائیں گجرات کی دردناك داستان، گجرات کی دکھ بھری کھانی، وھاں کے متاثرین اور عینی شاھدین کی زبانی.

احمد آباد ناگرک ہت رکشک سمیتی

لغت کے الفاظ نا کافی ہیں، قلم قاصر ہے اور انگلیاں لرزاں ہیں کہ گجرات کی تصویر کشی لفظوں میں کی جائے۔ ولیوں اور صوفی سنتوں کے جنت نشان شہر احمد آباد کو بلوائیوں نے آن کی آن میں شمسان اور قبرستان میں تبدیل کر دیا۔ ظلم واستبداد، بربریت اور شیطانیت کا یہ عالم ہے کہ ہٹلر ہلاکو اور چنگیز خان کے مظالم ماند نظر آتے ہیں۔ وشو ہند پریشد، بجرنگ دل، شیوسینا اور آر ایس ایس کے غنڈوں نے مقامی پولس کی رہنمائی میں مسلسل دو دنوں تک قتل عام، لوٹ مار، آتش زنی، اور وحشت و بربریت کی وہ ہولی کھیلی ہے کہ زمین لرز گئی، آسمان کانپ گیا!

آپ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک جمہوری اور سیکولر ملک ہے، لیکن فرقہ پرست، بنیاد پرست اور فسطائی قوتیں عموماً پورے ملک اور خصوصاً اہنسا کے پجاری گاندھی جی کے گجرات میں سماجی تانے بانے کو بکھیرنے اور ہندوستانی سماج کو منتشر کرنے میں مصروف کار ہیں۔ مذہب کے نام پر دہشت گردی عام ہے۔ چونکہ یہ قوتیں ریاست میں برسراقتدار ہیں، انہوں نے ریاستی انتظامیہ کی مدد سے اقلیتوں کو خصوصاً مسلمانوں اور عیسائیوں کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ ساتھ دیگر اقلیتوں کے بھی بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے ہیں۔ عورتوں کی خودکشی اور خود سوزی کے واقعات بھارت میں سب سے زیادہ گجرات ہی میں رونما ہوتے ہیں۔

انتظامیہ کے اعلیٰ افسران سے لے کر پولس، ایس آر پی وغیرہ فرقہ وارانہ ذہنیت میں سرشار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حالیہ فساد میں اپنا سارا زور مسلمانوں کو مارنے اور انہیں ہر طرح سے برباد کرنے پر ختم کر دیا۔ مسلم بچوں، جوانوں، بوڑوں اور مردوں، عورتوں کی لاشیں اس حقیقت کے زندہ ثبوت ہیں۔ بھارت میں آج تک عدلیہ کا وقار

ولیوں اور صوفی سنتوں کے جنت نشان شہر احمد آباد کو بلوائیوں نے آن کی آن میں شمسان اور قبرستان میں تبدیل کر دیا۔ ظلم واستبداد، بربریت اور شیطانیت کا یہ عالم ہے کہ ہٹلر ہلاکو اور چنگیز خان کے مظالم ماند نظر اتے ہیں۔ وشوہندپریشد، بجرنگ دل، شیوسینا اور آر ایس ایس کے غنڈوں نے مقامی پولس کی رہنمائی میں مسلسل دودنوں تک قتل عام، لوٹ مار، آتش زنی، اور وحشت وبربریت کی وہ ہولی کھیلی ہے کہ زمین لرزگئی، آسمان کانپ گیا!

مجروح نہیں ہونے پایا ہے اور صرف عدلیہ ہی مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی محافظ تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے گجرات کے مسلمانوں اور کمزور طبقہ کے عوام کی جانب سے چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔ یہ چند مطالبات کمیشن سے قبولیت کی توقع کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں۔

(1) آر ایس ایس، وشوہندو پریشد اور بجرنگ دل جیسی فرقہ پرست اور فسطائی جماعتوں پر پابندی عائد کی جائے۔

(2) گجرات میں انسانی حقوق کمیشن اور اقلیتی حقوق کمیشن کی صوبائی شاخ تشکیل دی جائے۔

(3) ریاستی حکومت کی سرگرمیوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا گجرات میں کوئی قانون اور انتظام نہیں ہے، لہٰذا ریاست میں ایسا قانون بنایا جائے۔

(4) جسٹس جی ایم ریڈی کمیشن 1949 اور جسٹس وی ایس دوبے کمیشن 1985 کی رپورٹ تیار ہیں لیکن ان پر ہنوز عمل درآمد نہیں ہوا۔ ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ سیاسی پارٹیاں اپنی مرضی کے مطابق سماج میں نفرت پھیلانے اور تفرقہ ڈالنے کے لئے تمام پابندیوں سے آزاد ہیں۔ جسٹس کے جی شاہ کمیشن کا تقرر گودھرا کے حادثے اور اس کے بعد رونما ہونے والے فسادات کی تحقیقات کے لئے کیا جاچکا ہے۔ ریاستی حکومت اس کمیشن کی رپورٹ پر عمل کرنے کے لئے پابند ہونا چاہئے۔

(5) جسٹس سے مودبانہ گزارش ہے کہ وہ ان پولس افسران کے خلاف کارروائی کرنے میں تعاون کریں جن کے خلاف زندہ بچ جانے والوں نے نامزد فریاد کی ہے۔ احسان جعفری سابق ممبر آف پارلیمنٹ اور انسانی حقوق کے علمبردار کو فرقہ پرستوں نے زندہ جلادیا جبکہ ان کی رہائش میگھانی نگر پولس اسٹیشن سے صرف پانچ منٹ کی دوری پر واقع ہے۔ احمد آباد کے پولس کمشنر کا آفس بھی ان کی رہائش سے قریب ہے۔

(1) آر ایس ایس، وشوھندوپریشد اور بجرنگ دل جیسی فرقہ پرست اور فسطائی جماعتوں پر پابندی عائد کی جائے۔
(2) گجرات میں انسانی حقوق کمیشن اور اقلیتی حقوق کمیشن کی صوبائی شاخ تشکیل دی جائے۔
(3) ریاستی حکومت کی سرگرمیوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا گجرات میں کوئی قانون اور انتظام نہیں ہے، لهذا ریاست میں ایسا قانون بنایا جائے۔

(6) اقلیتوں کی اقتصادی حالت بحال کرنے کو ترجیح دی جائے جنھیں تباہ کرنے کے لئے نشانہ بنایا گیا ہے۔

(7) حالیہ فساد میں بیوہ ہونے والی عورتوں اور یتیم ہونے والے بچوں کو ہر ممکن امداد پہنچا کر ان کے مسائل کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

(8) پورے گجرات میں تقریباً 80 ہزار فساد زدہ پناہ گزیں مختلف کیمپوں میں مقیم ہیں۔ ان تمام کی باز آبادکاری کی طرف توجہ دی جائے۔ ان کے اپنے مکانوں میں منتقلی کو یقینی بنایا جائے۔ چند مقامات ایسے بھی ہیں جہاں دوبارہ آباد ہونا پناہ گزینوں کے لئے ممکن نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دوسری محفوظ جگہ پر رہائش کا بندوبست کیا جائے۔

(9) ایسی متعدد مساجد، درگاہیں اور دیگر مذہبی مقامات جنہیں فساد کے دوران توڑ پھوڑ کر وہاں مورتیاں رکھ دی گئیں ہیں۔ انہیں اپنی سابقہ حالت جو گودھرا حادثہ سے قبل تھی، پر بحال کیا جائے۔

(10) ایسے اخبارات کے خلاف کارروائی کی جائے جو پریس کاؤنسل آف انڈیا کی خلاف ورزی کر کے یک طرفہ اور مشتعل خبریں شائع کرتے ہیں۔

یہ فساد نہیں بلکہ مسلم نسل کشی ہے۔ وی ایچ پی بجرنگ دل اور بی جے پی کے شرپسندوں کے ساتھ حکومت وانتظامیہ نے مل کر جس منصوبہ بند طریقے سے وحشت وبربریت کی داستان لکھی ہے اس کی مثال آزادی کے بعد سے ابتک ہوئے ملک کے فرقہ وارانہ فساد میں نہیں ملتی۔ یہ فساد نہیں بلکہ یك طرفہ مسلم کشی کی منظم مھم ھے جس میں صرف مسلمانوں اور ان کے املاك کو نشانہ بنایا گیا۔ اس کے لئے ووٹرلسٹ کا استعمال کیا گیا۔

گجرات میں جاری فرقہ وارانہ فسادات نے نہ صرف پوری ریاست بلکہ پورے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ یہ فساد نہیں بلکہ مسلم نسل کشی ہے۔ وی ایچ پی بجرنگ دل اور بی جے پی کے شرپسندوں کے ساتھ حکومت وانتظامیہ نے مل کر جس منصوبہ بند طریقے سے وحشت وبربریت کی داستان لکھی ہے اس کی مثال آزادی کے بعد سے اب تک ہوئے ملک کے فرقہ وارانہ فساد میں نہیں ملتی۔ یہ فساد نہیں بلکہ یک طرفہ مسلم کشی کی منظم مہم ہے جس میں صرف مسلمانوں اور ان کے املاک کو نشانہ بنایا گیا۔ اس کے لئے ووٹر لسٹ کا استعمال کیا گیا۔

مختلف کیمپوں میں ایک ایک لٹے پٹے پناہ گزین کی دلدوز روداد کے لئے دفتر درکار

ہیں جس کا تفصیلی بیان ان چند سطروں میں ممکن نہیں ہے۔ نروڑا پاٹیہ میں تقریباً 165 مسلمانوں کو قتل کر کے ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اور بعد میں اسے مٹی سے پاٹ دیا گیا۔ احمد آباد میں سب سے وسیع کیمپ شاہ عالم کے علاقہ میں درگاہ کے احاطے میں باندھا گیا ہے جس میں تقریباً ساڑھے دس ہزار پناہ گزین موجود ہیں۔

''نروڑا پاٹیہ کی ایک عورت فاطمہ بی بی نے بتایا کہ میرے پورے خاندان کو قتل کر کے جلا دیا گیا ہے۔ تقریباً دس ہزار سے زائد شرپسندوں نے ہمارے گھروں پر حملہ کر دیا جبکہ ان کے حملوں سے صرف پندرہ منٹ پہلے پولس نے آ کر ہمیں اطمینان دلایا تھا کہ تم لوگ آرام سے رہو، ہم تمہاری حفاظت کے لئے یہاں ہیں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ جیسے ہی پولس ہمارے محلے سے باہر نکلی، شرپسندوں کے ہجوم نے ہماری بستی پر دھاوا بول دیا اور دوسو سے زائد لوگوں کو مار ڈالا۔ سیکڑوں عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کی۔ وہ چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچوں کو ذبح کر کے تلواروں اور ترشولوں پر اٹھا کر محلّہ کی ایک ایک گلی میں گھوم رہے تھے۔ جب کہ ان شرپسندوں کے حملے کے وقت پولس ہماری بستی سے تھوڑی ہی دور پر موجود تھی مگر کسی نے بھی ہماری چیخ و پکار نہیں سنی۔''

مشرقی احمد آباد میں تمام علاقوں کو تہس نہس کر کے لوٹا اور جلایا گیا۔ مسجدوں اور درگاہوں کو زمین دوز کر دیا گیا۔ توڑنے کے لئے گیس سلنڈروں کا استعمال کیا گیا۔ سندرم نگر، انصار نگر، مدینہ نگر، اربن نگر، اکبر نگر، مریم بی بی کی چال، بارہ سانچہ کی چال وغیرہ وغیرہ جو مسلم اکثریتی علاقے ہیں پوری طرح تباہ و برباد کر دیے گئے۔ تقریباً پانچ ہزار دکانوں کو نذر آتش کر دیا گیا جب کہ مکانوں اور سواریوں کا کوئی شمار نہیں ہے۔

پورے گجرات میں احمد آباد اور بڑودہ کے علاوہ مہسانہ، داہود، پنچ محال، سابر کانٹھا، کھیڑا، آنند وغیرہ اضلاع شدید متاثر ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی ایسی کوئی بستی نہیں جسے تباہ و برباد نہ کیا گیا ہو۔ جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

مختلف کیمپوں میں ایک ایک لٹے پٹے پناہ گزین کی دلدوز روداد کے لئے دفتر درکار ہیں جس کا
تفصیلی بیان ان چند سطروں میں ممکن نہیں ہے۔ نروڑا پاٹیہ میں تقریباً 165مسلمانوں کو قتل کرکے ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اور بعد میں اسے مٹی سے پاٹ دیا گیا۔

آج بھی شہر کے تمام علاقوں میں زبردست کشیدگی ہے۔ پولس اور فوج نے تمام علاقوں کا محاصرہ کرر کھا ہے۔ آئے دن مسلم علاقوں میں Combing کے بہانے پولس دھر پکڑ اور مار پیٹ کرر ہی ہے۔ پولس تھانوں میں مسلمانوں کو گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ حالات و اخبار کی روشنی میں آپ کا کمیشن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے متاثرین کو ہر ممکن انصاف دلانے کی کوشش کرے گا۔

آپ کے نیازمندان

اراکین احمد آباد ناگرک ہت رکشک سمیتی

نقل روانہ:

(1) جسٹس شری جی ایس ورما، صدر آیوگ پنچ، نئی دہلی (انگریزی میں)

(2) مگھومتی پنچ، صدر کو (انگریزی میں) نئی دہلی۔

(3) شریمتی سونیا گاندھی، نئی دہلی (انگریزی میں)

(4) سابق وزیراعظم ایچ ڈی دیوگوڑا (انگریزی میں)

(5) سابق وزیراعظم وی پی سنگھ (انگریزی میں)

(6) ملائم سنگھ یادو، صدر سماجوادی پارٹی (انگریزی میں)

(7) شبانہ اعظمی، ایم پی (انگریزی میں)

(8) جناب مقصود صاحب، نئی دہلی (اردو میں)

(9) جناب اختر الواسع صاحب نئی دہلی (اردو میں)

(10) جناب جی ایس نعمانی صاحب (اردو میں) جسٹس نئی دہلی

(11) پروفیسر ریاض عمر، چاندنی چوک، دہلی (اردو میں)

(12) رجسٹرار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (اردو میں)

(13) رجسٹرار جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی (اردو میں)

(14) دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، دیوبند یوپی (اردو میں)

(15) دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یوپی (اردو میں)

(16) جناب عنایت خاں پٹھان، کرلا، ممبئی (اردو میں)

حملوں سے صرف پندرہ منٹ پہلے پولس نے آکر ہمیں اطمینان دلایا تھا کہ تم لوگ آرام سے رہو، ہم تماری حفاظت کے لئے یہاں ہیں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ جیسے ہی پولس ہمارے محلے سے باہر نکلی، شرپسندوں کے ہجوم نے ہماری بستی پر دھاوا بول دیا اور دوسو سے زائد لوگوں کو مار ڈالا۔ سیکڑوں عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کی۔ وہ چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچوں کو ذبح کرکے تلواروں اور ترشولوں پر اٹھاکر محلہ کی ایک ایک گلی میں گھوم رہے تھے۔

-: فہرست نیاز مندان :-

1:- جناب وائی بی لاکھن راجپوت، نائب صدر: احمد آباد سٹی یوتھ کانگریس، صدر: احمد آباد ایسٹ زون، سینٹرل سول رائٹس کونسل۔ 2:- جناب الیاس خان پٹھان، صدر: گجرات یوتھ کانگریس مائناریٹی سیل۔ 3:- جناب وفا جونپوری، ممبر گجرات اردو ساہتیہ اکادمی، صوبہ گجرات، گاندھی نگر، فون 2733572 4:- جناب زلفی خان ٹی پٹھان، نائب صدر: احمد آباد یوتھ کانگریس 5:- جناب ڈاکٹر پرشوتم ہروانی، چیئرمین ڈاکٹر سیل، جی پی سی 6:- جناب شکیل راجپوت

7:- جناب اسحاق شیخ، نائب صدر الامین، غریب نواز جنرل ہاسپٹل، گومتی پور، احمد آباد 8:- جناب ڈاکٹر الیاس شیخ 9:- جناب ایڈوکیٹ دھانا بھائی دیسائی 10:- جناب زبیر احمد ایس پٹھان، سکریٹری مائناریٹی سیل (جی پی سی) 11:- جناب ایڈوکیٹ اشوک ایم بھنڈاری 12:- جناب ڈاکٹر نثار احمد انصاری 13:- محترمہ ایڈوکیٹ ممتاز بانو پٹھان 14:- جناب لیاقت علی انصاری، سپر روڈ لائنز 15:- جناب غیور عالم راجپوت 079-2731477 16:- جناب پروین پرمار (O) 079-2733885 17:- جناب اندرودن پٹیل 079-2746134

18:- جناب اسلم راجپوت ماسٹر Mobile: 9825250753 19:- جناب غلام رسول انصاری، نمائندہ نئی دنیا دہلی 2176172 20:- جناب ذاکر حسین شیخ، مدرس 21:- جناب ایڈوکیٹ عارف راجپوت 22:- جناب غنی بھائی گھاسوالا حاجی صاحب

محمد یونس بلیغ الدین راجپوت

(وائی بی لاکھن راجپوت)

گجرات سانحہ، ایک رپورٹ

اختر الواسع: .... وصی احمد نعمانی

حالیہ گجرات کے حالات نے ہندوستان کے بیدار معزز اور باہوش ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ جو جہاں ہے وہیں فکر مند ہے۔ مادر وطن ہندوستان کی سالمیت ایکتا، جمہوریت اور بھائی چارہ کی شمع کو بجھنے سے بچانے کے لیے ہندو بھی اور مسلمان بھی یہ سوچ رہا ہے کہ کیا مٹھی بھر لوگ مذہب اور عقیدہ کے نام پر سارے بھارت کو لہولہان کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ کیا گجرات کے سیکڑوں کیمپوں میں پناہ گزیں جو زندگی گزارنے کے لیے مجبور کر دیے گئے ہیں ان کی آہ آسمان کا کلیجہ چیر کر فریادی کے لیے خدا سے انصاف مانگنے میں کامیاب نہیں ہوگی؟

ان حالات کی روشنی میں بہت سے اور بے شمار انسانیت دوستوں کی طرح اور بھی چند لوگ یکجا ہوئے اور جناب سراج قریشی، جناب عزیز برنی، جناب صفدر حسین خان، جناب مسعود احمد، جناب رحمٰن، جناب حق وغیرہ کے مشورے کی روشنی میں ہندوستان کے سیکولر ذہنوں کے ساتھ مل کر ہندو مسلم ایکتا اور بھائی چارہ کے جذبہ کے سہارے۔ احمد آباد کے حالات کا جائزہ لے کر ضرورتمندوں کی مدد اور ہندوستان کی سالمیت کے لیے ضروری قدم اٹھانے کی ضرورت محسوس کی اور جناب دیوگوڑا سابق وزیر اعظم ہند کی رہنمائی میں ایک وفد روانہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس میں جہاں پروفیسر اختر الواسع اور جناب وصی احمد نعمانی ایڈوکیٹ سپریم کورٹ کو وفد میں شامل ہو کر رپورٹ یکجا کرنے کی ہدایت دی گئی۔

گجرات میں جو مسلم کش فساد ہوا اس میں حکومت گجرات اصل مجرم ہے۔ مودی اور دیگر ارباب حل و عقد نے جان بوجھ کر دہشت پھیلائی۔ دہشت گردوں کو پناہ دی، ان تخریب کاروں کی وکالت کی اور ان کی مالی، سیاسی، فکری اور اقتصادی مدد کی ہے۔ جس کی وجہ سے پورے ملک میں عام طور پر اور گجرات میں خاص کر دوسرے فرقہ کے لوگوں میں دہشت پیدا ہوئی۔

وفد مورخہ 10 /اپریل کو ہوائی جہاز سے ممبئی اور پھر وہاں سے بڑودا پہنچا۔ مورخہ 11 /اپریل کو جناب دیوگوڑا صاحب صبح 8 بجے بڑودہ پہنچے اور پھر بڑودہ کے مختلف کیمپس میں پناہ گزین سے ملنے تشریف لے گئے۔ خاص طور پر Tandalja Amir Complex تندلجا امیر کمپلیکس، نور پارک کیمپس، گودھرا، لنڈاوارہ پھر احمد آباد، حاجی پٹیل ہائی اسکول کیمپ، دریا خان گومٹھ کیمپ، شاہ عالم درگاہ کیمپ، جونا پور کیمپ، کنکریا کیمپ (ہندو کیمپ) وغیرہ میں جاکر پناہ گزین سے ملاقاتیں کیں اور وہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔

وفد اس نتیجہ پر پہنچا کہ گودھرا ریلوے کا حادثہ شرمناک، قابل مذمت اور کلنک ہے۔ ضرورت ہے اس کی تحقیق سپریم کورٹ کے جج کی رہنمائی میں سی بی آئی سے کرائی جائے اور ملزمان کو سخت سے سخت سزا دے کر ملک میں امن وسکون کی بحالی کے لیے راہ ہموار کی جائے۔

گجرات میں جو مسلم کش فساد ہوا اس میں حکومت گجرات اصل مجرم ہے۔ مودی اور دیگر ارباب حل وعقد نے جان بوجھ کر دہشت پھیلائی۔ دہشت گردوں کو پناہ دی، ان تخریب کاروں کی وکالت کی اور ان کی مالی، سیاسی، فکری اور اقتصادی مدد کی ہے۔ جس کی وجہ سے پورے ملک میں عام طور پر اور گجرات میں خاص کر دوسرے فرقہ کے لوگوں میں دہشت پیدا ہوئی۔ سیکڑوں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اربوں روپیہ کی ذاتی اور قومی ملکیت کو نقصان پہنچایا گیا۔ یہ تمام عمل پوٹا کے دائرہ میں آتے ہیں اس لیے سب سے پہلے مودی کو اس قانون کے تحت گرفت میں لایا جائے اور پھر تمام سازش کاروں کو پوٹا میں بند کر کے مقدمہ چلا کر سزا دی جائے، تا کہ قانون کی حکمرانی مجروح نہ ہو۔

سیکڑوں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اربوں روپیہ کی ذاتی اور قومی ملکیت کو نقصان پہنچایا گیا. یہ تمام عمل پوٹا کے دائرہ میں آتے ہیں اس لیے سب سے پہلے مودی کو اس قانون کے تحت گرفت میں لایا جائے اور پھر تمام سازش کاروں کو پوٹا میں بند کر کے مقدمہ چلا کر سزا دی جائے، تاکہ قانون کی حکمرانی مجروح نہ ہو.

وفد کے سامنے یہ شہادت بھی ہے کہ پولس کی سرکردگی، صوبائی وزیر، ایم ایل اے اور

دوسرے بی جے پی کے عہدیداروں کی نشاندہی پر قتل و غارت گری، لوٹ اور عصمت دری کا جرم کیا گیا۔ پولس نے حکمراں کی ایما پر ایف آئی آر تک درج نہیں کی۔ خود قومی انسانی حقوق کمیشن، قومی اقلیت کمیشن نے اپنے رپورٹ میں مذکورہ بالا دہشت گردی کے عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جناب دیوگوڑا صاحب کئی کیمپوں میں پناہ گزین کے دردناک حالات کو دیکھ کر بلک بلک کر رو پڑے۔ جو حالات کیمپ اور شہروں میں تناؤ کے دیکھنے اور جھیلنے کو ملے درحقیقت اگر دیوگوڑا صاحب کی زیڈ سیکورٹی کی حفاظت میں ہم نہیں گئے ہوتے تو ہمارے بوتے کا نہیں تھا کہ ہم ایک کیمپ کیا ایک محلّہ کا بھی ٹھیک سے سروے کر سکتے تھے۔

ان تمام عمل میں جو سب سے بڑی تقویت ملتی رہی وہ عزیز برنی صاحب کی دوراندیشی اور مکمل منصوبہ بندی کی وجہ سے تھی۔ دہلی ہوائی اڈہ سے ممبئی، راج کوٹ، بڑودہ، گودھرا، سنڈوارہ، احمد آباد سے لے کر دہلی واپسی تک ایک ایک منٹ کی انہوں نے اطلاع حاصل کی۔ دیوگوڑا صاحب اور ان کی سیکورٹی کے ڈائریکٹر سے رابطہ بنائے رکھا، ہمیشہ اس بات کی فکر رکھی کہ ہم لوگ اس بے حد نازک اور الجھے ہوئے حالات میں ہر طرح سے خیریت سے ہیں۔ اور اپنے کام کو بخوبی انجام دے پا رہے ہیں۔ اس بات کی بھی تاکید کرتے رہے کہ اگرچہ جس مشن پر جا رہے ہیں بے حد ضروری ہے مگر تمام حفاظتی اقدام ہمیشہ مدنظر رہیں۔ یہ سب باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ عزیز برنی صاحب کی شخصیت میں ایک مضبوط رہنمائی کی صلاحیت پنہا ہے۔ جو اپنے ساتھ اپنی ٹیم کو منصوبہ اور پلاننگ کے دائرہ میں لے کر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس اہم مشن کے تحت سفر میں جناب سراج الدین قریشی صاحب نے اپنے طور پر شفقت اور ہمدردی کے ساتھ رابطہ بنائے رکھا۔

وفد کے سامنے یہ شہادت بھی ہے کہ پولس کی سرکردگی، صوبائی وزیر، ایم ایل اے اور دوسرے بی جے پی کے عہدیداروں کی نشاندھی پر قتل و غارت گری، لوٹ اور عصمت دری کا جرم کیا گیا۔ پولس نے حکمراں کی ایما پر ایف آئی آر تک درج نہیں کی۔ خود قومی انسانی حقوق کمیشن، قومی اقلیت کمیشن نے اپنے رپورٹ میں مذکورہ بالا دہشت گردی کے عمل کی طرف اشارہ کیا ھے۔

اس اہم کام میں جناب سراج قریشی، صفدر حسین خان، حق صاحب، مقصود احمد صاحب جسے مخلصوں کی نیک تمنائیں شامل تھیں۔ ضرورت ہے کہ رپورٹ جو عنقریب اشاعت کے لیے پیش ہوگی اس کو بنیاد بنا کر مستقل طور پر ایسے اقدام کیے جائیں جو اس قدر کارگر ثابت ہو کہ گجرات و گودھرا جیسے سانحہ سے متاثر افراد کے لیے امداد کے وقت ہاتھ پاؤں پھیلانے کی نوبت نہ آسکے۔ ایسی طاقت یکجا اور ایسے افراد تیار کیے جائیں جو قوم وملک کی سالمیت، ترقی اور خوش حالی، بھائی چارہ کے لیے بنیاد بن کر ملک کو امن و سکون کا گہوارہ بنا سکیں۔

رپورٹ

گجرات کے انسانیت سوز اور مسلم کش سانحہ کے مطالعہ اور محاسبہ کے لیے جناب ایچ ڈی دیوگوڑا صاحب سابق وزیراعظم ہند کا قافلہ احمد آباد اور دیگر متاثرہ علاقہ کے لیے روانہ ہونے کو تیار تھا اسی درمیان ''نوبل فاؤنڈیشن ٹرسٹ'' دہلی کی انتظامیہ کمیٹی نے وہاں کے حالات کا تجزیہ لینے کے لیے اپنے کئی سیشن بلا کر اور معاملات پر مباحثہ کر کے ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اس لیے یہ کہا گیا کہ جناب دیوگوڑا صاحب کے قافلہ کے ساتھ ٹرسٹ بھی اپنا وفد بھیجے۔ لہٰذا جناب پروفیسر اختر الواسع صاحب، ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ اور جناب وصی احمد نعمانی ایڈوکیٹ سپریم کورٹ کو یہ حکم ہوا کہ جائے حادثات اور کیمپوں میں جا کر بذات خود حالات دیکھے جائیں اور ڈاٹا حاصل کیے جائیں پھر اس کی رپورٹ تیار کر کے اور انہیں بنیاد بنا کر متاثرین کو راحت پہنچانے کے سلسلے میں ضروری اقدام کے لیے مشورے اور تجاویز دیے جائیں۔

مورخہ 11/اپریل کو صبح 9 بجے کی فلائٹ سے وفد ممبئی ایئرپورٹ پہنچا۔ جناب

جناب دیوگوڑا صاحب کئی کیمپوں میں پناہ گزین کے دردناک حالات کو دیکھ کر بلک بلک کر رو پڑے۔ جو حالات کیمپ اور شہروں میں تنائو کے دیکھنے اور جھیلنے کو ملے درحقیقت اگر دیوگوڑا صاحب کی زیڈ سیکورٹی کی حفاظت میں ہم نہیں گئے ہوتے تو ہمارے بوتے کا نہیں تھاکہ ہم ایک کیمپ کیا ایک محلہ کا بھی ٹھیک سے سروے کر سکتے تھے۔

عزیز برنی صاحب کے رفقاء جناب نسیم احمد اور ان کے ساتھی جناب جے پرکاش صحافی نے ہم لوگوں کا استقبال کیا۔ ممبئی ایئرپورٹ سے ہوٹل سنغور پہنچے جہاں ہم لوگ جناب تنویر حاذق صاحب کے مہمان رہے۔ اطلاع ملی کہ جناب دیوگوڑا صاحب بجائے اس کے کہ ممبئی ایئرپورٹ آکر پھر بڑودہ ہوتے ہوئے احمد آباد جائیں۔ اب وہ کل یعنی مورخہ 11 / اپریل کو صبح 6 بجے کی فلائٹ سے سیدھے دہلی سے بڑودہ پہنچیں گے۔ چونکہ بڑودہ، راج کوٹ اور احمد آباد کے ساتھ پورا گجرات فساد سے جل رہا تھا اس لیے بغیر کسی مناسب سیکورٹی کے ہوائی جہاز سے سفر کرنا بھی بے حد الجھن کا باعث بنا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جناب دیوگوڑا صاحب کی سیکورٹی سے آراستہ قافلہ میں شامل ہو کرنا قابل رسائی علاقوں اور کیمپوں تک پہنچ کر تفصیل حاصل کی جاسکی اب فسادی، سازش کار اور ملزمان و مجرمین کو پہچان کر قانونی، سماجی اور سیاسی اختیارات کے مالک کی چوکھٹوں پر دستک دے کر انصاف حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

ہم لوگ مورخہ 10 / اپریل کو 4:30 بجے شام کی فلائٹ سے ممبئی ایئرپورٹ سے روانہ ہو کر راج کوٹ ہوتے ہوئے بڑودہ شام 6:40 پر احمد آباد ایئرپورٹ پہنچے۔ جہاں ستیش دیسائی، سکریٹری جنتا دل سیکولر، جن کی سیکولر مزاجی کا ذکر آگے آئے گا۔ ان کے ساتھی جناب انور صحافی کے دوستوں اور شہر کے برگزیدہ اور ذمہ دار ہندو اور مسلمانوں نے استقبال کیا۔ وفد کا قیام بڑودہ سرکٹ ہاؤس میں جناب دیوگوڑا صاحب کے مہمان کی حیثیت سے ہوا اور دیکھ بھال بھی اسی معیار سے کی جاتی رہی۔ ہم نے وہاں صاف صاف یہ بتا دیا تھا کہ چونکہ یہ شہر بھی فساد سے بری طرح متاثر ہے اس لیے ہم لوگ وہیں رکیں گے جہاں یہاں کے میزبان مناسب اور محفوظ مانتے ہیں۔

راج کوٹ اور بڑودہ کے درمیان ہوائی جہاز کئی بار اتنی مناسب اونچائی پر اڑتا رہا جہاں سے زمین کا منظر صاف نظر آرہا تھا جگہ جگہ مکانوں کے چھجے صاف نظر آتے تھے۔ کھیں 15-20 اور کھیں 25-30 گھروں کے جھنڈ بتاھی اور بربادی کی کھانی سنا رھے تھے۔ یہ سب کے سب جل کر راکھ کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ دیکھتے ھی دیکھتے عجیب سی سراسیمگی اور غم و اندوہ کا ماحول پیدا ہونے لگا۔

سرکٹ ہاؤس بڑودہ میں مقامی وفود اور نمائندوں کا آنا شروع ہوا۔ انہوں نے اخباروں کی کٹنگ اوران پر مبنی بہت سے کمپائلیشن ہم لوگوں کے حوالہ کیا۔ راج کوٹ اور بڑودہ کے درمیان ہوائی جہاز کئی بار اتنی مناسب اونچائی پر اڑتا رہا جہاں سے زمین کا منظر صاف نظر آرہا تھا جگہ جگہ مکانوں کے ڈھانچے صاف نظر آتے تھے۔ کہیں 20-15 اور کہیں 30-25 گھروں کے جھنڈ تباہی اور بربادی کی کہانی سنا رہے تھے۔ یہ سب کے سب جل کر راکھ کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے عجیب سی سراسیمگی اور غم و اندوہ کا ماحول پیدا ہونے لگا۔

سرکٹ ہاؤس بڑودہ میں مسلم نمائندوں میں سے جناب غلام رسول قریشی (سبکدوش جسٹس عبدالستار قریشی صاحب کے قریبی رشتہ دار ہیں) سے کافی دیر تک وفد کی بات چیت ہوئی اور حالات کا تجزیہ کیا گیا۔ انور اور ستیش ڈیسائی نے گودھرا ٹرین حادثہ سے لے کر 10 / اپریل تک ہونے والے اقلیت کے خلاف مظالم کا تفصیلی جائزہ وفد کے سامنے پیش کیا۔ سرکٹ ہاؤس میں جناب قریشی صاحب نے نہایت اہتمام اور فراخ دلی سے وفد اوران سے ملنے آئے معزز شہریوں کے لیے ڈنر کا انتظام کیا تھا۔

جہاں انور سیٹھ ایک مشہور نوجوان صحافی میں انہوں نے آپ بیتی سناتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی فیملی کے ساتھ لگ بھگ 10 سالوں سے D-41 زم زم پارک کی ''رام سوسائٹی'' میں مکان نمبر 11 میں رہ رہے تھے۔ 28 / فروری کو ایک ماب آیا اوران کا سب کچھ تباہ و برباد کر گیا۔ ایک گوشت کی دکان اوران کا ایک پولٹی فارم بھی نیست و نابود ہو گیا۔ رات کو دوسرا ماب پھر مارکاٹ کرتا ہوا آیا چونکہ انور بذات خود ایک صحافی ہیں اس لیے انہوں نے اپنے تعلقات اور جان پہچان کی وجہ سے ڈی سی پی کو فون پر اطلاع دی کہ فسادیوں نے گھیر رکھا ہے۔ خدا کا شکر تھا کہ لگ بھگ 25 گاڑیاں پولس کی موقع پر پہنچ گئیں اور

جہاں انور سیٹھ ایک مشہور نوجوان صحافی میں انہوں نے آپ بیتی سناتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی فیملی کے ساتھ لگ بھگ 10 سالوں سے D-41 زم زم پارک کی "رام سوسائٹی" میں مکان نمبر 11 میں رہ رہے تھے۔ 28 / فروری کو ایک ماب آیا اور ان کا سب کچھ تباہ و برباد کر گیا۔ ایک گوشت کی دکان اور ان کا ایک پولٹی فارم بھی نیست و نابود ہو گیا۔

حالات بدتر ہونے سے بچ گئے۔ انور نے بتایا کہ متیجالا قصبہ میں پولس نے لگ بھگ 25-30 فسادیوں کو پکڑ کر ان کی خوب مرمت کی۔ یہ قصبہ بڑودہ شہر سے لگ بھگ دس کلو میٹر کی دوری پر ہے۔

ڈپٹی ایس پی جناب پیوش پٹیل نے انور کو مشورہ دیا کہ ہم ہمیشہ سیکورٹی مہیا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ آج کی رات نہایت خطرناک ہے۔ آپ اپنے لوگوں کو اپنی سوسائٹی سے، قریبی رشتہ داروں کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچا دیں۔ انور سوسائٹی کے لگ بھگ 45 افراد کو ان کے قریبی رشتہ داروں کے گھر محلّہ تنجلا، آکوٹا، پانی گیٹ میں پہنچانے میں کامیاب ہوا۔ یہ سب مسلم اکثریت کے محلّہ ہیں۔ اس لیے ان سب کی اس رات جان بچ سکی۔ ان میں سے ایک لڑکی حاملہ تھی اور کافی پریشانی میں تھی۔ دوسرے روز انور کے گھر سلنڈر گیس کو بلاسٹ کر دیا گیا۔ ایل پی جی پورے گھر میں پھیل گئی۔ چھت، فرش، فرنیچر، دیگر گھریلو قیمتی سامان جل کر راکھ ہوگیا۔ لگ بھگ بارہ لاکھ کا نقصان ہوا۔

ایف آئی آر درج کرنے کے باوجود ابھی تک خاطر خواہ کارروائی نہیں کی گئی۔ مجرموں کے نام بھی اس میں ہیں۔ اب پولس دباؤ ڈال رہی ہے کہ رپورٹ کو بدل کر صرف بھیڑ کے نام نئے سرے سے ایف آئی آر درج کراؤ۔ اس میں چھ ملزمان کے نام ہیں۔ جس میں بی جے پی کارپوریٹر اور دیگر عہدیداروں کے نام ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ کچھ ڈرے سہمے لوگ جو حالات سے بے حد متاثر ہوئے ہیں وہ رپورٹ نہیں کروا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رپورٹ کے بعد جب وہ اپنے گھروں کو جائیں گے اور مار پیٹ میں ملوث پڑوسیوں سے آمنا سامنا ہوگا تو پھر فساد جیسی حالت پیدا ہوا کرے گی ایسی صورت میں کیسے زندگی گزاری جائے گی۔ لیکن شاید ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جن مکان، دوکان، کھیت و کھلیان پر فسادیوں نے قبضہ کر لیا ہے ان

انور نے آگے بتایا کہ 28/فروری تک تو زیادہ تر احمد آباد، بڑودہ کے باہری حلقوں میں جہاں مسلم کم ہیں فساد ہوتا رہا اور تباہی پھیلتی رہی۔ 12/مارچ شیوراتری سے 15/مارچ تک پورے شہر اور آس پاس میں رام دھن بجلکر لوگوں کو دفعہ 144 کے باوجود اکٹھا ہونے کو اکسایا گیا اور سب لوگ اکٹھا ہوتے رہے۔ لگ بھگ ایک ہزار فسادی اکٹھا ہوکر "بابر کی اولادوں کو مار ڈالو" اور دیگر گندے نعرے لگاتے اور فضا کو خراب کرتے رہے۔

سب پر دوبارہ قبضہ اور معاوضہ رپورٹ کی بنیاد پر ہی ملے گا اور مجرموں کو سزا بھی ملے گی تو اسی بنیاد پر لہٰذا آئندہ کے لیے عملی قدم اٹھائے جائیں گے۔

انور نے آگے بتایا کہ 28 ر فروری تک تو زیادہ تر احمد آباد، بڑودہ کے باہری حلقوں میں جہاں مسلم کم ہیں فساد ہوتا رہا اور تباہی پھیلتی رہی۔ 12 ر مارچ شیوراتری سے 15 ر مارچ تک پورے شہر اور آس پاس میں رام دھن بجا کر لوگوں کو دفعہ 144 کے باوجود اکٹھا ہونے کو اکسایا گیا اور سب لوگ اکٹھا ہوتے رہے۔ لگ بھگ ایک ہزار فسادی اکٹھا ہوکر ''بابر کی اولادوں کو مار ڈالو'' اور دیگر گندے گندے نعرے لگاتے اور فضا کو خراب کرتے رہے۔

کچھ جگہوں پر خود حفاظتی اقدام کے طور پر مسلم نوجوانوں سے ضرور مڈبھیڑ ہوگئی۔ یہ نوجوان بھاری پڑے تو پولس کو بلا لیا جاتا تھا۔ بے تحاشہ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ 115 راؤنڈ گولیاں چلیں، آنسو گیس کا کھل کر استعمال ہوا۔ یوگیش پٹیل ایم ایل اے بی جے پی، اپنی موجودگی میں فائر کرواکر لوٹ مار کرتا اور کرواتا رہا۔ اجے دبے کنویز بی جے پی میڈیا سیل ان کے ساتھ نشاندہی کراکر آتشزنی اور قتل و خون کرتا اور کراتا رہا۔

دوسرے دن پولس کامبنگ کے نام پر گھر گھر کی تلاشی لے کر مسلم نوجوانوں کے ہاتھ میں زبردستی تلوار پکڑا کر انہیں جھوٹے مقدموں کا ملزم بناتی رہی۔ 45 نوجوانوں کو گرفتار کیا کچھ 12,11 سال کے بچوں کو بھی ملزم بنا کر جیل میں بند کردیا اور ان کے خلاف ارادہ قتل و آتش زنی کے دفعات 307 ٹ 436 تعزیرات ہند کے تحت مقدمے قائم کیے جاتے رہے۔ اگر کہیں فسادی نوجوانوں کو پکڑا گیا تو معمولی دفعہ جیسے 188 تعزیرات ہند 151 ضابطہ فوجداری وغیرہ کرفیو توڑنے، امن وامان کو نقصان پہنچانے کا الزام لگا کر گاڑیوں میں لاد کر مناسب جگہ پر چھوڑ دیتے تھے۔ گرفتاریاں، مسلم

کچھ جگھوں پر خود حفاظتی اقدام کے طور پر مسلم نوجوانوں سے ضرور مڈبھیڑ ہوگئی۔ یہ نوجوان بھاری پڑے تو پولس کو بلا لیا جاتا تھا بے تحاشہ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا 115 راؤنڈ گولیاں چلیں، آنسو گیس کا کھل کر استعمال ہوا۔ یوگیش پٹیل ایم ایل اے بی جے پی، اپنی موجودگی میں فائر کرواکر لوٹ مار کرتا اور کرواتا رہا۔ اجے دبے کنوینر بی جے پی میڈیا سیل ان کے ساتھ نشاندھی کراکر آتشزنی اور قتل و خون کرتا اور کراتا رہا۔

اکثریت والے محلوں میں ہوتی رہیں خاص طور پر میمن کالونی، پانی گیٹ، سلیمانی چال، ہاتھی خانہ، تال چند واڑہ، مچھلی بستی وغیرہ مسلم محلے ہیں ان جگہوں پر جب فسادی فائر کرتے تھے تو مسلم نوجوان سامنے آکر مقابلہ کرتے تھے۔بس پھر ان کو گرفتار کیا جاتا اور جیل میں فرضی مقدمہ دائر کر کے بند کر دیا جاتا تھا۔ یہ فسادی، اسکوٹر، تھری وہیلر، ٹیمپو، گیس سلنڈر، کٹر آری، کیمیکل، ایسڈ وغیرہ لے کر چلتے اور نعرہ لگا کر دوسرے فسادیوں کو محلہ میں اکٹھا کرتے تھے۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فسادیوں کی بھیڑ اور ٹولی اکٹھا ہو کر اپنے کام میں لگ جاتی تھی پھر آتش زنی، مار پیٹ اور قتل کا بازار گرم ہو جاتا تھا۔

جناب ستیش ڈیسائی قومی سکریٹری جنتا دل (سیکولر) جنہوں نے بے مثال سیکولر کردار ادا کیا تھا۔انہوں نے بتایا کہ 27رفروری 2002 کو گودھرا کا واقعہ ہوا۔اس کے بعد وی ایچ پی نے بندھ کا نعرہ دیا۔ گجرات کی سرکار نے کلکٹرز کو زبانی حکم نامہ جاری کیا کہ احمد آباد، راج کوٹ، کھیڑا، پنچ محل، بھروچ، اور مہسانا ضلعوں میں کرفیو لگنے کا اعلان کر دو۔مگر جہاں مسلم اکثریت آباد ہے۔اس کو گھیرے میں لے لیا جائے اس طرح کرفیو کا زبانی اعلان ہوتے ہی آر ایس ایس بی جے پی، وی ایچ پی، بجرنگ دل کے فسادی نوجوانوں کے حق میں بغیر نام درج کیے بلنک کرفیو پاس جاری کیے گئے جو ہزاروں کی تعداد میں تھے۔28رفروری کو 12ربجے پوری سازش تیار کر لی گئی تھی۔ جہاں کرفیو نہیں تھا وہاں تو کھلے عام مار پیٹ، قتل وغارت گری کا جرم کیا جاتا رہا۔اور پھر رات میں 8 یا ساڑھے آٹھ بجے کرفیو والے حلقہ میں فسادیوں نے پولس والوں کی مدد سے ننگا ناچ شروع کر دیا۔ان فسادیوں نے یہ بھی طے کر لیا کہ لوٹ مار، قتل وغارت گری کا یہ سلسلہ اسی رفتار سے 28رفروری سے 3 مارچ تک جاری رہے گا۔اسی کے درمیان مرکزی وزیر داخلہ اور مسٹر مودی وغیرہ کے غیر ذمہ دارانہ بیانات آنے لگے۔جس نے حالات کو مزید بدتر بنا دیا۔

جناب ستیش ڈیسائی نے بتایا کہ 15رمارچ کو سوائے احمد آباد کے چھ پولس اسٹیشن کے ہر جگہ کرفیو کھل گیا تھا۔کرفیو کھلنے کے درمیان۔ گجرات کے ہر مندر میں رام دھن بجائی گئی اور فسادیوں کو یکجا کر کے مسلم محلوں سے گندے گندے اور بھڑکاؤ نعروں کے درمیان ریلیاں نکالی گئیں۔ جس میں سنگھ ٹولی کے ایم ایل اے، وزراء، کارپوریٹر، اور دیگر عہدیداران شامل تھے

درگاہوں مسجدوں، مکانوں دوکانوں کو توڑا، جلایا اور بے نام ونشان کیا جاتا رہا، یہاں تک کہ ان میں سے بیشتر کی نشانیاں بھی غائب کرادی گئیں۔ یہ دعویٰ کے 72 گھنٹوں میں فساد کنٹرول کیا گیا صرف ہٹ دھرمی اور بدنیتی پر مبنی ہے۔ ان 72 گھنٹوں میں تو فسادیوں نے پولس اور گجرات سرکار کی زیر سرپرستی اور شرکت میں مسلمانوں کے خلاف قیامت برپا کردی۔

جناب ستیش ڈیسائی نے بتایا کہ 15/ مارچ کو سوائے احمد آباد کے چھ پولس اسٹیشن کے ہر جگہ کرفیو کھل گیا تھا۔ کرفیو کھلنے کے درمیان۔ گجرات کے ہر مندر میں 'رام دھن' بجائی گئی اور فسادیوں کو یکجا کرکے مسلم محلوں سے گندے گندے اور بھڑکاؤ نعروں کے درمیان ریلیاں نکالی گئیں۔ جس میں سنگھ ٹولی کے ایم ایل اے، وزراء، کارپوریٹر، اور دیگر عہدیداران شامل تھے۔ دفعہ 144 لاگو رہنے کے باوجود کوئی گرفتاری فسادیوں کی عمل میں نہیں آئی۔ کیونکہ یہ سب کچھ پولس اور گجرات حکومت کی سرپرستی اور شرکت میں ہوتا رہا۔

15/ مارچ کو بے پناہ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان تمام کے خلاف 307 اور 436 (ارادہ قتل وآتشزنی) کے مقدمے قائم کئے گئے اور انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ دوسری طرف دیہاتی حلقوں میں بھی تباہی پھیلائی جاتی رہی۔ ان حلقوں میں جہاں 40 یا 50 گھر مسلمانوں کے تھے ان کے مکانوں کو جلا کر راکھ کردیا۔ فصلیں تباہ کردی گئیں۔ یا پھر آدی واسیوں سے لٹوائی گئیں۔ دکانوں مکانوں پر قبضہ کرکے ان کی نشانیاں بدل دی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر گاؤں سے مسلمان شہروں کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان گاؤں اور چھوٹے قصبوں میں یہ افواہ بھی اڑادی گئی کہ فلاں گاؤں میں 5 ہزار فلاں قصبہ میں 10 ہزار فسادی اکٹھا ہوکر لوٹ مار اور قتل کررہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ جو جہاں تھا جس حالت میں تھا بچوں، بوڑھوں، معذوروں، حاملہ

15/ مارچ کو بے پناہ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان تمام کے خلاف 307 اور 436 (ارادہ قتل وآتشزنی) کے مقدمے قائم کئے گئے اور انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ دوسری طرف دیہاتی حلقوں میں بھی تباہی پھیلائی جاتی رہی۔ ان حلقوں میں جہاں 40 یا 50 گھر مسلمانوں کے تھے ان کے مکانوں کو جلاکر راکھ کردیا۔ فصلیں تباہ کردی گئیں۔

عورتوں کو لے کر پناہ کی نیت سے ادھر ادھر نکل بھاگا۔ ان میں سے جو جہاں پہنچ گیا وہ پہنچ گیا ورنہ پھر راستہ میں شناخت کے بعد مار ڈالا گیا یا جلا ڈالا گیا۔ یا پھر ہفتوں چھپ چھپ کر بغیر پانی اور کھانے کے جنگل، جھاڑی میں وقت گزارتا رہا۔ کچھ نے جنگلوں میں بھی دم توڑ دیا کچھ مارے گئے۔ بدنصیب بیٹیاں اجتماعی زنا کی شکار ہوئیں۔ اور پھر جلا ڈالی گئیں۔ دو، تین، شیر خوار معصوموں کو ماں کے ساتھ جلا ڈالا گیا۔

28ر فروری سے 7ر مارچ تک مسلمانوں نے پناہ گزینوں کی دیکھ بھال اور ان کے رہنے کھانے دوا علاج کا انتظام کیا۔ چند روز تک سرکار نے کچھ کھانے پینے کا اہتمام کیا۔ مگر ان کا جو نقصان ہوا اس سلسلے میں کوئی اہم رپورٹ درج نہیں کی جارہی ہے۔ دوسری طرف جب یہ جنگلوں میں اپنے گھروں دکانوں اور کھیتوں کو چھوڑ کر پناہ کے لیے بھاگ گئے تو فسادیوں نے ان کی غیر موجودگی میں تالا توڑ کر ان پر قبضہ کرلیا اور قیمتی سامان لوٹ کر ان میں آگ لگادی۔ پولس نے صرف خانہ پوری کے لیے بھیڑ کے نام سے گمنام رپورٹ لکھ کر اپنی بے ایمانی۔ بدنیتی اور بے حسی کا ثبوت دیا۔ اب انتہا یہ ہے کہ گجرات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتنی دوری ہوگئی ہے کہ ایک دوسرے کا سامنا کرنے سے کتراتے ہیں۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سلام کلام کا سلسلہ تک باقی نہیں رہا ہے۔ ایسی دوری کہ اس کا پاٹنا ناممکن سا لگتا ہو پولس نے تو ایسی آنکھیں بند کر رکھی تھی کہ بلوائیوں اور فسادیوں کا راج قائم ہوگیا تھا۔ ویسے راج تو گجرات میں آج بھی فسادیوں کا ہی قائم ہے جسے وہ پورے ہندوستان میں پھیلانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

مورخہ 11ر اپریل 2002 کو صبح 9 بجے جناب دیو گوڑا صاحب سے بڑودہ کے معزز شہریوں نے سرکٹ ہاؤس میں ملاقات کر کے اپنی اپنی داستان سنانا شروع کیا۔ جناب قریشی صاحب نے کہا کہ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا بھیانک فساد نہیں ہوا۔ سنگھ

مورخہ 11ر اپریل 2002کو صبح 9بجے جناب دیو گوڑا صاحب سے بڑودہ کے معزز شہریوں نے سرکٹ ہاؤس میں ملاقات کرکے اپنی اپنی داستان سنانا شروع کیا۔ جناب قریشی صاحب نے کہا کہ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا بھیانک فساد نہیں ہوا۔ سنگھ ٹولی، نے ایک متوازی سرکار چلا رکھی ہے اور حکومت کھل کر اس کی پشت پناہ کر رہی ہے۔ تمام عمل دہشت گردی کا سنگھ ٹولی کی جانب سے جاری ہے۔

ٹولی، نے ایک متوازی سرکار چلا رکھی ہے اور حکومت کھل کر اس کی پشت پناہ کر رہی ہے۔ تمام عمل دہشت گردی کا سنگھ ٹولی کی جانب سے جاری ہے۔ مگر قانون وانصاف نے جیسے دم توڑ دیا ہے۔ تمام دہشت گرد ''سینہ تانے'' پھر رہے ہیں اور مظلوم سسکیاں بھر کر کسی خاص وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب ان کو انصاف ملے گا۔ جناب دیوگوڑا صاحب نے وفد کو یقین دلایا کہ 15/اپریل سے شروع ہونے والے پارلیمنٹ کے اجلاس میں حکومت کی بے حسی اور گجرات سرکار کی بدعملی کے خلاف ایک اہم اور ٹھوس قدم اٹھائیں گے۔

جناب دیوگوڑا نے گودھرا سانحہ پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے وفد کو بتایا کہ ٹرین کوچ کے حادثہ کے متعلق الگ الگ بیانات مل رہے ہیں اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان تمام واقعات کی تحقیقات سی بی آئی سے سپریم کورٹ کے کسی موجودہ جج کی رہنمائی میں کرائی جائے تب جا کر مجرمین کو سزا مل سکے گی۔ جناب دیوگوڑا نے سرکٹ ہاؤس میں طلب پولس کمشنر پی سی ٹھاکر اور دوسرے کمشنر ٹومیجا سے معلوم کرنا چاہا کہ ''کیا حکومت گجرات انسانیت کو بچانے میں سنجیدہ ہے؟''

ہم لوگ مورخہ 11/اپریل کو انور، ستیش ڈیسائی، فیروز احمد، امتیاز علی پیرزادہ وغیرہ کے ساتھ کیمپوں میں پناہ گزین سے ملنے جناب دیوگوڑا صاحب کئی مرتبہ سیکورٹی کے گھیرے میں نکلے۔ انتظام بے حد سخت تھا جناب اختر الواسع اور جناب وصی احمد نعمانی کو اس خاص سیکورٹی کے گھیرے میں لے کر قافلہ میں شامل کر کے کیمپوں کا معائنہ کرنے کے لیے اور گوڑا صاحب کی تقریر وجذبات کا ترجمہ کرنے کو کہا گیا وہ انگریزی میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے اور سوالات کر کے لوگوں کے دکھ اور درد کو پوچھ کر پھر ان سے حوصلہ رکھنے کو کہتے تھے اور امید دلاتے اور ڈھارس بندھانے کا کام انجام دے رہے تھے۔

قانون وانصاف نے جیسے دم توڑدیا ھے۔ تمام دھشت گرد "سینہ تانے" پھر رھے ھیں اور مظلوم سسکیاں بھر کر کسی خاص وقت کا انتظار کررھے ھیں جب ان کو انصاف ملے گا۔ جناب دیو گوڑا صلحب نے وفد کو یقین دلایا کہ 15/اپریل سے شروع ھونے والے پارلیمنٹ کے اجلاس میں حکومت کی بے حسی اور گجرات سرکار کی بدعملی کے خلاف ایک اھم اور ٹھوس قدم اٹھائیں گے۔

کیمپوں کا حال کیا تھا بس ایک قیامت کا منظر تھا۔ خوفزدہ لٹے پٹے، تباہ وبربادحال، کسم پرسی کے عالم میں روتے ہوئے معصوم اور بے گناہ چہرے انسانی سمندر کی شکل میں ملتے تھے۔ جو بلک بلک کر اپنی اپنی داستان سناتے تھے۔ سننے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے اور صرف سسکیاں سنائی دیتی تھیں۔ جناب دیوگوڑا جی کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑتی تھیں اور پھر وہ اپنے رومال (گمچھا) سے پوچھتے اور اپنے کپکپاتے ہونٹ سے گویا ہوتے تھے۔ ''ضرور ان ظالموں کو بدلا دیا جائے گا ان کے ستم کا ان کی بے رحمی کا ان کے وحشیانہ عمل کا وقت کا انتظار ہے۔'' وہ اپنے ہاتھوں کو معصوم بچوں کے سروں پر پھیرنے اور مظلوم خواتین کے دوپٹہ کو ماماتا سے چھو کر کہتے تھے کہ خدا تیری باقی ماندہ زندگی کو اپنی رحمت اور کرم کے سایہ میں گزرنے کا اہتمام کرانے میں ہم سب کی مدد کرے۔

TANJALI CAMP --- تجلی کیمپ: اس کیمپ میں لگ بھگ 5 ہزار پناہ گزیں ہیں۔ یہ کیمپ ایسے حلقہ میں ہے جس کے چاروں طرف لگ بھگ 45 ہزار پڑھے لکھے مسلمانوں کی آبادی ہے جو ماشاءاللہ کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کیمپ میں کئی حلقوں اور علاقوں کے پناہ گزین ہیں۔ اس کیمپ میں ہماری کافی لوگوں سے باتیں ہوئیں۔ یہاں کے لوگوں نے بتایا کہ پولس کھڑی رہتی تھی اور فسادی ہماری ملکیت کو جلاتے لوٹتے اور تباہ کرتے رہے۔ قتل وخون ہوتا رہا، یہ سب چیخ وپکار کرتے رہے، ہماری بیٹیوں کی عصمت لٹتی رہی اور پولس والے فسادیوں کے ساتھ ہماری مجبوریوں پر قہقہے لگاتے رہے۔ کوئی کسی کی مدد تو کیا کرتا فسادی شیر ہو کر فساد کرتے رہے۔ ان کی طرف کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت تک نہیں ہوتی تھی۔ اب یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس نہیں جانا چاہتے ہیں کیوں کہ دوبارہ جانے پر ''سنگھ ٹولہ'' کے فسادی کہتے ہیں کہ بھاگو ورنہ باقی لوگوں بھی کو مار ڈالا جائے گا اور اب تو ان کے مکان،

کیمپوں کا حال کیا تھا بس ایک قیامت کا منظر تھا۔ خوفزدہ لٹے پٹے، تباہ وبربادحال، کسم پرسی کے عالم میں روتے ہوئے معصوم اور بے گناہ چہرے انسانی سمندر کی شکل میں ملتے تھے۔ جو بلک بلک کر اپنی اپنی داستان سناتے تھے۔ سننے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوجاتے اور صرف سسکیاں سنائی دیتی تھیں

دکان اور کھیتوں پر ان لوگوں نے غاصبانہ قبضہ بھی کرلیا ہے۔کوئی نشانی تک باقی نہیں رہنے دی ہے۔اس کیمپ میں دیوگوڑا صاحب نے انیس بھائی، رئیس بھائی، صابر احمد، تاج محمد سے بات چیت کی۔صابر احمد اور تاج محمد کے ہاتھ کی انگلیاں اور ہاتھ کا پنجہ کٹا ہوا ہے جسے فسادیوں نے تلوار سے کاٹ دیا تھا۔ان سب کو پولس نے کہا کہ تمہیں پروٹیکشن ملے گا مگر جب سامنے آئے تو پولس نے ان سب کو فسادیوں کے حوالے کردیا جنہوں نے اپنا کام کردیا۔دولوگ موقع پر مارے گئے، کافی لوگوں کو گھائل کیا گیا۔فرش پر خون ہی خون پھیل گیا۔

امیر کمپلیکس کیمپ: محلہ مدھورام سوسائٹی:-اس کیمپ میں مہرالنساء، سائرہ، آمنہ بیگم وغیرہ نے آہ وبکا کرتے ہوئے بتایا کہ ہم لوگ اپنے گھر کو واپس نہیں جاسکیں گے کیوں کہ گھر جاتے ہی ''بجرنگی'' پھر قتل وخون شروع کردیتے ہیں۔تمام مکان، کھیت و دکان پر فسادیوں نے قبضہ کرلیا ہے۔آمنہ نے کہا کہ ان کی جوان بیٹی کی درندوں نے عصمت دری کی۔کسی نے رپورٹ تک درج نہیں کیا۔پولس والے ان فسادیوں کو اکسا کر اور ساتھ دے کر فساد کراتے رہے۔

نوپارک کیمپ: اس محلہ کی تباہی کو دیکھ کر کلیجہ منھ کو آتا ہے۔آنکھوں میں آنسو چھلک پڑتے ہیں۔روڈ کے بغل میں لگ بھگ 200 مکان مسلمانوں کے تھے ان میں سے 150 مکانوں کو پوری طرح جلا کر خاک کردیا گیا ہے جیسے اس کے در و دیوار پکار پکار کر کہہ رہی ہوں......ع

عمر بیت جاتی ہے ایک گھر بسانے میں

تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں

جب پولس والوں کو معلوم ہوا کہ جناب دیوگوڑا صاحب اپنے قافلہ کے ساتھ اس محلہ میں معائنہ کے لیے آنے والے ہیں تو کچھ بچے کھچے گھروں کے باشندوں کو کہا گیا

جناب دیو گوڑا جی کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلك پڑتی تھیں اور پھر وہ اپنے رومال (گمچھا) سے پوچھتے اور اپنے کپکپاتے ہونٹ سے گویا ہوتے تھے۔" ضرور ان ظالموں کو بدلا دیا جائے گا ان کے ستم کا ان کی بے رحمی کا ان کے وحشیانہ عمل کا وقت کا انتظار ھے۔" وہ اپنے ھاتھوں کو معصوم بچوں کے سروں پر پھیرنے اور مظلوم خواتین کے دوپٹہ کو ملامتا سے چھوکر کہتے تھے کہ خدا تیری باقی ماندہ زندی کو اپنی رحمت اور کرم کے سایہ میں گزرنے کا اهتمام کرانے میں هم سب کی مدد کرے۔

کہ ان تباہ حال گھروں میں لوٹ کر واپس جائیں۔ کچھ لوگ واپس بھی آئے مگر پولس نے دوبارہ اپنے پارٹنر فسادیوں کو فون پر بتایا کہ کچھ لوگ اپنے گھروں میں لوٹ رہے ہیں پھر کیا تھا دوبارہ فسادی وہاں اکٹھا ہو گئے اور کہا کہ سالو بھاگو نہیں تو باقی لوگوں کا بھی وہی حال ہوگا۔ اس محلّہ میں ہم لوگوں نے اس جگہ کو بھی دیکھا جہاں تین بے گناہ مسلمانوں کو زندہ جلا ڈالا گیا تھا۔ اس حلقہ کے آس پاس قریشی بھائیوں کی بہت سی گوشت کی دکانیں اور دیگر مسلمان بھائیوں کے بہت 'سیلون' تھے۔ سب پر اب فسادیوں کا قبضہ ہے اور ان کا کاروبار ان دکانوں میں شروع ہو چکا ہے۔

اودھوت نگر: مکر پورہ دیو کے پیچھے لگ بھگ 100 مسلم مکان تھے۔ یہاں کے مسلمان پناہ کے لیے چلے گئے لیکن 10 یا 12 دن کے بعد وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ کر آئے تو دیکھا یہاں فسادی پھر سے اکٹھا ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پولس والوں نے فسادیوں کو فون پر اطلاع دی کہ لوگ لوٹ کر واپس اپنے گھروں کو جا رہے ہیں۔ 10 عدد پولس عملہ نے فسادیوں سے مل کر پھر سے حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی اسی جگہ مسلم بھائی میمن کو ایسڈ سے جلا کر مار ڈالا گیا۔

بھانڈو واڑہ: یہ بے حد حساس علاقہ ہے یہاں 1500 سے 2000 تک مسلم گھر ہیں۔ اس آبادی میں فسادیوں نے لگ بھگ 9 یا ½9 بجے رات میں اچانک کھانے کی تھالیاں بجا بجا کر بھیڑ اکٹھا کر کے مسلم گھروں پر حملہ کر دیا لیکن مسلم نوجوانوں نے جم کر مقابلہ کیا اور کافی بھاری پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً پولس فورس فسادیوں کی مدد کے لیے اکٹھا ہو گئی اور زبردست کامبنگ Combing کے نام پر تلاشی شروع ہو گئی۔ 65 مسلم نوجوانوں کو جس میں لگ بھگ 10، 12 سال کے بچے بھی تھے ان کو گرفتار کیا اور مسلم عورتوں کی بے عزتی کی۔ انہیں ریپ کیا۔ ایک خاتون کو تو 19 فسادیوں نے ریپ کر کے زندہ جلا ڈالا۔ ان حملہ آوروں نے فاسفیٹ، سلفر، ایسڈ وغیرہ کا کھل کر استعمال کیا

> 10 یا 12 دن کے بعد وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ کر آئے تو دیکھا یہاں فسادی پھر سے اکٹھا ہوگئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پولس والوں نے فسادیوں کو فون پر اطلاع دی کہ لوگ لوٹ کر واپس اپنے گھروں کو جا رہے ہیں۔ 10 عدد پولس عملہ نے فسادیوں سے مل کر پھر سے حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی اسی جگہ مسلم بھائی میمن کو ایسڈ سے جلا کر مار ڈالا گیا۔

تھا۔ انور نے آگے بتایا کہ ڈسٹرکٹ کرائم برانچ بڑودہ کے بغل میں ایک 150 سال پرانا سوامی ناتھ مندر ہے جو مسلمانوں کی آبادی کے بیچ و بیچ ہے۔ اس کے باوجود اس مندر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ جب کہ ملاحوں، دلتوں، آدی واسیوں کو کھلی چھوٹ دے کر اس حلقہ میں پولس کے آفس کے سامنے مسلمانوں کو کارڈن Cordon کر کے باہر نہیں جانے دیا گیا اور ان کی دکانوں کو جلا ڈالا گیا۔ ان کی طاقت ختم کر دی اور ناکارہ کر دیا۔

یاقوت نگر: یہاں کے ہندو مسلم بھائیوں سے ملاقات کے دوران بتایا گیا کہ اس حلقہ میں ہم ہندو اور مسلمان بالکل بھائی کی طرح مل جل کر رہتے ہیں۔ سنگھ ٹولہ کے بجرنگی، سب مل کر اور ٹولہ بنا کر مسلمانوں کو لوٹنے آئے تھے مگر یہاں کے ہندو مسلم دونوں نے مل کر ان کو بھگا ڈالا اور کہا کہ یہاں تمہارا شیطانی کھیل نہیں چلنے دیں گے۔ کاش پورے گجرات اور ہندوستان میں یہی جذبہ محفوظ ہوتا اور پھلتا پھولتا کاش؟ ایسا ہی ہوتا۔ یہی تو ہندوستان کی اصل طاقت ہے۔ انہی کے سہارے ہندوستان زندہ ہے اور ایسی ہی طاقتیں مضبوط ہوں گی۔

یہاں کے ہندو مسلم بھائیوں سے ملاقات کے دوران بتایاگیا کہ اس حلقہ میں ہم ہندو اور مسلمان بالکل بھائی کی طرح مل جل کر رہتے ہیں. سنگھ ٹولہ کے بجرنگی، سب مل کر اور ٹولہ بناکر مسلمانوں کو لوٹنے آئے تھے مگر یہاں کے ہندومسلم دونوں نے مل کر ان کو بھگاڈالا اور کہا کہ یہاں تمہارا شیطانی کھیل نہیں چلنے دیں گے. کاش پورے گجرات اور ہندوستان میں یہی جذبہ محفوظ ہوتا اور پھلتا پھولتا کاش؟ ایسا ہی ہوتا.

گودھرا ریلوے اسٹیشن: ہمارا قافلہ گودھرا شہر پہنچا یہاں کے گیسٹ ہاؤس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شری متی جینتی ایس روی نے گوڑا صاحب کو ہم لوگوں کی موجودگی میں رپورٹ دی کہ گودھرا میں 8 کیمپس ہیں۔ ہم لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ پناہ گزیں اپنے اپنے گھروں کو واپس جائیں اور سکون سے رہیں۔ تب ہی امن کی بحالی ممکن ہے۔ ہمارے ماتحت بھی گاؤں گاؤں جا کر اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ مسلم لوگ واپس اپنے گھروں کو بسانے کی ہمت اکٹھا کریں اور ان کو محفوظ ہونے کا یقین بھی دلایا جائے۔ اس سلسلہ میں تمام پردھانوں کی میٹنگ بلا رکھی ہے۔ مسز جینتی ایس روی نے بتایا کہ لگ بھگ 800 دکانیں جلائے جانے کا ریکارڈ ہمارے پاس ہے

جن سے لگ بھگ 15 کروڑ کے نقصان کا اندازہ ہے۔ 13 کروڑ کا شہر میں اور 2 کروڑ کا دیہاتوں میں نقصان ہوا ہے۔ 9.50 کروڑ کا گھریلو سامان اور لگ بھگ 6 کروڑ روپے کا کاروباری سامان کے نقصان کی اطلاع ہے۔

اندازہ کے مطابق 176 گاؤں کے مسلمان پناہ گزیں ان کیمپس میں ہیں۔ 7 کیمپ شہر میں اور ایک کیمپ دیہات میں ہے۔ ابتداء میں کچھ ہندو بھی کیمپ کی شکل میں گودھرا میں اکٹھا ہوئے مگر وہ اب سب اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔

مسلمانوں کا وفد گودھرا میں: کلکٹر کی موجودگی میں مسلمانوں کے کئی وفد دیوگوڑا صاحب سے ملنے آئے۔ ایک وفد کی نمائندگی جناب مولانا محمد حسین عمر جی نے کرتے ہوئے بتایا کہ ہم لوگ نہایت دردناک زندگی اس شہر میں گزار رہے ہیں۔ ہم لوگ مل جل کر رہنا چاہتے ہیں۔ خدا کے لیے آپ لوگ مل کر مسجد اور مندر کا مسئلہ حل کریں اور ہم سب کو باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرائیں۔ یہیں ''دعوتی وہرا کمیونٹی'' نے بھی اپنی باتیں رکھیں اور امن کی بحالی کی درخواست کی۔

ہم لوگ جلے ہوئے ریلوے کوچ نمبر S-6 کو دیکھنے گئے۔ اندر گھسنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی .S.P.G اور پولس کی مدد سے دیوگوڑا صاحب کوچ کے اندر گئے پھر ہم لوگوں کو اندر آنے کو کہا گیا۔ جناب اختر الواسع اور پھر جناب وصی احمد نعمانی جلے ہوئے کوچ کے اندر گئے۔ وہاں صرف موت کا سناٹا تھا۔ صرف باقی ماندہ لوہے کا ڈھانچہ تھا اور سیٹوں، برتھوں کے جلنے کے بعد راکھ ہی راکھ پھیلی تھی۔ یہ ایک نہایت شرمناک اور ذلالت سے بھرا ہوا انسانیت کے خلاف عمل تھا۔ جو ساری انسانیت کے لیے کلنک ہے۔ مجرموں اور سازش کاروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ اس کی تحقیق کرا کر صحیح نتیجہ پر پہنچنا شاید گجرات اور ہندوستان کے تمام دکھ درد کا مداوا ہو سکے گا۔ اس کوچ کو

ہم لوگ جلے ہوئے ریلوے کوچ نمبر S-6 کو دیکھنے گئے۔ اندر گھسنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی .S.P.G اور پولس کی مدد سے دیوگوڑا صاحب کوچ کے اندر گئے پھر ہم لوگوں کو اندر آنے کو کہا گیا۔ جناب اختر الواسع اور پھر جناب وصی احمد نعمانی جلے ہوئے کوچ کے اندر گئے۔ وہاں صرف موت کا سناٹا تھا۔ صرف باقی ماندہ لوہے کا ڈھانچہ تھا اور سیٹوں، برتھوں کے جلنے کے بعد راکھ ہی راکھ پھیلی تھی

دیکھنے کے لیے جاتے وقت ہمارے قافلہ کی رہنمائی کے لیے مسٹر جی ایس پوار، انسپکٹر اینٹی ڈکیتی سیل بھی موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ گاؤں ''بے جل پور'' کی مسجد سے لگ بھگ 2000 مسلمانوں کو بچایا گیا تھا جہاں مسلمانوں کے 140 گھروں کو بلوائیوں نے جلا کر خاک کر دیا تھا۔

جناب دیو گوڑا جی نے کسی ایک کیمپ کو دیکھنے کی ضد کی تو انہیں گودھرا کے ''شیخ قبرستان روڈ'' کیمپ لیجایا گیا۔ ان کے پہنچتے ہی پورے کیمپ میں ایک کہرام سا مچ گیا۔ بیٹیاں، بہوویں، مائیں اپنا سر نوچتی اور دوپٹہ سے اپنے سروں کو ڈھانپنے کی کوشش کرتی ہوئی بلک بلک کر 'بپتا' سناتی رہیں۔ اس کیمپ میں لگ بھگ 3500 سے زائد پناہ گزیں تھے۔ بوڑھے، بچے، مریض، کمزور، حاملہ، شیر خوار، معذوران سب کی چیخ و پکار سے بس آسمان کانپ اٹھتا تھا۔

گودھرا کے اس کیمپ میں آج تک کوئی قومی رہنما نہیں آیا تھا۔ شاید دیو گوڑا جی کی پہلی شخصیت تھی جس نے یہاں آکر دکھیاروں کے دکھ اور درد کو سنا، دیکھا، محسوس کیا اور کچھ کر گزرنے کی ٹھان لی۔

یہاں کے پناہ گزین نے بتایا کہ '' آجنگ واد'' گاؤں میں دو بچوں کو کنویں میں زندہ پھینک دیا گیا۔ ایک خاتون نے بتایا کہ ایک کنواں سے 8 لاشیں نکالی گئیں۔ ان کا ایک تین سال کا لڑکا مار ڈالا گیا۔

'' گاؤں زندیف پور'' گودھرا کے 17 آدمی شہر کی جانب بھاگے، وہ سب کے سب مار ڈالے گئے۔ ایک خاتون نے بتایا کہ سات آدمیوں نے ان کے ساتھ درندگی کی اور ریپ کیا۔ اس کی تین سال کی بچی کو مار ڈالا۔ اس کی بہن کی دو دن کی بچی تھی اس کو اس کی ماں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ نور النساء نام کی 9 سال کی بچی کو تلوار سے گھائل کر دیا گیا۔ آمنہ کے بھتیجے کو زندہ جلا دیا گیا وہ 4 دن تک جنگل میں بغیر پانی اور کھانا کے چھپی رہی اور

یہ ایک نہایت شرمناک اور ذلالت سے بھرا ہوا انسانیت کے خلاف عمل تھا۔ جو ساری انسانیت کے لیے کلنک ہے۔ مجرموں اور سازش کاروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ اس کی تحقیق کراکر صحیح نتیجہ پر پہنچنا شاید گجرات اور ہندوستان کے تمام دکھ درد کا مداوا ہوسکے گا۔

پولس نے کوئی مدد نہیں کی۔

مگر

یہ اطلاع بھی ملی کہ گودھرا سے لگ بھگ 20 کلومیٹر کی دوری پر ایک ''شیرا'' نام کا قصبہ ہے۔ وہاں کے ہندو اور مسلمان ایکتا کی مثال ہیں۔ سب نے مل کر ایک دوسرے کو پناہ دی اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیا۔ ہمارے قافلہ میں بڑودہ میں شامل ایک صحافی جناب ''سونی امنگ'' نے بتایا کہ ''موڑا'' گاؤں میں فوجیوں نے 36 مسلم نوجوانوں کی جان بچائی جن کو آدی واسیوں نے گھیر رکھا تھا۔ کاش کہ فوج کے حوالہ کر کے گجرات کو بچایا جاتا۔

لوناواڑہ کیمپ: گودھرا سے چند ہی کلومیٹر کی دوری پر شمال میں یہ قصبہ ہے اس کے گیسٹ ہاؤس میں 2002-4-11 کو ہی ''وو ہرا کمیونٹی'' کے بھائیوں نے ملاقات کی اور عرض داشت پیش کرتے ہوئے کہا کہ گودھرا ٹرین حادثہ کو ہم کنڈیم کرتے ہیں۔ یہ شرمناک اور قابل مذمت عمل ہے۔ یہ سب کے لیے کلنک ہے۔ ملزمان کو سخت سے سخت سزا ملنی ہی چاہیے۔ وفد نے درخواست کی کہ یہاں ریلیف کیمپ میں جا کر حالات کا جائزہ لیا جائے۔ اس کیمپ میں لگ بھگ 900 پناہ گزیں ہیں یہاں ہر دوسرے تیسرے روز فساد بھڑک اٹھتا ہے۔ 10 راپریل کو ایک 18 سال کی عمر کے طالب علم کو ایسڈ سے زخمی کر دیا گیا تھا۔ اب یہاں کے طلبا اور اساتذہ مدرسہ جانے سے ڈرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں صرف ایک آدمی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ 99 فیصد صرف اقلیت کا نقصان ہوا ہے۔ یہ نقصان لگ بھگ 22 کروڑ کا ہے۔ شروع شروع میں ہم لوگوں نے انتظام کیا اب سرکار نے تھوڑا سا سامان دینا شروع کر دیا ہے۔ لیکن باز آبادکاری کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ جناب دیو گوڑا نے دلاسا دلایا کہ 15 راپریل سے ہونے

گاؤں زندیف پور، گودھرا کے 17 آدمی شہر کی جانب بھاگے، وہ سب کے سب مار ڈالے گئے۔ ایک خاتون نے بتایا کہ سات آدمیوں نے ان کے ساتھ درندگی کی اور ریپ کیا۔ اس کی تین سال کی بچی کو مار ڈالا۔ اس کی بہن کی دو دن کی بچی تھی اس کو اس کی ماں کے ساتھ قتل کردیا گیا۔ نورالنساء نام کی 9 سال کی بچی کو تلوار سے گھائل کردیا گیا۔ آمنہ کے بھتیجے کو زندہ جلادیا گیا وہ 4 دن تک چنگل میں بغیر پانی اور کھانا کے چھپی رہی اور پولس نے کوئی مدد نہیں کی۔

والے پارلیمنٹ سیشن میں ہم زوردار ڈھنگ سے اس لڑائی کو لڑنے جا رہے ہیں آپ سب وقت کا انتظار کیجئے۔

اس کیمپ میں بتایا گیا کہ سابر کانٹھا ضلع کے کٹریا گاؤں سے ''کارنتھا'' گاؤں آرہے 73 آدمیوں کو ٹمپو سے اتارکر'' کھبریا'' چوک پر سب کو جلاکر مارڈالا گیا صرف ایک لڑکی'' آرزوبین'' زندہ بچی جس نے حالات سے آگاہی دی۔صرف 5 ملزمان کو پکڑا گیا ہے''خانپور'' تعلقہ میں ''یددنندولا'' گاؤں میں 28 لوگوں کو جلاکر ماڈالا ان میں سے صرف 12 لاشیں ملی ہیں۔

Haji G.U.Patel High School کیمپ میں ایک خاتون سکینہ بین بیگم سید احمد بین'' نے روتے بلکتے بتایا کہ گاؤں ''پندروالا'' میں اس کے شوہر اور دو بیٹوں کو قتل کردیا گیا اور خود سکینہ بین کو تلوار سے مارا گیا جس سے داہنے بازو اور گلے کے نیچے سینے کے اوپر تک 16-15 سینٹی میٹر لمبی چوٹیں آئیں۔

وہ خود مرنے سے بار بار بچیں مگر اپنے سہاگ اور لخت جگر کے قتل کے بعد کون زندہ رہنا چاہے گی۔ایک بچی شبینہ نے اپنی معصوم انگلیوں سے اشارہ کرکے اور اپنی بھولی آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ اس کے ماں باپ اور بھائی کو ان کی آنکھوں کے سامنے مارڈالا گیا اور اس کا کوئی آسرا نہیں ہے۔اس بچی کی معصومیت رونے ،بلکنے اور اپنی ننھی ننھی انگلیوں سے اشارہ کرکے اپنی مصیبت کا بیان کرنے کی کوشش کرتا دیکھ کر پتھر دل بھی رونے کے لیے مجبور ہوجاتا ہے۔ جناب دیو گوڑا صاحب اپنے دلی رنج والم اور غم کو اپنے من میں چھپا نہیں سکے اور پھر ان کی آنکھیں چھلک پڑیں۔

اس کیمپ میں بتایا گیا کہ سابر کانٹھا ضلع کے کٹریا گاؤں سے "کارنتھا" گاؤں آرھے73آدمیوں کو ٹمپو سے اتارکر "کھبریا" چوک پر سب کو جلاکر مارڈالا گیا صرف ایك لڑکی "آرزوبین" زندہ بچی جس نے حالات سے آگاھی دی. صرف 5ملزمان کو پکڑا گیا ھے "خانپور" تعلقہ میں "یددنندولا" گاؤں میں 28 لوگوں کو جلاکر ماڈالا ان میں سے صرف12لاشیں ملی ھیں.

بیسٹ بیکری کی مالکن سے ملاقات

مورخہ 11 اپریل کی رات میں لگ بھگ ایک بجے ایک بچی جس کا نام بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شیخ ظاہرہ ہے اور اس کے والد جناب حبیب اللہ بیسٹ بیکری کے مالک تھے۔ ان کا انتقال 8 دن قبل ہو گیا تھا۔ اور ان کی ماں عدت میں تھیں۔ ان کی فیکٹری ڈبوئی روڈ، ہنومان ٹیکری، بڑودا میں تھی اس میں 10 افراد کو جلا کر مار ڈالا گیا تھا اور تین منزلہ بیکری کی عمارت کو تباہ کر دیا گیا۔ گھی میدہ، چینی، خمیر اور دیگر کچا مال سب لوٹ کر لے گئے یا برباد کر گئے۔ 5 گاڑیاں لوٹ کر لے جائی گئیں۔ پڑوسیوں نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ سب لوگ ان کے ساتھ ہیں مگر رات میں سب لوگ مل کر آئے اور حملہ بول دیا۔ ترشول، پیٹرول، کانچ کی بوتل، ڈیزل، تیزاب، بم وغیرہ سے لیس تھے۔ شیخ ظاہرہ نے بتایا کہ ہم لوگ اس وقت تیسری منزل پر تھے وہاں پر میری ماں دو بھائی، دو نوکر بھی ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر کے لیے میں گراؤنڈ فلور پر گئی۔ بہن صابرہ، کوثر ماما 2 چچی، ان کے چار بچے، چچا سب کو ہماری آنکھوں کے سامنے زندہ جلا دیا گیا۔ یہ سب میری آنکھوں کے سامنے ہوا۔ وہ تمام فسادی پیچھے کا دروازہ توڑ کر اوپر آنا چاہتے تھے مگر آگ کی وجہ سے دیوار اتنی گرم ہو گئی تھی کہ اوپر آنا بھی ممکن نہیں ہو سکا۔ میں پولس کو فون کر کر کے تھک گئی۔ کافی دیر کے بعد پولس ایک وین میں آئی لیکن فسادی ٹولے کو دیکھ کر واپس چلی گئی۔ یہ ٹولا ماں بہن کی گندی گندی گالیاں دیتا رہا۔ اور شور کر کے کہتا رہا کہ ہم سب لوگ اس عمارت پر قبضہ کرلیں گے۔ میرے نوکروں اور بھائیوں کو باندھا تلوار سے وار کیا اور سب کو باندھ کر جلا کر مار ڈالا۔ اب میرے اجڑے خاندان میں صرف میری بدنصیب بیوہ ماں، اور بہن ہے۔ بڑی بہن تو حادثہ کی تاب نہ لا کر پاگل سی ہو گئی ہے۔

پڑوسیوں نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ سب لوگ ان کے ساتھ ہیں مگر رات میں سب لوگ مل کر آئے اور حملہ بول دیا۔ ترشول، پیٹرول، کانچ کی بوتل، ڈیزل، تیزاب، بم وغیرہ سے لیس تھے۔ شیخ ظاہرہ نے بتایا کہ ہم لوگ اس وقت تیسری منزل پر تھے وہاں پر میری ماں دو بھائی، دو نوکر بھی ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر کے لیے میں گراؤنڈ فلور پر گئی۔ بہن صابرہ، کوثر ماما 2 چچی، ان کے چار بچے، چچا سب کو ہماری آنکھوں کے سامنے زندہ جلا دیا گیا۔ یہ سب میری آنکھوں کے سامنے ہو

میری ایک بہن صابرہ 19 سال کو جلا کر مار ڈالا۔ پولس نے تو بلوائیوں کا ہی ساتھ دیا۔ میں نے جن جن فسادیوں کا نام لکھوایا تھا کافی دنوں تک کسی کی گرفتاری نہیں ہوئی۔ اب سنا ہے کہ دس لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ مگر معمولی دفعات لگا کر صرف خانہ پری کی گئی ہے۔ باقی چار آدمی ابھی بھی کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔ پولس انتظامیہ، مودی کی حکومت ہماری بے کسی کا مذاق اڑا کر جشن منانے میں مست ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ انصاف کرنے والا اس کو عبرتناک سزا دے گا۔ سنا ہے کہ بدنصیب حکومت مظلوموں کی لاشوں پر الیکشن کرا کے اپنی بے حسی اور ظلم و بربریت کا ثبوت دینا چاہتی ہے۔ شیخ ظاہرہ کے ساتھ جناب محمد شیخ اور ان کی بیگم صاحبہ تھیں۔ رات کے تین بج چکے تھے۔ میں نے کہا کہ کرفیو لگا ہے گھر کو آپ لوگ واپس کیسے جائیں گے۔ ازراہ اخلاق میں نے درخواست کی کہ آپ تینوں اسی سوئٹ میں پلنگ پر آرام فرمائیں۔ ہم لوگ نیچے فرش پر ہی رات گزار لیں گے۔ لیکن معلوم ہوا کہ انور صاحب کی مدد سے کرفیو پاس گھر جانے تک کی مدت کے لیے دستیاب ہو گیا اور وہ بخیریت اپنے گھر کو پہنچ گئے۔

میری ایک بھن صابرہ 19سال کو جلاکر مارڈالا۔ پولس نے تو بلوائیوں کا ھی ساتھ دیا ۔میں نے جن جن فسادیوں کا نام لکھوایا تھا کافی دنوں تک کسی کی گرفتاری نھیں ھوئی۔اب سنا ھے کہ دس لوگوں کو گرفتار کیاگیا ۔مگر معمولی دفعات لگاکر صرف خانہ پری کی گئی ھے۔باقی چار آدمی ابھی بھی کھلے عام دندناتے پھر رھے ھیں۔ پولس انتظامیہ، مودی کی حکومت ھماری بے کسی کا مذاق اڑاکر جشن منانے میں مست ھے

احمد آباد کا حال

مورخہ 12 / اپریل جمعہ کے روز ہم لوگوں کا قافلہ احمد آباد کے لیے روانہ ہوا بڑودہ سے احمد آباد دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ سڑکوں کے کنارے دونوں طرف بے پناہ مکانات ، دوکان، ٹرک گاڑیاں، ہوٹل، ڈھابہ، کھیتی کے لیے پمپنگ سیٹ، جلے ہوئے اور تباہ حالت میں درندگی اور ظلم و تشدد کی کہانی سنا رہے تھے۔ ماحول نہایت غمزدہ اور افسوسناک ہے۔ ٹرکوں کی لمبی لمبی قطاریں، راستے کو روک کر جام کر رہی تھیں۔ لیکن دیوگوڑا صاحب کے ساتھ چلتی ہوئی سیکورٹی گاڑی راستہ صاف کرتی چل رہی تھی اس

لیے ہم لوگ آسانی سے جام کو زیادہ جھیلے بغیر احمد آباد کے سرحدی علاقہ میں داخل ہو گئے۔ راستے میں انور نے نہایت دل خراش اور حیرت انگیز مگر ستیش ڈیسائی کی بہادری، بھائی چارہ اور یکجہتی پر مبنی کردار کا ذکر ضروری ہے۔ ایسے لوگ ہمارے ہندوستان میں ہندو مسلم ایکتا اور بھائی چارہ کی علامت ہیں۔ ان کی تعداد بھی بہت بڑی ہے۔ بس ان کو ذرا متحرک اور باحوصلہ ہونے کی ضرورت ہے۔ واقعہ کچھ اس طرح بتایا گیا۔

فساد کے دوران رات میں کسی نے فون کیا کہ ڈامٹیشور گاؤں میں کافی اندر جاکر فسادی لوگ اکٹھا ہیں اور مار کاٹ کر رہے ہیں۔ یہ فون اس گاؤں سے شیر خان کے ذریعہ کیا گیا۔ میں اور ستیش دیسائی فون کے حساب سے اس گاؤں میں پہنچے۔ بھیڑ اور اس کے مزاج کو دیکھ کر بڑے بڑوں کا پتہ ڈول جاتا تھا اور کلیجہ کانپ جاتا تھا۔ مگر پتہ نہیں کہاں سے ستیش میں اتنی ہمت پیدا ہوگئی کہ نہ صرف موقع پر پہنچ گئے بلکہ خیریت سے سب کو بچا کر واپس آگئے۔ ہم لوگ شیر خاں سے ملے ان کی تین بیٹیاں شمامہ، نور جہاں، جہاں آرا، برقع پہنے ہوئے گھر سے باہر نکل آنے کو تیار تھیں۔ شیر خاں بذات خود منتظر تھے ایسی حالت میں سب کو بچا کر لے آنا بذات خود ایک جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

لگ بھگ پانچ ہزار کی بھیڑ تیزاب، بھالا، ترشول، ایسڈ وغیرہ سے لیس تھی۔ میں نے ازراہ ترکیب اور حکمت عملی کے پیش نظر شیر خاں سے کہا کہ اپنی بچیوں کا برقعہ اتار دو تاکہ راستہ میں اور بھیڑ سے نکلنے میں کوئی پریشانی نہ ہو اس طرح ہم آسانی سے نکل سکیں گے۔ بس کیا تھا شیر خاں صاحب برس پڑے اور کہا کہ ایسا کرکے تم لوگ ہماری توہین کر رہے ہو ساتھ میں بے ادبی بھی تم لوگوں سے سرزد ہو رہی ہے۔ بچا کر لے چلنا ہے تو چلو ورنہ برقع اتار کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں

بھیڑ اور اس کے مزاج کو دیکھ کر بڑے بڑوں کا پتہ ڈول جاتا تھا اور کلیجہ کانپ جاتا تھا مگر پتہ نہیں کہاں سے ستیش میں اتنی ہمت پیدا ہوگئی کہ نہ صرف موقع پر پہنچ گئے بلکہ خیریت سے سب کو بچاکر واپس آگئے۔ ہم لوگ شیر خاں سے ملے ان کی تین بیٹیاں شمامہ، نور جہاں، جہاں آرا، برقع پهنے ہوئے گھر سے بلھر نکل آنے کو تیار تہیں شیر خاں بذات خود منتظر تھے ایسی حالت میں سب کو بچاکر لے آنا بذات خود ایک جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

ہوتا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ ستیش نے پہلے سے ہی پولس کو فون کر رکھا تھا پولس کی گاڑی آئی ستیش نے کہا کہ ہم پھنس گئے ہیں ہمیں یہاں سے نکالو۔ پولس نے ستیش کو پہچان لیا اور آسانی سے بچ نکلنے میں مدد کی۔ ان کی موجودگی میں اتنی ہمت ہوئی کہ ہم نہایت گمبھیر اور بیحد خراب حالت میں بھی نکل کر منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔

راستہ بھر انور مختلف دردناک حالت بتا رہے تھے اور میں گاڑی میں بیٹھا تمام حالات قلم بند کرتا رہا تاکہ تفصیلی رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کرسکوں اسی درمیان احمد آباد شہر میں داخل ہوئے۔ دکانیں، مکانات کافی تعداد میں جلے اور تباہ شدہ سامنے نظر آنے لگے۔ اب ہمارا قافلہ ڈاسنا روڈ سے گزر رہا تھا۔ سامنے ایک عمارت کی دکھنی دیوار جس میں محراب جیسا بنا تھا۔ پوری طرح تباہ کی جاچکی تھی۔ صرف اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہ مسجد رہی ہوگی۔ اس کے چاروں طرف کی دکانیں اور مکانات سب لوٹ مار کی کہانی سنا رہے تھے اور نہایت مخدوش حالت میں تھے۔ ایک منٹ کے لیے گاڑی رکی۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ سابرمتی ہے۔ اسی جگہ لگ بھگ 2000 کی بھیڑ نے ایک حوالات کی گاڑی کو گھیر لیا تھا اور کہا تھا کہ اس گاڑی میں سوار تمام 73 مسلم قیدیوں کو ہمارے حوالے کردو ورنہ تمام کو تمہارے ساتھ گاڑی سمیت جلا ڈالیں گے۔ پولس کے عملہ نے بھیڑ سے کہا کہ یہ تو عدالت میں حاضر ہونے کے لیے لے جائے گئے تھے۔ اب ان سب کو جیل میں لے جا کر ریکارڈ درست کرنا ہے۔ ان سب کو حوالہ کرکے ہم اپنی نوکری سے کیسے ہاتھ دھوئیں۔ بھیڑ کی ضد پر پولس کو بالآخر فائرنگ کرنی پڑی جس کی وجہ سے تین فسادی مارے گئے تب جا کر کہیں 73 مسلم ملزمان کی جان بچائی جاسکی۔ چونکہ ان سب کے ناموں کا ریکارڈ عدالتی کاغذات اور تھانوں میں بھی موجود تھا اس لیے پولس کی نوکری اور اپنی

راستہ بھر انور مختلف دردناک حالت بتارہے تھے اور میں گاڑی میں بیٹھا تمام حالات قلم بند کرتا رہا تاکہ تفصیلی رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کرسکوں اسی درمیان احمد آباد شہر میں داخل ہوئے۔دکانیں مکانات کافی تعداد میں جلے اور تباہ شدہ سامنے نظر آنے لگے۔اب ہمارا قافلہ ڈاسنا روڈ سے گزررہا تھا۔سامنے ایک عمارت کی دکھنی دیوار جس میں محراب جیسا بنا تھا۔پوری طرح تباہ کی جاچکی تھی۔ صرف اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہ مسجد رہی ہوگی

روٹی بچانے کے لیے ان معصوم ملزمان کی حفاظت کرنا ضروری ہوگیا ورنہ خدا جانے ان کا کیا انجام ہوتا۔

ہم اب انکسی گیسٹ ہاؤس کے قریب پہنچ گئے تھے اور آس پاس نہایت عظیم الشان عمارتیں نظر آرہی تھی جو گزشتہ زلزلہ میں نا قابل رہائش ہوگئی تھیں۔ یہ تمام محل اپنے مکیں کے لمس کے لیے ترس رہے تھے۔ میں نے کہا کہ خدایا ایک طرف یہ محل اجاڑ اور سنسان پڑے ہیں دوسری جانب بے گناہ مظلوموں کو سر چھپانے اور جان بچانے کے لیے ان کی جھونپڑیاں تک جلادی گئی ہیں۔ تیری مصلحت کو صرف تیری عظیم پاک ذات جانتی ہے۔ سامنے تین ستارہ کئی منزلہ ''ووڈ لینڈ ہوٹل'' نظر آیا جو بری طرح تباہ ہے۔ بلاشبہ کسی مظلوم مسلم کی کہانی ہے۔ اس پورے ہوٹل کو تباہ کرنے میں کئی دن لگے ہوں گے۔ فسادیوں نے کافی سکون سے پولس کی سرکردگی اور حکومت گجرات کی سرپرستی میں اس کام کو انجام دیا ہوگا۔

ہمارا قافلہ اب احمد آباد کے وی وی آئی پی گیسٹ ہاؤس پہنچا۔ جناب دیوگوڑا صاحب سوئٹ نمبر ایک اور ہم لوگ تین میں مقیم ہوئے۔ اچانک جناب ارون جیٹلی صاحب وزیر قانون سے ملاقات ہوئی۔ جو اسی گیسٹ ہاؤس کے نمبر دو سوئٹ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بس ''علیک سلیک'' اور رسمی باتوں کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے کام میں جٹ گئے۔ چونکہ جناب دیوگوڑا صاحب فریش ہونے لگے اسی درمیان میں نے اور واسع نے ڈسٹرکٹ کلکٹر جناب شری نواس سے باتیں شروع کیں اور ان سے حالات کی جانکاری چاہی۔ جناب شری نواس حیدرآباد کے رہنے والے ہیں۔ اس لیے مدعا آسانی سے سمجھ کر گویا ہوئے۔ انہوں نے انگریزی میں باتیں کرتے ہوئے کہا کہ

Mr Nomani there is no respons between the two communities. Even there is no lips service

2000 کی بھیڑ نے ایک حوالات کی گاڑی کو گھیر لیا تھا اور کہا تھا کہ اس گاڑی میں سوار تمام 73 مسلم قیدیوں کو ہمارے حوالے کردو ورنہ تمام کو تمہارے ساتھ گاڑی سمیت جلاڈالیں گے پولس کے عملہ نے بھیڑ سے کہا کہ یہ تو عدالت میں حاضر ہونے کے لیے لے جائے گئے تھے۔ اب ان سب کو جیل میں لے جاکر ریکارڈ درست کرنا ہے۔ ان سب کو حوالہ کرکے ہم اپنی نوکری سے کیسے ہاتھ دھوئیں بھیڑ کی ضد پر پولس کو بالآخر فائرنگ کرنی پڑی جس کی وجہ سے تین فسادی مارے گئے تب جاکر کہیں 73 مسلم ملزمان کی جان بچائی جاسکی۔

among the people of the two.انہوں نے بتایا کہ میں یہاں دو سال سے زیادہ سے کلکٹر ہوں پہلے سمندری طوفان پھر زلزلہ اور اب فساد سے متاثر شہریوں کی دیکھ بھال اور امن وسکون واپس لانے کی ذمہ داری کا کام سنبھال رہا ہوں میری کوشش اس بات کی ہے کہ دونوں فرقوں کے اہم لوگ ایک ساتھ گاڑیوں میں بیٹھ کر سڑکوں پر اور محلوں، کیمپوں میں جاکر دونوں گروپ کے لوگوں سے ملنا شروع کریں۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ لوگ آپس میں چلنے پھرنے اور باتیں کرنے لگ گئے ہیں تو خود بخود ماحول بنانے میں مدد ملے گی۔صرف احمد آباد میں 73000 پناہ گزیں 53 کیمپوں میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان میں سے 23 کیمپ صرف ہندو بھائیوں کے ہیں اور 30 کیمپ مسلم بھائیوں کے ہیں کیمپوں میں ہندو بھائیوں کی تعداد لگ بھگ 14 ہزار تھی۔ 10 ہزار لوگ اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔ جبکہ 4 ہزار لوگ جلد ہی لوٹ جائیں گے۔ مسلم کیمپوں میں لگ بھگ 59 ہزار پناہ گزیں ہیں۔ان کیمپوں میں تعداد بڑھتی جارہی ہے۔کلکٹر شری نواس نے میرے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ حالیہ گجرات کے دنگوں میں یہاں کا اقتصادی مسئلہ بہت اہم رول ادا کررہا ہے۔انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم لوگوں کی ان مدعوں پر الگ سے اور اطمینان سے باتیں کرنا ضروری ہے۔ جو امن وسکون کی بھلائی میں مددگار ہونگی۔ وہ ہمارے قافلہ کے ساتھ پروٹوکول کے تحت بہت سے کیمپوں میں گئے اور حالات کا نئے سرے سے جائزہ لیا۔ دیوگوڑا صاحب کیمپ میں انگریزی میں خطاب سوال وجواب کرتے تھے۔اور ہم ان کا ترجمہ کرکے ان کے جذبات کا اظہار کرتے تھے۔یعنی کہیں اختر الواسع اور کہیں وصی نعمانی نے اس ذمہ داری کو نبھانے کا کام انجام دیا۔

میں یہاں دو سال سے زیادہ سے کلکٹر ہوں پہلے سمندری طوفان پھر زلزلہ اور اب فساد سے متاثر شہریوں کی دیکھ بھال اور امن وسکون واپس لانے کی ذمہ داری کا کام سنبھال رہا ہوں میری کوشش اس بات کی ہے کہ دونوں فرقوں کے اہم لوگ ایک ساتھ گاڑیوں میں بیٹھ کر سڑکوں پر اور محلوں، کیمپوں میں جاکر دونوں گروپ کے لوگوں سے ملنا شروع کریں

دریاخاں گومٹ کیمپ

ہم لوگ دریاخاں گومٹ کیمپ پہنچے جہاں لگ بھگ 4700 مسلم پناہ گزیں تھے۔یہاں روتی بلکتی عورتیں، معصوم بچے اور معذور نوجوان بڑی تعداد میں کسم ویرسی کے عالم میں زندگی گزار رہے تھے اس کیمپ میں گلمرگ سوسائٹی کی پناہ گزیں خواتین بھی ملیں۔گوڑا صاحب نے کہا کہ اب ہم لوگ گلبرگ سوسائٹی ہی جارہے ہیں۔پورا ماحول اداسی، مایوسی، افسوس وغم میں ڈوبا ہوا تھا سب کی آنکھیں چھلک پڑرہی تھیں۔بچے بلبلا کر رورہے تھے۔

گلمرگ سوسائٹی

. اس سوسائٹی میں پہنچتے ہی جیسے لوگوں کا اژدہام ٹوٹ پڑا۔پوری سوسائٹی میں ماتم کا ماحول تھا۔ہم لوگ اس چوکھٹ پر پہنچے جہاں احسان جعفری صاحب سابق ممبر پارلیمنٹ کو جلا کر ظالموں نے مارڈالا تھا۔لوگوں نے بتایا کہ جعفری نے حالیہ ضمنی انتخابات میں راج کوٹ حلقہ سے مودی کی زبردست مخالفت کی تھی۔جس کا بدلہ انہیں اپنی جان دے کر چکانا پڑا۔اس سوسائٹی میں لگ بھگ 19 فلیٹ ہیں۔کسی کا دروازہ، جنگلا، کھڑکی باقی نہیں ہے۔صرف راکھ ہی راکھ ہے۔یہاں کلکٹر شری نواپ نے بتایا کہ جعفری صاحب کی بیگم صاحبہ اپنے بیٹے کے ساتھ سورت میں ہیں۔گیسٹ ہاؤس پہنچ کر دیوگوڑا صاحب نے بیگم جعفری سے فون پر بات کی اور وصی نعمانی سے کہا گیا کہ ترجمہ کرکے فون پر ہی ان کی جانب سے تعزیت کا اظہار کیا جائے۔

اس سوسائٹی میں پہنچتے ہی جیسے لوگوں کا اژدھام ٹوٹ پڑا.پوری سوسائٹی میں ماتم کا ماحول تھا.ہم لوگ اس چوکھٹ پر پہنچے جہاں احسان جعفری صاحب سابق ممبر پارلیمنٹ کو جلاکر ظالموں نے مارڈالا تھا.لوگوں نے بتایا کہ جعفری نے حالیہ ضمنی انتخابات میں راج کوٹ حلقہ سے مودی کی زبردست مخالفت کی تھی.جس کا بدلہ انہیں اپنی جان دے کر چکانا پڑا

شاہ عالم درگاہ کیمپ

یہ غالباً سب سے بڑا کیمپ تھا جس میں پناہ گزیں بڑی تعداد میں رکے ہوئے تھے۔ جو لگ بھگ 7 ہزار کے قریب تھے۔ یہ علاقہ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی پر مشتمل ہے۔ عالی شان جامع مسجد، وضو کرنے کے لیے نہایت عمدہ اور بڑا سا حوض جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا لوگ وضو کرنے میں مشغول تھے۔ نہایت چوکس انتظامات کے گھیرے میں ہم لوگ کیمپ میں اپنے کام میں لگ گئے۔ عورتوں، بچوں بہنوں اور بھائیوں کا چہرہ دیکھ کر اور غم کو پڑھ کر کلیجہ حلق کو آتا تھا۔ پتہ چلا کہ اس بڑے کیمپ کا انتظام جناب محسن بھائی قادری اور شفیع بھائی میمن وغیرہ کی ٹیم کی دیکھ ریکھ میں چلتا ہے۔ سوال جواب کے درمیان سیکورٹی فورس نے اطلاع دی کہ یہاں کے آس پاس کا ماحول نہایت کشیدہ ہو گیا ہے۔ اور کہیں بم بھی پھٹا ہے مسٹر نعمانی نے یہ بات جب دیو گوڑا صاحب کو بتائی تو انہوں نے سختی سے کہا کہ یہاں سے پناہ گزیں سے پوری بات معلوم کیے بغیر نہیں جائیں گے۔ اسی وقت فائرنگ ہو رہی تھی Danlimra دین لمرا محلّہ کے ارد گرد کرفیو لگانے کی خبر آئی۔ سب کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور پناہ گزین کہہ رہے تھے کہ ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس نہیں جائیں گے۔ کیونکہ بجرنگی دوبارہ مار کاٹ کرنے آ جاتے ہیں۔ ہمارے دکان و مکان پر کھیت اور کھلیان پر بلوائیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ کون ہے جو اسے بے دخل کرا کر ہمیں انصاف دلا دے گا۔ شاہ عالم کیمپ سے باہر آتے آتے ریپڈ ایکشن فورس کی تعیناتی اور فوج کا فلیگ مارچ ہو رہا تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب دیو گوڑا صاحب نے گجرات میں اپنے مختلف پریس بیان میں کہا تھا کہ گجرات میں جو کچھ ننگا ناچ ہو رہا ہے وہ حکومت کے ذریعہ چلائی جانے والی دہشت گردی کا

کلکٹر شری نواس نے بتایا کہ جعفری صاحب کی بیگم صاحبہ اپنے بیٹے کے ساتھ سورت میں ہیں۔ گیسٹ ہاؤس پہنچ کر دیو گوڑا صاحب نے بیگم جعفری سے فون پر بات کی اور وصی نعمانی سے کہا گیا کہ ترجمہ کرکے فون پر ہی ان کی جانب سے تعزیت کا اظہار کیا جائے۔

نتیجہ ہے اور اس کی ساری ذمہ داری مودی پر ہے۔ جب تک اس کی سرکار رہے گی۔ امن ہونے کا سوال ہی نہیں ہے۔ ان بیانات کی وجہ سے حکومت گھبرائی اور بوکھلائی ہوئی تھی۔ سیکورٹی ٹیم کے ساتھ ایک میڈیکل وین بھی دیو گوڑا صاحب کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ گلمرگ سوسائٹی اور شاہ عالم درگاہ کیمپ سے نکلتے وقت کافی بھیڑ لوگوں کی اکٹھا ہو جاتی تھیں۔ یہ بھیڑ ہندو بھائیوں کی ہوتی تھی۔ ان بھیڑوں کی طرف وین میں بیٹھا ایک عملہ اپنی مٹھی کو ہوا میں لہرا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا تھا۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہو کہ یہ لوگ اب تماشا دیکھنے آئے ہیں۔ یہ اس وقت بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے اب کیا بگاڑیں گے۔ اس کے اشارے پر ڈرائیور وین کو بار بار ہماری گاڑی سے "چھوا کر" اپنا کچھ پیغام دینا چاہتا تھا۔ جسے میں نے از راہ دور اندیشی ناکام کر دیا۔ اور سیکورٹی عملہ سے بتا کر وین کے ڈرائیور کو تمیز سے چلنے کے لیے کہا۔

جناب دیو گوڑا صاحب نے گجرات میں اپنے مختلف پریس بیان میں کہا تھا کہ گجرات میں جو کچھ ننگا ناچ ہو رہا ہے وہ حکومت کے ذریعہ چلائی جانے والی دہشت گردی کا نتیجہ ہے اور اس کی ساری ذمہ داری مودی پر ہے جب تک اس کی سرکار رہے گی۔ امن ہونے کا سوال ہی نہیں ہے۔

جونا پورہ کیمپ

اس کیمپ میں لگ بھگ 1250 پناہ گزیں تھے۔ یہ محلہ نروڑہ، پاٹنا، سونے کی چال اور دوسرے دور دراز علاقوں سے آئے تھے۔ یہاں زیادہ تر پناہ گزیں جنوبی ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے۔ کام کاج اور روزی روٹی کے لیے یہاں آ کر بس گئے تھے اور اب نہایت دردناک زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہو گئے تھے۔

کنکریا کیمپ

یہ ہندو بھائیوں کا واحد کیمپ تھا جسے ہم لوگ دیکھنے گئے۔ یہاں کے پناہ گزینوں نے نہایت پر جوش تالیاں بجا کر ہم سب کا استقبال کیا۔ یہاں کے تمام لوگوں نے اپنے اپنے

گھروں کو جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اپنے گھروں کو واپس جانے میں ہماری جان کا خطرہ ہے۔ یہاں نسبتاً سکون اور اطمینان کا ماحول تھا۔ افراتفری نہیں تھی۔ چیخ پکار بھی نہیں تھی۔ ہم لوگ گیسٹ ہاؤس واپس آ گئے۔

یہ ہندو بھائیوں کا واحد کیمپ تھا جسے ہم لوگ دیکھنے گئے۔ یہاں کے پناہ گزینوں نے نہایت پرجوش تالیاں بجاکر ہم سب کا استقبال کیا۔ یہاں کے تمام لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کو جانے سے انکار کردیا اور کہا کہ اپنے گھروں کو واپس جانے میں ہماری جان کا خطرہ ہے۔یہاں نسبتاً سکون اور اطمینان کا ماحول تھا۔ افراتفری نہیں تھی چیخ پکار بھی نہیں تھی

جمعہ کی نماز باجماعت پڑھنی ممکن نہیں ہونے کی وجہ سے گیسٹ ہاؤس آ کر ہم لوگوں نے ظہر کی نماز ادا کی۔ کیونکہ سیکورٹی کے دائرہ سے باہر جانا ممکن نہیں تھا۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ حالات کا جائزہ لینے میں اس کی مدد اور کرم فرمائی شامل حال تھی ورنہ رو رو کر برا حال ہو جاتا۔ یہاں جناب محمد یونس صاحب راجپوت سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ محلہ Narola Patia کے S.T.workshop کے بغل میں پٹیا کے پولس حلقہ میں ایس آر پی کیمپ کے پاس سندھی کو پرنگر میں ایک کنواں ہے۔ اس کنواں میں لگ بھگ 70 سے 80 مسلمان مرد وعورت اور بچوں کی لاشیں ہیں جو اس وقت کے ایس او مسٹر ''آسو پا'' کی کارستانی کی کہانی کہتی ہے۔ اب نئے ایس او ، جی ایل کھٹریا ہیں۔ ان سے درخواست کر کے لاشیں نکالی جاسکتی ہیں۔

پریس کانفرنس

ہماری پریس کانفرنس گیسٹ ہاؤس کے پریس ہال میں ہوئی۔ جناب دیوگوڑا نے پریس کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جو کچھ گجرات میں ہوا وہ صرف سرکار کی مرضی اور ایماں پر ہوا ہے اور اسے مودی سرکار نے پورے منصوبہ بندی کے ساتھ کیا ہے۔ ہندوستان کے تہذیب وتمدن، متحدہ کلچر، یہاں کی جمہوریت اور سلامتی بھائی چیرہ اور یکتا کے لیے ایک زبردست کلنک ہے۔ ہم تمام ہندوستانیوں کو مل کر اس لڑائی کو لڑنا ہوگا۔ انتہا تو یہ ہے کہ گجرات کی پولس نے پارٹنر کی حیثیت سے لوٹ پاٹ

جناب دیو گوڑا نے پریس کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جو کچھ گجرات میں ہوا وہ صرف سرکار کی مرضی اور ایماں پر ہوا ہے اور اسے مودی سرکار نے پورے منصوبہ بندی کے ساتھ کیا ہے۔ہندوستان کے تہذیب وتمدن، متحدہ کلچر،یہاں کی جمہوریت اور سلامتی بھائی چھرہ اور یکتا کے لیے ایک زبردست کلنک ہے۔ہم تمام ہندوستانیوں کو مل کر اس لڑائی کو لڑنا ہوگا۔

اور غارت گری میں حصہ لیا ہے۔انہوں نے ایف آئی آر تک درج نہیں کی ہے یہ لوگ ہندوستان کو کہاں لیجانا چاہتے ہیں اس کا شاید ان لوگوں کو خود اندازہ نہیں ہے ضرورت ہے کہ تمام جماعت اور فکر ونظر کے لوگ یکجا ہوکر، سر جوڑ کر، یکجہتی اور بھائی چارہ کے جذبات کو بچانے اور اسے فروغ دینے کے لیے عملی قدم اٹھائیں۔اس عظیم دھرتی کی خاص بات یہ ہے کہ جو لوگ تمام مذاہب، فرقے اور جماعت کو ملا کر لیکر چلنے کی صلاحیت اور نیت رکھتے ہیں اسے یہ ملک تخت وتاج دیتا ہے۔جو تقسیم کر کے بانٹ کر نفرت پیدا کر کے چلتا ہے۔تو اس ملک کی مائی اسے توڑ دیتی ہے۔ایسا ہی ہوتا رہا ہے ایسا ہی ہوگا۔

مشورے وتجویز

ابتدائی تجزیہ اور حالات کی جانکاری کی بنیاد پر مندرجہ ذیل اقدامات کی ضرورت ہے۔

1:-اس رپورٹ کو صرف ایک شروعات تصور کر کے چند کیمپ کو ٹارگٹ بنا کر وہاں کم سے کم ایک ہفتہ کا وقت لگانا ضروری ہے۔کیونکہ اب تک صرف سرسری طور پر حالات سے آگاہی حاصل کی گئی ہے۔ضرورت ہے کہ کیمپ میں بیٹھ کر متعلقین سے صلاح ومشورہ کر کے متاثرین سے براہ راست رابطہ قائم کر کے ان کی ضرورت اور صلاحیت (طلبا، کاروبار) کے مطابق منصوبہ تیار کیا جائے اور پھر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تدبیروں کو بروئے کارلا کر منصوبہ بند طریقے پر عملی اقدام کیے جائیں۔

2:-تجزیہ کے بعد امدادی اور ریلیف کاموں کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

الف:-کھانے، کپڑوں سے متعلق سامان فراہم کرانا

ب:-دوا، علاج کی ضروری سہولت فراہم کرنا

ت:-قانونی چارہ جوئی۔

ث:-ایف آئی آر درج کرانا، استغاثہ، مقامی طور پر داخل کرنا۔

ج:-کچھ رٹ پٹیشن ہائی کورٹ گجرات میں فائل کرانا۔

ح:-کچھ رٹ پٹیشن دیگر ہائی کورٹ میں فائل کرنا۔

خ:-کئی ایس ایل پی سپریم کورٹ میں فائل کرنا۔

اور سب کو یعنی ہائی کورٹ کے رٹ پٹیشن اور سپریم کورٹ کے تمام ایس ایل پی کی یکجا سماعت کا انتظام کرنا۔

د:-قانونی پیروی کو ایک اہم جنگ سمجھ کر سردار بھائیوں کی طرح کامیابی حاصل کرنے کے لیے عملی اقدام اٹھانا۔

4:-سیاسی اعتبار سے تمام ہم خیال سیکولر مزاج جماعتوں، ذہنوں کو یکجا کر کے تحریک چلانے کے لیے قدم اٹھانا۔

5:-ہندوستان کے نامور وکلاء کی ٹیم تیار کر کے اعلیٰ پیمانہ پر مقدمہ کی پیروی کرنا اور ملزمان کو سزا دلانے کے ساتھ ساتھ اجڑے لوگوں کی باز آباد کاری کے لیے حکم نامہ حاصل کرنا۔ پناہ گزیں کی ملکیت پر غاصبانہ قابضوں کو بے دخل کرا کر قبضہ دلانا۔

6:-مودی R.S.S، وی ایچ پی، بجرنگ دل وغیرہ کے ذمہ داروں کو پوٹا کے تحت مقدمہ چلا کر مظلومین کو انصاف دلانا۔ ہندوستان کی ایکتا کی اس جنگ میں شامل بے پناہ ہندو بھائیوں کے ساتھ مل کر امن وسکون کے حصول کی جدوجہد کرنا۔

7:-مندرجہ بالا تقاضہ کے حصول کے لیے ایک .... ہر طرح سے آراستہ سکریٹریٹ کا قیام عمل میں لانا اور مستقل طور پر اس کا استعمال کرتے رہنا ضروری ہے۔

اختر الواسع..........اور ....وصی احمد نعمانی

انتہا تو یہ ہے کہ گجرات کی پولس نے پارٹنر کی حیثیت سے لوٹ پاٹ اور غارت گری میں حصہ لیا ہے۔ انھوں نے ایف آئی آر تک درج نہیں کی ہے یہ لوگ ہندوستان کو کہاں لیجانا چاہتے ہیں اس کا شاید ان لوگوں کو خود اندازہ نہیں ہے ضرورت ہے کہ تمام جماعت اور فکر ونظر کے لوگ یکجا ہوکر، سر جوڑ کر، یکجہتی اور بھائی چارہ کے جذبات کو بچانے اور اسے فروغ دینے کے لیے عملی قدم اٹھائیں۔

خواتین کا جسمانی استحصال

گجرات میں اقلیتی فرقہ کی خواتین کے خلاف جاری تشدد کا جائزہ لینے کے لیے دہلی، بنگلور، تمل ناڈو اور احمد آباد کی خواتین پر مشتمل ایک 6 رکنی وفد نے 27 مارچ سے 31 مارچ تک 5 روزہ حقائق کی جانچ کا مشن پورا کیا۔

اس طرح دوسری حقائق تفتیشی ٹیموں نے بھی گودھرا سانحہ کے بعد گجرات کا دورہ کیا۔ انہوں نے اس قتل عام میں خواتین کو نشانہ بنانے کی بات بھی کہی لیکن اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص طور سے خواتین ان فسادات میں کس طرح متاثر ہوئیں وہ حقائق اکٹھا کیے جائیں۔ ان حقائق کی تلاش کا مقصد یہ تھا کہ خواتین کے خلاف ہونے والے مظالم، اس کے طریقوں اور درندگی کی حدود کا جائزہ لیں اور خواتین کے تحفظ میں پولس و دوسرے سرکاری اداروں کے رول کا جائزہ لیں۔ تشدد کے ان نئے عناصر کی پہچان ہو جو کہ گجرات میں پہلے ہونے والے فسادات سے مختلف ہیں اس تشدد میں وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل جیسی تنظیموں کے رول کا بھی جائزہ لیا جائے۔

اس ٹیم نے شہری اور دیہی علاقوں (احمد آباد، کھیڑا، وڈوڈرا، سانورکلا) کے سات راحت کیمپوں کا دورہ کیا اور بڑی تعداد میں ان فسادات میں زندہ بچ جانے والی

تشدد کی درندگی نے ہم لوگوں کو دہلا دیا اور ہم دم بخود رہ گئے۔ اخبارات اور رپورٹوں کے پڑھنے کے باوجود ہم لوگوں نے جو دیکھا اور سنا ہم اس کے لیے تیار نہیں تھے۔ عام خواتین جن سے ان کے جینے کا بنیادی حق بھی چھین لیا گیا تھا ان کی آنکھوں میں خوف اور آواز میں غصہ تھا۔

تشدد کی نوعیت فطری رد عمل کو اجاگر نہیں کرتی یہ پوری طرح منصوبہ بند تھا۔

عورتوں سے بات کی۔ اس پوری ٹیم کا خاص مقصد یہ تھا کہ عورتوں کی آواز کو اٹھایا جائے۔ اس ٹیم نے دانشوروں، سماجی کارکنوں، میڈیا کے لوگوں، انتظامیہ، نرودا پٹیا قتل عام کی ایف آئی آر میں قصوروار ایم ایل اے مایا کوڈنانی سمیت بی جے پی کے کئی لیڈروں سے بات چیت کی۔ یہ تحقیقات ریاست کے مختلف حصوں میں جاری تشدد اور کرفیو کے دوران کی گئی۔

تشدد کی درندگی نے ہم لوگوں کو دہلا دیا اور ہم دم بخود رہ گئے۔ اخبارات اور رپورٹوں کے پڑھنے کے باوجود ہم لوگوں نے جو دیکھا اور سنا ہم اس کے لیے تیار نہیں تھے۔ عام خواتین جن سے ان کے جینے کا بنیادی حق بھی چھین لیا گیا تھا ان کی آنکھوں میں خوف اور آواز میں غصہ تھا۔

خاص پہلو

1۔ تشدد کی نوعیت فطری ردعمل کو اجاگر نہیں کرتی یہ پوری طرح منصوبہ بند تھا۔

2۔ خواتین کے خلاف جسمانی مظالم کے کھلے ثبوت موجود ہیں۔ شہری و دیہی علاقوں میں خواتین کے خلاف ہونے والے ان مظالم کو جانچنے کے لیے مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔ راحت کیمپوں میں ایسی بہت سی عورتیں ہیں جنہوں نے عورتوں پر مظالم کی انتہائی خوفناک شکلیں دیکھی ہیں۔ جس میں آبروریزی، اجتماعی آبروریزی، بھیڑ کے ذریعہ آبروریزی، ننگا کرنا، جسم کے نازک حصے میں سخت اشیاء داخل کرنا جیسی باتیں شامل ہیں۔ آبروریزی کی شکار زیادہ تر عورتیں زندہ جلا دی گئیں۔

3۔ خواتین کے خلاف مظالم کو بڑھاوا دینے میں پولس اور سرکار کی ساجھیداری کے بھی شواہد موجود ہیں، خواتین کو بچانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ کہیں ایک بھی خاتون پولس تعینات نہیں کی گئی۔ ریاست اور پولس کا ان خواتین کے خلاف قصورواروں کا

خواتین کے خلاف مظالم کو بڑھاوا دینے میں پولس اور سرکار کی ساجھیداری کے بھی شواہد موجود ہیں، خواتین کو بچانے کی کوشش نہیں کی گئی. کہیں ایک بھی خاتون پولس تعینات نہیں کی گئی. ریاست اور پولس کا ان خواتین کے خلاف قصورواروں کا ساتھ دینا ابھی بھی جاری ہے. مظلم کی شکار خواتین کی ایف آئی آر درج نہیں کی جا رہی ہے. اس وقت گجرات میں کوئی بھی ایسا انتظام نہیں ہے جہاں خواتین کو انصاف مل سکے

ساتھ دینا ابھی بھی جاری ہے۔ مظالم کی شکار خواتین کی ایف آئی آر درج نہیں کی جا رہی ہے۔ اس وقت گجرات میں کوئی بھی ایسا انتظام نہیں ہے جہاں خواتین کو انصاف مل سکے۔

4۔ خواتین پر ان مظالم کا جسمانی، معاشی اور نفسیاتی اثر پڑا اور ان تینوں محاذوں پر ریاست کے ذریعہ ان کی مدد کے کوئی ثبوت نہیں ملتے۔

5۔ راحت کیمپوں کی حالت اور افسوس ناک ہیں۔ وہاں ماؤں کو اپنے بچوں کو زندہ رکھنے کے لیے جس طرح جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے وہ اس بات کا اشارہ کر رہی ہے کہ سرکار وہاں اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ رہی ہے۔

6۔ دیہی خواتین پہلی بار اتنی بڑی تعداد میں فسادات سے متاثر ہوئیں۔ گجرات کے ان فسادات میں خاص ذاتوں رفرقوں کے رول کی جانچ کی بھی ضرورت ہے۔

7۔ اس بات کے بھی شواہد ہیں کہ ان فسادات میں کشیدگی میں اضافہ کرنے میں وشو ہندو پری شد اور بجرنگ دل کا ہاتھ ہے۔

8۔ دیہی علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا طوفان پہلی بار دیکھنے کو ملا۔

9۔ گجراتی اخبارات کے ایک طبقے نے فساد خاص طور سے خواتین کے خلاف ہونے والے جسمانی مظالم کو ہوا دینے میں بہت خطرناک اور مجرمانہ رول ادا کیا۔

اس بات کے بھی شواھد ھیں کہ ان فسادات میں کشیدگی میں اضافہ کرنے میں وشو ھندو پری شد اور بجرنگ دل کا ھاتھ ھے۔

گجراتی اخبارات کے ایک طبقے نے فساد خاص طور سے خواتین کے خلاف ھونے والے جسمانی مظالم کو ھوا دینے میں بہت خطر ناک اور مجرمانہ رول ادا کیا۔

----❖----

ابھی گجرات میں انسانیت کا قتل جاری ہے
ابھی تک حال یہ ہے روز کوئی شہر جلتا ہے
مگر اپنے اٹل جی نے وزیر اعلیٰ مودی کو
سنا ہے عدل اور انصاف کا پیکر بتایا ہے

قیس رامپوری

خواتین کے خلاف جنسی مظالم

حقائق تفتیشی ٹیموں نے فسادات کے پہلے کچھ دنوں میں (احمد آباد میں 28 فروری سے یکم مارچ اور دیہی علاقوں میں 3 مارچ 2002 تک) عورتوں کے خلاف جسمانی مظالم کے دردناک شواہد دیکھے۔ شواہد سے فسادات کی خوفناک اور درندگی سے بھری شکل سامنے آتی ہے۔ اقلیتوں کے خلاف یہ فسادات منصوبہ بند تھے اقلیتوں کے خلاف فسادیوں کے ہر حملے میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان حملوں میں خواتین کو خاص طور سے نشانہ بنایا گیا۔ خواتین کے خلاف مظالم کے اعداد و شمار پوری طرح حاصل نہیں ہو سکے اس لیے کہ فسادات کے درمیان ان کا حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ عورتوں کے خلاف ہونے والے ان مظالم کو بہت ہی کم کر کے دکھایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پنچ محل ضلع میں آبروریزی کے صرف ایک ہی واقعہ کی ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ جبکہ ہم نے اس طرح کے کئی واقعے سنے۔ میڈیا نے بھی عورتوں کے خلاف ہونے والے مظالم سے چشم پوشی کی۔ نرودا اٹپیا کی بی جے پی کی ممبر اسمبلی سے ہم نے بات کی تو ہم نے پایا کہ وہ غیر جانبدار نہیں ہیں۔

جب ان سے آبروریزی کے ان واقعات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ”اچھا کیا یہ سچ ہے سنا ہے ایک پولس والے نے مجھے بتایا کہ ایسا ہوا ہے پر اس نے دیکھا نہیں۔“ اس کے بعد انہوں نے کچھ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور نہ ہی ایسی خواہش ظاہر کی۔

حالات کی نزاکت کے بعد بھی اس رپورٹ کے لکھے جانے تک قومی خواتین کمیشن جو بھارت کے آئین کے تحت خواتین کے حقوق کے تحفظ کی سب سے بڑی سرکاری باڈی ہے نے اب تک ریاست کا دورہ نہیں کیا ہے۔

یہ پوری طرح انتظامیہ کی ناکامی کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ پنچ محل کے ضلع مجسٹریٹ

عورتوں کے خلاف ہونے والے ان مظالم کو بہت ھی کم کر کے دکھایا گیا ھے۔ مثال کے طور پر پنچ محل ضلع میں آبروریزی کے صرف ایک ھی واقعہ کی ایف آئی آر درج کی گئی ھے۔ جبکہ ھم نے اس طرح کے کئی واقعے سنے۔ میڈیا نے بھی عورتوں کے خلاف ہونے والے مظالم سے چشم پوشی کی۔ نرود اٹپیا کی بی جے پی کی ممبر اسمبلی سے ھم نے بات کی توھم نے پایا که وہ غیر جانبدار نھیں ھیں۔

نے ہم سے صاف طور پر کہا ''قانون وانتظام بحال کرنا ہمارا پہلا فرض ہے۔ یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے کہ جسمانی استحصال کے معاملوں کو تلاش کروں اگر کچھ میرے نوٹس میں لایا جائے جیسے بلقیس بانو کا معاملہ تو میں ایکشن لے سکتی ہوں لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ غیر سرکاری اداروں کو یہ ذمہ داری لینی ہوگی میں ان کی شرکت کا استقبال کروں گی۔

راحت کیمپوں کے دوروں کے درمیان آبروریزی کی شکار عورتوں اور اس کی چشم دید گواہوں جن میں سماجی کارکن اور ان متاثر خاندانوں کے افراد بھی شامل ہیں جنہوں نے آبروریزی کے ان مناظر کو دیکھا ہے ہم ان کے بیان سن کر دم بخود رہ گئے۔ ثبوت کے طور پر پنچ محل ضلع کے ہلول کیمپ میں گزارے گئے تھوڑے سے وقت میں ہم نے آبروریزی کے چار واقعات سنے۔ حقائق تفتیشی ٹیم نے ایسے ویڈیو فوٹیج بھی دیکھے جن میں خواتین آبروریزی کی داستانیں سنا رہی تھیں۔ فلم میں ہم نے ایسے بھی نعرے دیکھے جن میں لکھا تھا ''مسلمانوں بھارت چھوڑو نہیں تو ہم تمہاری ماں ------'' یہ نعرے جلے ہوئے مکان کی دیواروں پر لکھے گئے تھے۔ یہ بیان ہے خواتین کے اسی وفد کا جس نے وہاں جا کر حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کئی متاثر خواتین سے اور ان خواتین سے بات کی جو خواتین پر ہوئے مظالم کی چشم دید گواہ تھیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے قتل اور آبروریزی ہوتے دیکھا۔ پیش ہے ایسے کچھ واقعات کی تفصیل۔

27 مارچ 2002 کو شاہ عالم کیمپ میں کلثوم بی بی نے بتایا کہ جب ہم لوگوں کو گنگوتری سوسائٹی چھوڑنے کے لیے مجبور کیا گیا تب ایک بھیڑ نے جلتے ہوئے ٹائروں کے ساتھ ہمارا پیچھا کرنا شروع کیا۔ اسی وقت ان لوگوں نے کئی لڑکیوں کی آبروریزی کی۔ ہم نے آبروریزی کے 10۔8 واقعات دیکھے۔ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں نے مہرالنسا کو پوری طرح ننگا کر دیا۔ وہ اپنے کپڑے بھی اتار رہے تھے اور اس کے پیچھے دوڑ

ہم نے ایسے بھی نعرے دیکھے جن میں لکھا تھا "مسلمانوں بھارت چھوڑو نہیں تو ہم تمہاری ماں---"

ہم نے آبروریزی کے 10-8 واقعات دیکھے۔ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں نے مہر النسا کو پوری طرح ننگا کر دیا۔ وہ اپنے کپڑے بھی اتار رہے تھے اور اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ اس کے بعد وہیں سڑک پر انھوں نے اس کی آبروریزی کی۔ ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکی کا پوشیدہ عضو کٹا پڑا تھا۔ اس کے بعد اسے جلا دیا گیا۔ اب وہاں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

رہے تھے۔اس کے بعد وہیں سڑک پر انہوں نے اس کی آبروریزی کی۔ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکی کا پوشیدہ عضو کٹا پڑا تھا۔اس کے بعد اسے جلا دیا گیا۔اب وہاں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

ایک دوسرے واقعہ کی تفصیل 13 سالہ اظہر الدین نے اس طرح بیان کی۔

میں نے گڈو چھارا کو فرزانہ کی آبروریزی کرتے دیکھا۔فرزانہ کی عمر تقریباً 13 سال تھی۔وہ حسین نگر کی رہنے والی تھی۔فسادیوں نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ دی اور بعد میں اسے جلا کر مار ڈالا۔12 سال کی نور جہاں کی بھی آبروریزی کی گئی۔آبروریزی کرنے والوں میں گڈو، سریش، نریش چھارا اور ہریا شامل تھے۔میں نے بھوانی سنگھ جو کہ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمینٹ میں کام کرتا ہے کو 5 لوگوں اور ایک بچے کا خون کرتے دیکھا۔اظہر الدین نے اس وقت آبروریزی کے مناظر دیکھے جب وہ گنگوتری سوسائٹی میں ایک چھجہ پر چھپا ہوا تھا۔چھارا بستی جوان نگر کے ٹھیک پیچھے واقع ہے۔

عثمان نے اپنی دردناک داستان اس طرح سنائی۔

اس بھیڑ نے جو کہ چھارا نگر اور کبیر نگر کی جانب سے آرہی تھی شام 6 بجے کے قریب لوگوں کو جلانا شروع کر دیا۔فسادیوں نے میری 22 سالہ بیٹی سمیت علاقہ کی سبھی لڑکیوں کو ننگا کر دیا اور ان کی آبروریزی کی۔میرے خاندان کے سات لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔جس میں میری بیوی (عمر 40 سال) میرے بیٹے (عمر 18، 14 اور 7 سال) اور میرے بیٹیاں (عمر 2، 4، 22 سال) شامل تھیں۔میری چھوٹی بیٹی جس کی بعد میں سول اسپتال میں موت ہوگئی نے مجھے بتایا کہ جن لوگوں نے آبروریزی کی وہ نیکر پہنے تھے۔انہوں نے اس کے سر پر حملہ کیا اور پھر انہیں جلا دیا۔اس کی 80 فیصد جل جانے سے

میں نے بھوانی سنگھ جو کہ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمینٹ میں کام کرتا ہے کو 5 لوگوں اور ایک بچے کا خون کرتے دیکھا

میری 22 سالہ بیٹی سمیت علاقہ کی سبھی لڑکیوں کو ننگا کر دیا اور ان کی آبروریزی کی۔میرے خاندان کے سات لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔

موت ہوگئی۔

(سٹیزن انی شیٹو کے ذریعہ ریکارڈ کیا گیا)

سلطانی۔ آبروریزی کی شکار ایک عورت کا بیان

(گاؤں ایرل کلول تعلقہ، پنچ محل ضلع، 28 فروری 2002)

28 فروری کی دوپہر کو فساد پر آمادہ بھیڑ سے بچنے کے لیے ہم لگ بھگ 40 لوگ ایک ٹیمپو پر سوار ہوئے۔ ہم لوگ کلول سے بھاگ جانا چاہتے تھے۔ میرے شوہر فیروز ٹیمپو چلا رہے تھے۔ کلول کے ٹھیک باہر ایک ماروتی کار نے راستہ روک رکھا تھا اور وہاں ایک بھیڑ ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ فیروز نے ٹیمپو گھمانا چاہا جس سے ٹیمپو پلٹ گیا جیسے ہی ہم باہر نکلے ان لوگوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم لوگ مختلف سمت میں بھاگنے لگے۔ ہم میں سے کچھ ندی کی جانب بھاگے میں پیچھے رہ گئی اس لیے کہ میری گود میں میرا بیٹا فیضان بھی تھا۔ ان لوگوں نے میرے کپڑے اتار دیے اور مجھے بالکل ننگا کر دیا۔ ایک کے بعد ایک انہوں نے میری آبروریزی کی۔ اس پورے وقت میں اپنے بیٹے کی چیخیں سنتی رہی۔ تین کے بعد میں گنتی بھول گئی اس کے بعد انہوں نے ایک تیز ہتھیار سے میرے پیر کاٹ دیے اور مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیا۔

میں پیچھے رہ گئی اس لیے کہ میری گود میں میرا بیٹا فیضان بھی تھا۔ ان لوگوں نے میرے کپڑے اتار دیے اور مجھے بالکل ننگا کر دیا۔ ایک کے بعد ایک انہوں نے میری آبروریزی کی۔ اس پورے وقت میں اپنے بیٹے کی چیخیں سنتی رہی

(سلطانی، کلول کیمپ، ضلع پنچ محل، 30 مارچ 2002)

اس کیس سے متعلق دیگر حقائق

☆ ہم لوگوں نے سلطانی کے کیس کے بارے میں ہلول کیمپ میں اس کے رشتہ داروں سے بھی سنا۔ دونوں کے بیانوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

☆ سلطانی کی میڈیکل جانچ نہیں کرائی گئی۔ اس کے پیر تیز ہتھیار سے کٹنے کی وجہ سے تین ہفتوں تک سڑتے رہے لیکن اس کے زخم اب بھر رہے ہیں۔

☆ ابھی تک کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی ہے جبکہ ڈی ایس پی کو تحریری بیان دیا گیا

ہے۔ اپنے بیان میں اس نے بھیڑ میں شامل کچھ لوگوں کے نام بھی لکھے ہیں۔

(جیسے جیتو سنگھ، دلول گاؤں کا دوکان مالک، اشوک پٹیل عرف ڈان داہی، رام ناتھ گاؤں)

☆ جب ہم نے اس سے اور اس کی نند سے بات کی تب انہوں نے کہا کہ وہ اپنے کو لٹا ہوا اور بے بس محسوس کرتی ہیں۔ اس لیے کہ اب وہ نہیں جانتیں کہ انہیں کیمپ سے کہاں جانا ہے۔ وہ مستقبل کے لیے فکر مند تھیں کہ اب ان بچوں کا کیا ہوگا۔ سلطانی کو اب تک یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ حملے میں اس کے شوہر کی موت ہو چکی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ اس کا شوہر لا پتہ ہے۔

ایک بیٹی کی آبروریزی کی کہانی اس کی ماں کی زبانی

(گاؤں اپرل، تعلقہ کلول، پنچ محل ضلع، 3 مارچ 2002)

میرے سسر نے جو کہ ایک ریٹائرڈ اسکول ٹیچر ہیں ان مسلم خاندانوں کے ساتھ گاؤں چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا جو 28 مارچ کو ہی کلول سے بھاگ گئے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ہم لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ 28 فروری سے ہم 13 لوگ گاؤں کے الگ الگ گھروں اور کھیتوں میں رہ رہے تھے۔ 3 مارچ کو اتوار کی دوپہر میں اس جھونپڑے پر حملہ کیا گیا جس میں ہم لوگ چھپے ہوئے تھے۔ ہم لوگ الگ الگ سمت میں بھاگے اور کھیت میں چھپ گئے لیکن فسادیوں نے ہم میں سے کچھ کو پا لیا اور حملہ شروع کر دیا۔ حملے کے دوران ہم نے اپنے خاندان کے لوگوں کو رحم کے لیے گڑگڑاتے سنا۔ میں اپنے گاؤں کے دو لوگوں گانو بریا اور سنیل کو پہچانتی ہوں جو میری بیٹی شبانہ کو مجھ سے کھینچ کر لے گئے۔ وہ چیخ رہی تھی اور ان لوگوں سے کہہ رہی تھی کی اسے چھوڑ دیں۔ رقیہ، شہانہ، شبانہ کی عزت بچانے کے لیے چیخ و پکار صاف سنی جا سکتی تھی۔ میرا دماغ غم اور بے بسی سے شل ہو گیا۔ میں اپنی بیٹیوں کو آبروریزی اور موت کے منہ سے بچانے کے لیے کچھ

میں اپنے گاؤں کے دو لوگوں گانو بریا اور سنیل کو پہچانتی ہوں جو میری بیٹی شبانہ کو مجھ سے کھینچ کر لے گئے۔ وہ چیخ رہی تھی اور ان لوگوں سے کہہ رہی تھی کی اسے چھوڑ دیں۔ رقیہ، شہلنہ، شبانہ کی عزت بچانے کے لیے چیخ و پکار صاف سنی جا سکتی تھی۔ میرا دماغ غم اور بے بسی سے شل ہوگیا۔ میں اپنی بیٹیوں کو آبروریزی اور موت کے منہ سے بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکی۔ میری بیٹیاں پھول کی طرح تھیں

نہیں کر سکی۔ میری بیٹیاں پھول کی طرح تھیں جنہیں ابھی زندگی کی بہت ساری بہاریں دیکھنی تھیں۔ آخر انہوں نے ان کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آخر یہ کس طرح کے انسان ہیں۔ غنڈوں نے میری پیاری بیٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کچھ دیر بعد فسادی چلا رہے تھے "ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو کوئی ثبوت مت چھوڑو" میں نے دیکھا آگ جل رہی ہے۔ کچھ دیر بعد بھیڑ چھٹنے لگی۔ اب وہاں سناٹا تھا۔

(مدینہ مصطفیٰ اسماعیل شیخ، کلول کیمپ، پنچ محل 30 مارچ 2002)

کیس کے متعلق دیگر حقائق

☆ مدینہ کے بیان کی دو دوسرے زندہ بچنے والے گواہوں محبوب اور خورشید نے بھی تصدیق کی۔ خوشبو نے اپنے بیان میں بتایا کہ کس طرح اس کے دادا (مدینہ کے سسر) اور ہری ون مارے گئے۔ اس نے یہ بھی دوہرایا کہ کس طرح رقیہ کی شلوار اتاری گئی اور اس کے بعد کس طرح ایک کے بعد ایک لوگوں نے "اس کے جسم کے نچلے حصے سے کھیلا"

☆ ہم لوگوں نے مدینہ ایف آئی آر کی کاپی دیکھی جس میں پولس نے دفعہ 302 کے تحت پانچ لوگوں کو نامزد کیا ہے لیکن اس میں آبروریزی شامل نہیں ہے۔ ایف آئی آر میں متعین لفظ "بلاتکار" کی جگہ عام بول چال کی زبان "برا کام" استعمال کیا ہے۔ ہم لوگوں کو کیمپ کے لیڈروں کے ذریعہ تیار کیس کی رپورٹ بھی دی گئی اس میں کچھ ملزموں کے نام بھی شامل ہیں۔

خوشبو نے اپنے بیان میں بتایا کہ کس طرح اس کے دادا (مدینہ کے سسر) اور هری ون مارے گئے۔ اس نے یہ بھی دوھرایا کہ کس طرح رقیہ کی شلوار اتاری گئی اور اس کے بعد کس طرح ایک کے بعد ایک لوگوں نے "اس کے جسم کے نچلے حصے سے کھیلا"

25 سالہ زرینہ کی اجتماعی آبروریزی

ایک شوہر کا بیان

(حسین نگر، نرودا پاٹیا، احمد آباد، 28 فروری 2002)

یہ سب 28 فروری کو صبح 9 بجے ہوا اس وقت ایک بھیڑ آئی جو نعرے لگا رہی تھی

''میاں بھائی کو نکالو'' ان میں بہت سے کیسری چڈی پہنے تھے۔ اس بھیڑ میں پڑوس کے مکانوں، گوپی ناتھ سوسائٹی اور گنگوتری سوسائٹی کے لڑکے شامل تھے میں اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ باہر بھاگا جس میں میری ماں، باپ، بہن، بہن کی بیٹی، میری بیوی زرینہ، میرا بھائی، میری سالی اور میری بھتیجی کل 11 لوگ تھے۔ ہم سب لوگ پولس چوکی کی سمت بھاگے۔ پولس نے کہا کہ گوپی ناتھ اور گنگوتری کی جانب جاؤ۔ اس دوڑ بھاگ میں میں اپنی بیوی سے بچھڑ گیا۔ اس کے ساتھ کیا ہوا یہ اس نے مجھے بعد میں بتایا۔ اس نے فسادیوں سے بچنے کے لیے ایک دیوار سے کود جانا چاہا لیکن اس نے اپنے آپ کو بے بس پایا۔ ان لوگوں نے اس کی اجتماعی آبروریزی کی اور اس کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ وہ برہنہ حالت میں ملی تھی۔ وہ کئی دنوں تک سول اسپتال میں پڑی رہی۔ اب وہ اپنی ماں کے ساتھ خان پور دروازہ کے پاس ہے اور اب اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔

(نعیم الدین ابراہیم شیخ، زرینہ کا ۳۰ سالہ شوہر، شاہ عالم کیمپ، 27 مارچ 2002)

اس کا خاندان 1971 میں گلبرگہ، کرناٹک سے یہاں آیا تھا۔ وہ نرودا میں پیدا ہوئی۔ نعیم الدین کا بیان ممتاز سے ملتا ہے جو کہ ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے زرینہ کو میدان میں ننگا پایا۔

13 سالہ یاسمین کی آبروریزی

گاؤں دلول، پنچ محل ضلع، یکم مارچ 2002

محمد بھائی اور بھوری بہن کے خاندان کے تقریباً 20 افراد کا فسادیوں نے ندی کی سمت پیچھا کیا۔ جاوید اور ایک دوسرا لڑکا اپنی جان بچا کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ فسادیوں نے محمد بھائی کو مار ڈالا۔ اور یاسمین کی آبروریزی کی۔ وہ لوگ اس کے ساتھ چھپے ہوئے لڑکے کی ماں کو مار ڈالنا چاہتے تھے اس لیے وہ چیخ کر دوڑ پڑا اور پکڑا گیا۔ اسے جلتی ہوئی لاشوں کے چاروں جانب گھومنے کے لیے کہا گیا

فسادیوں سے بچنے کے لیے ایک دیوار سے کود جلنا چاہا لیکن اس نے اپنے آپ کو بے بس پایا. ان لوگوں نے اس کی اجتماعی آبروریزی کی اور اس کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ وہ برہنہ حالت میں ملی تھی

فسادیوں نے محمد بھائی کو مار ڈالا۔ اور یاسمین کی آبروریزی کی۔ وہ لوگ اس کے ساتھ چھپے ہوئے لڑکے کی ماں کو مار ڈالنا چاہتے تھے اس لیے وہ چیخ کر دوڑ پڑا ور پکڑا گیا. اسے جلتی ہوئی لاشوں کے چاروں جانب گھومنے کے لیے کہا گیا (جیسے کہ چتا کے چاروں جانب گھومتے ہیں) اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا گیا.

(جیسے کہ چتا کے چاروں جانب گھومتے ہیں) اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔

(ہلول کیمپ میں دلول کی خواتین، پنچ محل ضلع، 30 مارچ 2002)

جاوید محمد بھائی کا بھتیجہ اپنے چچا کی مدد کے لیے دلول آیا تھا اس نے دلول کے بہت سارے لوگوں کو اپنی آپ بیتی سنائی۔ جاوید اپنے گاؤں دیسار لوٹ گیا ہے۔

ایک پورے خاندان کو برہنہ کرنے اور ان پر مظالم کی داستان

35 سال حسینہ بی بی یاسین خان پٹھان اپنے خاندان کے 17 افراد کے ہمراہ 28 فروری کی صبح لمکھیڑہ سے بھاگے۔ ان لوگوں نے صبح سات بجے لمکھیڑہ اسٹیشن سے ٹرین پکڑی اور صبح دس بجے دھرول اسٹیشن پر اترے۔ وہیں فسادیوں نے ان پر حملہ کر دیا سب اپنی جان بچانے کے لیے ادھر ادھر بھاگے اور اس طرح خاندان کے افراد بچھڑ گئے۔ حسینہ اس کا شوہر اور چھوٹی بیٹی دلول کی سمت بھاگے۔ دو بچے فرزانہ (عمر 10 سال) اور سکندر (عمر 10 سال) کھیت کی جانب بھاگے۔ چار لڑکے ایوب، جعفر مشاق، (عمر 12) اور محسن (عمر 10 سال) اور شہزاد (عمر 7 سال) جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گئے اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہاں بہت بڑی بھیڑ تھی۔ وہ لوگ پینٹ شرٹ پہنے تھے اور تلوار لہرا رہے تھے۔ ایوب کے مطابق فسادیوں نے اس کی بہن افسانہ اور چچیرے بھائی بہن زیبن، نور جہاں، ستارہ، اکبر، ریحانہ، یوسف، عمرانہ خاتون (چچی) اور ظریف (بھائی) کو پکڑ لیا۔ ان سب کو ننگا کر دیا اور فسادی انہیں قریب کی نہر کی سمت لے گئے۔ یہ آخری بار تھا جو ایوب نے انہیں دیکھا۔ ان کی لاشیں دوسرے دن جلی ہوئی حالت میں ملیں۔ وہ فسادیوں کو نہیں پہچانتا۔ کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔

(ایوب، دلول کیمپ، پنچ محل ضلع، بیان کا پہلا حصہ اس کی ماں حسینہ بی بی کے بیان سے ملتا ہے)

ملت نگر کالونی کی نسیم اور محمودہ ایک رضا کار ادارے ''سہرواس'' کے لیے کام کرتی

فسادیوں نے اس کی بہن افسانہ اور چچیرے بھائی بہن زیبن، نور جہاں، ستارہ، اکبر، ریحانہ، یوسف، عمرانہ خاتون (چچی) اور ظریف (بھائی) کو پکڑ لیا۔ ان سب کو ننگا کر دیا اور فسادی انہیں قریب کی نہر کی سمت لے گئے۔ یہ آخری بار تھا جو ایوب نے انہیں دیکھا۔ ان کی لاشیں دوسرے دن جلی ہوئی حالت میں ملیں

ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ان میں بہت سی عورتیں جب کیمپ لائی گئیں تو وہ بالکل برہنہ حالت میں تھیں۔خواتین کو اپنا جسم چھپانے کے لیے مردوں نے اپنی شرٹ اتار کر دی تھی۔ان میں سے کچھ اجتماعی آبروریزی کی وجہ سے مشکل سے چل پا رہی تھیں ان سے بات کرنے کے دوران ہم ایک ضعیف خاتون زبیدہ آپا سے ملے۔جنہوں نے اپنی بیٹیوں کی اجتماعی آبروریزی ہوتے دیکھی۔ان کے چہرے پر درد اور خوف نمایاں تھا۔ہم لوگوں نے ان سے مزید سوال کر کے ان کے زخموں کو کریدنا مناسب نہیں سمجھا۔ہمیں نجمہ بانو کے بارے میں بتایا گیا جو بے ہوشی کی حالت میں کیمپ میں لائی گئی تھی اس کے جسم پر دانت کاٹنے اور ناخون کے نشان تھے۔بری طرح خون بہہ رہا تھا۔اس کے پوشیدہ عضو میں لکڑیوں کے ٹکڑے گھسیڑ دیے گئے تھے جو اس عورت نے نکالے تھے جس نے اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی تھی۔نجمہ بانو خود اتنی دہشت میں تھی کہ اپنی کہانی دوبارہ نہیں سنا سکتی تھی۔اس کا کہنا تھا کہ اسے اس کے علاوہ کچھ یاد نہیں کہ گنگوتری سوسائٹی کے لوگوں نے اس کا پیچھا کیا تھا۔اس طرح کے معاملے گہری تفتیش چاہتے ہیں۔

نسیم محمودہ، ملت نگر

اجتماعی آبروریزی اور قتل

شام کے ۶ بجے تھے فسادیوں نے میرے شوہر کو پکڑ لیا اور ان کے سر پر دو بار تلوار سے حملہ کیا۔ان لوگوں نے اس کی آنکھوں میں پٹرول ڈال دیا اور پھر اسے جلا ڈالا۔میری نند کو ننگا کر کے اس کی آبروریزی کی گئی۔اس کی گود میں اس کا تین ماہ کا بچہ تھا۔ان لوگوں نے اس پر پیٹرول ڈال دیا اور اس کی گود سے بچہ لے کر آگ میں ڈال دیا۔میرے بہنوئی کے سر پر بھی تلوار سے وار کیا گیا اور اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔اس وقت ہم لوگ ایک چھجے پر چھپے ہوئے تھے۔میری ساس سیڑھیاں چڑھنے سے مجبور تھی اس لیے وہ نیچے ہی اپنے ۴ سالہ پوتے کے ساتھ تھی۔انہوں نے فسادیوں سے کہا کہ جو بھی پیسہ ہے وہ لے

> شام کے 6 بجے تھے فسادیوں نے میرے شوہر کو پکڑ لیا اور ان کے سر پر دو بار تلوار سے حملہ کیا. ان لوگوں نے اس کی آنکھوں میں پٹرول ڈال دیا اور پھر اسے جلا ڈالا. میری نند کو ننگا کر کے اس کی آبروریزی کی گئی۔ اس کی گود میں اس کا تین ماہ کا بچہ تھا. ان لوگوں نے اس پر پیٹرول ڈال دیا اور اس کی گود سے بچہ لے کر آگ میں ڈال دیا۔ میرے بہنوئی کے سر پر بھی تلوار سے وار کیا گیا اور اسے آگ میں پھینک دیا گیا

لیں۔ ان لوگوں نے سبھی پیسے وزیور لے لیے اس کے بعد بچے کو پیٹرول سے جلا کر مار ڈالا۔ میری ساس کی بھی آبروریزی کی گئی۔ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میری گلی کی غیر شادی شدہ لڑکیوں کو ننگا کیا گیا، ان کی آبروریزی کی گئی اور پھر انہیں زندہ جلا دیا گیا۔ ایک 14 سالہ لڑکی کو پیٹ میں چھرا گھونپ کر مار ڈالا گیا۔ یہ سب 30۔2 بجے دن تک چلتا رہا۔ تب ایک ایمبولنس آئی اور میں اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ اس میں بیٹھی۔ میرے دونوں پیر اور ہاتھ زخمی تھے جو پولس کی مار سے ہوئے تھے۔ میرے شوہر ۴۸ فیصد جلے ہوئے تھے جبکہ میری بیٹی 95 فیصد جلی ہوئی تھی۔ دونوں کی تین دن بعد اسپتال میں موت ہوگئی۔ پولس موقع پر موجود تھی لیکن وہ فسادیوں کی مدد کر رہی تھی۔ ہم ان کے پیروں پر گر پڑے لیکن انہوں نے کہا کہ انہیں اوپر سے حکم ہے کہ وہ کوئی مدد نہ کریں۔ چونکہ ٹیلی فون کے تار کاٹ دیے گئے تھے۔ اس لیے ہم فائر بریگیڈ کو بھی فون نہیں کر سکتے تھے۔ (جنت شیخ)

بلقیس: آبروریزی کی شکار ایک خاتون کی داستان

21 سالہ بلقیس 5 ماہ کی حاملہ تھی جب 28 فروری کو اس کے گاؤں میں مسلمانوں کے گھروں پر اونچی ذات کے ہندوؤں اور باہر کے لوگوں نے حملہ کیا وہ اور اس کے خاندان کے دوسرے افراد جان بچانے کے لیے بھاگے۔ دو دنوں تک وہ گاؤں گاؤں بھاگتے رہے۔ کومیر میں ایک مسجد کے قریب اس کی چچازاد بہن شمیم کو ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ لیکن وہاں ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں تھی۔ انہیں شمیم کے ساتھ جلد ہی وہ جگہ چھوڑ دینی پڑی وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر مشکل سے ہی چل پا رہی تھی۔

3 مارچ کو ہم لوگوں نے پانیویلا گاؤں کی جانب بڑھنا شروع کیا جو کہ ایک پچھڑا ہوا علاقہ ہے۔ تبھی ہم لوگوں نے ایک گاڑی کی آواز سنی۔ ایک ٹرک جس پر ہمارے گاؤں کے اور کچھ باہر کے لوگ سوار تھے۔ ہماری جانب آ رہے تھے۔ ہم لوگ سمجھ گئے کہ یہ

میرے شوہر 48 فیصد جلے ہوئے تھے جبکہ میری بیٹی 95 فیصد جلی ہوئی تھی۔ دونوں کی تین دن بعد اسپتال میں موت ہوگئی۔ پولس موقع پر موجود تھی لیکن وہ فسادیوں کی مدد کر رہی تھی۔ ہم ان کے پیروں پر گر پڑے لیکن انہوں نے کہا کہ انہیں اوپر سے حکم ہے کہ وہ کوئی مدد نہ کریں۔ چونکہ ٹیلی فون کے تار کاٹ دیے گئے تھے۔ اس لیے ہم فائر بریگیڈ کو بھی فون نہیں کر سکتے تھے

ہماری مدد کے لیے نہیں آئے ہیں۔ان لوگوں نے ہمیں روک لیا اور پھر پاگل پن کا ننگا ناچ شروع ہو گیا ان لوگوں نے میری بیٹی کو میری بانہوں سے چھین لیا اور دور پھینک دیا۔ ایک دوسری خاتون اور مجھے کنارے پر لے جایا گیا اور میری آبروریزی کی گئی۔ میری تین لوگوں نے آبروریزی کی۔ میں چیختی رہی ان لوگوں نے مجھے مارا اور مرنے کے لیے چھوڑ گئے۔ جب مجھے دوبارہ ہوش آیا میں نے اپنے کو تنہا پایا۔ میرے چاروں جانب میرے خاندان کے لوگوں کی لاشیں تھیں، میری معصوم بیٹی کی لاش، دوسری لاشیں جو اینٹوں اور پتھروں سے ڈھکی ہوئی تھیں جن کا استعمال انہیں مارنے کے لیے کیا گیا تھا۔ میں وہاں پوری رات اور دن میں دیر گئے تک پڑی رہی۔ مجھے یاد نہیں کہ کب مجھے ہوش آیا اور کب تک میں بے ہوش رہی۔ بعد میں لمکھیڑا پولس اسٹیشن کی ایک پولس پارٹی نے مجھے اٹھایا اور اسپتال پہنچایا وہاں سے مجھے گودھرا کیمپ لایا گیا۔ (شواہد ایڈوا اور آنندی)

ایک دوسری خاتون اور مجھے کنارے پر لے جایا گیا اور میری آبروریزی کی گئی۔ میری تین لوگوں نے آبروریزی کی۔ میں چیختی رہی ان لوگوں نے مجھے مارا اور مرنے کے لیے چھوڑ گئے۔ جب مجھے دوبارہ ہوش آیا میں نے اپنے کو تنہا پایا۔ میرے چاروں جانب میرے خاندان کے لوگوں کی لاشیں تھیں، میری معصوم بیٹی کی لاش، دوسری لاشیں جو اینٹوں اور پتھروں سے ڈھکی ہوئی تھیں

کیس کے متعلق مزید حقائق

☆ اس معاملہ کی ایف آئی آر درج کی گئی اور ضلع مجسٹریٹ جینتی راؤ کے دباؤ میں میڈیکل جانچ کرائی گئی حالانکہ 6 دن بیت چکے تھے پھر بھی آبروریزی کی تصدیق کی گئی۔

☆ اس نے ان لوگوں کے نام بتائے جنہوں نے اس خاندان کے افراد کو مارا تھا۔ان لوگوں کے نام تھے۔سیلیش بھٹ، متھیش بھٹ، وجے موریہ، پردیپ موریہ، لالہ وکیل، لالہ ڈاکٹر، نریش موریہ، جسونت نائی اور گووند نائی (آخر کے تین لوگوں نے اس کی اجتماعی آبروریزی کی)

☆ ابتدا میں اس کے خاندان کے بھی افراد لاپتہ تھے۔اس کے والد اور شوہر بعد میں داہوڑ کیمپ میں ملے۔اس کا بھائی سعید اس کے ساتھ گودھرا میں ہے۔

درندگی کی ایک بہت ہی دردناک داستان

ان لوگوں نے میری بہن کوثر بانو کے ساتھ جو کیا وہ بہت ہی غیر انسانی اور خوفناک تھا۔ وہ 9 ماہ کی حاملہ تھی۔ فسادیوں نے اس کا پیٹ کاٹ دیا اور تلوار سے اس کی بچہ دانی نکال لی اور اسے جلتی آگ میں پھینک دیا اور پھر ان لوگوں نے اسے بھی جلا دیا۔

سائرہ بانو۔ نرودا اپٹیا

(شاہ عالم کیمپ میں 27 مارچ 2002 کو ریکارڈ کیا گیا)

حقائق کی تفتیش مشن کے دوران ہم نے یہ کہانی کئی بار سنی ہم لوگوں نے یہ دوسری حقائق جانچ رپورٹ میں بھی پڑھا تھا۔ ہم لوگوں کو اس کے بارے میں شاہ عالم کیمپ کے زندہ بچ جانے والے بہت سے لوگوں نے بتایا کسی کسی بیان میں کچھ اختلاف تھا۔ بچہ دانی کو زمین پر پھینک دیا گیا۔ بچے دانی کو تلوار سے کاٹ ڈالا گیا۔ بچے دانی کو تلوار کی نوک پر اٹھا لیا گیا۔ اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ داستان سنانے والے ہر شخص کا اپنا انداز تھا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے یہ ان کی اپنی کہانی ہو۔ کیا یہ کہانی صرف خوف زدہ ذہنوں کی پیداوار تھی؟ ہمارا کہنا ہے نہیں۔ کوثر کی کہانی 28 فروری 2002 کو نرودا اپٹیا کے مسلمانوں پر ہونے والے ظالمانہ شیطانی حملے کی داستان ہے جہاں اجتماعی طور پر مظالم کا تجربہ کیا گیا۔

گجرات قتل عام میں عورتیں کئی طرح سے مرکز میں رہی ہیں اور اس میدان جنگ میں ان کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ غیر ذمہ دار گجراتی پریس نے اشتعال دلانے والے ایجنٹ کا کردار ادا کیا ہے۔

جنسی مظالم اور میڈیا

یہاں خواتین کے وفد کا مقصد مقامی میڈیا کے کچھ اخبارات سے ہے جن کی تفصیل دی گئی ہے

گجرات قتل عام میں عورتیں کئی طرح سے مرکز میں رہی ہیں اور اس میدان جنگ میں ان کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ غیر ذمہ دار گجراتی پریس نے اشتعال دلانے والے ایجنٹ کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ کہانی گودھرا سے شروع ہوتی ہے جہاں 58 ہندوؤں کو زندہ جلا دیا گیا جن میں 26 خواتین اور 14 بچے تھے لیکن جس بات نے ہندوؤں کے غصے کو بے قابو کیا وہ صرف لوگوں کی موت نہیں تھی بلکہ موت سے زیادہ ہندو عورتوں کی

آبروریزی کی خبریں تھی۔ایک فرقہ کی عزت۔

28 فروری کو ایک بڑے گجراتی روزنامہ ''سندیش'' نے گودھرا سانحہ کی رپورٹنگ کرتے ہوئے بہت ہی سخت زبان استعمال کی تھی۔اس نے پہلے صفحہ پر ایک رپورٹ لکھی تھی جس میں اس نے لکھا کہ ''بھیڑ 15۔10 ہندو عورتوں کو ریل کے ڈبے سے باہر کھینچ کر لے گئی''۔یہی خبر صفحہ 16 پر اس سرخی کے ساتھ دہرائی گئی ''بھیڑ 10۔8 عورتوں کو جھگی جھونپڑی میں اٹھالے گئی۔'' یہ کہانی پوری طرح جھوٹی تھی۔پولس نے اس طرح کے کسی بھی واقعہ سے انکار کیا اور دوسرے اخبارات جیسے ٹائمس آف انڈیا وغیرہ خبر کے سچ ہونے سے متعلق حقائق اکٹھا نہیں کر سکے۔ایک دن بعد یکم مارچ کو سندیش نے صفحہ 16 پر اس جھوٹی کہانی کا فالواپ اس سرخی سے شائع کیا ''سابرمتی ایکسپریس سے اغوا شدہ جوان عورتوں میں سے دو کی لاشیں برآمد۔ان عورتوں کی چھاتیاں کٹی ہوئی تھیں''۔ ہندوؤں کے وقار کو اس انتہائی ظالمانہ جنسی مظالم سے گہرا صدمہ پہنچا۔اغوا اور کٹی ہوئی چھاتیوں کی دونوں خبریں سراسر جھوٹی تھیں۔یہ بالکل جھوٹی کہانی تھی۔جس سے پولس نے انکار کیا ہے۔حقائق تفتیش ٹیم کو بعد میں بتایا گیا کہ سندیش نے اپنے صفحوں کے کسی کونے میں ایک چھوٹی سے تردید چھاپی لیکن جو نقصان ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔

ہندو عورتوں کے قتل اور آبروریزی کی خبروں کا بھی مقامی پریس میں اہم خبر کے طور پر شائع ہونا مسلم عورتوں اور بچوں کے خلاف وحشیانہ سلوک کا سبب بن گیا۔

''انہوں نے ہماری عورتوں پر حملہ کیا ہے بدلہ تو لینا تھا'' یہ ناراض ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکانے کا سبب بن گیا۔اخبارات نے آگ میں گھی کا کام کیا۔احمد آباد کے فسادات سے سب سے زیادہ متاثر علاقے نرودا اپٹیا میں چشم دید گواہوں کے مطابق فسادی جنہوں نے مسلمانوں کی دوکانیں، مکانوں اور مسلم عورتوں بچوں پر بے دردی سے حملہ کیا وہ اپنے ہاتھوں میں صرف تلواریں اور پتھر ہی نہیں لیے تھے بلکہ ان کے ہاتھوں

اخبارات نے آگ میں گھی کا کام کیا۔ احمد آباد کے فسادات سے سب سے زیادہ متاثر علاقے نرودا اپٹیا میں چشم دید گواہوں کے مطابق فسادی جنہوں نے مسلمانوں کی دوکانیں، مکانوں اور مسلم عورتوں بچوں پر بے دردی سے حملہ کیا وہ اپنے ہاتھوں میں صرف تلواریں اور پتھر ھی نہیں لیے تھے بلکہ ان کے ہاتھوں میں "سندیش" کی کاپیاں بھی تھیں جس میں گودھرا سانحہ کی خبریں نمایاں طور پر شائع کی گئی تھیں۔ اور وہ یہ نعرہ لگا رہے تھے "خون کا بدلہ خون"

میں ''سندیش'' کی کاپیاں بھی تھیں جس میں گودھرا سانحہ کی خبریں نمایاں طور پر شائع کی گئی تھیں۔اور وہ یہ نعرہ لگا رہے تھے ''خون کا بدلہ خون''

ہندو عورتوں کے ساتھ آبروریزی اور وحشی پن کی اس ایک جھوٹی کہانی نے پورے گجرات میں جلتے پر تیل کا کام کیا جسمیں زیادہ تر باتیں جھوٹی تھیں۔

جہاں کہیں بھی حقائق تفتیش ٹیم گئی وہاں ہم نے اس کہانی کے کچھ حصے سنے۔ کچھ نے دس ہندو عورتوں کی آبروریزی کی بات کہی کچھ نے 6 کی۔لیکن سب کا مطلب ایک ہی تھا۔ایک جگہ ہم نے اس طرح کی باتیں سنیں ''مسلمان ہندو عورتوں کو مدرسے میں لے گئے اور وہاں ان کی اجتماعی آبروریزی کی''۔چونکہ مدرسہ تعلیم حاصل کرنے کی جگہ ہے وہاں عورتوں کی آبروریزی یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہاں پڑھنے والے انتہائی وحشی لوگ ہیں۔ایک دوسرے گاؤں میں ''ہندو عورتوں'' کو ''آدی واسی عورتوں'' میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔وہ صرف اس لیے کہ یہاں مسلمانوں پر آدی واسیوں کے حملے کو درست ٹھہرایا جا سکے۔

جب ٹیم عزیز ترمزی ایڈیٹر گجرات ٹوڈے جو کہ مسلمانوں کی آواز کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے سے ملی تو انہوں نے صاف کہا کہ ''قتل ہو جاتا ہے، چوٹ لگتی ہے تو آدمی برداشت کر لیتا ہے لیکن اگر ماں بہن بیٹی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو وہ جواب دے گا بدلہ لے گا'' یہ حقیقت ہے کہ آبروریزی اس طور پر ہوئی کہ یہ مردوں کے وقار کو چوٹ پہنچاتے ہیں۔اخبار ''سندیش'' نے عورتوں پر جنسی مظالم کی جھوٹی کہانیاں شائع کیں اور ظلم کی شکار عورتوں کے جسموں کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور جان بوجھ کر مسلم خواتین کے خلاف فساد کو بھڑکایا۔سندیش کے اس اشتعال انگیز جھوٹ نے اس قتل عام کو ان کے دماغ میں بھی درست ٹھہرانے کی کوشش کی جو لوگ فساد پر آمادہ تھے اور ان عام ہندوؤں پر بھی اثر ڈالا جو ان فسادات سے کوسوں دور تھے۔

اخبار "سندیش" نے عورتوں پر جنسی مظالم کی جھوٹی کہانیاں شائع کیں اور ظلم کی شکار عورتوں کے جسموں کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور جان بوجھ کر مسلم خواتین کے خلاف فساد کو بھڑکایا۔ سندیش کے اس اشتعال انگیز جھوٹ نے اس قتل عام کو ان کے دماغ میں بھی درست ٹھہرانے کی کوشش کی جو لوگ فساد پر آمادہ تھے

حیرت انگیز طور پر جبکہ ایک جانب آبروریزی کی جھوٹی کہانی بحث کا موضوع رہی وہیں دوسری جانب میڈیا جس میں انگریزی اخبارات بھی شامل ہیں مسلم خواتین کی آبروریزی کی سچی کہانیوں پر بالکل چپ رہا۔ گجرات ٹوڈے کے علاوہ کسی بھی مقامی گجراتی اخبار نے مسلم عورتوں کی آبروریزی اوران کے جلانے کی دردناک اور بھیانک کہانی شائع نہیں کہ یہاں تک گجرات ٹوڈے جوکہ مسلمانوں سے ہمدردی رکھتا ہے نے بھی آبروریزی کی صرف ایک رپورٹ شائع کی۔ ٹائمس آف انڈیا اس قتل عام کی ابتدا سے یکم اپریل 2002 تک ایک ہی رپورٹ دے سکا۔

جب حقائق تفتیشی ٹیم کے ممبروں نے احمد آباد کے سینئر صحافیوں سے بات کی تب انہوں نے یہ دلیل دی کی آبروریزی کی رپورٹ اشتعال انگیز ہوتی ہے اور فساد کے ابتدائی دنوں میں ان کا یہ فرض تھا کہ وہ سماجی طور پر اپنی ذمہ داری نبھائیں اور فساد کو پھیلنے نہ دیں۔ لیکن اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی پریس نے آبروریزی کی خبروں پر خود سنسر لگا رکھا ہے۔

ہم نے پایا کہ ایک بار پھر مسلم عورتیں شکار بنیں۔ گجرات میں قتل عام کے دوران انہوں نے بدترین جنسی مظالم کا سامنا کیا اور ابھی بھی کوئی ان کی آواز دنیا کو سنانے کا خواہش مند نہیں ہے۔ ان فسادات میں عورتوں کے جسم کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا اور آج بھی ان عورتوں کو سب کچھ خاموشی سے برداشت کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ خواتین مزید فسادات نہیں چاہتیں لیکن اسے حقیقت کو چھپانے کی قیمت پر حاصل نہیں کیا جا سکتا اور نہ خواتین کے دنیا کو یہ سچ بتانے کی قیمت پر کہ گجرات میں ان پر کیا بیتی۔

کمسن بچیوں پر نفسیاتی اثر

سائرہ (عمر 12 سال)، افسانہ (عمر 11)، نینا (عمر 12)، انجو (عمر 12) رخصت (عمر 9)، نیلوفر (عمر 9) حنا (عمر 11)

حیرت انگیز طور پر جبکہ ایک جانب آبروریزی کی جھوٹی کہانی بحث کا موضوع رہی وہیں دوسری جانب میڈیا جس میں انگریزی اخبارات بھی شامل ہیں مسلم خواتین کی آبروریزی کی سچی کہانیوں پر بالکل چپ رہا. گجرات ٹوڈے کے علاوہ کسی بھی مقامی گجراتی اخبار نے مسلم عورتوں کی آبروریزی اور ان کے جلانے کی دردناک اور بھیانک کہانی شائع نہیں کہ یہاں تک گجرات ٹوڈے جوکہ مسلمانوں سے ہمدردی رکھتا ہے نے بھی آبروریزی کی صرف ایک رپورٹ شائع کی. ٹائمس آف انڈیا اس قتل عام کی ابتدا سے یکم اپریل 2002 تک ایک ہی رپورٹ دے سکا.

یہ بھی نرودا اپٹیا میں بچ جانے والی لڑکیاں ہیں جہاں فساد کی سب سے خوفناک شکل سامنے آئی۔ اور جہاں 80 سے زیادہ لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا اور بہت سی عورتوں کی آبروریزی ہوئی۔ یہ سبھی لڑکیاں کمسن ہیں اور ان کے لیے جو کچھ انہوں نے دیکھا اور سنا اس کا سمجھنا ناممکن ہے۔ لیکن وہ سب زندگی سے خوف زدہ ہیں۔ ان کا ہندوؤں پر سے بھروسہ اٹھ گیا ہے۔ وہ شیطان ہندوؤں کی بات کرتی ہیں۔ ہندو جنہوں نے ہمارے گھر جلا دیے۔ ہندوؤں نے ہمارے جینے کا سہارا چھین لیا۔ ان میں سے کچھ نے اپنی آنکھوں سے وہ سب دیکھا ہے جو خدا کرے کوئی بچہ کبھی نہ دیکھے۔ دوسروں نے صرف باتیں سنی ہیں۔ لیکن یہ وہ باتیں ہیں جو کوئی بچہ خدا کرے کبھی نہ سنے۔ ''ہندوؤں نے برا کام کیا ہے'' انہوں نے ہم سے کچھ اور کہا جبکہ ان کی آنکھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ ان لوگوں نے کیا کیا؟

بلاتکار۔ وہ یہ لفظ جانتی ہیں۔ میں بتاؤں دیدی ایک 9 سالہ لڑکی کہتی ہے۔ ''بلاتکار'' کا مطلب ہے ''جب عورت کو ننگا کرتے ہیں اور پھر اسے جلا دیتے ہیں'' اور پھر اس کی آنکھیں چھت پر ٹک جاتی ہے۔ صرف ایک بچہ پوری بات بتا سکا ہے۔ وہ صرف اس لیے کہ اس کے سامنے نرودا پٹیا میں بار بار یہی دوہرایا گیا ہے، عورتوں کو ننگا کیا گیا، ان کی آبروریزی کی گئی اور پھر انہیں جلا دیا گیا۔ ان کے یہاں جلانا ''بلاتکار'' کے معنی کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے۔

وہ مجھ سے کہتی ہے ہندو ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ کیوں؟

اس لیے کہ ہم ان کے کبھی تیوہار مناتے ہیں۔ ہم لوگ ہولی کھیلتے ہیں ہم دیوالی میں پٹاخے جلاتے ہیں۔ لیکن ہندو ہمارے تیوہار نہیں مناتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہم سے جلتے ہیں۔ وہ اتنا جلتے ہیں کہ اس سال انہوں نے ہمارے تعزیے کے جلوس کو نہیں نکلنے دیا۔ (حقیقت میں خود مسلمانوں نے اس سال 10 محرم کو فسادات کو دیکھتے ہوئے تعزیے کا

بلاتکار۔ وہ یہ لفظ جانتی ہیں۔ میں بتاؤں دیدی ایک 9 سالہ لڑکی کھتی ہے۔ "بلاتکار" کا مطلب ہے "جب عورت کو ننگا کرتے ہیں اور پھر اسے جلا دیتے ہیں" اور پھر اس کی آنکھیں چھت پر ٹک جاتی ہے۔ صرف ایک بچہ پوری بات بتا سکا ہے۔ وہ صرف اس لیے کہ اس کے سامنے نرودا پٹیا میں بار بار یہی دوہرایا گیا ہے

جلوس نہ نکالنے کا فیصلہ کیا تھا)۔

ریاست میں عورتوں کا تجربہ

ارے یہ نریندر مودی نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ ہماری زندگی برباد کردی۔ گجرات کی مسلم خواتین اسی طرح گجرات کے وزیر اعلیٰ کو یاد کرتی ہیں۔ اور مرد بھی جن کی زندگی ہمشیہ کے لیے برباد کر دی گئی۔ سرکار کیسی سرکار وہ پوچھتے ہیں۔ متعدد عورتوں کی آواز جو کہ لگاتار فساد کی وجہ سے رندھ گئی ہیں کہتی ہیں کہ ریاستی سرکار اس وقت کہاں غائب ہوگئی جب انہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ سرکار کے نمائندے، لیڈر انتظامیہ اور پولس نے شہریوں کے تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کیں۔ سب سے برا یہ تھا کہ اس نے قتل، آبروریزی اور سیکڑوں عورتوں کو کاٹنے میں اہم رول ادا کیا۔ گودھرا سانحہ کے بعد ہونے والے قتل عام کے 5 ہفتہ بعد بھی قصورواروں کو سزا دلانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ایف آئی آر نہیں درج کی گئی۔ نہ ہی لوگوں کو معاوضہ دیا گیا۔ راحت کیمپ مسلمانوں کی مدد سے چل رہے ہیں اور انہیں کبھی کبھی انتظامیہ کی مدد ملتی ہے۔ نریندر مودی نے شاہ عالم کیمپ میں (جہاں سب سے زیادہ دس ہزار پناہ گزیں رہے ہیں) پہلی بار وزیر اعظم کے ساتھ ۱۴ اپریل کو دورہ کیا۔ نہ ہی کسی وزیر اور نہ ہی سرکاری افسروں نے ان ۱۰۰ راحت کیمپوں کا دورہ کیا ہے جو کہ گجرات کے گاؤں وشہروں میں چل رہے ہیں۔

مایا کوڈنانی۔ بی جے پی کی ممبر اسمبلی

احمد آباد کے فساد میں سب سے زیادہ متاثر نرودا پٹیا کی بی جے پی ایم ایل اے مایا کوڈنانی سے ہماری ٹیم نے بات کی۔ 28 فروری کو ہونے والے نرودا پٹیا کے قتل عام کی ایف آئی آر میں وہ بھی ایک ملزم ہیں۔

انہیں سرکار کے فرائض کو پورا نہ کرنے کا کوئی افسوس نہیں تھا۔ ان کے مطابق سرکار کے کرنے کے لیے وہاں کچھ نہیں تھا۔ وہاں پر ہندوؤں کے دل میں قدرتی نفرت اور

ارے یہ نریندر مودی نے یہ سب کچھ کیا هے۔ هماری زندگی برباد کر دی۔ گجرات کی مسلم خواتین اسی طرح گجرات کے وزیر اعلیٰ کو یاد کرتی هیں۔ اور مرد بھی جن کی زندگی همشیه کے لیے برباد کر دی گئی۔ سرکار کیسی سرکار وه پوچھتے هیں۔ متعدد عورتوں کی آواز جو که لگاتار فساد کی وجه سے رنده گئی هیں کهتی هیں که ریاستی سرکار اس وقت کهاں غائب هوگئی جب انهیں اس کی سب سے زیاده ضرورت تھی

غصہ تھا۔اور ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے تھے۔

مایا کوڈنانی نے دعوی کیا کہ اس طرح کے فسادات گجرات کی فطرت میں شامل ہیں۔ یہ زندگی کا ایک فطری حصہ ہے اور اسے اسی طرح قبول کرنا چاہئے۔

ناتھی بہن: خاتون سرپنچ

فساد میں سرکار کی شمولیت کی دوسری مثال سابر کنتھا ضلع کے کھیڑ برہما تعلقہ کے لکشمی پورا گاؤں میں ملتی ہے۔حقائق تفتیش ٹیم نے اس گاؤں کا دورہ اس لیے کیا کہ یہاں ایک خاتون سرپنچ ناتھی بہن ہیں جنکے شوہر اور بیٹے پر الزام ہے کہ انہوں نے 27 فروری 2002 کی شام مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگانے والے فسادیوں کی قیادت کی۔

☆ ناتھی بہن صاف طور سے ایک دکھاوے کی سرپنچ ہیں۔اصل سرپنچ ان کے شوہر جیتو بھائی پٹیل ہیں۔

☆ جیتو بھائی پٹیل اور اس کا بیٹا رمیش پٹیل (دونوں ہی وشو ہندو پری شد کی مقامی یونٹ کے ممبر ہیں) یہ کہہ کر مسلمانوں کے گھروں کو جلانے کو درست ٹھہراتے ہیں کہ گودھرا شروعات تھی اور یہ کہ مسلمان سب چیزوں کو پہلے شروع کرتے ہیں ہندو نہیں انہوں نے یہ بھی دعوی کیا کہ گودھرا قتل عام میں گجرات کے سبھی گاؤں کے مسلمانوں نے حصہ لیا۔

☆ پورے خاندان ناتھی بہن، جیتو بھائی اور رمیش نے مسلمانوں سے سخت نفرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اب مسلمان اس گاؤں میں تبھی رہ سکتے ہیں جب وہ گاؤں کے رسم ورواج کو اپنالیں یعنی داڑھی منڈ والیں اور ٹوپی پہننا چھوڑ دیں۔

☆ سرپنچ ناتھی بہن نے اس بات کی جانکاری سے انکار کیا کہ وہ مسلمان جنہیں لکشمی پورا سے بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا کہاں ہیں۔

اس بار گجرات کے فسادات میں پچھلے فسادات کے مقابلے عورتوں کی عزت سے زیادہ کھیلا گیا۔ انہیں جلتے گھروں سے زبردستی نکالا گیا وہ اپنی جان بچانے کے لیے سڑکوں پر ادھر ادھر دوڑتی رهیں۔ انهیں صرف فسادیوں نے هی نشانه نهیں بنایا بلکه پولس نے بهی مسلم خواتین کو ٹهیس پهنچائی۔ جس طرح فسادی هندو عورتوں کا بدله لینے پر آماده هوگئے۔ ایسا هی پولس بهی کر رهی تهی۔ یه هم گجرات کے وزیر اعلی کے الفاظ لکھ رهے هیں" پولس بهی دوسروں کی طرح انسان هے

پولس کا رول

اس بار گجرات کے فسادات میں پچھلے فسادات کے مقابلے عورتوں کی عزت سے زیادہ کھیلا گیا۔ انہیں جلتے گھروں سے زبردستی نکالا گیا۔ وہ اپنی جان بچانے کے لیے سڑکوں پر ادھر ادھر دوڑتی رہیں۔ انہیں صرف فسادیوں نے ہی نشانہ نہیں بنایا بلکہ پولس نے بھی مسلم خواتین کو ٹھیس پہنچائی۔ جس طرح فسادی ہندو عورتوں کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو گئے۔ ایسا ہی پولس بھی کر رہی تھی۔ یہ ہم گجرات کے وزیر اعلی کے الفاظ لکھ رہے ہیں'' پولس بھی دوسروں کی طرح انسان ہے۔'' انہوں نے فساد شروع ہونے کے بعد فوراً کہا کہ'' وہ فرقہ کے جذبات کے خلاف نہیں جا سکتے۔ جہاں کہیں بھی تفتیشی ٹیم گئی عورتوں نے فسادات میں پولس کی شرکت کی کہانی سنائی۔

بہت سے لوگوں نے پولس کے ذریعہ فسادیوں کی پشت پناہی، ان کی مدد اور کچھ واقعات میں فسادیوں کی قیادت کرنے کی کہانی بھی سنائی. حقائق تفتیشی ٹیم کو جو فوٹیج دکھائے گئے اس میں اس طرح کے نعرے تھے "یہ اندر کی بات ہے. پولس ہمارے ساتھ ہے" یہ نعرے بڑے بڑے لفظوں میں مسلمانوں کے جلے ہوئے گھروں پر لکھے ہوئے تھے

بہت سے لوگوں نے پولس کے ذریعہ فسادیوں کی پشت پناہی، ان کی مدد اور کچھ واقعات میں فسادیوں کی قیادت کرنے کی کہانی بھی سنائی۔ حقائق تفتیشی ٹیم کو جو فوٹیج دکھائے گئے اس میں اس طرح کے نعرے تھے'' یہ اندر کی بات ہے۔ پولس ہمارے ساتھ ہے'' یہ نعرے بڑے بڑے لفظوں میں مسلمانوں کے جلے ہوئے گھروں پر لکھے ہوئے تھے

☆ ایک بات ہر جگہ یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ پولس نے فسادیوں پر فائرنگ کرنے کے بجائے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں۔

☆ دوسرے معاملوں میں پولس مدد کی پکار کے سامنے بہری بن گئی تھی۔ پھر انہوں نے عورتوں سے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ انہیں'' اوپر سے حکم نہیں ہے۔'' عورتوں اور بچوں کو بار بار پولس اسٹیشن سے یہ کہہ کر واپس کر دیا گیا کہ وہ اپنی حفاظت خود کریں۔

☆ پولس نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ بے سہارا لوگوں کو مسلم اکثریتی علاقوں میں پہنچا دیا۔ اس سے یہی پیغام ملتا ہے کہ مسلمانوں کا تحفظ ان کا فرض نہیں ہے۔ اس کے

بعد دوسرے مسلمانوں کو دیکھنا ہے۔ مسلمان اب ریاست کے شہری نہیں ہیں۔

☆ حقائق تفتیشی ٹیم کو ان علاقوں میں خاتون پولس تعینات کرنے کی کوئی مثال نہیں ملی جہاں عورتوں پر مظالم ہوئے ہیں۔

☆ بہت سارے معاملوں میں ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔ بہت سارے لوگوں نے بتایا کہ پولس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمھارے پاس کافی ثبوت نہیں ہیں اس لیے کوئی کیس نہیں بنتا۔"

☆ آبروریزی کی شکار یہ عورتیں ابھی بھی پولس کے پاس جانے کی ہمت نہیں کر پا رہی ہیں۔ شواہد حاصل کرنے کا طویل راستہ تنہا طے کرنا اور پھر انصاف پانا ان کے لیے آسان نہیں۔ ایک مسلمان خاتون کے لفظوں میں "یہ تو ہندوؤں کی پولس ہے"۔

☆ ریاست کے راحت کیمپوں میں رہ رہی عورتیں ہی پولس سے خوف زدہ نہیں بلکہ کیمپ کے باہر بھی احمد آباد کے مسلم اکثریتی علاقوں میں وہ سخت قید اور خوف کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ملت نگر سمیت ان علاقوں میں کرفیو لگا ہوا ہے جہاں کا تفتیشی ٹیم نے دورہ کیا۔ کامبنگ آپریشنوں کے نام پر پولس مسلمان نوجوانوں کو بے دھڑک گرفتار کر رہی ہے۔ مائیں اس سے بہت فکر مند ہیں۔

☆ اپنے مردوں کو بچانے کے لیے عورتیں چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے خود ہی گھر سے باہر جا رہی ہیں اور پولس کا سامنا کر رہی ہیں۔ حقائق تفتیشی ٹیم نے ایسے بہت سے واقعات سنے جس میں پولس نے عورتوں کو ڈنڈے سے بری طرح پیٹا یا وہ پولس کی گولی سے ماری گئی۔

اس حالت میں بھی گجرات میں وہ علاقے بالکل پر امن رہے جہاں پولس اور انتظامیہ سختی سے فسادیوں کے سامنے کھڑی رہی۔ انہوں نے اس دلیل کو غلط ثابت کر دیا کہ یہ گودھرا سانحہ کے بعد کے فسادات نہ رک پانے والا فرقہ پرستی کا سیلاب ہے۔ مثال

انھوں نے اس دلیل کو غلط ثابت کر دیا کہ یہ گودھرا سانحہ کے بعد کے فسادات نہ رک پانے والا فرقہ پرستی کا سیلاب ہے۔ مثال کے طور پر پنچ محل ضلع میں 5 مارچ تک کوئی موت نہیں ہوئی یہاں تک کہ گودھرا میں بھی جہاں کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کا پرانا ریکارڈ ہے اور جہاں سے تشدد کی شروعات ہوئی۔ حقائق تفتیشی ٹیم کو یقین ہے کہ ایسا صرف اس لیے ہو سکا کہ یہاں کی با صلاحیت ضلع مجسٹریٹ جینتی راوت نے پوری طرح قانون و انتظام کو بنائے رکھا۔

کے طور پر پنچ محل ضلع میں ۵ مارچ تک کوئی موت نہیں ہوئی یہاں تک کہ گودھرا میں بھی جہاں کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کا پرانا ریکارڈ ہے اور جہاں سے تشدد کی شروعات ہوئی۔ حقائق تفتیشی ٹیم کو یقین ہے کہ ایسا صرف اس لیے ہو سکا کہ یہاں کی باصلاحیت ضلع مجسٹریٹ جینتی راوت نے پوری طرح قانون وانتظام کو بنائے رکھا۔

ریاست کے رول کے بارے میں عورتوں کے شواہد

شبنم

رہائش: وٹوا، احمد آباد

واقعہ کی تاریخ: یکم مارچ 2002

شبنم عمر ۲۳ سال یکم مارچ کے واقعہ کو اس طرح یاد کرتی ہے: ترشول اور تلوار لیے فسادی آنے لگے وہ نعرے لگا رہے تھے۔ ''میاں نے مارو میاں نے کاٹو'' ان میں سے کچھ نے پتھر پھینکنا شروع کر دیا۔ ہم تقریباً 50 لوگ تھے جبکہ وہ کئی ہزار۔ ہم جان بچانے کے لیے بھاگے تو پولس نے ہمارا راستہ روک لیا اور ہمیں فسادیوں کی جانب جانے پر مجبور کرنے لگے۔ ''چلو مارو دو سالوں کو'' وہ چلائے۔ پہلی بار ایسا ہوا۔ ہم کہاں جا سکتے ہیں؟ اب ہمارا کیا ہوگا؟۔

سائرہ بانو

رہائش: کھیڑ برہما ٹاؤن، سابر کنٹھا

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

اس وقت صبح کے 9 بجے تھے جب حملہ شروع ہوا۔ ہم لوگوں کی سمت ایک بڑی بھیڑ آئی۔ وہ سب ہمارے پڑوسی تھے میں ان میں سے ہر ایک کو پہچانتی ہوں۔ بھٹ، وادھری، پرجاپتی، ہم لوگ پولس اسٹیشن کی جانب بھاگے پولس نے ہمیں پناہ دی لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ زیادہ دیر تک ہماری حفاظت نہیں کر سکتے ان لوگوں نے ہمیں ایک

شبنم عمر 23 سال یکم مارج کے واقعہ کو اس طرح یاد کرتی ہے ترشول اور تلوار لیے فسادی آنے لگے وہ نعرے لگا رہے تھے۔ "میاں نے مارو میاں نے کاٹو" ان میں سے کچھ نے پتھر پھینکنا شروع کر دیا۔ ہم تقریباً 50 لوگ تھے جبکہ وہ کئی ہزار۔ ہم جان بچانے کے لیے بھاگے تو پولس نے ہمارا راستہ روک لیا اور ہمیں فسادیوں کی جانب جانے پر مجبور کرنے لگے۔ "چلو مارو دو سالوں کو" وہ چلائے۔ پہلی بار ایسا ہوا۔ ہم کہاں جا سکتے ہیں؟ اب ہمارا کیا ہوگا؟

ڈبہ گاڑی (پولس وین) میں رکھا اور وڈالی میں مسلم لیڈروں کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت سے ہم لوگ اس کیمپ میں ہیں۔ (وڈالی ریلیف کیمپ: 28 مارچ 2002)

کلثوم بی بی اور جنت بی بی

رہائش: جوان نگر، نرودا پٹیا، احمد آباد

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

یہ دن بھی عام دنوں کی طرح شروع ہوا۔ ہم لوگ بیٹھے چائے پی رہے تھے سنا کہ مقامی مسجد پر حملہ ہوا ہے۔ مرد اور بچے یہ دیکھنے کے لیے باہر گئے کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہاں ان لوگوں کو کئی ہزار فسادیوں نے گھیر لیا۔ یہ لوگ تلوار اور ترشول سے لیس تھے۔ کچھ تلواروں پر بجرنگ دل لکھا ہوا تھا۔ وہ سب خاکی نیکر پہنے تھے۔ کچھ کے ہاتھوں میں پیٹرول تھا جیسا کہ اب ہمیں معلوم ہوا وہ پاس کے پمپ آٹو سے لیا گیا تھا۔ اس کا مالک بجرنگ دل کا لیڈر ہے۔ وہ ٹرک جس پر یہ لوگ آئے تھے اس پر گیس کے سلنڈر رکھے تھے۔ اچانک پولس نے گولی چلا دی۔ فائرنگ میں ہمارے کچھ لوگ مارے گئے۔ عورتوں اور بچوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ ہماری کالونی اسٹیٹ ریزرو پولس، اسٹیٹ ٹرانسپورٹ ورکشاپ اور ہندوؤں کی ہاؤسنگ سوسائٹی گوپی ناتھ اور گنگوتری کے درمیان ہے۔ ہم سب ایس آر پی کالونی کے سمت بھاگے لیکن وہاں ہم لوگوں کو اندر جانے نہیں دیا گیا۔ ہم گڑگڑائے لیکن گیٹ نہیں کھلا ہم آوارہ جانوروں کی طرح ادھر ادھر دوڑتے رہے تبھی وہاں لاٹھی چارج کیا گیا ہم میں بہت سے زخمی ہو گئے۔ ہم نے پولس کو یہ کہتے سنا کہ "یہ آپ لوگوں کا آخری دن ہے۔"

(شاہ عالم ریلیف کیمپ، احمد آباد، 27 مارچ)

سائرہ بانو

رہائش: نوا پورہ، وٹوا، احمد آباد

میدان تلوار اور ترشول سے لیس ہزاروں آدمیوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہم نے کبھی اتنے آدمیوں کو نہیں دیکھا تھا۔ ہر آدمی خوف زدہ تھا ہم پولس کو بھیڑ کے ساتھ دیکھ کر سبھی امیدیں کھو بیٹھے۔ جب ہم لوگ پولس کے سامنے گڑگڑا رہے تھے کہ ہر ایک کو بچانا اس کا فرض ہے تب انہوں نے کہا کہ "تم لڑلو جتنی طاقت ہے مقابلہ کر لو۔"

ہم 300 سے

میدان تلوار اور ترشول سے لیس ہزاروں آدمیوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہم نے کبھی اتنے آدمیوں کو نہیں دیکھا تھا۔ ہر آدمی خوف زدہ تھا۔ ہم پولس کو بھیڑ کے ساتھ دیکھ کر سبھی امیدیں کھو بیٹھے۔ جب ہم لوگ پولس کے سامنے گڑگڑا رہے تھے کہ ہر ایک کو بچانا اس کا فرض ہے تب انہوں نے کہا کہ "تم لڑلو جتنی طاقت ہے مقابلہ کرلو۔"

(قطب عالم ریلیف کیمپ، وٹوا، احمد آباد، 27 مارچ 2002)

سائرہ بانو

رہائش: حسین نگر، نرودا پٹیا، احمد آباد

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

سائرہ نرودا پٹیا کی حسین نگر چالی میں رہ رہی تھی اب وہ اپنے تین بچوں کے ساتھ ایک کیمپ میں ہے۔ میں نے لڑکیوں کو چیختے سنا۔ میں نے ایک برہنہ لڑکی کو بھاگتے دیکھا۔ جس کا 25-20 لوگ پیچھا کر رہے تھے۔ ایک حلوائی فسادیوں کے بیچ مٹھائیاں تقسیم کر رہا تھا۔ پولس نے فسادیوں پر گولی چلانے کے بجائے مسلمانوں پر گولی چلائی۔ اس نے کہا کہ عورتوں کو لاٹھیوں سے پیٹا گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر پولس کی گولی سے مارا گیا۔ وہ ایک شخص کے گھر کے ٹیریس پر چھپی ہوئی تھی کم سے کم میں نے اسے مرتے دیکھا۔ یہاں بہت سی ایسی عورتیں ہیں جو نہیں جانتی کہ ان کے شوہر کا کیا ہوا۔ وہ بیوہ ہے یا نہیں؟ انہیں افسردہ ہونا چاہیے یا نہیں؟

(شاہ عالم کیمپ، احمد آباد 27 مارچ 2002)

ناگوری بی بی

رہائش: کھیڑبرہما، نزد ٹرانسپورٹ بس اسٹینڈ، سابر کنٹھا ضلع

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

کشیدگی شروع ہوئی اور تقریباً 200 افراد کی بھیڑ نے پتھر پھینکنا شروع کیا۔ دوپہر

میں نے لڑکیوں کو چیختے سنا۔ میں نے ایک برہنہ لڑکی کو بھاگتے دیکھا۔ جس کا 20-25 لوگ پیچھا کر رہے تھے۔ ایک حلوائی فسادیوں کے بیچ مٹھائیاں تقسیم کر رہا تھا۔ پولس نے فسادیوں پر گولی چلانے کے بجائے مسلمانوں پر گولی چلائی۔ اس نے کہا کہ عورتوں کو لاٹھیوں سے پیٹا گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر پولس کی گولی سے مارا گیا

12 بجے 60-50 لوگوں نے اس کے گھر میں پناہ لے رکھی تھی۔ ان میں سے 25 اس کے خاندان کے افراد تھے۔ اس کے بہنوئی نے پولس کو فون کیا جہاں سے جواب ملا کہ ''نہ ہمارے پاس وقت ہے نہ اسٹاف ہم نہیں آسکتے'' ان لوگوں نے تب کانگریس کے ایک مقامی لیڈر امان اللہ خان کو فون کیا۔ انہیں کے دباؤ ڈالنے پر پولس وہاں آئی۔

(وڈالی ریلیف کیمپ، سانبر کنتھا، 28 مارچ 2002)

شمشاد بی بی

رہائش: کھیر برہما (درگاہ کے پاس) سانبر کنتھا

واقعہ کی تاریخ: 28 فروری 2002

27 فروری کو جب میرے بیٹے درگاہ گئے تو وہاں انہوں نے سنا کہ کچھ دھمال (واقعہ) ہوا ہے۔ وہاں کشیدگی پھیلنے کی افواہ تھی۔ اس رات چار خاندان درگاہ میں ہی سوئے۔ باہر پولس والوں کی ڈیوٹی تھی۔ میں نے دیکھا کہ پولس والے مسلمانوں کے بارے میں جانکاری حاصل کر رہے تھے جیسے کہ ان کے پاس کتنے جانور ہیں۔ ایک پولس والے نے پوچھا ''مٹن وٹن ملے گا کیا؟'' اس رات کچھ نہیں ہوا۔ میں دوسرے دن کھانا بنا رہی تھی کہ فسادی آگئے وہ نعرہ لگا رہے تھے ''مارو مارو'' وہ لوگ ترشولوں سے لیس تھے۔ ہم سب بھاگے۔ ہم لوگوں کو ندی پار کرنی تھی جو کہ خشک تھی۔ آخرکار ہم درگاہ پہنچ گئے۔ میں نے وہاں بہت سارے مسلمانوں کو پایا۔ ہم 300 سے 400 لوگ ایک کمرے میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ تبھی وہ لوگ وہاں آگئے اور درگاہ کی دیوار کو آگ لگا دی۔ پولس وہاں موجود تھی۔ اس نے بھیڑ کو نہیں روکا۔ ہم نے سنا وہ چلا رہے تھے لوٹو۔ اب ہم صرف دعا ہی کر سکتے تھے۔ آخر میں ایک پولس ٹیم آئی جو ہمیں تھانے لے آئی ہم نے ان کو وائرلیس پر باتیں کرتے سنا ''سب توڑ دیا سب پھوڑ دیا'' تبھی ہم سے کہا گیا چلے جاؤ نہیں تو فسادی پولس اسٹیشن کو جلا دیں گے۔

400 لوگ ایک کمرے میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ تبھی وہ لوگ وہاں آگئے اور درگاہ کی دیوار کو آگ لگا دی۔ پولس وہاں موجود تھی۔ اس نے بھیڑ کو نہیں روکا۔ ہم نے سنا وہ چلا رہے تھے لوٹو۔ اب ہم صرف دعا ہی کر سکتے تھے۔ آخر میں ایک پولس ٹیم آئی جو ہمیں تھانے لے آئی ہم نے ان کو وائرلیس پر باتیں کرتے سنا "سب توڑ دیا سب پھوڑ دیا" تبھی ہم سے کہا گیا چلے جاؤ نہیں تو فسادی پولس اسٹیشن کو جلا دیں گے۔

(وڈالی ریلیف کیمپ، سانبر کنتھا، 28 مارچ 2002)

فرزانہ

رہائش: وٹوا، احمد آباد (یہ کہانی اس کے بھوئی نعیم نے سنائی)

واقعہ کی تاریخ: 20 مارچ 2002

25 سالہ فرزانہ درگاہ کے پیچھے رہتی تھی۔ 20 مارچ کو پولس کی گولی سے اس کی موت ہوگئی۔ اس کے خاندان والوں کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے ہم نے شوروغل کی آوازیں سنی تھیں ہم لوگوں نے دھنویں کا غبار دیکھا۔ جب ہم باہر برآمدے میں یہ دیکھنے آئے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ پولس نے بے دردی سے ہم پر گولیاں چلا دیں جس سے فرزانہ کی موت ہوگئی۔ وہاں کوئی بھی مرد نہیں تھا اس لیے کہ سبھی نماز پڑھنے کے لیے گئے تھے۔ پولس والوں کے ساتھ جن لوگوں کو علاقے والوں نے پہچانا ان میں ایس پی کے سی پٹیل، پی ایس آئی صدیق شیخ اور پی آئی سنگھ شامل ہیں۔ ہندوؤں کی بھیڑ پاس کی اشو پالو ہاؤسنگ سوسائٹی میں اکٹھا ہو رہی تھی لیکن پولس نے وہاں نہیں ہم پر ہی حملہ کر دیا۔ فائرنگ کے اس واقعہ میں ایک 20 سالہ جوان سکندر بھی مارا گیا۔ پولیو کی شکار ممتاز بانو سمیت ٦ افراد زخمی ہوئے۔ اس کے پڑوسیوں کو شکایت تھی ”آخر ایک اپاہج لڑکی کو کیوں گولی ماری؟ پہلے تو اس کا ایک ہی پیر خراب تھا اب دونوں پیر بیکار ہیں۔“ فرزانہ کی بڑی بہن پر اس وقت لاٹھیاں برسائی گئیں۔ جب وہ اپنی بہن کو بچانے کے لیے گھر سے باہر نکلی۔ شہناز غصے میں تلخی سے کہتی ہے ”آخر وہ ہمارے گھر میں داخل ہو کر کس طرح ہمیں مار سکتے ہیں۔ ہمیں صرف انصاف چاہئے۔“ ہم نے وہاں اس کے خاندان والوں کے ہاتھ بنائی ہوئی فرزانہ کی یادگار اور دیواروں پر گولیوں کے نشان دیکھے۔ ایک دوپٹہ اس مقام پر رکھا ہے جہاں فرزانہ پہلی بار گری اور ایک المونیم کا بکس اس مقام پر ہے جہاں اس نے دم توڑا۔

ھندوؤں کی بھیڑ پاس کی اشو پالو ھاؤسنگ سوسائٹی میں اکٹھا ھو رھی تھی لیکن پولس نے وھاں نھیں ھم پر ھی حملہ کر دیا۔ فائرنگ کے اس واقعہ میں ایک 20 سالہ جوان سکندر بھی مارا گیا۔ پولیو کی شکار ممتاز بانو سمیت 6 افراد زخمی ھوئے۔

نسیم اور امینہ

رہائش: بہار کالونی (ایک اعلیٰ درمیانی طبقہ کی کالونی) وڈوڈرا

واقعہ کی تاریخ: 17 مارچ 2002

جب حقائق تفتیشی ٹیم وہاں دوپہر سے کچھ پہلے پہنچی تب وہاں کرفیو کی وجہ سے سناٹا تھا۔ صرف عورتوں کو دن میں گھر سے باہر جانے کی اجازت تھی۔ سب سے پہلے ہماری ملاقات وہاں رہنے والے نسیم سے ہوئی اس نے واقعہ کے بارے میں ہمیں بتایا۔

فسادیوں کی بھیڑ 11 بجے آئی لیکن پولس پٹرولنگ کی وجہ سے کالونی میں نہیں گھس سکی۔ تب وہ دوسرے دن 3 بجے پھر آئے۔ سب سے پہلے انہوں نے ایک گودام کو اڑایا۔ اس کے بعد انہوں نے پاس کی جھونپڑپٹی کو جلانا شروع کردیا۔ اس میں کچھ گھر ہندو خاندانون کے بھی تھے جو انہوں نے پہلے ہی خالی کردیے تھے۔ تبھی وہاں پولس کی جیپسی دیکھی گئیں۔ 200 سے 300 خواتین نے پولس کو روکنے کی کوشش کی۔ الزام لگایا جاتا ہے کہ پولس یہ کہتی باہر نکلی کہ ''اب تو یہاں ہی چلے گا۔'' اس کے بعد وہ واپس ہوئے اور فائرنگ شروع کردی جس سے ایک راہ گیر مارا گیا۔ چونکہ عورتیں باہر سڑک پر تھیں اس لیے پولس نے انہیں اندر بھیجنے کے لیے لاٹھی سے پیٹنا شروع کردیا۔ ان عورتوں میں ایک امینہ ہارون میمن بھی تھی۔

امینہ ہمیں گھر کے اندر لے گئی اور شلوار اٹھا کر لاٹھیوں کے نشان دکھائے جب میں اپنے گھر میں جانے کی کوشش کر رہی تھی انہوں نے ہمیں مارا۔ انہوں نے ہمیں گالیاں دیں۔ ہم اس لیے پولس کو بلانے نکلے تھے کہ اگر ہمارے بچے باہر جاتے تو وہ اسے زبردستی لے جاتے۔ لیکن اگر ہم مرجاتے ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں 40 سال سے اوپر کی ہوں لیکن نوجوان لڑکوں کو ابھی زندگی میں بہت کچھ دیکھنا ہے۔ وہ لوگ جو آئے تھے ان کے پاس سادھن (ہتھیار) تھے لیکن ہمارے پاس کچھ نہیں۔

(وڈوڈرا۔ 28 مارچ 2002)

سب سے پہلے انہوں نے ایک گودام کو اڑایا۔ اس کے بعد انہوں نے پاس کی جھونپڑ پٹی کو جلانا شروع کر دیا۔ اس میں کچھ گھر ھندو خاندانون کے بھی تھے جو انہوں نے پہلے ھی خالی کر دیے تھے۔ تبھی وھاں پولس کی جیپسی دیکھی گئیں۔ 200 سے 300 خواتین نے پولس کو روکنے کی کوشش کی۔ الزام لگایا جاتا ھے کہ پولس یہ کہتی بلھر نکلی کہ "اب تو یہاں ھی چلے گا۔"

اجوارو ڈ، وڈوڈرا

یہ مسلمانوں کا علاقہ ہے جہاں 9۔8 منزلہ عمارتیں ہیں۔ ہم داؤد شیخ کے مکان میں گئے جہاں 20 عورتوں نے پناہ لے رکھی ہے۔ سب سے پہلے ان لوگوں نے بیکریوں کے تباہ ہونے کی داستان سنائی جسے وڈوڈرا میں کام کر رہی ایک رضا کار تنظیم سہروار نے تفصیل سے ریکارڈ کیا ہے۔

میمونہ شیخ نے ہمیں بتایا کہ وہ چائنیز فوڈ کا بزنس چلاتی ہیں۔ لیکن پچھلے ایک مہینے سے سب بند پڑا ہے۔ میمونہ کی بہو فرحانہ ایک تیز وطرار جوان عورت ہے۔ وہ ہمیں روز ہونے والی پریشانی کے بارے میں بتاتی ہے۔ ''بدمعاش موٹر سائیکلوں پر آتے ہیں ہم انہیں ہیلمیٹ کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے۔ وہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں۔ رات میں وہ تالیاں بجاتے ہیں۔ بجلی کے پول بجاتے ہیں، سیٹیاں بجاتے ہیں ہم لوگ تناؤ کی وجہ سے پچھلے ایک ماہ سے نہیں سوئے۔ جب بھی ٹولے (فسادی) آتے ہیں پولس انکے آگے ہوتی ہے۔ میمونہ کے چھوٹے بیٹے کو پولس اٹھا لے گئی۔ 3 ماہ کی حاملہ زہرہ دوسری عورتوں کے ساتھ پولس سے اسے گرفتار نہ کرنے کے لیے کہنے باہر نکلی۔ اس نے ہمیں وہ جگہ اور جسم کا وہ حصہ دکھایا جہاں پولس نے اسے ڈنڈا مارا تھا۔

بدمعاش موٹر سائیکلوں پر آتے ہیں ہم انہیں ہیلمیٹ کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے۔ وہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں۔ رات میں وہ تالیاں بجاتے ہیں۔ بجلی کے پول بجاتے ہیں، سیٹیاں بجاتے ہیں ہم لوگ تناؤ کی وجہ سے پچھلے ایک ماہ سے نہیں سوئے۔ جب بھی ٹولے (فسادی) آتے ہیں پولس انکے آگے ہوتی ہے

ان عورتوں کے بیانات جن کے بیٹوں کو پولس کامبنگ میں اٹھا لے گئی

ملت نگر احمد آباد

علاقہ میں کرفیو تھا۔ جس کی وجہ سے روز کمانے والے چھوٹے دوکاندار، ریڑھی والے، درزی سبھی پچھلے ایک ماہ سے بے کار تھے۔ اتنی سخت پابندی کے ساتھ لوگوں میں خوف تھا اس لیے کہ پولس نے مسلم اکثریتی علاقوں میں کامبنگ آپریشن شروع کر رکھا تھا اور وہ جوان لڑکوں کو گرفتار کر رہی تھی۔ پولس کا اتنا خوف تھا کہ عورتیں چھوٹے چھوٹے

کام کے لیے بھی مردوں کو بھیجنے کے بجائے خود باہر جا رہی تھیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ پولس کیا الزام لگا کر ان کے جوانوں کو گرفتار کر لے۔ حقائق تفتیشی ٹیم نے ملت نگر میں 5 ماؤں سے اس علاقہ میں کئی برسوں سے کام کر رہی ایک تنظیم سہروار کے آفس میں بات چیت کی۔ ان کے بیٹوں کو پولس 21 مارچ 2002 کو ایک کامبنگ آپریشن میں اٹھا لے گئی تھی ان میں بنگو بی بی کا بیٹا عقیل عمر 22 سال، بدلہ بی بی کا بیٹا عارف عمر 26 سال، نور جہاں کا بیٹا سلیم عمر 25 سال، عابدہ کا بیٹا عمران عمر 18 سال، اموں بی بی کا بیٹا فیروز خان عمر ۲۰ سال شامل ہیں۔ خاندان والوں کو نہیں معلوم کہ ان پر کیا الزام ہے۔ یہ پریشان حال مائیں صرف اتنا کہہ سکتی ہیں کہ ''وہ کامبنگ میں لے گئے میرے بیٹے کو'' وہ پورے وقت روتی رہیں وہ نہیں جانتیں کہ ان کے بیٹے زندہ ہیں بھی یا نہیں۔ ہر دن سہروار کے آفس اپنے بیٹے کو ضمانت پر چھڑانے کے طریقوں کا پتہ لگانے آتی ہیں۔ ان میں ایک کہتی ہے کہ مسلمان بیٹے کی ماں کے لیے اس وقت گجرات میں زندگی کا مطلب ہے ''نہ دن کو چین نہ رات کو نیند، نہ روزی، نہ روٹی۔''

(سہروار آفس، ملت نگر 27 مارچ 2002)

> یہ پریشان حال مائیں صرف اتنا کہہ سکتی ہیں کہ "وہ کامبنگ میں لے گئے میرے بیٹے کو" وہ پورے وقت روتی رہیں وہ نہیں جانتیں کہ ان کے بیٹے زندہ ہیں بھی یا نہیں۔ ہر دن سہروار کے آفس اپنے بیٹے کو ضمانت پر چھڑانے کے طریقوں کا پتہ لگانے آتی ہیں۔ ان میں ایک کہتی ہے کہ مسلمان بیٹے کی ماں کے لیے اس وقت گجرات میں زندگی کا مطلب ہے "نہ دن کو چین نہ رات کو نیند، نہ روزی، نہ روٹی۔"

ایک عام آدمی کے خیالات

ہمارے ڈرائیور شنکر کو ایک دن لگا کہ مسلمانون پر حملہ گودھرا سانحہ کا نتیجہ ہے۔ جبکہ دوسری جانب اس کے سامنے یہ بھی صاف تھا کہ یہ سب اسی لیے ممکن ہوا کہ پولس اور سرکار ہندوؤں کے ساتھ تھی اور یہ ایک منصوبہ بند حملہ تھا'' ہندو سرکار ہے تو ہندوؤں کی مدد کرے گی۔'' پولس کے رول کے متعلق اس نے کہا ''پولس کو جان بوجھ کر ان علاقوں میں بھیج دیا گیا جہاں امن تھا۔ پولس کے رول کے بارے میں اس نے کہا کہ'' جہاں ٹولہ تھا وہاں پولس بچ کر نکل گئی۔

(شنکر، رہائش چمنڈا برج، احمد آباد)

----✣----

قتل اور لوٹ کے واقعات مع شواہد

نرودا گاؤں اور نرودا پٹیا

احمد آباد شہر سے 15 کلومیٹر دور نرودا گاؤں اور نرودا پٹیا میں روز کمانے کھانے والے ایک ہزار مسلمان آباد ہیں۔ ان میں بہت سارے کرناٹک اور مہاراشٹر سے نقل مکانی کرنے والے ہیں۔ یہ علاقہ شہر کے باہر سنسان شاہراہ کے ساتھ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ فسادات میں بچ جانے والوں کا الزام ہے کہ ان پر حملہ کرنے والوں کے گھر قریب کی گوپی ناتھ اور گنگوتری سوسائٹی میں ہیں۔ سڑک کے اس پار اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کا گودام ہے۔ نرودا پٹیا اور نرودا گاؤں میں وشو ہندو پریشد کی اشتعال انگیزی کی طویل تاریخ ہے۔ پولس کے مطابق 1999 میں بھی ایک درگاہ کو توڑ کر وہاں مورتی رکھ دی گئی تھی۔ اس وقت مقامی پولس نے درگاہ کی مرمت کرائی اور 15-10 لوگوں کو گرفتار کیا جن میں ڈاکٹر جے دیپ پٹیل، مایا کوڈنانی اور امریش پانڈے شامل تھے۔ اس زمانے کے ریاست کے وزیر داخلہ ہرین پانڈیا نے دباؤ ڈالا مگر پولس سختی سے اڑی رہی اور قانون توڑنے والوں کو جھکنا پڑا۔

مقام: نورانی مسجد، نرودا پٹیا

گواہ: ناصر خاں رحیم خاں پٹھان پرنسپل سن فلاور اسکول

میں اپنے اسکول میں کلاس 9 اور 10 کے طلباء کو انگریزی اور حساب پڑھاتا ہوں ہندو اور مسلمان دونوں ایک ہی بنچ پر بیٹھ کر ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں۔ 28 فروری کو اس دن گجرات بند کی اپیل کی گئی تھی 5 سے 10 ہزار لوگوں کی ایک بھیڑ جو خاکی ہاف پینٹ یا نیکر، کیسری بنیان اور سروں پر کالی پٹیاں باندھے تھی نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں نے

میں ماہ رخ بانو کی بیٹی خیر النساء کی شرمناک آبروریزی کا چشم دید گواہ ہوں۔ وہ حیوانوں جیسے 11 فسادی تھے جنھوں نے اس کی آبروریزی کی۔ اس وقت میں اپنے گھر میں بیت الخلا میں چھپا تھا۔ اسکے بعد انھوں نے ایک ایک کرکے پورے خاندان کو زندہ جلا دیا۔ خیر النساء کی ماں کا سر کاٹ دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پٹرول میں کچھ ملا رہے ہیں۔ بعد میں ان کی لاشیں بڑی خوفناک حالت میں ملیں۔

بھالے، تلواریں، ایسڈ بم اور پٹرول بم اٹھار کھے تھے۔ ان لوگوں نے ہم پر حملہ کرنے کے لئے گیس سلنڈروں کا بھی استعمال کیا۔

(انڈین گیس، آئی پی سی ایل کے ذریعہ تیار کردہ سلنڈر ایک ملزم ادے گیس ایجنسی کے مالک نے مہیا کرائے تھے۔)

10 سے 10:30 بجے تک پہلے راؤنڈ میں نورانی مسجد کا مینار مسمار کر دیا گیا۔ اسکے بعد شبیر احمد، خورشید احمد اور محمود احمد کے خاندانوں کو بے رحمی سے زندہ جلا دیا گیا۔ فسادی حسین نگر اور جواہر نگر پر حملہ کر رہے تھے۔ میں ماہ رخ بانو کی بیٹی خیر النساء کی شرمناک آبروریزی کا چشم دید گواہ ہوں۔ وہ حیوانوں جیسے 11 فسادی تھے جنھوں نے اس کی آبروریزی کی۔ اس وقت میں اپنے گھر میں بیت الخلا میں چھپا تھا۔ اسکے بعد انھوں نے ایک ایک کر کے پورے خاندان کو زندہ جلا دیا۔ خیر النساء کی ماں کا سر کاٹ دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پٹرول میں کچھ ملا رہے ہیں۔ بعد میں ان کی لاشیں بڑی خوفناک حالت میں ملیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ 6 سالہ عمران کے منہ میں پٹرول بھر دیا گیا اور اس کے بعد ایک جلتی ماچس اس کے منہ میں ڈال دی گئی اس کا سر دھماکہ سے پھٹ گیا۔ ایس ٹی ورکشاپ کے پیچھے گنگوتری اور گوپی پارک کے پاس کنواں ہے تیسرا کنواں جس میں کم سے کم 80 لوگوں کو زندہ جلا کر ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ 70 سالہ خاتون ترکش بی بی عبدالغنی بھی زندہ جلا دی گئی۔ پیغام یہ تھا کہ ''مسلمانوں کو زندہ جلاؤ''۔ پولس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی جس سے فسادیوں کی ہمت بڑھی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایس آر پی بھی فسادیوں کی مدد کر رہی تھی آنسو گیس مسلم محلوں پر چھوڑی جا رہی تھی جو کہ پہلے ہی فسادیوں کے نشانے پر تھے۔ ایس ٹی گوداموں کے ڈیزل اور پٹرول استعمال کئے گئے۔ کیا ایس ٹی کے ملازمین گجرات سرکار کے ملازم

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ 6 سالہ عمران کے منہ میں پٹرول بھر دیا گیا اور اس کے بعد ایک جلتی ماچس اس کے منہ میں ڈال دی گئی اس کا سر دھماکہ سے پھٹ گیا۔ ایس ٹی ورکشاپ کے پیچھے گنگوتری اور گوپی پارک کے پاس کنواں ھے تیسرا کنواں جس میں کم سے کم 80 لوگوں کو زندہ جلاکر ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ 70 سالہ خاتون ترکش بی بی عبد الغنی بھی زندہ جلادی گئی۔ پیغام یہ تھا کہ "مسلمانوں کو زندہ جلائو"۔ پولیس ھاتھ پر ھاتھ دھرے بیٹھی تھی

نہیں ہیں؟

پروین تو گڑیا کے بعد وشو ہندو پریشد کے سب سے بڑے لیڈر جے دیپ پٹیل فسادیوں کی قیادت کر رہے تھے مکیش جیون لال بنیا کا بیٹا، بھوانی سنگھ کا بیٹا رتی لال (احمد آباد میونسپل ٹرانسپورٹ سروس کا ایک ڈرائیور) منوج ویڈیو کا مالک منگنا چھارا، مرلی نرن سندھی، ستیش مہادک، وین پنچال (یہ ایک خطرناک شخص ہے جس کے پاس اپنی بندوق ہے اور یہ ادے گیس ایجنسی کا مالک ہے) اہم ملزم ہیں۔ رتی لال اے ایم ٹی ایس کا ڈرائیور، منگنا چھارا اور منوج ویڈیو کا مالک آبروریزی کرنے والوں میں سے تھے۔ (وپن پنچال جو پن سندھی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اندازہ ہے کہ اس کے پاس 400 سے 500 گیس سلنڈر تھے۔ جن میں بہت سے سلنڈروں کا استعمال گھر اور دوسرے مکانوں کو اڑانے میں کیا گیا سمجھا جاتا ہے کہ اس قاتل بھیڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے شولہ سیٹلائٹ ایریا کے ٹرکوں کا استعمال کیا گیا۔

میں نے تقریباً 120 لوگوں کو زندہ جلتے ہوئے دیکھا اور بدقسمتی سے 4 لڑکیوں کی آبروریزی میری آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ 5-10 لڑکیاں خدا جانے کہاں لے جائی گئیں۔ میں بے بس بیت الخلا میں چھپا تھا۔ جب ہم نے ان خوفناک واقعات کو دیکھا تو ہم میں سے بہت سے خود اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔

مقام: حسین نگر، نرودا پٹیا

گواہ: امینہ آپا

(4 مارچ اور 22 مارچ کو ریلیف کیمپ میں بات چیت پر مشتمل)

پروین توگڑیا کے بعد وشو ھندو پریشد کے سب سے بڑے لیڈر جے دیپ پٹیل فسادیوں کی قیادت کر رھے تھے مکیش جیون لال بنیا کا بیٹا، بھوانی سنگھ کا بیٹا رتی لال (احمد آباد میونسپل ٹرانسپورٹ سروس کا ایک ڈرائیور) منوج ویڈیو کا مالک منگنا چھارا، مرلی نرن سندھی، ستیش مھادك، وین پنچال (یه ایك خطرناك شخص ھے جس کے پاس اپنی بندوق ھے اور یه ادے گیس ایجنسی کا مالك ھے) اھم ملزم ھیں۔

28 فروری جمعرات 10-9 بجے کا وقت تھا۔ میں گھر میں چائے بنا رہی تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ محلے کی لڑکیاں اپنے کام کو چھوڑ کر بے تحاشہ سڑکوں پر بھاگ رہی ہیں وہ چلا رہی تھیں، بجرنگ دل والے آ رہے ہیں۔ میں بھی اپنے گھر سے بھاگی۔

کالوپور اسٹیشن اور نرودا پٹیا کے درمیان میں نے ایک نہ ختم ہونے والی بھیڑ دیکھی۔ میں جہاں تک دیکھ سکتی تھی وہاں صرف سر ہی سر تھے ہر جگہ بس سر ہی سر، وہ لاتعداد تھے تقریباً 15 ہزار۔ ہم انھیں بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد کے کارکنوں کے طور پر پہچان سکتے تھے اس لئے کہ ان کی قیادت ان تنظیموں کے جانے پہچانے لیڈر کر رہے تھے اور یہ لوگ اپنے سروں پر کیسری پٹیاں باندھے تھے۔ ان میں چھارا فرقہ کے مقامی لوگ شامل تھے۔

ان میں ہزاروں کرشن نگر کے تھے اور باقی سنٹرل ورکشاپ کے ملازمین تھے۔ اس دن سنٹرل گورنمنٹ ورکشاپ کا بھی استعمال لوگوں کو جلانے اور مارنے میں کیا گیا۔ مسلمان ملازمین کو چھٹی دے دی گئی۔ جبکہ ہندو ملازمین کو کام پر بلایا گیا۔ ہمارے لوگوں اور ہمارے گھروں کو جلانے کے لئے ڈیزل سنٹرل گورنمنٹ ورکشاپ سے مہیا کرایا گیا۔ ورکشاپ کے گیٹ پر تعینات واچ مین سولنکی نے اندر سے تیل لانے میں فسادیوں کی مدد کی۔

سب سے پہلے نورانی مسجد جو کہ بستی کے پیچھے سڑک پر واقع ہے کو 100-50 لوگوں نے نشانہ بنایا۔ اس کے بعد حملے میں گولی لگنے سے 18 سالہ شفیق بری طرح زخمی ہو گیا۔ زیادہ خون بہنے سے اس کی موت ہو گئی۔ اس دن صبح 9 سے رات 9 بجے تک پولس کمشنر آئی جی پی اور نرودا پولس اسٹیشن میں ہم لوگوں کے سیکڑوں فون کرنے کے باوجود یہ سب کچھ ہوا۔ اس قتل عام کے لئے پولس انسپکٹر کے کے میسور والا ذمہ

ان میں ہزاروں کرشن نگر کے تھے اور باقی سنٹرل ورکشاپ کے ملازمین تھے۔ اس دن سنٹرل گورنمنٹ ورکشاپ کا بھی استعمال لوگوں کو جلانے اور مارنے میں کیا گیا۔ مسلمان ملازمین کو چھٹی دے دی گئی۔ جبکہ ہندو ملازمین کو کام پر بلایا گیا۔ ہمارے لوگوں اور ہمارے گھروں کو جلانے کے لئے ڈیزل سنٹرل گورنمنٹ ورکشاپ سے مہیا کرایا گیا۔

دار ہے۔اس نے اس وقت ہم پر آنسو گیس کے گولے داغے جب ہم جان بچانے کے لئے اس کی طرف بھاگ رہے تھے جب ہم نے مدد مانگی اس نے کہا'' جاؤ میرا تو اوپر سے آرڈر ہے'' یہ تینوں (آئی جی پی، سی پی اور میسور والا) ہمارے لوگوں کے قاتل ہیں۔'' مجھے اسلام کی قسم میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہماری خوبصورت لڑکیوں کی آبروریزی کی گئی ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کو جلا دیا گیا۔''

ہم نے تین ماروتی کاروں کو دیکھا سبھی سفید رنگ کی تھیں ان کے نمبر جی۔جے 61418، جے جے۔ایں۔1593 اور جی جے۔3631 تھے۔چونکہ یہ منصوبہ بند قتل عام کئی گھنٹے تک چلتا رہا تھا اس لئے متاثرین نے یہ سب نمبر نوجوانوں کو کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھوائے تھے۔ان گاڑیوں کے مالک وہ لوگ ہیں جنھوں نے فسادیوں کی قیادت کی۔

اس خوفناک دن میں کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ اپنے چھت پر چھپی تھی۔وہاں سے میں نے اپنی سب سے پیاری سہیلی کوثر بانو (رہائش فیروز نگر، نورانی مسجد کے سامنے، کمبھا جنی چال، نرودا پٹیا) کی آبروریزی ہوتے ہوئے دیکھی۔اس کے پیٹ سے اسکے بچے کو نکال لیا گیا اور آگ میں زندہ جھونک دیا گیا اس کے بعد بے دردی سے اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کردئے اور جلا دیا۔وہ 9 ماہ کی حاملہ تھی۔کوثر کے اوپری ہونٹ میں کچھ نقص تھا جس کو ٹھیک کرانے سول اسپتال میں میں نے اسکی مدد کی تھی۔اس کا خواب تھا کہ وہ شادی کرے اور ایک بچے کو جنم دے۔

حسین نگر کی ایک بھی عورت ایسی نہیں تھی جس کی بے عزتی نہ کی گئی ہو۔ان سب کی آبروریزی کی گئی ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا گیا پھر انہیں جلا دیا گیا۔'' ہماری عورتوں اور بچوں کو آخری رسومات کے قابل بھی نہیں چھوڑا۔میں آپ سے پوچھتی ہوں کیا مسلمان کا ہاتھ آزادی کی لڑائی میں نہیں تھا۔؟''

پولیس انسپکٹر کے کے میسور والا ذمہ دار ھے۔ اس نے اس وقت ھم پر آنسو گیس کے گولے داغے جب ھم جان بچانے کے لئے اس کی طرف بھاگ رھے تھے جب ھم نے مدد مانگی اس نے کہا" جائو میرا تو اوپر سے آرڈر ھے" یہ تینوں (آئی جی پی، سی پی اور میسور والا) ھمارے لوگوں کے قاتل ھیں۔" مجھے اسلام کی قسم میں نے آنکھوں سے دیکھاھے کہ ھماری خوبصورت لڑکیوں کی آبروریزی کی گئی ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کو جلا دیا گیا۔"

کچھ لمحوں میں ہمارے اپنے گیس سلنڈروں کا استعمال کر کے ہزاروں لوگوں کی زندگی تباہ کر دی گئی'' ہمارے لوگ جل کر کباب ہو گئے اور جھٹ سے یہ سب کام ہوا''، ہم میں صرف کچھ کی جان بچ پائی کیونکہ ٹیرس پر جہاں ہم چھپے تھے وہ وہاں نہیں آئے۔

ملزم: بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد کارکنان

ملزم پولیس اہلکار: آئی جی پی، سی پی پانڈے اور پی آئی کے کے میسوروالا

مقام: نرودا پٹیا

گواہ: عارف خاں

میرے تین بچے اسی دن سے لاپتہ ہیں۔ میری بیوی جو کہیں گم ہو گئی تھی اسلئے کہ میں دکان پر تھا اور وہ گھر میں تھی مجھے کل ہی (3 مارچ) یہاں شاہ عالم کیمپ میں ملی۔ میرے تین لاپتہ بچوں کے نام رخسانہ (10)، کنیز (8)، نازنین (4) ہیں۔ جب میں دوسری عورتوں اور لڑکیوں کی داستان سنتا ہوں تو یہ سوچ کر میرا دل کانپ جاتا ہے کہ ان پر کیا بیتی ہوگی۔ جس وقت حملہ ہوا وہ مدرسہ میں پڑھ رہی تھیں میں نے خود پولس انسپکٹر میسوروالا سے مناسب بندوبست کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے مدد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ''بیٹھ کر دیکھو کیا ہوتا ہے'' اچانک صبح ٹیلی فون کی لائن کٹ گئی اسلئے ہم باہر سے مدد بھی نہیں مانگ سکے۔ پولس نے ہماری کوئی مدد نہیں کی جبکہ ایس آر پی کوارٹر نرودا پٹیا کے پڑوس میں واقع ہے۔ نرودا پٹیا اور نرودا گاؤں کے 300 لوگوں کی زندگی پولس کی جان بوجھ کر کی گئی ان دیکھی کی وجہ سے ختم ہوگئی۔

جب میں شاہ عالم کیمپ آیا نرودا کا ایک ایس آئی جو آج (4 مارچ) یہاں آیا تھا مجھے

اس خوفناک دن میں کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ اپنے چھت پر چھپی تھی۔ وہاں سے میں نے اپنی سب سے پیاری سہیلی کوثر بانو (رہائش فیروز نگر، نورانی مسجد کے سامنے، کمبھا جنی چال، نرودا پٹیا) کی آبروریزی ہوتے ہوئے دیکھی۔ اس کے پیٹ سے اسکے بچے کو نکال لیا گیا اور آگ میں زندہ جھونک دیا گیا اس کے بعد بے دردی سے اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور جلا دیا۔ وہ 9 ماہ کی حاملہ تھی۔

دیکھ کر حیرت سے بولا ''ارے تو ابھی زندہ ہے''

ملزم: میں نے ان لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پہچانا:

وسنت راٹھور، سولنکی، ڈاکٹر جے دیپ پٹیل، اشوک (ایم ایل سی) ولبھ (ایم ایل سی)، مایابین کوڈنانی، پروین مودی، لنگڑا چھارا، نٹراج والا سندھی، سنگیت فرنیچر والا۔ بھیڑ نعرے لگا رہی تھی ''جے بھوانی'' میں نے لنگڑا چھارا اور گڈو چھارا کو خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی قیادت کرتے دیکھا۔

ملزم پولس اہلکار: پی آئی کے کے میسور والا

مقام: دریا خاں گھمٹ ریلیف کیمپ

گواہ: داؤد بھائی گھڑیالی کیمپ کے رضا کار

28 فروری کے خوفناک واقعات کے بعد 3 مارچ کو ہی سول اسپتال کے آر ایم او سے رابطہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ لاشیں انکے حوالے کر دیں تا کہ ''اسلامی رسم ورواج کے مطابق انکی آخری رسومات ہو سکے''

میں وہاں پولس کے تحفظ میں گیا اور وہاں لاشوں کی حالت دیکھ کر بری طرح خوف زدہ ہو گیا۔ لاشوں میں یہ بھی شناخت کرنا مشکل تھا کہ یہ مرد کی ہے یا عورت کی۔ انہیں اس بری طرح مسخ کر دیا گیا تھا کہ کسی کیلئے بھی ان کی جنس پہچاننا ناممکن تھا۔ مجھے ان لاشوں کو اکٹھا کرنے اور انھیں دفن کرنے کا تکلیف دہ کام کرنا پڑا۔ لاشوں کی جو حالت میں نے دیکھی ان کی وجہ سے مجھے آج بھی نیند نہیں آتی۔ بہت سی لاشوں کے سر غائب تھے۔ جلی ہوئی لاشیں پڑی دیکھیں۔ بدقسمتی سے 16 دن میں ہم صرف 92 لاشیں ہی دفن کر سکے۔ وہ رضا کار جنھوں نے یہ کام انجام دیا انھیں اپنے دلوں پر پتھر رکھنے پڑے، اس کام کو انجام دینے کے لئے دستانے پہننے پڑے اور ڈیٹول کا چھڑکاؤ کرنا پڑا۔ میں نہیں

ملزم: میں نے ان لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پہچانا: وسنت راٹھور، سولنکی، ڈاکٹر جے دیپ پٹیل، اشوک (ایم ایل سی) ولبھ (ایم ایل سی)، مایابین کوڈنانی، پروین مودی، لنگڑا چھارا، نٹراج والا سندھی، سنگیت فرنیچر والا۔ بھیڑ نعرے لگا رہی تھی "جے بھوانی" میں نے لنگڑا چھارا اور گڈو چھارا کو خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی قیادت کرتے دیکھا۔

جانتا کہ بقیہ لاشوں کا کیا ہوا؟ انہیں مرنے کے بعد بھی کچھ عزت ملی یا نہیں۔ انہیں دفن کیا جاسکا یا نہیں۔

(جس شام نریندر مودی وزیر اعلی بنے انھوں نے کہا تھا ''میں ایک روزہ میچ کھیلنے آیا ہوں'' گجرات کے بہت سے کیمپوں میں رہنے والے فسادزدگان مودی کے اس بیان کو یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں ''انھوں نے مسلمانوں کے خون سے ایک روزہ میچ سے بھی زیادہ کھیلا ہے۔'')

مقام: شاہ آباد

گواہ: راجہ بندو بھائی (عمر 11 سال)

میرا صرف ایک بھائی اور ایک بہن اور میرے والدین ہیں جو بچے ہوئے ہیں۔ میری ماں زرینہ اور میری بہن نسرین کو چاقو گھونپ دیا گیا اور پھر انہیں جلا کر مار ڈالا گیا۔ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میری بہن اب بھی اپنی چیخیں نہیں روک پاتی ہے۔ میرے والد کی زبان بند ہوگئی ہے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہندو مسلمان پر حملے کر رہے تھے۔ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک دن پہلے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ کچھ خطرہ ہوسکتا ہے جب رات میں کچھ نہیں ہوا تو ہم نے سوچا کہ یہ سب افواہ ہے اور یہ سوچنے لگے کہ اب کچھ نہیں ہوگا۔ صبح ہونے پر ایک بھیڑ نے پتھر مارنا شروع کر دیا۔ ہم لوگ گنگوتری اور گوپی ناتھ سوسائٹی کی جانب بھاگے لیکن اس سوسائٹی کے رہنے والے بھی فسادیوں میں شامل تھے۔ جیسے ہی میں ایک دیوار پر چڑھا میں نے دیکھا کہ میری ماں اور بہن کو چھرا گھونپ دیا گیا ہے اس کے بعد فسادیوں نے ان پر پیٹرول چھڑک کر انھیں زندہ جلا دیا۔ مجھے اتنی تکلیف پہنچی کہ میں وہیں گر گیا۔ جب میں اٹھا ایک شخص نے میرے سینے اور پیٹ پر وار کیا۔ وہ کہہ رہے تھے ''اسکا سر کاٹ دو'' لیکن بھیڑ میں

میرا صرف ایک بھائی اور ایک بہن اور میرے والدین ہیں جو بچے ہوئے ہیں۔ میری ماں زرینہ اور میری بہن نسرین کو چاقو گھونپ دیا گیا اور پھر انہیں جلا کر مار ڈالا گیا۔ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میری بہن اب بھی اپنی چیخیں نہیں روک پاتی ہے۔ میرے والد کی زبان بند ہو گئی ہے۔

ایک بوڑھے شخص نے کہا بچے کو مت مارو۔ جبکہ دوسرے بحث کررہے تھے اس نے مجھ سے بھاگ جانے کے لئے کہا۔ وہ بولا ''بھاگ جا بیٹا'' میں بھاگا۔ مجھے آج بھی اس بوڑھے شخص کا چہرہ یاد ہے۔

میں ایک دوسری عورت کے ساتھ ایک چھوٹے سے شیڈ میں چھپ گیا جہاں سے میں نے دوسرے لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھا اس کے بعد میں چپکے سے ایس آر پی کے کوارٹر میں گھس گیا وہاں میں نے اپنی چچی کو پایا۔ میں وہاں تین دن تک رہا میرا پورا خاندان بچھڑ گیا ہے اسکے بعد مجھے شاہی باغ ریلیف کیمپ لے جایا گیا جہاں میری بہن جواب میرے ساتھ ہے شاہ عالم کیمپ سے مجھے ملی۔

ملزم : گوپی ناتھ اور گنگوتری سوسائٹی کے رہنے والے

مقام : حسین نگر، نرودا پٹیا

گواہ : مریم بی حسن بھائی سید

''میرا اپاہج بچہ تھا وہ'' اسکا نام معین الدین تھا۔ اس کی عمر 18 سال تھی۔ اپاہج ہونے کے بعد بھی اس نے ناصر سرس اسکول سے 1999 میں جی ایس سی کا امتحان پاس کیا تھا۔

آخر انہیں ایک ایسے لڑکے کو مار کر کیا ملا؟ میں ایک بدقسمت ماں ہوں کہ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں اس وقت باورچی خانہ میں تھی۔ انھوں نے اسے کیروسین تیل پینے پر مجبور کیا اور اسے بستر سے باندھ کر جلا دیا۔ میں اس وقت پڑوسی کی لڑکی کو بچانے کی کوشش کررہی تھی، اسے بچانے کی کوشش میں اپنا بیٹا گنوا بیٹھی۔ ہم لوگ حسین نگر نرودا پٹیا میں رہ رہے تھے۔ ہم لوگوں نے بہت سی لاشوں کو جلا کر ایک کنویں میں ڈالتے دیکھا۔

میں ایک بد قسمت ماں ہوں کہ میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں اس وقت باورچی خانہ میں تھی انہوں نے اسے کراسن تیل پینے پر مجبور کیا اور اسے بستر سے باندھ کر جلا دیا۔ میں اس وقت پڑوسی کی لڑکی کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی اسے بچانے کی کوشش میں اپنا بیٹا گنوا بیٹھی۔

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : اختر بی

جس وقت یہ سب ہوا میں وہاں موجود تھی۔ میرے 40 سالہ بیٹے محمد ایوب اور اس کی بیوی زلیخا بیگم کو آبروریزی کے بعد جلا کر مار ڈالا گیا۔ میرا بیٹا ایک درزی تھا۔ تین سال پہلے میرے شوہر کے انتقال کے بعد میرے خاندان میں وہی ایک کمانے والا شخص تھا۔ میرے بیٹے کے 6 بچے اور اسکے دو چھوٹے بھائی زندہ بچے ہیں۔ ہم سب کرناٹک سے آئے ہیں اور نرودا میں پچھلے 40 برسوں سے رہ رہے ہیں۔ جب میں نے چیخنے اور اپنی بہو کو بچانے کی کوشش کی ان لوگوں نے کہا "چپ رہو ورنہ ہم تمھیں بھی مار دیں گے"، انکو مارنے کے ساتھ ساتھ جو کچھ بھی میرے گھر میں تھا سب کو تباہ کر ڈالا۔ فسادیوں میں میں نے چھارا گنڈا اور سریش کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ملزم : چھارا گنڈا اور سریش

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : ریشماں

جمعرات سے پیر (28 فروری سے 6 مارچ) تک محلے میں چھپی رہی۔ میں ایس آر پی کوارٹر میں ۷ مقامی بچوں کے ساتھ چھپی تھی۔ میرا پورا خاندان ادھر ادھر بکھر گیا تھا۔ میرا دو سال کا بیٹا میری ساس کے پاس تھا جو مجھے بعد میں ملے۔ ایس آر پی کوارٹر سے بھاگنے سے پہلے میں نے جواہر نگر میدان میں کوثر بانو کی بری طرح آبروریزی ہوتے دیکھی، اس کے پیٹ کو چیر کر اسکے بچے کو نکال لیا گیا اور اسکی آبروریزی اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے آگ میں پھینک دیا گیا تھا۔ حملے کی قیادت گنگوتری سوسائٹی اور گنگو ناتھ سوسائٹی کے رہنے والے کر رہے تھے۔ ممتاز بانو ایک دوسری متاثرہ عورت تھی، دوسری

میں نے جواہر نگر میدان میں کوثر بانو کی بری طرح آبروریزی ہوتے دیکھی اس کے پیٹ کو چیر کر اسکے بچے کو نکال لیا گیا اوراسکی آبروریزی اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے اسے آگ میں پھینک دیا گیا تھا۔ حملے کی قیادت گنگوتری سوسائٹی اور گنگوناتھ سوسائٹی کے رہنے والے کر رہے تھے۔

عورتیں جن کے ساتھ اسی طرح وحشی پن دکھایا گیا اور مارڈالا گیا ان کے نام عائشہ بی بی، شاہین بانو، نور جہاں، نجمہ بیگم، حسن علی، زینب بانو، نور جہاں انوری اور صوفیہ بانو ہیں۔ میں نے صادق سلیم شیخ کا بھی بے رحمی سے قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس کے سر کو لوہے کی چھڑ سے کچل دیا گیا تھا۔

ملزم : گنگوتری سوسائٹی اور گوپی ناتھ سوسائٹی کے رہنے والے

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : منصور یوسف

اس وقت میں بنک آف انڈیا کے پیچھے تھا جب میں نے بندوقوں سے لیس 5000 ہزار لوگوں کی بھیڑ کو پولس کے ساتھ آتے دیکھا۔ اس بھیڑ نے میور ہوٹل، مسجد اور درگاہ کو جلا دیا۔ بری طرح لٹنے اور برباد ہونے کے بعد ہم شاہ عالم کیمپ آگئے۔ ہمیں بچانے کے بجائے پولس ہمیں پیچھے دھکیل رہی تھی۔ آنسو گیس کے گولے ہم پر داغے جا رہے تھے جو کہ مظلوم تھے، ان پر نہیں جو کہ حملے کر رہے تھے۔ نرودا گاؤں میں پولس اسٹیشن کے ٹھیک سامنے پی ایس آئی کی موجودگی میں 4 لڑکیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔

28 فروری کی شام شاہ عالم ایک کیمپ بن چکا تھا۔ ہم سب یہاں باپو نگر، بیج پور پٹیا، بیج پور گاؤں کمہار چالی، پرانا روڈ اور میگھانی نگر سے آئے تھے۔ یہاں 8 ہزار فساد زدگان ہیں لیکن نہ ہی یہاں اسپتال ہے نہ علاج کا دوسرا انتظام۔ کم سے کم 700 سے 800 لوگ پرائیوٹ فائرنگ اور جلنے سے زخمی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے متاثرین بیہوشی کی حالت میں ہیں۔

ملزم پولس اہلکار : ڈیوٹی پر تعینات پی ایس آئی

اس وقت میں بنک آف انڈیا کے پیچھے تھا جب میں نے بندوقوں سے لیس 5000 ہزار لوگوں کی بھیڑ کو پولس کے ساتھ آتے دیکھا۔ اس بھیڑ نے میور ہوٹل، مسجد اور درگاہ کو جلا دیا۔ بری طرح لٹنے اور برباد ہونے کے بعد ہم شاہ عالم کیمپ آگئے ہمیں بچانے کے بجائے پولس ہمیں پیچھے دھکیل رہی تھی۔ آنسو گیس کے گولے ہم پر داغے جا رہے تھے جو کہ مظلوم تھے، ان پر نہیں جو کہ حملے کر رہے تھے۔

مقام : نورانی مسجد

گواہ : عبدالسلام شمس الدین شیخ، پیش امام

''اے ملا بول جے شری رام ورنہ ہم تجھ کو مار ڈالیں گے'' پورے گجرات میں اقلیتوں سے بدلے کے نام پر یہ نریندر مودی کی اسپانسرڈ دہشت گردی تھی۔ میں نورانی مسجد کا پیش امام ہوں۔ 28 فروری کی صبح 15-9 پر جب کیسری پٹی باندھے فسادیوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ ٹرکوں اور دوسری گاڑیوں پر سوار ہو کر آئی اور اس نے مسجد کو اپنا نشانہ بنایا، میں نے بھیڑ سے بار بار کہا کہ وہ مسجد کو چھوڑ دے لیکن ''جے شری رام'' کا نعرہ لگاتے ہوئے وہ مسجد میں گھس گئے۔ انھوں نے جاء نمازوں کو جلانا شروع کر دیا اور اس میں ایک گیس سلنڈر پھینک دیا جو کہ تھوڑی دیر بعد پھٹ گیا۔ قرآن شریف کو پیروں تلے روندا گیا اور اسے جلا دیا گیا۔ بڑی مشکل سے میں اپنی جان بچا کر بھاگا۔

جب میں سڑک پر پہنچا، میں نے مسلمانوں کی آبادی میں شرمناک نظارے دیکھے۔ ''ہندوستانی پرمپرا اور ریت کے رکھوالے'' کھلے عام جوان لڑکیوں کی آبروریزی کر رہے تھے اور انھیں آگ میں پھینک رہے تھے اور یہ سب مریادا پرشوتم رام کے نام پر ہو رہا تھا۔ کیا ہندوستان کا ضمیر جاگے گا۔ مسلمان جو کہ آزادی کی لڑائی میں برابر کے شریک تھے کیا آنے والے وقت میں بھی ہندو شدت پسندی کا سامنا کرتے رہیں گے۔

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : شریف بھائی، ممبر منیجمنٹ کمیٹی، شاہ عالم کیمپ

28 فروری کو پولس کمشنر اور کنٹرول روم کو پچاسوں فون کے بعد بھی کوئی جواب نہیں ملا۔

''اے ملا بول جے شری رام ورنہ ہم تجھ کو مار ڈالیں گے'' پورے گجرات میں اقلیتوں سے بدلے کے نام پر یہ نریندر مودی کی اسپانسرڈ دہشت گردی تھی۔ میں نورانی مسجد کا پیش امام ہوں۔ 28 فروری کی صبح 15-9 پر جب کیسری پٹی باندھے فسادیوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ ٹرکوں اور دوسری گاڑیوں پر سوار ہوکر آئی اور اس نے مسجد کو اپنا نشانہ بنایا۔ میں نے بھیڑ سے بار بار کہا کہ وہ مسجد کو چھوڑدے لیکن ''جے شری رام'' کا نعرہ لگاتے ہوئے وہ مسجد میں گھس گئے۔

خود میں نے دو یا تین بار کمشنر سے بات کی ان کا جواب تھا'' میں کیا کر سکتا ہوں پولس لا اینڈ آرڈر نہیں سنبھال سکتی'' اس پورے علاقہ کی آبادی 10 سے 15 ہزار تک ہے جب کہ ووٹر لسٹ میں 4000 ووٹروں کے نام درج ہیں اسوقت 600 سے 700 افراد لا پتہ ہیں۔ 4 مارچ کو 134 لوگوں کو اجتماعی طور پر دفن کیا گیا۔

نرودا میں بہت سارے لوگوں نے اپنی جان بچانے کی کوشش میں ایس آر پی کوارٹر میں پناہ لینے کی کوشش کی، کچھ افسروں نے انھیں آنے دیا لیکن دوسروں نے روکا۔ اگر سبھی لوگوں کو آنے دیا جاتا تو اور بھی کئی زندگیاں بچ سکتی تھیں۔ جمعہ یکم مارچ کو آدھی رات کے بعد ایس پی ٹنڈن کی مدد سے ہم لوگ ایس آر پی کوارٹر پہنچے اور وہاں سے چار بسوں میں لوگوں کو بھر کر پولس کی حفاظت میں کیمپ لے آئے۔ جب ہم انہیں لیکر آئے اس وقت ان فسادزدگان کی جو حالت تھی ہم نہیں بتا سکتے وہ سب خوف زدہ اور دہشت میں تھے۔ بہت ساری عورتوں کے جسم پر کوئی لباس نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے رات 12 بجے سے صبح 4 بجے تک 4 بسوں سے پھیرے لگائے اور تین ہزار لوگوں کو نرودا سے شاہ عالم کیمپ لے آئے۔ جمعہ کو کیمپ ہندوؤ، سنورم نگر اور رامول گاؤں کے لوگوں سے بھر چکا تھا۔ اس وقت درگاہ میں کل سات ہزار لوگ پناہ لئے ہوئے ہیں۔

جب ہم نے نرودا پٹیا اور جلی ہوئی نورانی مسجد کا دورہ کیا تو وہاں بچے ہوئے لوگوں کے مطابق جو ٹینکر، گیس سلنڈر اور پٹرول لے کر آیا تھا اور جس سے لوگوں کے گھر جلائے گئے، وہ اب بھی وہیں کھڑا تھا۔ اس گاڑی کا نمبر تھا جی جے آئی ٹی 7384۔ میں مسمار شدہ نورانی مسجد کے باہر کھڑا تھا۔ میں نے پڑوس کے گھر میں کسی کو دیکھا دروازے پر رشمی پروار ایڈوکیٹ کے نام کی تختی لگی تھی میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ آج ہی اپنے گھر کی حالت دیکھنے کے لئے آئی ہے۔

جب ہم نے نرودا پٹیا اور جلی ہوئی نورانی مسجد کا دورہ کیا تو وہاں بچے ہوئے لوگوں کے مطابق جو ٹینکر ،گیس سلنڈر اور پٹرول لے کر آیا تھا اور جس سے لوگوں کے گھر جلائے گئے۔ وہ اب بھی وهیں کھڑا تھا. اس گاڑی کا نمبر تھا جی جے آئی ٹی 7384.

میں نے پوچھا ''آپ اتنے دنوں تک کہاں رہیں۔

''جب میں نے دیکھا کہ میرے پڑوسیوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے تو میں اپنے رشتے داروں کے گھر بھاگ گئی''۔ ''یہاں کیا ہو رہا تھا؟''

''ہندوؤں کے نام پر وہ لوگ پوری بستی کو تباہ کر رہے تھے۔'' اس نے جواب دیا۔

مقام : نرودا پٹیا

گواہ : یعقوب بھائی، ایک بوہرہ (جونیر اسسٹنٹ، ایس ٹی ورکشاپ، نرودا پٹیا)

کھیڑا میں ہم چار مسلم خاندان تھے جو نرودا پٹیا میں ایس ٹی ورکشاپ میں کام کرتے تھے۔ اس دن (28 فروری) کو ہم ایس ٹی بس میں نرول تک جان بچا کر بھاگے اور گھر تک پہنچنے کے لئے 12 کلومیٹر پیدل چلے۔ ہم نے نرودا پٹیا میں ایس ٹی ورکشاپ کے پیچھے چال میں گیس سلنڈروں سے بڑے حملے ہوتے ہوئے دیکھے ۔ میں نے دیکھا کہ نرودا کی نورانی مسجد پر کس طرح حملہ کیا گیا اور کس طرح اس کا وجود مٹ گیا۔ اس دن سے حالات بہت ہی خطرناک اور خوفناک ہو گئے۔

تقریباً ۴ بجے ایس ٹی انتظامیہ نے بس سے ہم لوگوں کے جانے کا انتظام کیا ہم لوگ نرودا سے نرول تک آئے۔ نرودا میں ہم جیسے ہی ایس ٹی ورکشاپ سے باہر نکلے دو ہزار فسادیوں نے بس کو گھیر لیا اور پوچھا ''کیا اس میں کوئی مسلمان ہے'' اسٹاف نے ہماری مدد کی ''نہیں اس میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔'' اس طرح ہم چار لوگ زندہ بچ پائے بس ہم لوگوں کو نابھا تک لے گئی جہاں سے ہم لوگ ایک ٹیمپو سے نرول پہنچے۔

راستے میں میں نے 25-20 ٹرک اور ٹیمپو جلے ہوئے دیکھے۔ کھیڑا تک پہنچنے کے لئے ہم نے 10 کلومیٹر کا راستہ خوف دہشت اور تشویش کے سائے میں طے کیا۔ ہم نے راستے میں جلے ہوئے ٹرک اور ٹیمپو دیکھے یہ سب بہت خوفناک تھا۔

> ہم چار مسلم خاندان تھے جو نرودا پٹیا میں ایس ٹی ورکشاپ میں کام کرتے تھے۔ اس دن (28 فروری) کو ہم ایس ٹی بس میں نرول تک جان بچاکر بھاگے اور گھر تک پہنچنے کے لئے 12 کلومیٹر پیدل چلے۔ ہم نے نرودا پٹیا میں ایس ٹی ورکشاپ کے پیچھے چال میں گیس سلنڈروں سے بڑے حملے ہوتے ہوئے دیکھے۔

نمبر	کرائم نمبر	شکایت کنندہ	ملزم
1	812	جمال الدین عبدل بھائی قریشی	ڈاکٹر جے دیپ پٹیل (وشوہندو پریشد جوائنٹ سکریٹری چیف) اشوک صاحب (کارپوریٹر) پارکھ پٹیل (پاؤنا آئس کریم پارلر، ولبھ پٹیل (کارپوریٹر) پدیو من مستری، بال بھائی پٹیل (بی ڈی)
2	832	پٹھان نصیر خاں جعفر خاں	جے دیپ پٹیل، پرکاش بھائی، سنیل جراٹھا، سنیل جراٹھا، پوچھیا دادا
3	834	رفیق کالو بھائی شیخ	نوانی سنگھ، گڈو چھارا، سریش، اکا ساز یجاد
4	845	یسین خاں انور خاں پٹھان	جے دیپ پٹیل (وشوہندو پریشد لیڈر) بچند ادا، منی لال ٹھاکر، پدول پٹیل
5	1314	یونس بھائی امان بھائی منصوری	وپن بھائی پٹیل (وپن آٹو سینٹر) منوج سندھی (منوج آڈیو کیسٹ) سریش بھائی چھارا
6	1331	قیوم خاں راشد خاں	ادچھار میکدا
7	1337	مریم بین محمد بھائی منصوری	وجے ہریجن، جے ہریجن، روی بھیا، ہمارے گھر کے سامنے کے مراٹھی لوگ، نیچے کے حصے کے ہریجن اور پڑوسی
8	1366	عمیم بانوائے غنی شیخ	اشوک
9	1504	فرید خاں مسلم خاں پٹھان	بابو بین رام بھائی ٹھاکر، کھگیر مارواڑ، سبھی گاؤں والے
10	1508	حبیب خاں بھینکن خاں پٹھان	ہریش لکشمن، بھائی کوٹی (شیوسینا لیڈر) منوج لکشمن بھائی کوٹی (شیوسینا لیڈر)

فرد جرم جو داخل کی گئیں۔ کیا مظلوموں کو انصاف ملیگا۔

			بھاؤ دارووالا (سرپنچ) وجے دادا (شیوسینا لیڈر)	فرد جرم جو داخل کی گئیں کیا مجرموں کو سزا دی جائیگی۔
11	1510	عبدل ابراہیم لاکھا	ہریش لکشمن، بھائی کوٹی (شیوسینا لیڈر) منوج لکشمن بھائی کوٹی (شیوسینا لیڈر) بھارت بھائی رباتی (شیوسینا لیڈر) وجے دادا (شیوسینا لیڈر)	
12	1517	فیروز خاں بابو خاں پٹھان	وپن بھائی	
13	1518	سلیم بھائی منا بھائی شیخ	منوج کوشٹی	
14	1532	انور شہاب الدین طیبی	اروندی مالی، انیل مدراسی، پوپٹ واگھری راجو امیت والا، بابو کراسن والا	
15	1535	شمس الدین شہاب الدین طیبی	انیل مدراسی، اروندی مالی پوپٹ واگھری	
16	1541	اے خالق اے کریم شیخ	وپن، منوج، گڈو، ہریا، سریش لنگڑا	
17	1542	سلیم خاں شریف خاں بلوچ	وپن، منوج، گڈو، ہریا، سریش لنگڑا منوج دریا	
18	1556	جہانگیر خاں رحیم خاں پٹھان	پریش، شنکر	
19	1559	ابدالی شیزان	نونیت، منیش چنالال، نریش	
20	1569	رحیم بی بی احمد خاں پٹھان	پریش	
21	1575	کلیم اختر شگفتہ ٹیلر	پنکج بھائی ایس ٹی ڈی والا، دنیش بھائی سائیکل والا، پرمار ڈاکٹر، پی ایس آئی پاریکھ، ایس آر پی جی سکنڈ، بیج پور شاخ، پولیس ہیڈ کوارٹر	

چمن پورہ

احمد آباد شہر کے وسط میں واقع چمن پورہ علاقہ کو 28 فروری کو صبح 30-7 سے شام 30-4 بجے تک 20 سے 25 ہزار کی بھیڑ نے گھیرے رکھا۔ میگھانی نگر پولس اسٹیشن میں کے جی ایرداکے ذریعہ درج ایف آئی آر میں وہاں رہنے والوں کو بچانے میں پولس کی ناکامی کی پوری کہانی درج ہے۔

ایف آئی آر بتاتی ہے کہ لوٹ مار اور توڑ پھوڑ صبح ہی سے جاری تھی۔ ایف آئی آر میں یہ نہیں ہے لیکن بچنے والے ایک چشم دید گواہ اور دوسرے کانگریسی لیڈروں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ احمد آباد کے پولس کمشنر پی سی پانڈے نے صبح 30-10 بجے احسان جعفری سے ملاقات کی تھی اور انھیں پولس تعینات کرنے کا یقین دلایا تھا۔

پولس کمشنر کے رویہ سے صاف ہے کہ انھوں نے پولس کی مدد بھیجنے کا وعدہ پورا نہیں کیا۔ میگھانی نگر چوکی کے جو کچھ لوگ وہاں تھے وہ خاموشی سے 70 لوگوں کو بے رحمی سے مارنے کاٹنے اور جلا دینے کا تماشہ دیکھتے رہے۔ 12-10 عورتوں کی بے رحمی سے اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ ہندوستان کے تجارتی شہر نے موت، بے عزتی اور بدلے کا ننگا ناچ دیکھا جو کہ بے قصور عورتوں بچوں اور مردوں سے لیا گیا۔

پولس کمشنر کے رویہ سے صاف ھے که انھوں نے پولس کی مدد بھیجنے کا وعدہ پورا نہیں کیا۔ میگھانی نگر چوکی کے جو کچھ لوگ وھاں تھے وہ خاموشی سے 70 لوگوں کو بے رحمی سے مارنے کاٹنے اور جلادینے کا تماشه دیکھتے رھے۔ 10-12 عورتوں کی بے رحمی سے اجتماعی آبروریزی کی گئی۔

28 فروری 2002 کے واقعات

10-30 صبح: پولیس کمشنر پانڈے وارڈ نمبر 19 کے کانگریس سکریٹری امبالال ناڈیا اور روارڈ نمبر 20 کے کنولال سولنکی کے ہمراہ احسان جعفری سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ پولس تعینات کریں گے اور وہ پوری طرح محفوظ رہیں گے۔

10-35 صبح: ظاہر بیکری اور ایک رکشہ جلا دیا جاتا ہے۔

11-30 سے 11-15 صبح گلبرک سوسائٹی پر پتھر برسانے کی شروعات ہوتی ہے۔

12-15-12:30 دوپہر گلبرک سوسائٹی پر پاس کی عمارتوں اور بنگلے کے پچھلے حصے سے پتھروں، ایسڈ بلبوں اور بوتلوں اور پٹرول بموں سے حملہ ہوتا ہے۔

12:30-12:45 دوپہر پڑوس میں واقع ایک غیر مسلم کے بنگلے سے زبردست پتھراؤ ہوتا ہے جس میں بڑے بڑے بولڈر بھی شامل ہوتے ہیں۔اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا اسلئے کہ یہ حملہ نہ ہوتا تو وہاں رہنے والے اپنے آپ کو بچا سکتے تھے۔

1:15 سے 1:00 دوپہر ایسڈ بلبوں، بڑے پتھروں اور جلتے کپڑوں کی بارش جاری رہتی ہے۔ایک بجے یوسف نامی ایک شخص پکڑا جاتا ہے اور اسے کاٹ کر جلا دیا جاتا ہے۔

2:45 سے 2:30 دوپہر ''گھس جاؤ'' کے نعرے کے ساتھ ریلوے لائن کے پاس سوسائٹی کا پچھلا گیٹ ٹوٹ جاتا ہے۔انور مارا جاتا ہے۔ فسادی پاس کی سنسار بیکری سے لکڑی کے لٹھے لیکر آتے

ہیں اور چار چتائیں بناتے ہیں۔ انور کو ٹکڑے میں کاٹا اور جلادیا جاتا ہے۔

3:30 سے 3:00 دوپہر احسان جعفری کو اپنے گھر سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے 45 منٹوں تک ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ انہیں برہنہ کر کے گھمایا جاتا ہے اور ان سے ''وندے ماترم'' اور ''جے شری رام'' کہنے کیلئے کہا جاتا ہے۔ وہ انکار کرتے ہیں ان کی انگلیاں کاٹ دی جاتی ہیں۔

انھیں بری طرح زخمی حالت میں محلے کی سڑکوں پر گھمایا جاتا ہے۔ اسکے بعد ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے جاتے ہیں۔ انکے گلے میں کانٹے دار تار ڈال کر سڑکوں پر گھسیٹا جاتا ہے۔ اسکے بعد انھیں آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اسکے بعد شفیع محمد شیخ کو تین ٹکڑوں میں کاٹ کر زندہ جلادیا جاتا ہے۔ جعفری اپنے تین بھائیوں اور دو بھتیجوں کے ساتھ مارے جاتے ہیں۔

4:30 سے 3:30 شام خواتین کی آبروریزی کی جاتی ہے پھر انھیں گپتیوں سے کاٹ کر آگ میں جھونک دیا جاتا ہے۔ ان میں صرف ایک عورت بچتی ہے۔

4:30-5:00 شام آخرکار پولس پہنچتی ہے۔

5:20 شام بچنے والے یہاں سے پولس کی حفاظت میں باہر لے جائے جاتے ہیں۔

اس دن گیس سلنڈر کے 12-10 دھماکے ہوئے۔ چشم دید گواہوں اور الیف

3:30سے3:00 دوپہر احسان جعفری کو اپنے گھر سے کھینچ کر نکالا جاتا ھے ٤٥ منٹوں تک ان پرظلم کے پھاڑ توڑے جاتے ھیں. انھیں برھنہ کرکے گھمایا جاتاھے اور ان سے "وندے ماترم" اور "جے شری رام کھنے کیلئے کھا جاتا ھے. وہ انکار کرتے ھیں ان کی انگلیاں کاٹ دی جاتی ھیں. انھیں بری طرح زخمی حالت میں محلے کی سڑکوں پر گھمایا جاتا ھے. اسکے بعد ان کے ھاتھ اور پیر کاٹ ڈالےجاتے ھیں. انکے گلے میں کانٹے دار تار ڈال کر سڑکوں پر گھسیٹا جاتا ھے اسکے بعد انھیں آگ میں ڈال دیا جاتا ھے.

آئی آر کے ساتھ سونپی گئی اور مارے گئے اور لا پتہ لوگوں کی فہرست کے مطابق 70-60 لوگوں کا قتل ہوا جس میں 49 سوسائٹی کے ہیں اور 12-10 باہر کے جنھوں نے جعفری کے گھر میں پناہ لی تھی۔ یہ وہ تعداد (59) نہیں ہے جو سرکاری طور پر بتائی گئی حقیقت جو ٹیم کو ملے اہم دستاویزوں میں ملزموں کے مکمل پتے درج ہیں۔ چشم دید گواہوں کے بتائے گئے 25 ناموں میں ابھی صرف 19 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

حملے میں بچنے والے ایک شخص کا کہنا تھا ''ہم لوگ اس وقت تک نہیں بیٹھیں گے جب تک ہمیں انصاف نہیں ملے گا'' اس ملک اور یہاں کے رہنے والوں میں ذرا سی انسانیت یا قوت ارادی بچی ہے تو ہمیں انصاف ملے گا، یا ''اب یہاں کوئی امید نہیں ہے'' دوسرے نے کہا۔

ایک ہندو پڑوسی منوج کمار نے کہا کہ ان لوگوں نے مردوں کے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی باہر نکالا اور پھر پٹرول چھڑک کر انھیں جلا دیا۔ پولس خاموش کھڑی رہی۔

احمد آباد کے پولس کمشنر پی سے پانڈے کاندھا اچکا کر بولے ''ہم لوگ تعداد میں کم پڑ گئے'' چمن پورہ میں اجتماعی آگ زنی کی پہلی ایف آئی آر میگھانی نگر پولس اسٹیشن کے سینئر پولس انسپکٹر کے جی ایرڈا کی ایف آئی آر میں 10 لوگوں اور 25-20 ہزار کی بھیڑ کو ملزم بنایا گیا ہے۔ 28 فروری کے یہ واقعات صبح 10:30 بجے سے شام 7 بجے تک ہوئے شکایت اسی دن 8:45 پر درج کی گئی۔

ایف آئی آر میں درج دفعات کے مطابق آئی پی سی 148, ,141,143
,186,427,436,435,435,337,336,323,332,302,149
,120,188 (ب) بمبئی پولس ایکٹ (۱) اس کے علاوہ دفعہ 25(۱)(اے) اور (بی) دفعات لگائی گئی سوائے دفعہ 376 (آبروریزی) کے۔ بھیڑ پر فائرنگ میں 18

ایک ہندو پڑوسی منوج کمار نے کہا کہ ان لوگوں نے مردوں کے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی باہر نکالا اور پھر پٹرول چھڑک کر انہیں جلا دیا۔ پولس خاموش کھڑی رہی۔

چمن پورہ میں اجتماعی آگ زنی کی پہلی ایف آئی آر میگھانی نگر پولس اسٹیشن کے سینئر پولس انسپکٹر کے جی ایرڈا کی ایف آئی آر میں 10 لوگوں اور 25-20 ہزار کی بھیڑ کو ملزم بنایا گیا ہے۔

افراد زخمی ہوئے ہیں لیکن اسکا ایف آئی آر میں ذکر نہیں ہے۔

2 مارچ کو ایک نئی دفعہ کو جوڑا گیا ہے۔ پہلی ایف آئی آر نمبر 61/2002 جانے پہچانے جرائم کی دفعہ 397,396,395 (لوٹ) کی درج کی گئی۔ 12-03-02 کو مزید دفعات جوڑی گئیں وہ ہیں دفعہ 398,296 (اے) 153 (اے (2) (بی) اور 188 اور بمبئی پولس ایکٹ کی دفعہ 73(1)

ایرڈا کا کہنا ہے کہ اس دن وشو ہندو پریشد نے بند کی اپیل کی تھی۔ چشم دید گواہوں نے گریش، منیش ڈھول چند، منگا لال ڈھول چند جین، آدی ناتھ کیرانہ اسٹور، اشیش چونا والا کا بیٹا، رمیش (سادھنا اسٹور) مکیش موچی، گبر، ایشین، ایک گھنگھریالے بالوں والا شخص جو شراب کا کاروبار کرتا ہے، دیپک عرف پردیپ (بی جے پی کارکن) کو دیکھا۔

''مسلمانوں کی مال ملکیت کو کیروسین تیل ڈال کر جلا دیا، 18 مسلمان کاٹ کر جلا دیئے گئے 24 کو زندہ جلا دیا گیا پولس اور مسلمانوں دونوں پر پتھروں، پٹرول، بموں اور ایسڈ بموں سے حملہ کیا گیا اور فسادیوں نے گاڑیوں کو جلا ڈالا۔''

سینئر پولس انسپکٹر کے جی ایرڈا کے ذریعہ درج دوسری ایف آئی آر نمبر 4/5/200 میں بتایا گیا ہے

میگھانی نگر کے تحت ایک انسپکٹر انچارج دو پولس انسپکٹر دو سب انسپکٹر، 42 ہیڈ کانسٹبل اور 80 پولس کانسٹبل اور تین خاتون پولس کانسٹبل ہیں اور اس دن وہاں 2 پولس انسپکٹر، 6 سب انسپکٹر، 55 ہیڈ کانسٹبل، 62 پولس کانسٹبل، تین عورتیں، ایک پولس انسپکٹر ایک سب انسپکٹر ڈیوٹی پر تھے، 6 ہیڈ کانسٹبل اور تین خاتون کانسٹبل ڈیوٹی پر تھے۔ پٹرولنگ میں ایک پولس انسپکٹر، 5 ہیڈ کانسٹبل، 34 پولس کانسٹبل اور ایک خاتون کانسٹبل تھے۔

"مسلمانوں کی مال ملکیت کو کراسن تیل ڈال کر جلا دیا، 18 مسلمان کاٹ کر جلا دیئے گئے 24 کو زندہ جلا دیا گیا پولس اور مسلمانوں دونوں پر پتھروں، پٹرول، بموں اور ایسڈ بموں سے حملہ کیا گیا اور فسادیوں نے گاڑیوں کو جلا ڈالا۔"

سینئر پولس انسپکٹر کے جی ایرڈا کے ذریعہ درج دوسری ایف آئی آر نمبر 4/5/200 میں بتایا گیا ھے

27 فروری کو جب وشو ہندو پریشد کے کار سیوکوں کو جلایا گیا تو پوری ریاست میں کشیدگی پھیل گئی اور اس لئے پورے شہر میں سیکورٹی کے سخت انتظامات کئے گئے۔

28 فروری کو صبح 7 بجے میگھانی پولس اسٹیشن کو پولس کمشنر کی ہم سب کو تیار رہنے کی ہدایت ملی ہم لوگوں نے چمن پورہ، چکلہ، گلبرگ سوسائٹی، دھوپ سنگھ چالی، رتنا نگر، چار راستہ، رام نگر، نیو کراسنگ، میگھانی نگر بس اسٹینڈ، نیو منتا باری، مینا بازار اور رشمی نگر سوسائٹی میں بندوبست ٹھیک کیا۔ ڈیوٹی پر موبائل پولس سب انسپکٹر، وی سی ڈامی، رمیش بھائی، ہیڈ کانسٹبل ناتھا بھائی، پولس کانسٹبل سریش بھائی اور نارجی بھائی۔ ہیڈ کانسٹبل بھوپندر اور شیلش سنگھ تھے۔ پولس ٹیم ضرورت کے مطابق آنسو گیس سے لیس تھی میگھانی نگر میں مکمل بندوبست کیا گیا تھا۔

28 فروری کو صبح 7 بجے فسادیوں نے گدے کی دوکانوں، بکریوں، اور سائیکل کی دوکانوں پر حملہ شروع کر دیا وہ دوکانوں کو توڑ کر سبھی چیزوں کو تباہ کر رہے تھے اور انھیں جلا رہے تھے اس وقت پولس نے انھیں تتر بتر کر دیا۔

پٹرولنگ چل رہی تھی 3:30 بجے ایک بہت بڑی بھیڑ چاروں جانب سے آنی شروع ہوئی۔ یہ لوگ اوم نگر، چکلہ روڈ اور میگھانی نگر کی جانب سے آرہے تھے۔ میں نے پولس کو موبائل پر خبر دی۔ بھیڑ تلوار، لاٹھی اور کیروسین تیل سے لیس تھی وہ ''جے شری رام'' کا نعرہ لگا رہی تھی۔ یہ 20 سے 25 ہزار لوگوں کی بھیڑ تھی ۔ ہم پولس والے چلا کر بھیڑ کو تتر بتر کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہم لوگ موبائل لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ غیر قانونی ہے بھیڑ نے ہماری وارننگ پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ اس بار وہ اور زیادہ پر تشدد ہو رہے تھے۔ سبھی بکریاں، سائیکل کی دوکانیں، بجلی کے سامان کی دوکانیں، گدے کی دوکانیں، فرنیچر کی دوکانیں، اور گاڑیاں پوری

پٹرولنگ چل رہی تھی 3:30 بجے ایک بہت بڑی بھیڑ چاروں جانب سے آنی شروع ہوئی۔ یہ لوگ اوم نگر، چکلہ روڈ اور میگھانی نگر کی جانب سے آرہے تھے میں نے پولس کو موبائل پر خبر دی۔ بھیڑ تلوار، لاٹھی اور کراسن تیل سے لیس تھی وہ "جے شری رام" کا نعرہ لگا رہی تھی۔ یہ 20سے 25 ہزار لوگوں کی بھیڑ تھی۔

طرح تباہ کر دی گئیں۔

فسادیوں نے سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں اور وہ دوکانیں لوٹ رہے تھے۔ ہم نے آنسو گیس کے گولے داغے اور لاٹھی چارج کی دھمکی دی لیکن بھیڑ پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ چلا رہی تھی ''جے شری رام'' جب پولس نے آنسو گیس کے چار گولے داغے بھیڑ مزید تشدد پر آمادہ ہوگئی اور اس نے پولس پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ پولس نے سبھی قدم اٹھائے۔ میں نے اپنے ریوالور سے ایک راؤنڈ فائر کیا۔ میں نے کارگر قدم اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن بھیڑ تتر بتر نہیں ہوئی۔ وہ مزید پر تشدد ہوتی گئی اسی وقت گلبرگ سوسائٹی جسمیں خاص طور سے مسلمان رہتے ہیں پر پیچھے اسٹیشن کی جانب سے حملہ ہوا میں نے ''گھس جاؤ'' چلانے کی آواز سنی اور اوم نگر اور چکلہ روڈ کی جانب سے بھیڑ نے گیٹ کو توڑ ڈالا اور لوگوں نے ان کی ملکیت کو جلانا شروع کر دیا۔

اس وقت مسلمانوں کی جانب سے پرائیوٹ فائرنگ کی گئی۔ ڈی سی پی زون 4 اور ایڈیشنل پولس کمشنر سیکٹر 2 وہاں موجود تھے۔ پولس فائرنگ میں دنیش نامی ایک شخص مارا گیا۔ اس وقت تک گلبرگ سوسائٹی کی عورتوں اور کئی مردوں کا قتل ہو چکا تھا۔

گلبرگ سوسائٹی میں 19 بلاک اور 8 بلڈنگیں ہیں۔ عورتیں اور بچے اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر چھپتے رہے۔ ان لوگوں پر چاروں جانب سے حملہ ہوا، فسادی چلا رہے تھے ''سبھی مسلمانوں کو ختم کردو ہمارے لوگوں کو انھوں نے نہیں چھوڑا تم بھی کوئی رحم مت کرو'' ہم فسادیوں کو تتر بتر کرنے کے لئے وارننگ دیتے رہے، ہم نے فائر بھی کیا۔ شرون جی لاٹھو بنجارا اور ایک دوسرا شخص پرائیوٹ فائرنگ میں زخمی ہوا۔ اپنے سب سے متنازعہ فیصلوں میں سے ایک میں نریندر مودی سرکار نے اس

گلبرگ سوسائٹی میں 19 بلاک اور 8 بلڈنگیں هیں. عورتیں اور بچے اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر چھپتے رہے ان لوگوں پر چاروں جانب سے حملہ هوا فسادی چلا رہے تھے "سبھی مسلمانوں کو ختم کردو همارے لوگوں کو انهوں نے نهیں چھوڑا تم بھی کوئی رحم مت کرو" هم فسادیوں کو تتر بتر کرنے کے لئے وارننگ دیتے رہے هم نے فائر بھی کیا. شرون جی لاٹھو بنجارا اور ایک دوسرا شخص پرائیوٹ فائرنگ میں زخمی هوا.

واقعہ کے جانچ کی ذمہ داری اسسٹنٹ پولس کمشنر پی ایس بروت کو سونپی جو کہ وشو ہندو پریشد کے آدمی ہیں۔

مقام: چمن پورہ

گواہ: محمد شریف بھائی نصیر الدین شیخ

شریف بھائی چمن پورہ کے اجتماعی قتل و عام میں بچنے والے ایک شخص ہیں۔ انھوں نے اس سانحہ میں اپنی بیوی اور ایک بیٹی کو کھویا ہے۔ الیکٹرونک سامانوں کا با عزت کاروبار کرنے والے شریف بھائی اپنے خاندان کے ساتھ جان بچا کر بھاگ سکتے تھے لیکن وہ سوسائٹی کے جوانوں کے ساتھ اگلے مورچے پر فسادیوں کے حملے کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

آج وہ اور ان کا دس سالہ بیٹا ساحل بچنے والے کچھ لوگوں میں شامل ہیں۔ جب ان سے 24 مارچ کو بات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ وہ اب تک چپ رہے لیکن اب انھیں انصاف کی تلاش ہے، چاہے اس کی لڑائی طویل اور مشکل کیوں نہ ہو وہ اس کے لئے تیار ہیں۔

مقام: گلبرگ سوسائٹی، چمن پورہ، احمد آباد

گواہ: سراج بھائی حنیف بھائی، نوبل ایمبولینس سروس کے ایک رضا کار

میں نے ایک سالہ آفرین کی جان بچائی جو اب اپنی دادی شاداب کے پاس ہے۔ اس کے خاندان کے لوگ جو کہ احسان جعفری کے پڑوس میں رہتے تھے 28 فروری کو بے رحمی سے مار ڈالے گئے۔ انکے نام انور خاں، زیتون بی بی، اختر خاں اور ساجدہ بانو تھے۔ آفرین کو اسکی دادی کے پاس پہنچانے میں مجھے چار دن لگے۔ مادھو پورا پولس اسٹیشن نے کسی مدد سے صاف انکار کر دیا۔

شریف الدین کے بہنوئی ایم سی شیخ (چمن پورہ) جو پیشے سے وکیل ہیں نے ہمیں

شریف بھائی چمن پورہ کے اجتماعی قتل و عام میں بچنے والے ایک شخص ہیں۔ انہوں نے اس سانحہ میں اپنی بیوی اور ایک بیٹی کو کھویا ہے۔ الیکٹرونک سامانوں کا با عزت کاروبار کرنے والے شریف بھائی اپنے خاندان کے ساتھ جان بچاکر بھاگ سکتے تھے لیکن وہ سوسائٹی کے جوانوں کے ساتھ اگلے مورچے پر فسادیوں کے حملے کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ایک فہرست دی جس میں ان لوگوں کے نام درج ہیں جنھوں نے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا:

(1) ایوب حبیب خاں پٹھان:-

(گلبرگ سوسائٹی کے سامنے رہتے ہیں) 28 فروری کی صبح کو انھوں نے سب دیکھا اور ان ملزموں کو پہچانا۔ (1) بھارت راجپوت (2) گریش پر بھودے شرما (3) ایک شخص جس نے ہاف ٹی شرٹ پہن رکھی تھی وہ تقریباً 5 فٹ 5 انچ لمبا تھا اور اس کے چہرے پر باریک داڑھی تھی۔ اس دن وہاں جو کچھ ہوا اسکے وہ چشم دید گواہ ہیں۔

(2) الطاف خاں پٹھان:-

صبح 10 بجکر 35 منٹ پر ایک رکشہ (نمبر جی جے 9 وائی 786) اور ایک لونا جلائی گئی۔ یہ لونا ان کی اپنی ہی تھی۔ انھوں نے یہ سب دیکھا اور ان لوگوں کو پہچانا (1) بھارت راجپوت (2) گریش پر بھودے شرما (3) ایک شخص جس نے ہاف ٹی شرٹ پہن رکھی تھی قد ۵ فٹ ۵ انچ اور چہرے پر پتلی داڑھی تھی (4) کپل منا بھائی کا بیٹا (محمد شریف کا ایک اچھا دوست) (5) دھرمیش پر ہلاد بھائی (6) لالہ موہن سنگھ دربار (7) املیش (اس نے ٹیلر کی دکان کا تالہ توڑا سبھی کپڑے باہر نکالے اور انھیں جلا دیا۔ ملزم نمبر ۵ اور ۶ پر یکساں الزام ہیں۔ ملزم نمبر ایک سے چار 8:45 پر لونا جلانے میں شامل ہیں، اس گواہ نے 11:30 صبح سے 12 دوپہر تک ان لوگوں کو بھی دیکھا (8) احمد آباد کے ڈپٹی میئر (جاگروپ سنگھ راجپوت (پہلے بی جی پی مین تھے اب کانگریس کے ساتھ ہیں) (9) چنی لال پر جاپتی (سابق میونسپل کارپوریٹر، پہلے بی جے پی اب آزاد) (10) میگھ سنگھ گپت سنگھ چودھری (میونسپل کارپوریٹر کانگریس)۔

(4) سعید خاں احمد خاں پٹھان (رہائش 18، گلبرگ سوسائٹی) اپنے ٹیریس سے اس نے دیکھا ملزم نمبر 3-1 اور ملزم نمبر 7-4 گپتی لہرا رہے ھیں اس نے اپنے بھائی اور احسان جعفری کے بھائی کو 2:45 پر مارے جاتے دیکھا کیلاش دھوبی اور دو "بھیا جی" نے انور خاں پٹھان (سعید خاں کے بڑے بھائی) کو تلوار سے مار ڈالا۔ ان لوگوں نے احسان جعفری کے بھائی اسلم کو بھی مار ڈالا۔

(3) حبیب خاں بھورے خاں (ایوب کے والد)

10:30 بجے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسکے دوسرے بیٹے یوسف پر حملہ ہوا، یہ حملہ دنیش پر بھوداس شرمانے کیا جسنے یوسف کو تلوار سے مار ڈالا۔

(دوسرے گواہ جنھوں نے اس حادثہ کو دیکھا سعید خاں احمد خاں پٹھان)

(4) سعید خاں احمد خاں پٹھان (رہائش 18، گلبرگ سوسائٹی)

اپنے ٹیرلیس سے اس نے دیکھا ملزم نمبر 3-1 اور ملزم نمبر 7-4 گپتی لہرا رہے ہیں اس نے اپنے بھائی اور احسان جعفری کے بھائی کو 2:45 پر مارے جاتے دیکھا۔ کیلاش دھوبی اور دو "بھیا جی" نے انور خاں پٹھان (سعید خاں کے بڑے بھائی) کو تلوار سے مار ڈالا۔ ان لوگوں نے احسان جعفری کے بھائی اسلم کو بھی مار ڈالا اور جب ان کے بیٹے (جعفری کے بھتیجے) نے اپنے والد کو بچانے کی کوشش کی تو اسکی دو انگلیاں کاٹ دی گئیں۔

(5) سعید خاں احمد خاں پٹھان نے دیکھا کہ احسان جعفری کے گھر سے (1) مہیش پر بھوداس جین (پڑوس کے کیرانہ پرووِیزن اسٹور) (2) نارائن کبڑا چنے والا (3) کرشن (چمپا بہن کا بیٹا) (4) رمیش عرف چھوٹی (5) دنیش پر بھودے شرمانے کھینچ کر باہر نکالا۔ احسان جعفری کو زخمی حالت میں ننگا گھمایا۔ ان کو بے عزت کیا گیا انکی انگلیاں کاٹ دی گئیں جسم کو تین ٹکڑوں میں کاٹ کر جلا دیا گیا۔ حملہ آوروں نے گلبرگ سوسائٹی کے سامنے ڈھیر ساری لکڑیوں کو اکٹھا کر کے ایک بہت بڑی چتا تیار کی تھی اور آگ کے شعلوں میں لاش کو کاٹ کاٹ کر پھینک رہے تھے۔

(6) سعید ملزم نمبر 6 اور 7 لکھیا اور لالہ موہن جی دربار کے آبروریزی کرنے کے چشم دید گواہ ہیں۔

(7) اسلم انور خاں پٹھان نے تین ملزموں (1) کیلاش دھوبی (2) دو "بھیا جی" کو

(5) سعید خاں احمد خاں پٹھان نے دیکھا کہ احسان جعفری کے گھر سے (1) مھیش پر بھوداس جین (پڑوس کے کیرانہ پرووِیزن اسٹور) (2) نارائن کبڑا چنے والا (3) کرشن (چمپا بھن کا بیٹا) (4) رمیش عرف چھوٹی (5) دنیش پر بھودے شرمانے کھینچ کر بلھر نکالا۔ احسان جعفری کو زخمی حالت میں ننگا گھمایا۔ ان کو بے عزت کیا گیا انکی انگلیاں کاٹ دی گئیں جسم کو تین ٹکڑوں میں کاٹ کر جلاد یا گیا۔

اپنے بھائی اختر انور خاں پٹھان کو بھی مارتے دیکھا (اسلم اور سعید 18، گلبرگ سوسائٹی میں رہتے ہیں)

(9) اسلم انور منصوری گلبرگ سوسائٹی کے بنگلہ نمبر 2 میں رہتے ہیں اور وہ بھی چشم دید گواہ ہیں۔ اس وقت 28 فروری سے ان کا وی ایس اسپتال میں علاج چل رہا ہے۔

(10) فیروز محمد گلزار محمد پٹھان (رہائش 15 گلبرگ سوسائٹی) یہ ایک چشم دید گواہ ہیں انھوں نے اپنے خاندان کے 5 ممبروں کو فساد میں کھو دیا ہے۔ انھوں نے (1) کپل (منا بھائی کا بیٹا) (2) چنی لال پرجاپتی (3) نارائن چنے والا اور (4) امبش کانتی لال کو دیکھا کہ وہ لکڑیاں اور ٹائر اکٹھا کر رہے ہیں اور لوگوں کو مار کر ان کی لاش آگ میں پھینک رہے ہیں۔ فیروز نے دیکھا کہ ''پول'' ریلوے لائن کی جانب کا گیٹ توڑ دیا گیا۔ وہ لوگ جنھوں نے اسے توڑا ان میں گریش پربھوداس شرما، رمیش چوٹی، جے ٹی پان والا (رہائش پی بھٹی رانی چال) بھی تھے۔ فیروز نے مہندر پوکھراج مارواڑی اور مکیش پوکھراج مارواڑی کو بھی لوٹ مار اور قتل و غارت گری کرتے دیکھا (رہائش چندلال سمرداس چال، چمن پورا)

فیروز نے اپنے ماں باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے مارے جاتے دیکھا۔ قتل سے پہلے اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی ماں کی آبروریزی کی گئی۔ کل ملا کر فیروز نے اپنے خاندان کے 5 ممبر کھوئے۔ گلزار محمد نور محمد پٹھان (55)، مریم بی گلزار محمد پٹھان، فردوس بانو گلزار محمد پٹھان (بہن) عرفان محمد گلزار محمد پٹھان (بھائی)

(11) سلیم عبدل بھائی منصوری نے دیکھا (1) مانگی لال دھول چند جین (2) نگن بھائی پٹنی اور (3) کیرانہ والا مانگی لال سوسائٹی کے گھروں کو آگ لگا رہے ہیں اور حملے کر رہے ہیں۔ گلبرگ سوسائٹی کا بنگلہ نمبر ایک دیا رام موچی کو فروخت کیا گیا ہے۔ سوسائٹی میں وہی ایک غیر مسلم تھا اور اس نے 28 فروری کو مسلمانوں پر حملہ

(10) فیروز محمد گلزار محمد پٹھان (رہائش 15 گلبرگ سوسائٹی) یہ ایک چشم دید گواہ ہیں انھوں نے اپنے خاندان کے 5 ممبروں کو فساد میں کھو دیا ہے۔ انھوں نے (1) کپل (منا بھائی کا بیٹا) (2) چنی لال پرجاپتی (3) نارائن چنے والا اور (4) امبش کانتی لال کو دیکھا کہ وہ لکڑیاں اور ٹائر اکٹھا کر رہے ہیں اور لوگوں کو مار کر ان کی لاش آگ میں پھینک رہے ہیں۔

کرنے کے لئے اپنا مکان ہندوؤں کے حوالے کر دیا۔ یہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ایک بہت بڑا دھوکہ تھا۔

(12) امتیاز نے بھرت راجپوت، گریش پربھوداس شرما، ہاف آستین والی شرٹ میں ایک شخص، گبر، مہندر پوکھراج مارواڑی، مکیش پوکھراج مارواڑی، مانگی لال، دھول چند جین، اور پٹنی کو بہت سارے لوگوں کے ساتھ دیارام موچی کے گھر میں حملے کی تیاری کرتے دیکھا۔

(13) جیکی محمد رفیق کی بیوی رہائش بنگلہ نمبر 11 جو خود بری طرح زخمی ہے واقعات کی چشم دید گواہ ہے۔ اسپتال میں اسکا علاج چل رہا ہے۔

(14) فیروز بھائی ونڈی چالی شیخ (فلیٹ نمبر 13، گلبرگ اپارٹمنٹ) نے چنی لال پر جاپتی اور منا کے بیٹے کپل کو حملے کی قیادت کرتے دیکھا۔

(15) دلاور سکندر شیخ (یہ چندو لال شمیل داس چالی چمن پورہ سے یہاں پناہ لینے آیا تھا) نے دھرمیش منا کے بیٹے کپل، کالی، دیا بھائی، اور بابا پٹنی کو دیکھا۔

(16) سائرہ بہن سلیم سندھی (بنگلہ نمبر 6 گلبرگ سوسائٹی) اس نے کیلاش دھوبی کو نارائن چنیل والا راجپوت، نیلسن چودھوری کے ساتھ احسان جعفری کو گھسیٹتے دیکھا۔

(17) سلیم بھائی نور محمد نے چمپا بہن کے بیٹے کرشنا منیش، پربھوداس جین (راجہ کرانہ اسٹور کے مالک) کو دیکھا اس نے دیارام موچی کے بیٹے اور دیارام کیرانہ کو بھی دیکھا۔

(18) اشرف بھائی سکندر بھائی سندھی نے دیکھا کہ گبر سنگھ بنگلہ نمبر ایک سے پتھر پھینک رہا ہے۔ اس نے منا بھائی کے بیٹے کپل، امیش، منیش اور دھرمیش کو گلبرگ سوسائٹی پر پرتشدد حملے کرتے دیکھا۔

سلیم عبدل بھائی منصوری نے دیکھا (1) مانگی لال دھول چند جین (2) نگن بھائی پٹنی اور (3) کیرانہ والا مانگی لال سوسائٹی کے گھروں کو آگ لگا رہے ہیں اور حملے کر رہے ہیں۔ گلبرگ سوسائٹی کا بنگلہ نمبر ایک دیارام موچی کو فروخت کیا گیا ہے سوسائٹی میں وہی ایک غیر مسلم تھا اور اس نے 28 فروری کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اپنا مکان ہندوئوں کے حوالے کر دیا۔

(19) راشدہ دلاور (رہائش چندو لال چالی اپنی جان بچانے گلبرگ سوسائٹی آئی تھی) نے (بنگلہ نمبر ایک میں) دھرمیش، کپل، امبیش، بھوپیش، گبر اور نارائن کو حملے کی قیادت کرتے دیکھا۔

(20) ہمت بھائی غلام بھائی (یہ بھی چندو لال چالی کے تھے) نے بھی ان 6 لوگوں کو حملوں کی قیادت کرتے دیکھا۔

(21) بابو خاں اسحاق خاں پٹھان (جنک بہن چالی) نے مانگے لال پٹنی کو لوٹ پاٹ اور آتشزنی کرتے دیکھا۔

ملزموں کے پتے

(1) گریش پربھوداس شرما (26) ٹرک باڈی کا بزنس ہے پٹنی سوسائٹی چمن پورہ، آتشزنی کے لئے 5 ڈرام تیل دیا۔

(2) دنیش پربھوداس شرما (23) پٹنی سوسائٹی چمن پورہ 5 ڈرام تیل آگ لگانے کے لئے دیا، لوگوں کو جلانے کے لئے پٹرول دیا۔

(3) رمیش چوٹی (30) پنڈت جی کا بیٹا، آشا ٹریڈنگ کے پڑوس میں چوڑی کی دکان، پٹنی نگر سوسائٹی چمن پورہ۔

(4) کپل (22) رام نرائن سوامی نارائن مندر کے نزدیک پمپ پر کام کرتا ہے۔ بابو مادھے سنگھ سوسائٹی گلبرگ سوسائٹی کے سامنے چمن پورہ۔ بجرنگ دل کا ممبر ہے۔ اس نے ترشول اور پٹرول سپلائی کیا۔

(5) سریش عرف کالو دھوبی (22) یہ ایک دھوبی ہے بابو سنگھ مادھے سنگھ سوسائٹی، گلبرگ سوسائٹی کے سامنے، چمن پورہ

(6) نارائن ٹونک عرف کبڑا چنے والا (40) گھی چالی چمن پورہ، پتھر پھینکے اور چھرے بازی کی۔

(7) بھارت لکشمن راجپوت یہ رام جی مندر کے پیچھے رہتا ہے اور ڈاکٹر سلطان کی ڈسپنسری کے پیچھے کام کرتا ہے۔

(8) سریندر (22) چمپا بہن کا بیٹا، اس کا سسر آشا ٹریڈنگ کمپنی کا مالک ہے۔ اس کی ماں شوین کلنک میں کمپاؤنڈر ہے، ڈاکٹر گاندھی چال چمن پورہ۔

(9) کرشنا چمپا بہن کا بیٹا ڈاکٹر گاندھی چالی چمن پورہ۔

(10) لالہ موہن جی دربار شراب کا غیر قانونی کاروبار، ڈاکٹر گاندھی چال چمن پورہ اسکو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے آبروریزی کرتے دیکھا۔

(11) سشیل برج موہن شرما (26) ہوم گارڈ میں کام کرتا ہے رہائش رام چندر کالونی، ٹکڑی چمن پورہ۔

(12) پوتا سنگھ راجپوت (42-40) اروند مل میں ملازم، ایک کانگریس کارکن رہائش گھی والی چال کے سامنے لال اتم چند کے اوپر چمن پورہ، اسے ہاتھ میں چھرا لیے دیکھا گیا۔

(13) منیش پربھوداس جین (25) مالک کیرانہ اسٹور، ڈاکٹر گاندھی چال چمن پورہ۔

(14) دھرمیش (20) باپ کا نام رام اچل پاٹھک، شراب کا غیر قانونی کاروبار، چندو لال چال، چمن پورہ۔

(15) کبر باپ کا نام مدن جھنگہ (دبلا پتلا اور لمبا ہے ایک چچا پولس میں ہے اسکا نام اشوک جھنگر ہے) چپل بناتا ہے۔ بابو سنگھ مادھے سنگھ چالی، گلبرگ سوسائٹی کے سامنے، چمن پورہ، یہ بنگلہ نمبر ایک میں تھا اور حملوں کی قیادت کر رہا تھا۔

(16) چنی لال پرجاپتی (55) بی جے پی کا سابق میونسپل کارپوریٹر، رہائش لال واڑی چمن پورہ،، بھیڑ کو تیار کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

(17) میگھ سنگھ بدھ سنگھ چودھری ایک وکیل اور کانگریس کا سابق کارپوریٹر، جعفری،

پارٹی کے ایک سینئر لیڈر نے اسے ٹکٹ دینے کے لئے نہیں چنا چمن پورہ۔

(18) جاگروپ سنگھ راجپوت (48) ایک وکیل اور احمد آباد کا سابق ڈپٹی میئر۔ نوی چال، اوم نگر روڈ، چمن پورہ۔

(19) دیارام موچی بنگلہ نمبر ایک میں رہ رہا ہے اور اشوک عرف جھنگہ رہائش بنگلہ نمبر 1 چمن پورہ۔ موچی نے اپنے گھر کو حملے کے لئے استعمال کرنے دیا۔

(20) مانگے لال جین (32) آدی ناتھ کیرانہ اسٹور۔ چمن پورہ پمپنگ اسٹیشن کے سامنے۔ جعفری کے گھر پر حملے کی قیادت کی۔

(21) دلیپ سورج بالی، رام چندر کالونی، نزد واٹر ٹینک چمن پورہ۔

(22) نریش کرشنا داس برہمیا، شراب کا غیر قانونی کاروبار، تلائی نگر، نزد روہید اس بس اسٹاپ بلاک نمبر 32، تلائی نگر۔

(23) لکھیا (27) بلاک نمبر 55 میں رہتا ہے، تلائی نگر (یہ 5 فٹ 5 انچ لمبا ہے لمبے بال رکھتا جو کہ لال رنگ کے ہیں۔) آبروریزی کے لئے یہی ذمہ دار ہے۔

(24) گریش عرف کالیا (25) روہید اس بس اسٹاپ کے پاس رہتا ہے۔

(25) دوسروں نے دھوبی کیلاش کا نام بھی بتایا ہے یہ گوپال نگر میں رہتا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ اسکا رنگ کالا ہے، وہ ہاتھ میں موبائل فون رکھتا ہے کانوں میں رنگ پہنتا ہے بہت سے لوگوں نے اسے تلوار لئے ہوئے دیکھا۔ گبر کو بھی دیکھا گیا۔

-----❖-----

ہمارے ملک میں انسان پہلے بھی جلے لیکن
کبھی انسانیت کو اس قدر زخمی نہیں دیکھا
جو ٹھیکیدار بن کر گھومتے ہیں دھرم و مذہب کے
انہیں جیسا زمانے نے کوئی وحشی نہیں دیکھا

قیس رامپوری

نرودا پھل مارکیٹ کباڑی بازار

نرودا پھل مارکیٹ میں پھلوں کے 200 ہول سیل دوکانداروں کی دوکانیں ہیں جہاں ان کی تجوریاں بھی رکھی ہیں وہاں میمن طبقہ کی سبھی 17 دوکانوں کو چن چن کر نشانہ بنایا انھیں پوری طرح برباد کرڈالا گیا۔ تجوری سے پیسے لوٹ لئے گئے اور تجارت کے سبھی ریکارڈ جلادئے گئے۔ زرعی پیداوار کمیٹی کے چیرمین لکشمن جی نے بتایا کہ پولس کو بار بار فون کرنے کے بعد بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا 28 فروری کو دن کی روشنی میں 17 ہول سیل دوکانیں بری طرح سے برباد کردی گئیں جبکہ دوسری جانب نرودا پٹیا کے مسلمانوں کی زندگی اور عزت پر زورشور سے حملہ جاری تھا۔

مقام: نرودا پھل مارکیٹ

گواہ: رمن لال

ابراہیم رمن لال ہندو مسلم رواداری کی تین پشت پرانی کہانی ہے وہ سوامی نارائن چال روڈ پر پھلوں کے کمیشن ایجنٹ ہیں۔ دونوں فرقوں کی یہ پرانی دوستی بھی ان فسادیوں سے نہ بچ سکی جنھوں نے پوری ریسرچ کے بعد حملہ کیا تھا۔ نقصان کا اندازہ 2.5 لاکھ روپے لگایا جاتا ہے۔ اس نقصان سے ہم لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا ہم دوستی کو یقینی بنائیں گے اسلئے کہ وہ دوستی کسی کاروبار سے زیادہ قیمتی تھی جو کہ پشتوں میں پھیلی ہوئی ہے، دوبارہ بن سکے گی اور پھل پھول سکے گی۔

6 مارچ کو جب اس رپورٹر نے علاقہ کا دورہ کیا تو اس نے دیکھا کہ پھل مارکیٹ کے پیچھے ببن شاہ مسجد، سوامی نارائن چال ملبہ میں تبدیل ہوچکی ہے۔ جب ہم پتھروں کے ڈھیر پر چڑھے تو ہم نے قرآن شریف کے جلے ہوئے اوراق کو ادھر ادھر

6 مارچ کو جب اس رپورٹر نے علاقہ کا دورہ کیا تو اس نے دیکھا کہ پھل مارکیٹ کے پیچھے ببن شاہ مسجد، سوامی نارائن چال ملبہ میں تبدیل ہوچکی ہے۔ جب ہم پتھروں کے ڈھیر پر چڑھے تو ہم نے قرآن شریف کے جلے ہوئے اوراق کو ادھر ادھر اڑتے ہوئے دیکھا۔ جھاڑ فانوس بھی اپنی حالت پر آنسو بہا رہے تھے۔ امام کی جگہ پر ایک ہندو دیوتا کی تصویر کا فریم رکھ دیا گیا تھا۔ وہاں پر پوجا ہونے کے نشان بھی پائے گئے اور دیوار پر بڑے بڑے لفظوں میں "جے شری رام" لکھ دیا گیا

اڑتے ہوئے دیکھا۔ جھاڑ فانوس بھی اپنی حالت پر آنسو بہا رہے تھے۔ امام کی جگہ پر ایک ہندو دیوتا کی تصویر کا فریم رکھ دیا گیا تھا۔ وہاں پر پوجا ہونے کے نشان بھی پائے گئے اور دیوار پر بڑے بڑے لفظوں میں "جے شری رام" لکھ دیا گیا ہے جس سے نفرت کے تاجروں کا مقصد صاف ظاہر ہو جاتا ہے جو کہ انہوں نے پوری آبادی کو ختم کرنے کے لئے کیا۔

مقام: نیو گجرات (نیشنل) کباڑی مارکیٹ کارپوریشن، بہرام پورہ احمد آباد

گواہ: سراج بھائی حنیف بھائی قریشی کباڑی مارکیٹ

نیو گجرات کباڑی مارکیٹ کارپوریشن نزد بھولا بھائی بہرام پورہ تین دنوں تک فسادیوں کا نشانہ بنتا رہا۔ وہاں موجود دو واچ مینوں کو بری طرح سے مار کاٹ کر جلا دیا گیا۔ قریب ہی واقع گکڑ پیٹھ پولس اسٹیشن نے سب کچھ ہونے دیا۔ 28 فروری کو محمد یہ اہل حدیث مسجد اور کباڑی مارکیٹ کی 225 دوکانیں (160 اندر اور 65 باہر) پوری طرح تباہ کر دی گئیں۔ یہ حملے لگاتار تین دنوں تک چلتے رہے تاکہ وہاں کچھ بھی نہ بچے۔

دو واچ مینوں احمد محمد عرب اور یوسف عبدالغفور شیخ کی لاشیں ہارون یوسف کی دوکان کے ٹھیک باہر کٹی اور جلی ہوئی حالت میں پائی گئیں۔

بچنے والے دو دوسرے واچ مین غنی بھائی جمال بھائی اور عبدالشکور عبدالجبار ان واقعات کے چشم دید گواہ ہیں۔ انکے مطابق خاص ملزم اشوک بھائی سندھی ان فسادیوں کی قیادت کر رہا تھا۔ کباڑی مارکیٹ گکڑا پیٹھ پولس اسٹیشن کے تحت آتا ہے جہاں کے پولس والے تین دنوں تک چلنے والے ان منصوبہ بند حملوں کے سامنے اندھے بنے رہے۔ ہم نے ان کو سیکڑوں فون کئے۔ تقریباً چار کروڑ کی مالیت کا نقصان ہوا جب کے مکانوں کا نقصان 1.5 کروڑ کا ہے۔

دو واچ مینور احمد محمد عرب اور یوسف عبد الغفور شیخ کی لاشیں هارون یوسف کی دوکان کے ٹھیک باھر کٹی اور جلی ہوئی حالت میں پائی گئیں۔ بچنے والے دو دوسرے واچ مین غنی بھائی جمال بھائی اور عبد الشکور عبد الجبار ان واقعات کے چشم دید گواہ ھیں۔ انکے مطابق خاص ملزم اشوک بھائی سندھی ان فسادیوں کی قیادت کر رھا تھا۔ پولس والے تین دنوں تک چلنے والے ان منصوبہ بند حملوں کے سامنے اندھے بنے رھے۔

مقام: نیو گجرات کباڑی مارکیٹ کارپوریشن، کباڑی مارکیٹ، احمد آباد

گواہ: سکریٹری کباڑی مارکیٹ

28 فروری کو احمد آباد میں فرقہ وارانہ فسادات کے دوران فسادیوں نے کباڑی مارکیٹ کے گیٹ کو توڑ ڈالا اور پھر سبھی دوکانوں کو لوٹ کر انھیں جلا دیا۔ ان لوگوں نے کباڑی مارکیٹ کو تباہ کر دیا۔ لوٹ مار اور آگ زنی کے درمیان ہم نے فائر بریگیڈ کو سیکڑوں بار فون کیے لیکن ہمیں کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا اور نہ ہی کوئی آگ بجھانے والی گاڑی بھیجی گئی۔ پولس کو مطلع کرنے کے باوجود وہ بھی خاموش رہی بلکہ افسوس کی بات یہ ہے کہ انھوں نے فسادیوں کی ہمت افزائی کی۔

ان سب کے بعد ہماری مارکیٹ کے دو واچ مینوں احمد بھائی محمد بھائی عرب اور یوسف بھائی غفور بھائی کو تیز اسلحوں سے قتل کر دیا گیا۔ ان کا ابھی سول اسپتال میں پنچ نامہ اور پوسٹ مارٹم ہونا ہے۔

اس ظالمانہ حملہ میں ہماری کباڑی مارکیٹ کو تباہ کر دیا گیا ہماری مسجد جلا دی گئی ہماری متبرک کتابوں کو جلا ڈالا گیا۔ کباڑی مارکیٹ میں نقصان کا تخمینہ چار کروڑ روپے کا ہے۔

مقام: جمال پور، احمد آباد

گواہ: لیاقت بھائی

جگن ناتھ مندر کے سامنے واقع 100 سال پرانی درگاہ توڑ دی گئی اور وہاں روزانہ رات میں 9 بجے رام دھن بجائی گئی 28-27 فروری کی رات میں مندر کے احاطہ میں موجود ہاتھیوں کو شراب پلائی گئی۔ انکی چیخوں سے پورے علاقے میں کشیدگی اور دہشت پھیل گئی۔ 27 فروری کی رات اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کی سروس بند کر دی گئی تا کہ لوگ گاؤں سے بھاگ نہ سکیں۔ گذشتہ انتخابات میں ہرین پانڈیا جو

جگن ناتھ مندر کے سامنے واقع 100 سال پرانی درگاہ توڑدی گئی اور وہاں روزانہ رات میں 9 بجے رام دھن بجائی گئی 28-27 فروری کی رات میں مندر کے احاطہ میں موجود ہاتھیوں کو شراب پلائی گئی۔ انکی چیخوں سے پورے علاقے میں کشیدگی اور دہشت پھیل گئی۔ 27 فروری کی رات اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کی سروس بند کردی گئی تاکہ لوگ گاؤں سے بھاگ نہ سکیں۔

کہ پالڈی علاقہ سے جیتا ہے نے اپنی انتخابی تقریر میں صاف کہا تھا کہ ''باندیو نہیں بخشے جاؤ گے'' باندیو (مسلمانوں کے لئے ایک ہتک آمیز لفظ) (ایک بھی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑا جائے گا)

کنج کی مسجد کے قریب سید پان والا بشیر بھائی کی دوکان ہے وہ پولس کو مسالہ پان کھلاتا ہے اس لئے کہ اسکے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ 28 فروری کو اسکے پان کا گلہ توڑ دیا گیا۔ پی ایس آئی جو ٹوٹے ہوئے گلے کے پاس تھا اس نے بشیر بھائی سے حویلی پولس اسٹیشن آکر کیس رجسٹر کرانے کے کئے کہا۔

لیکن پولس اسٹیشن میں پی ایس آئی یادو اور پی ایس آئی چاوڑہ نے اسے ڈنڈے سے پیٹا، دونوں ہی اسکی دوکان سے مفت پان کھاتے تھے۔

سب سے خراب حالت وی ایس اسپتال کی تھی یہاں بھارتی بہن اور انیتا بہن دونوں ہی بی جے پی کارپوریٹر (بھارتی بہن مٹی نگر سے ہیں) ڈاکٹروں کو ہدایت دے رہی تھیں کہ کس مریض کو دیکھنا ہے کس کو نہیں۔ وی ایس اسپتال میں بی جے پی اسمبلی کے دباؤ پر مقامی انتظامیہ نے مسلمانوں کے علاج سے انکار کر دیا تھا۔ ریونیو منسٹر ہرین پانڈیا کو ہم لوگوں نے وی ایس اسپتال کے سامنے اپنا بازار میڈیکل کو آگ لگاتے دیکھا ''یہ میاں نے آگ لگائے'' (ہمیں ان مسلمانوں کو جلا دینا ہے)

فائر بریگیڈ کو بلایا گیا اور اسنے آگ پر قابو پانے کی کوشش بھی کی لیکن ہرین پانڈیا جو فسادیوں کی قیادت کر رہا تھا اس نے انھیں روکا۔ ہرین پانڈیا اور ممبر اسمبلی اشوک بھٹ کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ ایلس پولس اسٹیشن کے ٹھیک باہر ہرین پانڈیا کو پی آئی سے یہ کہتے سنا گیا کہ ''آہ سماج کئی نتھی'' (اس فرقہ نے کچھ نہیں کیا) جبکہ ہوٹل ایلس جل رہا تھا۔ اس پی آئی کے لئے ہوٹل ایلس میں ایک خاص کمرہ ہمیشہ بک رہتا تھا۔

سب سے خراب حالت وی ایس اسپتال کی تھی یہاں بھارتی بہن اور انیتا بہن دونوں ھی بی جے پی کارپوریٹر (بھارتی بہن مٹی نگر سے ھیں) ڈاکٹروں کو ھدایت دے رھی تھیں کہ کس مریض کو دیکھنا ھے کس کو نھیں۔ وی ایس اسپتال میں بی جے پی اسمبلی کے دبائو پر مقامی انتظامیہ نے مسلمانوں کے علاج سے انکار کر دیا تھا۔ ریونیو منسٹرھرین پانڈیا کو ھم لوگوں نے وی ایس اسپتال کے سامنے اپنا بازارمیڈیکل کو آگ لگاتے دیکھا

جمال پور دروازہ کے سامنے جگن ناتھ مندر کو پولس کا مکمل تحفظ حاصل تھا۔

مقامی پولس انسپکٹر جڈیجہ نے مسلمانوں پر فائرنگ کی اور جمال پور دروازہ کے قریب 10 جھونپڑیوں اور 3-2 کیبنوں کو آگ کے گولوں سے جل کر راکھ ہوتے خوشی سے دیکھتا رہا۔

جڈیجہ نے بعد میں مسلمانوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی جس میں دعوی کیا کہ دو ہزار کی بھیڑ نے وہاں حملہ کیا، کباڑی مارکیٹ کے ایک واچ مین یوسف بھائی اللہ بخش کی پیر کٹی لاش ملی۔ کباڑی مارکیٹ ایسوی ایشن نے اس قتل کے لئے پی آئی بروٹ کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی ہے۔

پہچانے گئے حملہ آور: وزیر ہرین پانڈیا، بی جے پی ممبر اسمبلی اشوک بھٹ، بھارتی بہن، انیتا بہن (دونوں بی جے پی کارپوریٹر)

ملزم پولس اہلکار: پی ایس آئی یادو، پی ایس آئی چاوڑا، پی ایس آئی جڈیجہ، پی ایس آئی بروٹ۔

فائر بریگیڈ کو بلایا گیا اور اسنے آگ پر قابو پانے کی کوشش بھی کی لیکن ہرین پانڈیا جو فسادیوں کی قیادت کر رہا تھا اس نے انہیں روکا۔ ہرین پانڈیا اور ممبر اسمبلی اشوک بھٹ کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ ایلس پولیس اسٹیشن کے ٹھیک باہر ہرین پانڈیا کو پی آئی کو یہ کہتے سنا گیا کہ "آہ سماج کئی نتھی" (اس فرقہ نے کچھ نہیں کیا) جبکہ ہوٹل ایلس جل رہا تھا۔

----❖----

کتنی قربانیاں دیں ہم نے وطن کی خاطر
اور ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں
تم نے کر ڈالا ہے آئینۂ وفا کو پامال
یہ حقیقت ہے کہ تم ساکوئی غدار نہیں

عصمتیں لوٹی ہیں، کھیلی ہے لہو سے ہولی
اہل ایماں کو کیا ظلم و تشدد کا شکار
مسجدیں اور عزاخانے جلائے کتنے
وحشیوں نے کیا انسان کی تہذیب پہ وار

ریاضت علی شائق سانکھنوی

وٹوا

وٹوا احمد آباد کے باہری کنارے پر واقع ہے۔اس نے لگا تار اور طویل عرصے تک چلنے والے فسادات کا سامنا کیا جس کی قیادت قریب میں واقع کالونیوں مثلاً مرلی دھر سوسائٹی، منی سوسائٹی، اساپالو سوسائٹی، پکنک پارک اور ماؤ نگر کے رہنے والے کر رہے تھے۔لوگوں کے مطابق حملوں کی قیادت وٹوا کا رہنے والا بجرنگ دل لیڈر ہریش پٹیل کر رہا تھا۔پٹیل کو پولس کا تحفظ حاصل تھا۔نور پورا قبرستان میں 300 گھروں کی بستی کو فسادیوں نے پورے دن اور پوری رات حملہ کر کے تباہ و برباد کر دیا۔یہ حملے ساپالو، پکنک پارک اور مانو نگر ہاؤسنگ کالونیوں کے رہنے والوں نے کئے۔ان حملوں میں واگھری طبقہ کے لوگ شامل تھے۔اس علاقہ میں مسلمانوں کے سبھی گھر جلا کر راکھ کر دئے گئے۔ بچو بھائی کنواں (80-70 گھر) بسم اللہ نگر (60 گھر) ڈھر بار کھیر (80-70 گھر) سیواڑی (150 گھر) عظیم پارک (100 گھر) مجادی پیر (9 گھر) روشنی راؤ (105 گھر)۔

مقام: وٹوا

گواہ: رضوانہ ایڈوکیٹ

20 ہزار لوگوں کا ٹولہ تھا۔ 28 فروری کو بچو بھائی کنواں، بسم اللہ نگر اور نوا پورہ کو جلا دیا گیا۔روشنی راؤ اور دوسرے علاقوں کو دوسرے دن جلایا گیا۔میں نے دیکھا کہ چاروں طرف سر ہی سر ہیں۔منڈی ہی منڈی۔بجرنگ دل کا مہیش پٹیل، گریش پانڈیا اور امیتا پٹیل (بی جے پی کونسلر) بھیڑ کی قیادت کر رہے تھے۔یہ لوگ 3 مارچ کو گرفتار کئے گئے لیکن شام تک سب کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔پی آئی سنگھ، اور پی آئی داموڑ کھلے عام ان کی مدد کر رہے تھے۔مرلی دھر سوسائٹی اور مانو نگر کا کونا کونا وشو ہندو پریشد

20 ہزار لوگوں کا ٹولہ تھا۔ 28 فروری کو بچو بھائی کنواں، بسم اللہ نگر اور نوا پورہ کو جلا دیا گیا۔ روشنی رائو اور دوسرے علاقوں کو دوسرے دن جلایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ چاروں طرف سر ھی سر ھیں۔ منڈی ھی منڈی۔ بجرنگ دل کا مھیش پٹیل، گریش پانڈیا اور امیتا پٹیل (بی جے پی کونسلر) بھیڑ کی قیادت کر رھے تھے۔ یہ لوگ 3 مارچ کو گرفتار کئے گئے لیکن شام تک سب کو ضمانت پر رھا کر دیا گیا۔ پی آئی سنگھ، اور پی آئی داموڑ کھلے عام ان کی مدد کر رھے تھے۔

اور بجرنگ دل کے کارکنوں سے بھرا پڑا تھا۔ بھیڑ تلوار اور پھاوڑے لئے تھی کچھ کے ہاتھ میں بندوقیں بھی تھیں۔ سبھی گھروں کو جلانے کے ساتھ ساتھ 8-7 لوگوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور 8-7 لوگ ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ نوا پواہ کے رہنے والے خاص طور سے بھانگر کا کاروبار کرتے ہیں۔

جب سید واڑی اور نوا پورہ کو جمعرات کو فسادیوں کے ہاتھوں تباہ کیا جارہا تھا ایس پی وہاں خود کھڑے تھے۔ وہ واگھ نواس قبرستان کے پاس بھی کھڑے تھے اور وہاں توڑ پھوڑ کا مزا لیتے دیکھے گئے (اس وقت مجھے ان کا نام یاد نہیں لیکن وہ اس علاقہ کے ایس پی ہیں) پورا پولس محکمہ وٹوا کے ایک بڑے حصے کو تباہ ہونے کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ تین دن بعد بھی (3 مارچ) کوئی شکایت اور ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔ ولدیت حسین نامی شخص جن کا فارم ہاؤس جلا دیا گیا انھیں گیہوں کی تمام بوریوں کے جل جانے اور برباد ہو جانے سے 3، 4 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ ان کی شکایت یکم مارچ کو درج کی گئی۔

پہچانے گئے حملہ آور: مہیش پٹیل (بجرنگ دل) گریش پانڈیا اور امیتا پٹیل (بی جے پی کارپوریٹر)

ملزم پولس اہلکار : ایس پی، پی آئی سنگھ، پی آئی داموڑ، پورا پولس محکمہ

مقام : سید واڑی، عظیم نگر

گواہ : سلمہ آپا

فسادیوں کے حملے کے دوران سب سے خراب رویہ پی آئی داموڑ کا تھا۔ انھوں نے کھلے عام دھمکی دی اگر کسی نے شکایت کی ہم مسلم عورتوں اور بچوں کو اٹھالیں گے۔ نوا پورہ کے اکثر رہنے والے بھانگر کا کاروبار کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگ روز

جب سید واڑی اور نوا پورہ کو جمعرات کو فسادیوں کے ھاتھوں تباہ کیا جارھا تھا ایس پی وھاں خود کھڑے تھے۔ وہ واگھ نواس قبرستان کے پاس بھی کھڑے تھے اور وھاں توڑ پھوڑ کا مزا لیتے دیکھے گئے (اس وقت مجھے ان کا نام یاد نھیں لیکن وہ اس علاقہ کے ایس پی ھیں) پورا پولیس محکمہ وٹوا کے ایک بڑے حصے کو تباہ ھونے کا نظارہ دیکھ رھا تھا۔ تین دن بعد بھی (3 مارچ) کوئی شکایت اور ایف آئی آر درج نھیں کی گئی

کمانے والے ہیں ہم فساد کے چار دن بعد (4 مارچ) بھی رات میں لاؤڈ اسپیکر پر ''کاٹو مارو'' چلانے کی آواز سنکر ڈر جاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم گھبرا کر باہر چلے جائیں اور پھر وہ ہم پر حملہ کر دیں۔ آج بھی جب ہم بستی کی سرحد کے باہر سبزی خرید نے گئے تو سبزی فروشوں کو دھمکی دی گئی کہ مسلم عورتوں کو سبزیاں نہ بیچیں اور نہ ہی ان کے بچوں کو دودھ دیں۔

ملزم پولس اہلکار : پی آئی داموڑ

مقام : نواپورہ

گواہ : عابدہ

میرا گھر نواپورہ میں پہلا گھر ہے اور اسے سب سے زیادہ تباہ کیا گیا ہے (عابدہ اپنی کہانی سناتے ہوئے بے قابو ہو کر چلانے لگتی ہے) میں ان لوگوں کو پہچان سکتی ہوں جو کہ ہمارے گھر میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک جینس اور چشمہ پہنے تھا وہ بجرنگ دل کے کچھ نعرے لگا رہے تھے۔ ان لوگوں نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ میں نے اپنے بچوں کی شادی کے لئے بہت کچھ اکٹھا کیا تھا لیکن اب سب ختم ہو چکا ہے۔ مجھے بھروسہ ہے کہ میں ان میں سے بہت سے کو پہچان سکتی ہوں۔ وہ لوگ تین ہزار سے چار ہزار کی تعداد میں تھے اسلئے میں بھاگ گئی۔ میری شادی کے وہ تمام زیور جو کہ میں نے اپنی بیٹیوں کیلئے سنبھال رکھے تھے، تیس سال میں میں نے جو بھی بسایا انھوں نے 30 گھنٹوں میں صاف کر دیا۔ پچھلے 6 دنوں سے میں سو نہیں سکی ہوں۔

مقام: وٹوا

گواہ: حافظ خاں بھٹی، کنٹریکٹر

هم فساد کے چار دن بعد (4 مارچ) بھی رات میں لائوڈ اسپیکر پر "کاٹو مارو" چلانے کی آواز سنکر ڈر جاتے هیں۔ وہ چاھتے هیں کہ هم گھبرا کر باهر چلے جائیں اور پھر وہ هم پر حملہ کردیں۔ آج بھی جب هم بستی کی سرحد کے باهر سبزی خرید نے گئے تو سبزی فروشوں کو دھمکی دی گئی کہ مسلم عورتوں کو سبزیاں نہ بیچیں اور نہ هی ان کے بچوں کو دودھ دیں۔
پولیس انسپکٹر داموڑ کا برتائو مجرموں جیسا تھا۔

جمعرات اور جمعہ (28 فروری۔ یکم مارچ) کو 48 گھنٹے پوری افراتفری تھی۔ سی ٹی ایم چار راستہ پر ایک مسلمان ڈرائیور سلیم خاں کو پولس وائرلیس پر یہ پیغام ملنے کے بعد کہ اس راستے سے ایک مسلمان ڈرائیور جا رہا ہے زندہ جلا دیا گیا۔

ہم بھٹی ایجوکیشن ٹرسٹ بھی چلاتے ہیں جس کے پاس ہماری دی ہوئی ایک ایمبولینس ہے۔ ان دنوں ہم نے اپنی جان کی پروا کئے بغیر اسپتال کی خدمت کی لیکن ہمیں کیا ملا؟ سیدواڑی ٹول ناکا کے قریب پولس نے ہماری ایمبولینس کو روک لیا اور تین دن کے لئے ضبط کر لیا۔ جب میں اسے لینے کے لئے گیا تو یہ دیکھ کر مجھے دھکا لگا کہ ہر ٹائر میں 5-10 پنکچر تھے۔ مجھے اسے واپس وٹوالانے میں تین گھنٹے کا وقت لگا۔

28 فروری کی رات میں جب ہم لوگوں پر حملہ ہوا اس وقت ہم لوگوں کو چاروں جانب سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ تلواریں ہوا میں لہرائی جا رہی تھیں۔ پرائیوٹ بندوقوں سے گولیاں چلائی جا رہی تھیں تب ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ فسادیوں کا بس ایک ہی مقصد تھا ''مسلمانوں کو ختم کرو'' اور ہر جگہ معصوم لوگ مارے جا رہے تھے۔

روشنی پارک، رونق پارک، طفیل پارک، سراج پارک، نواپورہ، وڈے کھڑ تالاب جودہ نگر پیٹھ، برہان سوسائٹی اور بسم اللہ نگر کے رہنے والے ڈر کے مارے یہاں بھاگ آئے تھے وہ لوگ اب بھی ریلیف کیمپ میں ہیں۔

پولس انسپکٹر داموڑ کا برتاؤ مجرموں جیسا تھا۔ جب کچھ لوگوں نے تسلیم سوسائٹی کے نزدیک فساد کی شدت کے بارے میں بتایا تو اس کے الفاظ تھے ''جو ہوا کم ہوا اتنا مار کھایا کم ہے ابھی اور مار کھانا ہے۔

ملزم پولس اہلکار : پی آئی داموڑ

> 28 فروری کی رات میں جب ہم لوگوں پر حملہ ہوا اس وقت ہم لوگوں کو چاروں جانب سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ تلواریں ہوا میں لہرائی جارہی تھیں۔ پرائیوٹ بندوقوں سے گولیاں چلائی جا رہی تھیں تب ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ فسادیوں کا بس ایک ہی مقصد تھا "مسلمانوں کو ختم کرو" اور ہر جگہ معصوم لوگ مارے جا رہے تھے۔

سیفی سوسائٹی / برہانی سوسائٹی

28 فروری کو یہاں مضبوطی سے بنے 65 بنگلے فسادیوں کی بھیڑ کے ہاتھوں منہدم کر دیئے گئے۔ گھروں کو اڑانے کے لئے ان لوگوں نے کچھ ایسڈ اور دھماکہ خیز مادوں کا استعمال کیا۔ ایک ٹائمر جس کا رنگ سیاہ تھا کو تاروں سے جوڑا گیا اور اس میں کچھ کیمیکل ڈالا گیا جس سے کچھ ہی دیر میں شارٹ سرکٹ ہو گیا۔ یہ کیمیکل احمد آباد میں چار اور جگہوں سے ملا، دوسری جگہوں کی طرح وٹوا میں بھی ایک مسجد، اسکول اور گھروں کو اڑانے کیلئے گیس سلنڈر کا استعمال کیا گیا۔

مقام: وٹوا

گواہ: رسول خاں پرنسپل عاصمی ہائی اسکول

میں سرکار سے منظور شدہ عاصمی ہائی اسکول میں پرنسپل ہوں جہاں 500 طالب علم کے جی سے دسویں تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ میری بیوی ایک دوسرے اسکول فرینڈس ہائی اسکول کی پرنسپل ہے جہاں تقریباً ایک ہزار طالب علم ہیں۔ میرے اسکول کو پوری طرح جلا دیا گیا۔ میرا بنگلہ جو اسکول کے بغل میں ہے وہ بھی جلا دیا گیا۔

میں سرکار سے منظور شدہ عاصمی ہائی اسکول میں پرنسپل ہوں جہاں 500 طالب علم کے جی سے دسویں تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ میری بیوی ایک دوسرے اسکول فرینڈس ہائی اسکول کی پرنسپل ہے جہاں تقریباً ایک ہزار طالب علم ہیں۔ میرے اسکول کو پوری طرح جلا دیا گیا۔ میرا بنگلہ جو اسکول کے بغل میں ہے وہ بھی جلا دیا گیا۔

ہم نے جو دیکھا اس میں سب سے برا یہ تھا کہ میرے ہم پیشہ نونیت پٹیل جو کہ ہندوؤں کے علاقہ میں واقع دو میونسپل اسکول کے پرنسپل ہیں اور جو کہ اسکول کے پرنسپل ہونے کے ساتھ ساتھ پٹیل پان ہاؤس کے بھی مالک ہیں نے کیشو بھائی سبزی والا اور بابولال پٹیل کے ساتھ تین جانب سے ہمارے اسکول اور پوری برہانی سوسائٹی پر حملے کی قیادت کی۔

ایک پرنسپل یا ٹیچر کے لئے اس سے تکلیف دہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے اسکول کو اپنی آنکھوں کے سامنے جلتا دیکھے۔ سارے ریکارڈ کو تباہ ہوتے ہوئے

دیکھے۔ یہاں تک کہ بچوں کے بنائے چارٹوں کو بھی برباد ہوتے دیکھے اور جب ان حملوں کی قیادت ایک ٹیچر کر رہا ہو جس پر کہ نوجوانوں کا مستقبل ٹکا ہے تو دل اور ٹوٹ جاتا ہے۔

ان پورے حملوں کا مقصد انسانی جانوں کو بے رحمی سے ختم کرنا، ایک خاص فرقہ کو معاشی نقصان پہچانا، مذہبی اور ثقافتی نشانیوں کو مٹانا اور ترقی کے سبھی نشانات کو ختم کرنا تھا۔

پہچانے گئے حملہ آور: پرنسپل نونیت پٹیل

مہیش پٹیل (بجرنگ دل)، گریش پانڈیا (بی جے پی کارپوریٹر) امیتا پٹیل (بی جے پی کارپوریٹر)

ملزم پولیس اہلکار : ایس پی کے سی پٹیل، پی آئی سنگھ، پی آئی داموڑ (وٹوا) پی ایس آئی یادو، پی ایس آئی چاوڑا، پی آئی جڈیجہ (ایلس برج)

----❖----

یہ گوئبلز کے چیلے یہ نازیوں کے مرید
ہر اک ظلم کو رد عمل بتاتے ہیں
یہ دیکھنا ہے کہ کاغذ کی ناؤ کو اپنی
یہ بحر ہند میں اب کتنے دن چلاتے ہیں

ہمیں کیا دھمکیاں دیتے ہیں سیوک سنگھ کے رہبر
خدا کا شکر ہے انگریز کے مخبر نہیں تھے ہم
حقیقت ہے کہ زنجیر غلامی ہم نے کاٹی ہے
کبھی نذر سلاسل تھے کبھی سولی نشیں تھے ہم

قیس رامپوری

ان پورے حملوں کا مقصد انسانی جانوں کو بے رحمی سے ختم کرنا، ایک خاص فرقہ کو معاشی نقصان پہچانا، مذہبی اور ثقافتی نشانیوں کو مٹانا اور ترقی کے سبھی نشانات کو ختم کرناتھا.
پہچانے گئے حملہ آور : پرنسپل نونیت پٹیل
مہیش پٹیل (بجرنگ دل)، گریش پانڈیا (بی جے پیکارپورٹر) امیتا پٹیل (بی جے پی کارپورٹر)
ملزم پولیس اہلکار : ایس پی کے سی پٹیل، پی آئی سنگھ، پی آئی داموڑ (وٹوا) پی ایس آئی یادو، پی ایس آئی چاوڑا، پی آئی جڈیجہ (ایلس برج

پالڈی

پالڈی 1932 میں وجود میں آیا۔ 1969 کے فسادات کے دوران یہ علاقہ پرامن تھا۔ 1990 میں یہاں کچھ گڑبڑ ہوئی۔ ڈے لائٹ اپارٹمنٹ میں رہنے والے ایک خاندان کے ایک ممبر کو زندہ جلا دیا گیا۔ وہی لوگ آج بھی یہ کام کر رہے ہیں۔

ہرین پانڈیا اس انتخابی حلقہ سے جیت کر آئے۔ اپنی انتخابی تقریر میں وہ کھلے لفظوں میں بول رہے تھے کہ پالڈی سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں گے۔

ہم نے پالڈی کے دو جوڑوں آفتاب بھائی اور غزالہ قادری اور ایاز و وسیم اسلم سے 9 مارچ کو بات کی۔ یہ دونوں جوڑے کاظمی اپارٹمنٹ کے فلیٹ نمبر 3 اور 4 میں رہتے ہیں۔ جسٹس اے این دویجہ (گجرات ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج) فلیٹ نمبر ایک اور دو میں اسی بلڈنگ میں رہتے ہیں اور وہ ان کے پڑوسی ہیں۔ خود ان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اس بات کے بھی چشم دید گواہ ہیں کہ جسٹس دویجہ کے ساتھ کیا ہوا۔

مقام: کاظمی اپارٹمنٹ، پالڈی، احمد آباد

گواہ: آفتاب قادری اور غزالہ قادری

28 فروری کی رات ہمارے فلیٹ میں باہر سے 25،30 پٹرول بم پھینکے گئے جب ہم نے یہ دیکھنے کے لئے حملہ ور کون ہیں باہر دیکھا تو وہاں وشو ہندو پریشد کارکن موجود تھے۔ ہم نے 100 نمبر پر پولس کنٹرول روم کو فون کیا اور ڈی سی پی پاردھی سے بات کی جنھوں نے پی آئی اور پی ایس آئی کو نقصان کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا۔ ہم لوگوں نے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ اسلئے کہ ایک دیوار تھی وہ بھی ٹوٹ گئی تھی۔ حملہ وروں کا مقصد صاف تھا۔

پی ایس آئی بجرا جنھوں نے نقصان کا جائزہ لیا تھا کہا کہ یہ پولس کا تحفظ حاصل کرنے

28 فروری کی رات ہمارے فلیٹ میں باہر سے 25،30 پٹرول بم پھینکے گئے جب ہم نے یہ دیکھنے کے لئے حملہ ور کون ہے باہر دیکھا تو وہاں وشو ہندو پریشد کارکن موجود تھے. ہم نے 100 نمبر پر پولیس کنٹرول روم کو فون کیا اور ڈی سی پی پاردھی سے بات کی جنھوں نے پی آئی اور پی ایس آئی کو نقصان کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا. ہم لوگوں نے تحفظ کا مطلبہ کیا اسلئے کہ ایک دیوار تھی وہ بھی ٹوٹ گئی تھی. حملہ وروں کا مقصد صاف تھا.

کے لئے کافی نہیں ہے۔ دوسری صبح تقریباً 11:30 بجے 50-60 لوگوں کی بھیڑ نے پتھر پھینکے اور فلیٹ نمبر 3 کی کھڑکی کے شیشے توڑ دئے۔ ہم نے پھر پولس کنٹرول روم فون کیا۔ بھیڑ میں ہم کچھ چہروں کو پہچان سکتے تھے جو کہ ہم لوگوں نے ایک دن پہلے بھی دیکھے تھے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ اب کیا کریں۔ میں (آفتاب قادری) نے سوچا کہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ ٹھیک نہیں ہے۔

ہماری بلڈنگ کاظمی اپارٹمنٹ میں 12 فلیٹ ہیں۔ یہ سبھی مسلمانوں کے ہیں۔ 28 فروری کی صبح وہاں صرف 10-12 خاندان بچے تھے۔ کچھ شہروں سے باہر تھے اور کچھ دوسرے فلیٹ چھوڑ گئے تھے۔ ہم لوگوں نے اپنے خاندانوں کے لوگوں کو کہیں اور بھیج دیا تھا میں نے 28 فروری کو پورے دن 2500-3000 کی بھیڑ کو پورے علاقہ میں تباہی پھیلاتے دیکھا۔

ان لوگوں نے پہلے ترانہ اپارٹمنٹ پر حملہ کیا۔ وہ لوگ بیس بال کے بیٹوں، ہاکی اسٹکوں اور کرکٹ کے بیٹ سے لیس تھے۔ 3000 کی بھیڑ نے پوری طاقت سے مضبوط گیٹ توڑ دیا۔ یہ لوگ وین میں سوار تھے، ان لوگوں نے ترانہ اپارٹمنٹ کے 12 فلیٹوں کے تالے توڑ دئے ان میں لوٹ پاٹ کی پھر انھیں جلا دیا۔

دوسری بلڈنگ جس پر حملہ ہوا ڈے لائٹ اپارٹمنٹ تھی۔ ان لوگوں نے پیپسی کی بوتلوں کا دیسی بم کی طرح استعمال کیا۔ ان لوگوں نے ایسے کیمیکل استعمال کئے کہ ایک بار آگ پکڑ لیتی تو پھر نہیں بجھتی تھی۔

تیسری بلڈنگ جس پر حملہ ہوا ایلائٹ اپارٹمنٹ تھی جہاں زیادہ تر وکیل رہتے ہیں۔ چوتھی بلڈنگ ہماری بلڈنگ کاظمی اپارٹمنٹ تھی۔ میرا خاندان ایک دن پہلے جا چکا تھا میرا تقریباً 4-5 لاکھ کا نقصان ہوا۔

پہچانے گئے حملہ آور: وشو ہندو پریشد کے لیڈر اور کارکن

ان لوگوں نے پہلے ترانہ اپارٹمنٹ پر حملہ کیا وہ لوگ بیس بال کے بیٹوں، هلکی اسٹکوں اور کرکٹ کے بیٹ سے لیس تھے۔ 3000 کی بھیڑ نے پوری طاقت سے مضبوط گیٹ توڑ دیا یہ لوگ وین میں سوار تھے ان لوگوں نے ترانہ اپارٹمنٹ کے 12 فلیٹوں کے تالے توڑدئے ان میں لوٹ پاٹ کی پھر انھیں جلا دیا۔

دوسری بلڈنگ جس پر حملہ ہوا ڈے لائٹ اپارٹمنٹ تھی۔ ان لوگوں نے پیپسی کی بوتلوں کا دیسی بم کی طرح استعمال کیا۔ ان لوگوں نے ایسے کیمیکل استعمال کئے کہ ایک بار آگ پکڑ لیتی تو پھر نہیں بجھتی تھی۔

ملزم پولس اہلکار : ڈی سی پی پاردی، پی ایس آئی برجا

مقام : پالڈی، احمد آباد

گواہ : جسٹس روانی، ریٹائرڈ جج، گجرات ہائی کورٹ، ۔سابق چیف جسٹس راجستھان ہائی کورٹ (یہ میمورنڈم قومی انسانی حقوق کمیشن کو پیش کیا گیا)

قومی انسانی حقوق کمیشن کے قابل احترام چیرمین کے مشورے کے مطابق کہ مجھے گجرات ہائی کورٹ کے جج جسٹس ایم ایچ قادری کی سرکاری رہائش گاہ کو تبدیل کرنے اوراس سے متعلق دوسرے معاملوں کو تحریری طور پر دینا چاہئے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اس طرح ہے:

28 فروری کو 3 بجے مجھے فون ملا کہ شہر میں فساد پھوٹ پڑا ہے، کچھ وکیلوں نے مجھے فون کیا کہ ہائی کورٹ کے سامنے ٹرکوں کو جلایا جا رہا ہے اور جج کورٹ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ یہ سن کر مجھے صدمہ ہوا اسلئے کہ مجھے معلوم تھا کہ ہائی کورٹ کے احاطے میں پولس کی ایک کمپنی تعینات رہتی ہے۔اور ہائی کورٹ کے سامنے دوسری جانب بھی کچھ پولس کھڑی رہتی ہے۔ میں نے اقلیتی فرقہ کے اپنے کچھ دوستوں کو فون کیا۔تقریباً چار بجے میری جسٹس قادری سے بات ہوئی۔انھوں نے مجھے بتایا کہ ان کے بنگلے کے قریب حالات بہت دھماکہ خیز ہیں۔لوٹ پاٹ اور آگ زنی کی وارداتیں شروع ہوگئی ہیں۔ میں نے ان پولس اہلکاروں کے بارے میں پوچھا جوان کے بنگلے پر تعینات تھے،انھوں نے کہانا کافی ہتھیار کے ساتھ دو پولس کانسٹبل وہاں موجود ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اپنے طور پر بنگلے کے تحفظ کیلئے کچھ کرتا ہوں۔ میں نے ریٹائرڈ ڈی ایس پی سے رابطہ کیا اور ان سے گزارش کی کہ وہ ایلس برج پولس اسٹیشن میں کسی سے کہیں کہ قادری کی رہائش گاہ کا دورہ کرے۔ایس پی

گواہ : جسٹس روانی، ریٹائرڈ جج، گجرات ھائی کورٹ، سابق چیف جسٹس راجستھان ھائی کورٹ(یہ میمورنڈم قومی انسانی حقوق کمیشن کو پیش کیا گیا) قومی انسانی حقوق کمیشن کے قابل احترام چیرمین کے مشورے کے مطابق کہ مجھے گجرات ھائی کورٹ کے جج جسٹس ایم ایچ قادری کی سرکاری رھائش گاہ کو تبدیل کرنے اور اس سے متعلق دوسرے معاملوں کو تحریری طور پر دینا چاھئے۔ جو کچھ میں نے لکھا ھے وہ اس طرح ھے:

آئی (شاید مسترو چھانی) نے جسٹس قادری کے گھر کا دورہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ ان کے پاس فاضل پولس فورس نہیں ہے لیکن وہ یہاں نظر رکھیں گے اور آتے جاتے رہیں گے۔

ایک گھنٹے بعد میں نے پھر جسٹس قادری سے رابطہ قائم کیا انھوں نے بتایا کہ دھلیا علاقہ میں (جہاں ہائی کورٹ کے ججوں کے بنگلے ہیں) لوٹ اور آگ زنی کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ گجرات کالج اور سول اسپتال کے نزدیک اقلیتی فرقہ کے گیرجوں کو توڑ پھوڑ ڈالا گیا ہے یا جلا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد میں نورنگ پورہ پولس اسٹیشن کے سامنے مسلم سوسائٹی میں اپنے ایک دوست سے بات کی۔ اس علاقہ میں اعلی پولس افسروں اور اعلی سرکاری افسروں کی رہائش گاہیں ہیں۔ اس دوست نے مجھ سے کہا کہ ایس آر پی یہاں تعینات ہے لیکن ان لوگوں کو باہر رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ جسٹس قادری یہاں سے قریب ہی رہتے ہیں اگر اسکا انتظام ہو کہ ضرورت پڑنے پر انھیں خبر دی جاسکے تو وہ کوشش کریں گے کہ ایس آر پی والے وہاں جلدی پہنچیں۔ لیکن تب انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا فسادی انھیں (جسٹس قادری کو) اتنی مہلت دیں گے کہ وہ انہیں یا مسلم فرقہ کے کسی کو فون کر سکیں گے؟ یہ سنکر مجھے غصہ آ گیا لیکن پھر بھی میں جسٹس قادری سے رابطہ میں رہا میں نے ان سے 10:30 سے 11:30 تک رابطہ قائم رکھا۔

دوسرے دن صبح یکم مارچ 2002 کو 8:30 پر میں نے جسٹس قادری سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن ٹیلی فون پر مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ یہ دیکھ کر مجھے تشویش ہوئی اور میں نے گجرات ہائی کورٹ کے پروٹوکول افسر سے رابطہ کیا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ رات دیر گئے جسٹس قادری اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ قریب کے جسٹس وگھیلا کے بنگلے میں چلے گئے۔ میں نے پروٹوکول افسر سے کہا کہ وہ جسٹس

ایک گھنٹے بعد میں نے پھر جسٹس قادری سے رابطہ قائم کیا انھوں نے بتلیا کہ دھلیا علاقہ میں (جہاں ہائی کورٹ کے ججوں کے بنگلے ہیں) لوٹ اور آگ زنی کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ گجرات کالج او ر سول اسپتال کے نزدیک اقلیتی فرقہ کے گیر جوں کو توڑ پھوڑ ڈالا گیا ھے یا جلا دیاگیا ھے۔
اس کے بعد میں نورنگ پورہ پولس اسٹیشن کے سامنے مسلم سوسائٹی میں اپنے ایک دوست سے بات کی۔ اس علاقہ میں اعلی پولس افسروں اوراعلی سرکاری افسروں کی رھائش گاھیں ھیں۔

قادری سے کہے کہ میں ان کے لئے فکر مند ہوں وہ مجھ سے جتنی جلد ممکن ہو سکے رابطہ کریں۔

تقریباً 11:30 پر جسٹس قادری کا فون میرے پاس آیا۔ انھوں نے بتایا کہ چیف جسٹس اور ساتھی ججوں کے کہنے پر وہ ان کے خاندان کے لوگ جسٹس وگھیلا کے بھائی کے بنگلے میں آ گئے ہیں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ انھیں وستر پور میں ججوں کے بنگلے میں رہنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ ٹیلی فون پر میں نے ان سے کہا کہ جو کوئی آپ سے بنگلہ شفٹ کرنے کے لئے کہے آپ ان سے کہیں کہ ایک سٹنگ جج کے لئے اس لئے سرکاری بنگلہ تبدیل کرنا کہ آپ اسے مکمل تحفظ نہیں دے سکتے یہ عدلیہ کا مذاق ہے۔ جواب میں انھوں نے گزارش کی کہ کیا میں ان کی رہائش گاہ آ سکتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جتنا جلد ہو سکے گا میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ جسٹس قادری کے پاس جانے سے پہلے میں نے ڈائریکٹر جیوڈیشیل اکیڈمی آر اے مہتا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے گھر پر نہیں ملے لیکن وہیں سے مجھے معلوم ہوا کہ ریٹائرڈ ہائی کورٹ جج اور سابق چیرمین ایم آر ٹی پی جسٹس دویچہ کو گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے اور ان کے گھر میں توڑ پھوڑ کی گئی ہے۔

میں نے جسٹس دویچہ سے ان کے دوست کی رہائش گاہ پر رابطہ کیا۔ میرا مقصد تھا کہ میرا پیغام جسٹس مہتا تک پہنچا دیا جائے کہ وہ جسٹس قادری کے گھر سے جلد پہنچیں اور یہ کہ میں بھی وہاں جا رہا ہوں کچھ دیر بعد جسٹس مہتہ بھی وہاں پہنچ گئے 1:30-1:15 بجے میں ان کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ جسٹس قادری سے بات چیت سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا:

چیف جسٹس دھرم ادھیکاری، جسٹس قادری اور ان کے خاندان کے لوگوں کے تحفظ کیلئے فکر مند ہیں اور ان سے گزارش کر رہے ہیں کہ وہ وستر پور میں ججوں کے

ایک سٹنگ جج کے لئے اس لئے سرکاری بنگلہ تبدیل کرنا کہ آپ اسے مکمل تحفظ نہیں دے سکتے یہ عدلیہ کا مذاق ھے۔ جواب میں انہوں نے گزارش کی کہ کیا میں ان کی رھائش گاہ آسکتا ھوں۔ میں نے کہا کہ جتنا جلد ھو سکے گا میں وھاں پھنچ رھا ھوں۔ جسٹس قادری کے پاس جانے سے پھلے میں نے ڈائریکٹر جیوڈیشیل اکیڈمی آر اے مھتا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے گھر پر نھیں ملے لیکن وھیں سے مجھے معلوم ھوا کہ ریٹائرڈ ھائی کورٹ جج اور سابق چیرمین ایم آر ٹی پی جسٹس دویچہ کو گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ھے اور ان کے گھر میں توڑ پھوڑ کی گئی ھے۔

بنگلے میں چلے جائیں یا ان کے بنگلے پر چلے آئیں جو کہ ججوں کے بنگلے کے پاس ہی ہے۔

ملٹری انٹلی جنس کے لوگوں نے جسٹس قادری سے کہا تھا کہ یہ مناسب ہوگا کہ وہ اپنی رہائش گاہ تبدیل کرلیں اسلئے کہ ان کی رہائش گاہ پر تعینات پولس فسادیوں کی بھیڑ کے سامنے کافی نہیں ہے اور انھیں اپنی حفاظت کیلئے مقامی پولس پر انحصار نہیں کرنا چاہیے۔

ملٹری کے لوگوں نے انھیں یہ پیش کش کی کہ وہ فوجی چھاؤنی علاقہ کے ملٹری گیسٹ ہاؤس میں ان کے تحفظ کی ضمانت دے سکتے ہیں۔

جسٹس قادری ہماری رائے پوچھ رہے تھے کہ اسی وقت جسٹس مہتہ کے موبائل پر ہائی کورٹ کے رجسٹرار کا فون آیا۔ وہ چیف جسٹس کے بنگلے سے بول رہے تھے۔ رجسٹرار نے بتایا کہ دو بنگلے بنگلہ نمبر 14 اور بنگلہ نمبر 26 بالکل تیار ہیں اور جسٹس قادری ان میں سے کسی میں بھی شفٹ کرسکتے ہیں۔ جسٹس مہتہ نے جسٹس قادری کے ہاتھ میں فون دے دیا۔ رجسٹرار سے بات پوری کرنے کے بعد جسٹس قادری نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ ہمیں کیا لگتا ہے وہ کیا کریں۔

میں نے جسٹس قادری سے کہا کہ ''میں ٹیلی فون پر کی گئی اپنی فلسفیانہ باتیں واپس لیتا ہوں۔ زمینی حقیقت اب یہی ہے کہ آئینی فلاسفی اب صرف کتابوں تک محدود ہے۔ ہم لوگ بہادر ہوسکتے ہیں لیکن ہم لوگ سرحد پر لڑنے والے سپاہی نہیں ہیں جہاں ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا بزدلی کی نشانی ہے، ان حالات میں جس میں آپ ہیں محفوظ مقام پر شفٹ نہ ہونا بے وقوفی ہوگی''

میں نے جسٹس قادری سے کہا کہ "میں ٹیلی فون پر کی گئی اپنی فلسفیانہ باتیں واپس لیتا ہوں زمینی حقیقت اب یہی ہے کہ آئینی فلاسفی اب صرف کتابوں تک محدود ہے۔ ہم لوگ بہادر ہو سکتے ہیں لیکن ہم لوگ سرحد پر لڑنے والے سپاہی نہیں ہیں جہاں ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا بزدلی کی نشانی ہے ان حالات میں جس میں آپ ہیں محفوظ مقام پر شفٹ نہ ہونا بے وقوفی ہوگی"

پھر میں نے ان سے کہا کہ انھیں اپنے رشتہ داروں کے علاوہ اور کہیں نہیں جانا چاہیے۔ بیمار ماں جن کی عمر 85 سال ہے عارضہ قلب میں مبتلا ہیں دو اسکول جانے

والی بچیاں ہیں وہ اور انکی بیوی اسکے علاوہ کوئی مرد نہیں ہے، اب ان کے خاندان کو اس وقت جو مدد چاہئے وہ ان کے رشتہ داروں سے مل سکتی ہے، یہاں فوج والے ان کی زندگی کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن ذہنی سکون نہیں دے سکتے یہی جسٹس مہتہ کی بھی رائے تھی۔

جسٹس قادری سے گفتگو کے دوران پتہ چلا کہ انھوں نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا ہے اس وقت 2:30 بجے تھے ہم نے ان سے کہا کہ جب تک وہ ہمارے سامنے کھانا نہیں کھائیں گے ہم نہیں جائیں گے۔ ہماری موجودگی میں انھوں نے کسی طرح دو تین چپاتیاں سبزی کے ساتھ کھائیں۔

جیسے ہی انھوں نے اپنا کھانا ختم کیا، ملٹری والوں کا فون آیا۔ ہمارے سامنے انھوں نے فون پر کہا وہ ٹیگور ہال کہ قریب وی ایس اسپتال کے پیچھے اپنی سالی کے فلیٹ میں شفٹ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسکے بعد جب ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ فوج کی حفاظت میں شفٹ کر لیں گے، ہم وہاں سے چلے آئے۔

5 بجے کے قریب میں نے جسٹس قادری سے بات کی انھوں نے بتایا کہ 4 بجے فوج کی حفاظت میں اپنی سالی کے فلیٹ پر آ گئے اور انکی ماں کی طبیعت بھی ٹھیک ہے۔

مقام : فیض محمد سوسائٹی، پالڈی، احمد آباد

گواہ : اویس سریش والا

27 فروری کی رات سے پالڈی میں جو پاگل پن شروع ہوا اس میں ہم میں سے کوئی محفوظ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر وہاس، ڈاکٹر پرگنیش شاہ، ڈاکٹر رمیش پاریکھ بھی نہیں۔ شالیمار بلڈنگ جس کی پہلی اور دوسری منزل پر ہندو ڈاکٹروں کے کلینک تھے وہ بھی گیس سلنڈروں سے جلا دیے گئے کیونکہ اس بلڈنگ میں مسلمان زیادہ تعداد میں تھے۔ یہ حملے صبح 11 بجے سے شام 6 تک جاری رہے اور کچھ واقعات دوسرے دن صبح

27 فروری کی رات سے پالڈی میں جو پاگل پن شروع ہوا اس میں ہم میں سے کوئی محفوظ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر وہاس، ڈاکٹر پرگنیش شاہ، ڈاکٹر رمیش پاریکھ بھی نہیں۔ شالیمار بلڈنگ جس کی پہلی اور دوسری منزل پر ہندو ڈاکٹروں کے کلینک تھے وہ بھی گیس سلنڈروں سے جلا دیے گئے کیونکہ اس بلڈنگ میں مسلمان زیادہ تعداد میں تھے۔ یہ حملے صبح 11 بجے سے شام 6 تک جاری رہے

بھی ہوئے۔

پالڈی کی 6 ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر حملے میں جہاں تقریباً ایک ہزار مسلمان رہتے ہیں میں اس علاقہ میں 5 سے 6 ہزار ہندو رہتے ہیں۔ کاظمی اپارٹمنٹ، ایلائٹ، ڈے لائٹ کارنر 2، ترانہ اور بنگلہ نمبر 16 اور 24 جہاں موتی محل کے مالک رہتے ہیں پوری طرح جلا دیے گئے۔

بنگلہ نمبر 16 اور 24 میں ایک خاندان کے تین ضعیف لوگ ظفر شیخ، عبداللہ موتی محل والا، نظام الدین میمن اور اقبال ہاشمی کو بری طرح مار پیٹ کر زخمی کر دیا گیا، تب کچھ لوگوں نے انھیں بچایا۔

ترانہ اپارٹمنٹ کے ایک خاندان نے اپنی حفاظت کیلئے پولس کو پچاس ہزار روپے دیئے۔ احمد آباد میں ڈسٹرب ایریا ایکٹ نافذ ہے جس کی وجہ سے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے زمین نہیں خرید سکتے۔ تلسی اپارٹمنٹ میں بہت سے مسلمان، جنھوں نے پہلے فلیٹ خرید لیا ہے، اب اسے نہیں بیچ سکتے اسلئے وہ اپنے آپ کو ہر سمت سے گھرا ہوا محسوس کرتے ہیں۔

پالڈی کے لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم لوگوں نے شرافت سے رہنے کی قیمت چکائی ہے۔

----❖----

دکھانے جائیں بھی کس کو بھلا گجرات کے گھاؤ
یہ وہ کرب مسلسل ہے کہ جس کو خود ہی سہنا ہے
تعاقب میں ابھی کچھ دوسرے سفاک مودی ہیں
ہمیں خود زندگی کی راہ میں ہوشیار رہنا ہے

قیس رامپوری

پالڈی کی 6 ھائوسنگ سوسائٹیوں پر حملے میں جھاں تقریباً ایک ھزار مسلمان رھتے ھیں میں اس علاقہ میں 5 سے 6 ھزار ھندو رھتے ھیں۔ کاظمی اپارٹمنٹ، ایلائٹ، ڈے لائٹ کارنر 2، ترانہ اور بنگلہ نمبر 16 اور 24 جھاں موتی محل کے مالک رھتے ھیں پوری طرح جلا دیے گئے۔
بنگلہ نمبر 16 اور 24 میں ایک خاندان کے تین ضعیف لوگ ظفر شیخ، عبد اللہ موتی محل والا، نظام الدین میمن اور اقبال ھاشمی کو بری طرح مار پیٹ کر زخمی کردیا گیا۔

گومتی پور

گومتی پور کے سلطان نگر میں تقریباً 260 جھونپڑیاں ہیں جس میں تقریباً 1500 لوگ رہتے ہیں۔یکم مارچ کو تقریباً دوہزار فسادی آئے اور جھونپڑیوں کو انکے سامان سمیت راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کردیا۔اس بھیڑ کے لیڈر اپنے سروں پر کیسری پٹیاں باندھے تھےاور ہاتھوں میں ترشول لیے تھے۔ان میں کئی کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔

الزام ہے کہ اس بھیڑ کوڈی اسٹاف گومتی پور کے پی ایس آئی کا تحفظ حاصل تھا جبکہ جھونپڑیاں جلائی جارہی تھیں مودی اپنی جیپ (رجسٹریشن نمبر جی جے ا-اے-5342) میں آئے اور امبیکا مل نمبر ا کی دوسری جانب 12 بجے دن تک رکے رہے۔

وہاں کے ایک رہنے والے اور پولس کی مدد کے چشم دید گواہ موہن بندیلا جو ہاؤسنگ رائٹ آرگنائزیشن جن سنگھرش مورچہ کا ایک حصہ ہیں نے پولس کے خلاف گومتی پور پولس اسٹیشن کے ڈی ایس پی کو رپورٹ درج کرائی ہے۔

مقام: صلوۃ نگر ہٹمنٹس، گومتی پور، احمد آباد

گواہ: موہن بندیلا، ممبر جن سنگھرش منچ

میں موہن بھائی بنارسی داس بندیلا (کنوینر جن سنگھرش منچ) انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بتا رہا ہوں کہ امبیکا مل گیٹ نمبر-1 کے سامنے، نزد کھوکھرا اور برج، گومتی پور تقریباً دوہزار فسادی آئے اور صلوۃ پور ہٹمنٹس میں آگ لگادی جس میں 260 جھونپڑیاں تھیں اور 1500 لوگ رہتے تھے۔یکم مارچ کے اس واقعہ میں جھونپڑیاں سبھی سامانوں سمیت جل کر راکھ ہوگئیں۔

گومتی پورکے سلطان نگر میں تقریباً 260جھونپڑیاں هیں جس میں تقریباً 1500 لوگ رہتے هیں۔یکم مارچ کو تقریباً دوہزار فسادی آئے اور جھونپڑیوں کو انکے سامان سمیت راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کردیا۔ اس بھیڑ کے لیڈر اپنے سروں پر کیسری پٹیاں بلندھے تھے اور هاتھوں میں ترشول لیے تھے۔ ان میں کئی کے هاتھوں میں تلواریں تھیں۔

بھیڑ کے لیڈر سروں پر کیسری پٹیاں باندھے اور کیسری رنگ کے بیلٹ پہنے تھے۔ وہ ترشول لئے تھے، کئی کے ہاتھوں میں تلواریں بھی تھیں۔ اس بھیڑ کو پی ایس آئی اسٹاف گومتی پور شری مودی کی مدد حاصل تھی۔ آگ زنی کے درمیان مودی اپنی جیپ جی-جے-ا-اے-5342 میں امبیکا مل نمبر ایک کے پیچھے آئے اور وہاں دوپہر 12 بجے تک رہے۔ سڑک کی دوسری جانب سے دوچار لوگ آئے اور بسلیری کی خالی بوتلوں میں پی ایس آئی کی جیپ سے پٹرول/ڈیزل بھر کر فسادیوں سے جا ملے۔ تقریباً 12:30 بجے امبیکا نگر کے پیچھے چھتوں پر پٹرول/ڈیزل ڈال کر آگ لگادی گئی۔ اس وقت کچھ غریب لوگ ان جھونپڑیوں سے اپنے بچوں کو لیکر کالو پور اسٹیشن اور کچھ ریلوے کالونی کی سمت بھاگے۔ اس حملے سے قبل میں موہن بھائی بندیلا پی آئی گومتی پور پولس اسٹیشن کو لگاتار 24 گھنٹے تک حفاظتی انتظامات کرنے کیلئے کہتا رہا لیکن گومتی پور پولس اسٹیشن نے ان غریب لوگوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ ٹیلی فون نمبر 100 پر کنٹرول روم میں کئی بار شکایت درج کرائی گئی لیکن اسکے بعد بھی امبیکا مل کے پیچھے چھتوں کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔

حملہ آور ارائی واڑی پولس علاقہ کے تھے ہم نے ارائی واڑی پولس اسٹیشن کو کئی بار فون کیا اور پولس انسپکٹر پٹیل سے شکایت کی کہ ان کے علاقہ سے فسادیوں کی ایک بڑی بھیڑ بار بار جھونپڑیوں کو جلانے کی کوشش کر رہی ہے اسلئے مہربانی کر کے کچھ بندوبست کریں لیکن ہمارے بار بار گزارش کرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو کوئی سیکورٹی نہیں مہیا کرائی گئی۔

اسکے نتیجے میں 2000 لوگوں نے پولس کی مدد سے ان جھونپڑیوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ان فسادیوں نے 10-8 جھونپڑیوں کو لوٹ لیا جو کہ جلنے سے بچ گئی تھیں۔ پی ایس آئی ڈی اسٹاف گومتی پور شری مودی ہماری آنکھوں کے سامنے فسادیوں کو

میں موہن بھائی بنارسی داس بندیلا (کنوینر جن سنگھرش منچ) انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بتا رہا ہوں کہ امبیکا مل گیٹ نمبر-1 کے سامنے، نزد کھوکھرا اور برج، گومتی پور تقریباً دوہزار فسادی آئے اور صلوۃ پور رھتمنتس میں آگ لگادی جس میں 260 جھونپڑیاں تھیں اور 1500 لوگ رہتے تھے۔ یکم مارچ کے اس واقعہ میں جھونپڑیاں سبھی سامانوں سمیت جل کر راکھ ہوگئیں۔

پٹرول/ڈیزل دے رہے تھے۔ایسا لگتا ہے جیسے ان فسادیوں نے شری مودی سے پہلے ہی بات کر رکھی تھی۔ ہم بہت افسوس سے یہ کہہ رہے ہیں کہ پولس نے ایک بھی فسادی کو گرفتار نہیں کیا۔

شری مودی ان فسادیوں کو جانتے ہیں جنھوں نے ان غریبوں کو نقصان پہنچایا انھوں نے خود اپنی ڈیوٹی پوری نہیں کی اور جھونپڑیوں کو جلانے میں فسادیوں کی مدد کی جس سے پورے پولس محکمہ کا نام بدنام ہوا ہے اسلئے براہ کرم ان مجرموں کو جلد گرفتار کریں اور انھیں سلاخوں کے پیچھے بھیجنے کے لئے قانونی قدم اٹھائیں۔ایسے انتظام بھی کریں کہ مستقبل میں ان کا کوئی نقصان نہ ہو۔میں موہن بھائی بند یلا یہاں رہنے والوں کی شکایت درج کرانے 02-03-02 کی شام گومتی پور تھانہ گیا لیکن انھوں نے شکایت درج کرنے سے صاف انکار کردیا۔یہی وجہ ہے کہ میں یہ سب رجسٹرڈ ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔

رامول خان واڑی ریلیف کیمپ

کھوکھرا سوسائٹی (200 گھر جلے ہیں) سنینی چال، جتا نگر،غفور بستی، (200 گھر جلائے گئے) انصار نگر (200 گھر جلائے گئے) اس کالونی میں 500 پناہ گزیں ہیں آج تک ان کی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی ہے اور ابھی تک انھیں ضلع مجسٹریٹ سے بھی کوئی مدد نہیں ملی ہے۔کیمپ میں رہنے والے یاد کرتے ہیں کہ کس طرح ان کے 15-10 رکشے 28 فروری کو جلادئے گئے۔6 مارچ کو سابق وزیر اعظم کے دورے سے قبل ضلع مجسٹریٹ نے ان کے لئے کچھ دال چاول بھیجا تھا۔

پی ایس آئی ڈی اسٹاف گومتی پور شری مودی هماری آنکهوں کے سامنے فسادیوں کو پٹرول / ڈیزل دے رهے تهے۔ ایسا لگتا هے جیسے ان فسادیوں نے شری مودی سے پهلے هی بات کر رکهی تهی هم بهت افسوس سے یه کهه رهے هیں که پولیس نے ایك بهی فسادی کو گرفتار نهیں کیا۔ شری مودی ان فسادیوں کو جانتے هیں جنهوں نے ان غریبوں کو نقصان پهنچایا

-----❖-----

اسپتال اورنفرت

دسمبر 1992 اور جنوری 1993 کے کالے دنوں میں بمبئی کے پبلک اسپتالوں میں اندھی نفرت جوکہ سڑکوں پر موت کے رقص میں بدل گئی تھی دیکھنے کو ملی۔ کچھ ڈاکٹروں نے بری طرح زخمی مریضوں کا یہ کہہ کر علاج کرنے سے انکار کردیا کہ انھیں اسی طرح چھوڑ دو۔ یہ ایک ہزار سال پرانی نفرت تھی جو اس طرح باہر آرہی تھی۔

احمد آباد کے سول اسپتال (سولا سول اسپتال) میں 28 فروری کی صبح 8 بجے مارے گئے کارسیوکوں کی لاشیں لائی گئیں۔ وہاں غصے اور نفرت کا ایک طوفان تھا۔ وہاں وشو ہندو پریشد نے ایک مذہبی تقریب کی جس میں آچاریہ راج کشور نے کہا ''یہ فطری ردعمل ہے'' انھوں نے کہا کہ ''اسلامی دہشت گردی'' گودھرا سانحہ کے لئے ذمہ دار ہے۔

جیسے ہی کارسیوکوں کی لاشوں کی آخری رسومات ادا کی گئیں اسی دن شام سے ہی دوسری پہچان والے متاثرین کی لاشیں آنی شروع ہوگئیں۔ یہ چمن پورہ، رکھیال، باپو نگر، بہرام پورہ، اور دیر رات گئے نرودا پٹیا کے مسلمان تھے۔ گزشتہ تین دہائیوں کی یہ سب سے تکلیف دہ حقیقت تھی کہ اس نے دوفرقوں کے آپسی بھائی چارے، یقین اور دوستی کو راکھ کردیا تھا۔ اسٹیٹ اسپانسرڈ نسل کشی میں بہت چالاکی سے بڑے پیمانے پر پوری طرح منصوبہ بند اسلحوں سے لیس بھیڑ تیار کی گئی تھی جو ہزاروں کی تعداد میں تھی اور اس نے ایمبولینس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے روکنے کے لئے مکمل انتظام کر رکھا تھا۔

یہ زخمیوں کو فوری علاج سے روکنے کا انتہائی ظالمانہ طریقہ تھا۔ چمن پورہ سے 6 زخمیوں کو بچا کر لایا گیا جن کا وی ایس اسپتال میں یہ کہہ کر علاج کرنے سے انکار کردیا گیا کہ

جیسے ہی کارسیوکوں کی لاشوں کی آخری رسومات ادا کی گئیں اسی دن شام سے ہی دوسری پہچان والے متاثرین کی لاشیں آنی شروع ہوگئیں۔ یہ چمن پورہ، رکھیال، باپو نگر، بھرام پورہ، اور دیر رات گئے نرودا پٹیا کے مسلمان تھے۔ گزشتہ تین دہائیوں کی یہ سب سے تکلیف دہ حقیقت تھی کہ اس نے دو فرقوں کے آپسی بھائی چارے، یقین اور دوستی کو راکھ کر دیا تھا۔ اسٹیٹ اسپانسرڈ نسل کشی میں۔

پہلے پولس کا اسٹیٹ منٹ لائیں یہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گیا جنھوں نے اپنے 60 سے 70 رشتے داروں کو بے رحمی سے مارے جاتے، آبروریزی ہوتے اور جلائے جاتے دیکھا۔

ایک چشم دید گواہ نے جمال پور میں بتایا کہ "سب سے بری حالت سولا سول اسپتال میں تھی یہاں بھارتی بہن اور انیتا بہن دونوں ہی بی جے پی کارپوریٹر ڈاکٹروں سے کہہ رہی تھیں کہ کس کا علاج کرنا ہے اور کس کا نہیں۔

وی ایس اسپتال جہاں اقلیتی فرقہ کے سب سے زیادہ زخمی لائے گئے ڈاکٹروں نے فسادیوں کے دباؤ میں مسلمانوں کا علاج کرنے سے انکار کردیا۔"

مقام: احمد آباد

گواہ: شریف خاں، نوبل ایمبولینس

میرے پاس دو ایمبولینس ہیں اور ان سے زخمیوں کی خدمت کرتا ہوں یہ دیکھے بغیر کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ دانی لمڑہ (عالی شان)، چار راستہ میں پولس ہمیں 28 فروری سے ہی تنگ کر رہی تھی وہ آج 5 مارچ تک ہمیں پریشان کر رہی ہے۔

کل تک ہم لوگوں نے ایسی لاشیں برآمد کی ہیں جن کی جل کر صرف ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں۔ بہرام پورہ میں 4 افراد زندہ جلا دیے گئے۔ ہم لوگوں کے ساتھ سول اسپتال میں بہت برا سلوک کیا گیا اور بہت سی لاشوں کو 24 گھنٹے کے اندر ہی انکے ریکارڈوں کے مکمل ہونے کا انتظام کئے بغیر ڈسپوز کر دیا گیا۔

ایک پی ایس آئی پٹھان نے ہمیں فسادزدہ علاقوں میں جانے سے روکا۔ کیلکولم کے نزدیک ایک تاریخی مقام ہے بابا لبابی، اس مقام پر ہمیں دائی لمڑہ، چار راستہ، سردار برج اور کیلکر کا دورہ کرنے سے روکا۔

6 زخمیوں کو بچلکر لایا گیا جن کا وی ایس اسپتال میں یہ کھہ کر علاج کرنے سے انکار کر دیا گیا کہ پہلے پولس کا اسٹیٹ منٹ لائیں یہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گیا جنہوں نے اپنے 60سے 70رشتے داروں کو بے رحمی سے مارے جاتے، آبروریزی ہوتے اور جلائے جاتے دیکھا. ایک چشم دید گواہ نے جمال پور میں بتلیا کہ "سب سے بری حالت سولا سول اسپتال میں تھی یہاں بھارتی بھن اور انیتا بھن دونوں ھی بی جے پی کارپوریٹر ڈاکٹروں سے کھہ رھی تھیں کہ کس کا علاج کرنا ھے ا

ہمارا رجسٹرڈ ٹرسٹ ہے ہم لوگوں کے پاس کرفیو پاس ہے۔ ہم نے پولس سے کہا کہ یہ ہماری اپنی ایمبولینس ہے لیکن انھوں نے کچھ نہیں سنا۔

اگست 2001 میں وشو ہندو پریشد نے وشو ہندو پریشد بھارتی پروگرام (وشو ہندو پریشد میں شامل ہو) کا اہتمام کیا۔ کرفیو کے باوجود ایک لاکھ لوگوں نے سڑک پر پیدل مارچ کیا تھا۔ یہ تمبر تک ہوا جب پالڈی میں وشو ہندو پریشد کے بینکر بھون میں ایک اہم پروگرام ہوا۔ ان کا اعلان تھا ''مسلمانوں کو ختم کرو'' ممبر شپ کے لئے اشتہار بھی نکالے گئے۔ وہ کس طرح کرفیو کے دوران قانون اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں؟ اور ہم زخمیوں کی مدد بھی نہیں کر سکتے؟ کیا اقلیتوں کو اب ہندوستان میں عزت سے رہنے کا حق نہیں؟

28 فروری کو ہمیں صبح 9 بجے سے شام بجے 6 تک 2000 سے 2500 فون ملے۔ ہر بار ہم نے پولس کنٹرول روم کو فون کیا۔ کم کم ہوٹل کو بھیڑ نے گھیر رکھا تھا ہم نے کئی لوگوں سے کہا لیکن کسی نے نہیں سنا۔ پولس ہماری اپیلوں کے سامنے بہری بنی رہی۔ میں اپنی ایمبولینس میں 24 سے 48 گھنٹے تک احمد آباد میں جہاں کہیں بھی گیا میں نے اسی طرح کی بھیڑ دیکھی۔ یہ اس طرح کی بھیڑ نہیں تھی جو کہ احمد آباد میں فسادات کے دوران دیکھی جاتی تھی۔ یہ مکمل طور سے منصوبہ بند طریقہ پر تیار بھیڑ تھی۔ انکی تعداد بہت زیادہ تھی اور سب کے کام تقسیم تھے۔

سی جی روڈ اور آشرم روڈ پر ہم نے درگا واہنی کی خاتون کارکنوں کو بھی دیکھا۔ یہاں 45 ہزار کی بھیڑ میں 60 فیصد عورتیں تھیں جو لوٹ پاٹ میں لگی تھیں اور دوکانوں کو آگ لگا رہی تھیں۔

نرودا میگھانی نگر، سارس پور، باپو نگر، سندرم نگر، اور اسان پور یہاں ہم نے 10 سے 12 مسجدوں اور 15-12 مزاروں کو بالکل ٹوٹا ہوا پایا۔ 75 سالہ پرانی

> یہ اس طرح کی بھیڑ نہیں تھی جو کہ احمد آباد میں فسادات کے دوران دیکھی جاتی تھی۔ یہ مکمل طور سے منصوبہ بند طریقہ پر تیار بھیڑ تھی۔ انکی تعداد بہت زیادہ تھی اور سب کے کام تقسیم تھے۔

> سی جی روڈ اور آشرم روڈ پر ہم نے درگا واھنی کی خاتون کارکنوں کو بھی دیکھا۔ یہاں 45ھزار کی بھیڑ میں 60فیصد عورتیں تھیں جو لوٹ پاٹ میں لگی تھیں اور دوکانوں کو آگ لگا رھی تھیں۔

مدنی مسجد (داسنا روڈ، پالڈی) کو بھی جس پر کورٹ میں کیس چل رہا ہے توڑ ڈالا گیا۔

یہی نہیں بلڈوزروں سے یہاں پڑے ملبے کو صاف کر دیا گیا اور اس مقام پر پختہ سڑک بنادی گئی۔ دوسرے لوگوں نے جنھوں نے اس کام کو اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا کہا کہ وزیر ریونیو ہرین پانڈیا نے اس کا حکم دیا تھا۔ ایک ایسے شہر میں جہاں کوڑا کئی دنوں تک پڑا رہتا ہے آخر اے ایم سی نے اتنی تیزی سے وہاں ملبے کو ہٹا کر سڑک کیسے بنادی۔

(الزام ہے کہ میونسپل کمشنر پنیرویلم، ایک آئی اے ایس افسر اور ڈپٹی کمشنر (ویسٹ زون) ہنگرڈیا جو کہ پبلک سرونٹ ہیں نے ایسا کرنے کی ہدایت کی۔)

پہچانے گئے ملزم: درگا واہنی کی کارکنان

ملزم پولس اہلکار: ہرین پانڈیا (ریونیو منسٹر)، پنیرویلم (میونسپل کمشنر

ڈپٹی کمشنر ہنگرڈیا، پی ایس آئی پٹھان، پولس کنٹرول روم

مقام : گومتی پور، احمد آباد

گواہ : ڈاکٹر اسحاق شیخ، الامین غریب نواز جنرل اسپتال

28 فروری کو میں اپنے 40 بستروں والے اسپتال میں تھا۔ ٹھیک 12:30 بجے سے وہاں مریضوں کا سیلاب آنا شروع ہو گیا۔ ایک مریض فی منٹ کی رفتار سے۔ وہ لوگ بھی جو کہ بری طرح زخمی تھے اور جنھیں بہتر علاج کی ضرورت تھی۔ خونی دماغ اور خون کی پیاسی بھیڑ نے انھیں علاج کیلئے جانے سے روک رکھا تھا۔

28 فروری کو میں نے شدید طور پر زخمی دو مریضوں کو اپنی ایمبولینس میں وڈی لال سارابھائی اسپتال لے جانے کی کوشش کی۔ رائے پور میں ہم پر حملہ کیا گیا۔ اس وقت شام کے 4-5 بجے تھے۔ اسی دن ایک دوسرے موقع پر ہم لوگ وڈی لال میں مسٹر ہمت سنگھ

نرودا میگھانی نگر، سارس پور، باپو نگر سندرم نگر، اور اسان پور یہاں ہم نے 10 سے 12 مسجدوں اور 12-15 مزاروں کو بالکل ٹوٹا ہوا پایا۔ 75 سالہ پرانی مدنی مسجد (داسنا روڈ، پالڈی) کو بھی جس پر کورٹ میں کیس چل رہا ہے توڑ ڈالا گیا۔ یہی نہیں بلڈوزروں سے یہاں پڑے ملبے کو صاف کر دیا گیا اور اس مقام پر پختہ سڑک بنادی گئی۔ وزیر ریونیو ہرین پانڈیا نے اس کا حکم دیا تھا

سے ملے۔تو انھوں نے ہماری مدد کے لئے ایک ایمبولینس منگوائی۔ ہم لوگوں نے میٹر سے بار بار کہا کہ 12 زخمی دم توڑ چکے ہیں۔ ایک ایمبولینس میں ایک شخص کو لے جایا جاسکتا ہے لیکن ہم چار چار مریضوں کو لے گئے۔ ہمارے ڈاکٹر پر مریضوں کا بہت زیادہ دباؤ تھا لیکن وہ بغیر تھکے کام کرتے رہے۔ایک وقت میں 4 سے 7 بری طرح زخمی مریض آپریشن تھیٹر میں ہوتے تھے۔ایمبولینس مناسب تعداد میں موجود نہیں تھیں۔ ہمیں دودھ کی وین حاصل کرنی پڑی اور اس سے ہم نے 5-4 مریض ایک بار میں پہنچائے۔ایک لڑکا ہارون جسے اوشا تا کیز کے نزدیک گولی ماردی گئی تھی ہم لوگوں نے ایک ہندو کی ملک وین اس کو اسپتال لانے کے لئے استعمال کی۔ فائر بریگیڈ گومتی پور اور ہوم گارڈ نے اسکو اس بھیڑ سے بچایا جسنے اسے گولی ماری تھی۔ بھیڑ ہمیں روکنے کی کوشش کررہی تھی اور چلا رہی تھی "اس کو مارو اور اس کو جلاؤ"۔ گومتی پور کے پی آئی جادھو مشکل سے ہی اپنی ڈیوٹی پوری کررہے تھے۔

ایک 16 سالہ لڑکے نصیر کو اس وقت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا جب وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی پتھراؤ کررہی بھیڑ کے درمیان پھنس گیا۔ان لوگوں نے اسے پکڑ کر مار ڈالا اور جلا دیا۔ پہلے دن چار تولہ قبرستان اور پراوستار میں 22 لوگ مارے گئے۔احمد آباد میں پہلے دن 45 افراد فائرنگ اور 30 سے زیادہ لوگ پرائیویٹ فائرنگ میں مارے گئے۔ میں نے پرائیویٹ بندوقوں سے فائر کی گئی گولیاں زخمیوں کے جسم سے نکالی ہیں۔

یہ پولس کی ناانصافی ہی تھی جسکی وجہ سے اتنا بڑا نقصان ہوا۔اگر پولس ٹھیک سے کام کرتی تو حالات کو منٹوں میں قابو میں کیا جاسکتا تھا۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پولس اس ناانصافی کے لئے ذمہ دار ہے۔ آج ہیلتھ سروسز کو دوسرے مسائل کا سامنا ہے۔ایک بڑا مسئلہ غذائیت کی کمی ہے اور خراب واٹر سپلائی ہے۔بچوں کو یرقان ہورہا ہے وہ پیچش اور ڈائریا

یک 16 سالہ لڑکے نصیر کو اس وقت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا جب وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی پتھراؤ کررہی بھیڑ کے درمیان پھنس گیا۔ ان لوگوں نے اسے پکڑ کر مار ڈالا اور جلا دیا۔ پہلے دن چار تولہ قبرستان اور پراوستار میں 22 لوگ مارے گئے۔ احمد آباد میں پہلے دن 45 افراد فائرنگ اور 30 سے زیادہ لوگ پرائیویٹ فائرنگ میں مارے گئے۔ میں نے پرائیویٹ بندوقوں سے فائر کی گئی گولیاں زخمیوں کے جسم سے نکلی ہیں۔

کے بھی شکار ہو رہے ہیں۔ ایک بچے کی ابھی حال ہی میں موت ہوگئی۔ ہمارا مہینہ کا خرچ 2.5 لاکھ سے بڑھ کر 4 لاکھ ہوگیا ہے لیکن ہم اس انسانی خدمت کیلئے ایک روپیہ بھی نہیں لے رہے ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ چونکہ ہمارا اسپتال ہی ایسا ہے جو اچھے کام کر رہا ہے۔ ہم چھوٹے ہیں پھر بھی ہمیں نشانہ بنایا جا رہا ہے تاکہ فساد زدگان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے اور وہ مر جائیں۔

میری اللہ اور بھگوان دونوں سے ہی شکایت ہے کہ "یہ ہندوستان نہیں ہے" آخر کیا ہوا۔ مجھے لگتا ہے کہ سبھی مسلمانوں سے کہا جانا چاہئے کہ ہم فوج میں داخل ہو جائیں اور پاکستان سے لڑ لیں۔ ایک کروڑ مسلمان فوج میں بھرتی ہو جائیں گے پھر ہم پر سے دھوکے بازی اور ملک دشمن ہونے کا الزام ہمیشہ کے لئے ہٹ جائے گا۔ 28 فروری کو ہمیں نرودا سے خوف زدہ لوگوں کے فون ملنے شروع ہوگئے وہ ڈرے ہوئے تھے۔ ایک کال نثار بھائی کی تھی "اگر آج رات سے پہلے ہمیں نہیں بچایا گیا تو 500 لوگ کاٹ ڈالے جائیں گے۔ علاقہ کے ایک ہندو بھائی ویر سنگھ نے بعد میں بتایا کہ 150-100 لوگوں کو زندہ جلا کر ایک کنویں میں ڈال دیا گیا جسے اب بند کر دیا گیا ہے۔ نرودا کے فساد زدگان اسوقت شاہ عالم دریا خاں کی گھمٹ اور میدان میں ہیں۔ بہت سے نامعلوم لوگوں جیسے راجندر بھائی ترویدی جو کہ ہمارے اسپتال کے قریب رہتے ہیں انہوں نے ہماری بہت مدد کی۔ 28 فروری سے ہم نے امن بنائے رکھا ہے اور میں نے اپنے لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ نقصان برداشت کرو، ردعمل مت دکھاؤ، یہ وقت گزر جائے گا ہمیں سچ اور انصاف کیلئے جنگ کرنی چاہیے۔

28 فروری کو ہمیں نرودا سے خوف زدہ لوگوں کے فون ملنے شروع ہوگئے وہ ڈرے ہوئے تھے۔ ایک کال نثار بھائی کی تھی "اگر آج رات سے پہلے ہمیں نہیں بچایا گیا تو 500 لوگ کاٹ ڈالے جائیں گے۔ علاقہ کے ایک ہندو بھائی ویر سنگھ نے بعد میں بتایا کہ 150 - 100 لوگوں کو زندہ جلاکر ایک کنویں میں ڈال دیا گیا جسے اب بند کر دیا گیا ھے۔

میری اطلاع کے مطابق لیڈروں کے خلاف بہت سی ایف آئی آر درج ہیں۔

ان کے نام ہیں: رانا ٹیلی کام، مایا بین کوڈنانی، گوردھن ژھڈوفیا، بابو ماڈینیا اور

پروین توگڑیا،

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں فسادیوں کی قیادت کرتے اور لوگوں کو مارنے کی ٹریننگ دیتے اور انھیں پیسہ دیتے دیکھا گیا۔ یہ لوگ ہندو نہیں ہیں۔ صاف ستھرے ہندو نہیں کر سکتے ایسے ظلم۔

پروین توگڑیا، توگڑیا دھن وتری اسپتال کے مالک ہیں 28 فروری کو سٹی کیبل پر ایک اشتہار دیکھا جسمیں ڈاکٹروں اور نرسوں سے ان کے اسپتال میں آنے کے لئے کہا گیا تھا۔ کیا یہ کسی منصوبے کا حصہ تھا؟ وہ کس لئے سبھی ڈاکٹروں اور نرسوں کو اپنے یہاں بلانا چاہتے تھے؟ کیا وہ ان ڈاکٹروں کو ہمارے اسپتالوں سے دور رکھنا چاہتے تھے۔

عام دنوں میں ہمارے پاس 21 ڈاکٹر ہوتے ہیں جو ہفتے کے الگ الگ دنوں میں ہمارے رابطہ میں رہتے ہیں اب پچھلے آٹھ دنوں میں نلین شاہ اور گورنگ پٹیل (ریڈیا لوجسٹ) کو چھوڑ کر کوئی بھی ہندو ڈاکٹر نہیں آیا ہے وہ یا تو مجبور ہیں یا پھر انھیں اپنی جان کا خطرہ ہے۔ میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ آج نہیں تو کل ایسے ہندوستانی سامنے آئیں گے اور وہ منہ توڑ جواب دیں گے۔ زبردست جواب دیں گے ہم سب مل کر پھر ان کو ہی ہندوستان چھوڑنا پڑے گا۔

اسحاق سے ایک دوسری گفتگو

2:45 پر مجھے ایک فون ملا۔ میں پہلی ایمبولینس لے کر شمشیر باغ (گومتی پور) گیا۔ دو لوگوں کے پیر میں گولی لگی تھی۔ ہم انھیں اسپتال لے کر آئے جیسے ہی ہم واپس ہوئے مزید 4 افراد کو گولی ماردی گئی جس میں سے ایک پولس فائرنگ میں مر گیا۔ یہ زبردستی تھی۔ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ

میری اطلاع کے مطابق لیڈروں کے خلاف بہت سی ایف آئی آر درج ہیں۔ ان کے نام ہیں: رانا ٹیلی کام، مایا بین کوڈنانی، گوردھن ژھڈوفیا، بابو ماڈینیا اور پروین توگڑیا،
یہ وہ لوگ ہیں جنھیں فسادیوں کی قیادت کرتے اور لوگوں کو مارنے کی ٹریننگ دیتے اور انھیں پیسہ دیتے دیکھا گیا۔ یہ لوگ ہندو نہیں ہیں۔ صاف ستھرے ہندو نہیں کر سکتے ایسے ظلم۔

ایڈوکیٹ نظام کو ان کے گھر میں گولی ماردی گئی۔ میں نے ایک زخمی کو جو دل کا مریض تھا اپنی ایمبولینس میں لانا چاہا تبھی پولس اور ایس آر پی نے مجھے پیٹنا شروع کردیا۔ ایس آر پی جوان جسنے فائرنگ شروع کی تھی مجھے گالیاں دے رہا تھا۔ اس کا الزام تھا کہ میں نے ایمبولینس میں اسلحے چھپا رکھے ہیں۔ انھوں نے اسکی تلاشی لی۔ انھوں نے میرے بال پکڑ کر مجھے باہر کھینچ لیا اور میرے سر پر رائفل کی بٹ سے مارا۔

انسپکٹر مودی اور انسپکٹر پرمار وہاں موجود تھے۔ یہ سب کچھ آر اے ایف کی موجودگی میں ہوا۔ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ تم غلط کر رہے ہو۔ وہ لوگ اپنے ساتھ ویڈیو کیمرہ لئے تھے۔ کیا زخمیوں کی امداد غلط ہے؟ کیا مرے ہوئے لوگوں کی عزت سے آخری رسومات ادا کرنا غلط ہے؟ آخر میں ایک آرمی میجر نے مجھے بچایا اور مجھ سے جانے کے لئے کہا۔ ایک دن میں پولس نے 29 لوگوں کو گولی ماری۔ اسپتال میں گیارہ لوگ تھے۔ جنھیں وی ایس شفٹ کیا گیا جہاں ایک کی موت ہوگئی۔ ''یہ تو ایک لمٹ ہوگیا اسکا اختتام کیا ہوگا'' آخر کس طرح ایڈوکیٹ نظام کو انکے گھر میں گولی ماری جا سکتی ہے اگر یہ پولس کا calculated کام نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔ جب پولس نے وہاں فائرنگ کی اس وقت مجھے لوگ گالی دے رہے تھے میں نے پولس سے کہا'' آپ کا کام ہے گولی مارنا، میرا کام ہے انسانوں کو بچانا''

پہچانے گئے حملہ آور: پروین توگڑیا

ملزم پولس اہلکار: ایس آر پی جوان، انسپکٹر پرمار، آر اے ایف (جو کہ 13 اپریل کو شمشیر باغ میں ڈیوٹی پر تھے۔)

مقام :فارم ہاؤس، کول پرانا روڈ، دس کروئی تعلقہ، احمد آباد ضلع

2:45 پر مجھے ایک فون ملا میں پہلی ایمبولینس لے کر شمشیر باغ (گومتی پور) گیا۔ دو لوگوں کے پیر میں گولی لگی تھی۔ ہم انھیں اسپتال لے کر آئے جیسے ہی ہم واپس ہوئے مزید 4افراد کو گولی مار دی گئی جس میں سے ایک پولس فائرنگ میں مر گیا۔ یہ زبردستی تھی۔ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایڈوکیٹ نظام کو ان کے گھر میں گولی مار دی گئی۔ میں نے ایک زخمی کو جو دل کا مریض تھا اپنی ایمبولینس میں لانا چاہا تبھی پولس اور ایس آر پی نے مجھے پیٹنا شروع کر دیا۔

گواہ : سید بھائی سلیم بھائی جمعہ خاں پٹھان

کمول پرانا روڈ، تعلقہ دس کروئی احمد آباد ضلع میں واقع میرے فارم ہاؤس کو پوری طرح جلا دیا گیا۔ ہم نے اسالی ڈویژن کے پی ایس آئی ایچ شرما کو کئی بار فون کیا اس نے صاف لفظوں میں کہا کہ اگر فارم ہاؤس نہیں جلے گا تو کیا اسے پیسہ ملے گا۔ میری فون لائن کٹ گئی اور سب کچھ تباہ ہوگیا۔ میں نے فارم ہاؤس بچانے کے لئے کانتی بھارواڈ کو بھی ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے مجھے 28 فروری کو فون کیا کہ تمہارا فارم ہاؤس نشانے پر ہے، اگر میں دو لاکھ روپے دوں تو اسے بچا سکتے ہیں۔ میں ایک تاجر ہوں میں نے سوچا کہ یہ ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے۔ بھارواڈ کی یقین دہانی کے بعد بھی دوسروں نے مجھ سے فارم ہاؤس کا دورہ کرنے کے لئے کہا۔ یہ توڑ پھوڑ دو دن سے زیادہ چلتی رہی ہے۔ میرے نوکروں رمیش اور چھگن نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

جب میں 2 مارچ کو اپنے فارم ہاؤس گیا میں نے پایا کہ تقریباً 30-35 لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ فسادی 12500 مرغیاں لوٹ کر لے گئے تھے۔ دھانی سے بھرے ہوئے گوداموں کو جلا دیا گیا تھا۔ میں دوسری بار اپنے بھائی اور وائر مین کے ساتھ گیا۔ لوٹ چالو تھی۔ میں جیسے ہی فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوا میں نے چلانے کی آواز سنی ''سیٹھ آیا مار ڈالو'' میں نے دیکھا وہاں 150 فسادی ہیں جو کلہاڑی، ہنسیا اور سریا لئے تھے۔

45 ہزار مرغیوں میں سے 12500 چرا لی گئیں۔ یہ تباہی منصوبہ بند تھی۔ فارم ہاؤس میں پانی اور بجلی کی سپلائی کاٹ دی گئی تھی۔ واقعات کے دس دن بعد بھی میری مرغیاں پیاسی ہیں اور دھانی ابھی تک جل رہی ہے۔ یہ فارم ہاؤس ایک جنت کی طرح تھا۔ 50 جھرنے اسے گرمیوں میں ٹھنڈا رکھنے کے لئے لگائے گئے تھے۔

ایک دن میں پولس نے 29 لوگوں کو گولی ماری۔ اسپتال میں گیارہ لوگ تھے۔ جنھیں وی ایس شفٹ کیا گیا جہاں ایک کی موت ہوگئی۔ "یہ تو ایک لمٹ ہوگیا اسکا اختتام کیا ہوگا" آخر کس طرح ایڈوکیٹ نظام کو انکے گھر میں گولی ماری جا سکتی ہے اگر یہ پولس کا calculated کام نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

ہر چیز کو دوبارہ بنانے کے لئے عزم محکم کی ضرورت ہے میرا کل نقصان 60 لاکھ روپے کا ہے۔

ملزم : کانتی بھائی مارواڑ

ملزم پولس اہلکار : پی ایس آئی آر ایچ شرما (اسالی ڈویژن)

صہمت یعنی صفدر ہاشمی میموریل ٹرسٹ نئی دہلی کی ایک حقائق دریافت کرنے والی ٹیم نے گجرات فساد زدہ علاقوں کا دورہ کر کے جو نتیجہ اخذ کیا اس کا حاصل یہ ہے کہ احمد آباد میں منظم پیمانہ پر مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی اور اس عمل میں شرپسندوں کا پولس نے بھی ساتھ دیا۔ صہمت کی اس ٹیم نے جس میں ڈاکٹر کمل مترا چنائے، وشنو ناگر، پرسن جیت بوس اور وجو کرشن شامل تھے اپنی ابتدائی رپورٹ میں بتایا ہے کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ احمد آباد کے واقعات فرقہ وارانہ فسادات نہیں تھے اور کسی بھی طرح سے ان واقعات کی اس تشریح کو واقعاتی شہادتیں قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ تمام واقعات بتاتے ہیں کہ وہاں جو کچھ ہوا وہ پورے طور پر یکطرفہ تھا، بے گناہ مسلمانوں کا طے شدہ قتل عام تھا، جو نسلی تطہیر کے بالکل قریب تھا۔ قتل و غارت گری اور طے شدہ واقعات کو جس طرح ہجوم کو جمع کیا گیا اور اس نے جو طریقہ کار اختیار کیا وہ اس بات کا مظہر ہے کہ یہ فرقہ وارانہ نفرت کو انجام دیا گیا جس طرح نتیجہ میں پھوٹ پڑنے والا عوامی تشدد نہیں تھا بلکہ ایک انتہائی منظم گروہ کا کارنامہ تھا جو ایک عرصہ سے تیاری کر رہا تھا۔ یقیناً گودھرا سانحہ نے بھی اس معاملہ میں کلیدی کردار ادا کیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ کسی مسلمان یا گروپ کی طرف سے کوئی بہت چھوٹا سا اشتعال انگیز واقعہ بھی اتنے ہی بڑے پیمانہ پر قتل عام کا سبب بن جاتا کیونکہ ایسے قتل عام کی منصوبہ بندی گودھرا سانحہ سے بہت پہلے کر لی گئی تھی۔ یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ احمد آباد اور گجرات اور دوسرے

صہمت یعنی صفدر هاشمی میموریل ٹرسٹ نئی دهلی کی ایک حقائق دریافت کرنے والی ٹیم نے گجرات فساد زدہ علاقوں کا دورہ کرکے جو نتیجہ اخذ کیا اس کا حاصل یہ هے که احمد آباد میں منظم پیمانہ پر مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی اور اس عمل میں شرپسندوں کا پولیس نے بھی ساتھ دیا۔صہمت کی اس ٹیم نے جس میں ڈاکٹر کمل مترا چنائے، وشنو ناگر، پرسن جیت بوس اور وجو کرشن شامل تھے

حصوں میں مسلمانوں پر حملے گودھرا سانحہ کے ایک دن بعد ہوئے یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ محض وقتی ردعمل کا نتیجہ نہیں تھے بلکہ وشو ہندو پریشد کے ذریعہ 28 فروری اور یکم مارچ کو گجرات بند کی پکار کا نتیجہ تھے۔

صہمت کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ سرکاری طور پر ہلاک شدگان کی تعداد بھی کم کر کے بتائی جارہی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ احمد آباد اور گجرات کے دوسرے حصوں میں ہلاک شدگان کی تعداد اگر زیادہ نہیں ہے تو دو ہزار سے کم کسی بھی صورت میں نہیں ہے۔ یہ اعداد و شمار ریلیف کیمپوں میں کام کرنے والے ان رضا کاروں کی رپورٹوں پر مبنی ہیں جنھوں نے راحت رسانی کے ساتھ ساتھ اعداد و شمار جمع کرنے کا بھی مشکل ترین کام انجام دیا ہے۔ سرکاری ذرائع 700 ہلاکتوں کی تصدیق کرتے ہیں جن میں گودھرا ہلاک شدگان بھی شامل ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض ایسے دیہی علاقوں تک میں ہلاکتیں واقع ہوئی ہیں جہاں حکومت کے ذرائع کا پہنچنا مشکل تھا۔ اس لئے ہلاکتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔ مارے جانے والوں میں زیادہ تر مسلمان ہیں جن میں خواتین اور بچے شامل ہیں۔ بہت سے لوگ تو وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے قاتل گروہوں ہی کا نشانہ بنے ہیں جبکہ متعدد مثالیں ایسی ہیں کہ پولس فائرنگ میں بھی بے بس مسلمان مارے گئے ہیں جو لوگ احمد آباد سے پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع دیہاتوں سے بھاگ کر ریلیف کیمپوں میں آگئے تھے انھوں نے بتایا کہ بہت سے گاؤں میں تو مسلمانوں کے گھر کے گھر ختم کردئے گئے ہیں اور متاثرہ خاندان کا ایک فرد بھی رپورٹ درج کرانے یا لاشوں کا دعوی کرنے کے لئے نہیں بچا ہے۔ ہر شخص کا یہی کہنا ہے کہ اس مرتبہ کے فسادات نے ماضی کے تمام فسادات کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے گجرات میں 1969، 1985، 1989، اور 1992 میں بھی بھیانک فسادات ہوچکے ہیں۔ جانی اور مالی نقصانات کے ساتھ ظلم و

صہمت کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ھے کہ سرکاری طور پر ھلاک شدگان کی تعداد بھی کم کر کے بتائی جارھی ھے جب کہ حقیقت یہ ھے کہ احمد آباد اور گجرات کے دوسرے حصوں میں ھلاک شدگان کی تعداد اگر زیادہ نھیں ھے تو دو ھزار سے کم کسی بھی صورت میں نھیں ھے یہ اعداد و شمار ریلیف کیمپوں میں کام کرنے والے ان رضاکاروں کی رپورٹوں پر مبنی ھیں جنھوں نے راحت رسانی کے ساتھ ساتھ اعداد و شمار جمع کرنے کا بھی مشکل ترین کام انجام دیا ھے

تشدد اور بربریت کے حالیہ فساد نے تمام ریکارڈ توڑ دئے ہیں۔ ہر جگہ لوگوں کا یہی کہنا تھا کہ اس بار قتل و غارت گری جتنی یکطرفہ طور پر ہوئی ہے ماضی میں کبھی نہیں ہوئی۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ فسادات میں احمد آباد نے ایک نیا تجربہ یہ کیا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے متشدد گروہوں نے ان علاقوں اور محلوں میں گھس کر اجتماعی قتل عام برپا کیا ہے جہاں مسلم آبادی کی اکثریت تھی۔ گجرات فسادات کی ایک طویل تاریخ نے گجرات کی جغرافیائی صورت حال کو اس طرح بدل کر رکھ دیا ہے کہ بہت سے علاقے خالص مسلم غلبہ والے علاقہ بن گئے ہیں ایسے میں تشدد برپا کرنے والوں کو اپنا ہدف حاصل کرنے میں کوئی مشکل نہیں آئی۔ اس مرتبہ ایسے ہی علاقوں کو نشانہ بنایا گیا اور ہجوم پانچ ہزار سے لے کر پندرہ ہزار شرپسندوں تک پر مشتمل رہا۔

ظلم و تشدد اور منصوبند قتل عام کی سب سے بدترین مثال نروداپٹیا علاقہ تھا جہاں 25 ہزار کے قریب مسلمان آباد تھے۔ یہ علاقہ پورے طور پر تباہ کر دیا گیا۔ ان علاقوں میں جو لوگ بچ گئے ہیں وہ آج ادھر ادھر ریلیف کیمپوں میں زندگی گذار رہے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ پولس نے پورے طور پر فسادیوں کا ساتھ دیا۔ اس علاقہ میں سب سے پہلے نورانی مسجد پر حملہ کر کے اس کو گیس کے سلینڈروں، کار ٹائر، مٹی کا تیل اور پٹرول سے جلا دیا گیا جب کچھ مسلم نوجوانوں نے مزاحمت کی تو پولس نے ان پر فائرنگ کر دی اور اسپیشل ریزرو پولس نے بے گناہ مسلمانوں کی نہ صرف یہ کہ مدد نہیں کی بلکہ ان کو انتظار میں کھڑے ہوئے فسادیوں کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ پولس نے جب مزاحمت کاروں کو ڈھیر کر دیا تو فوراً فسادیوں نے علاقہ کے اندر گھس کر بچوں کو زندہ آگ میں جلا ڈالا اور خواتین کی عصمت دری کرنا شروع کر دیا۔ ریلیف کیمپوں میں متعدد عینی شاہدین نے واقعات بتائے۔ نروداپٹیا میں لرزہ خیز واقعہ پیش آیا جب ایک حاملہ خاتون کا پیٹ چیر کر اس کے اندر پلنے والے بچہ کو زمین پر پٹخ دیا گیا۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ اس علاقہ کا انسپکٹر انچارج

بے بس مسلمان مارے گئے ہیں جو لوگ احمد آباد سے پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع دیہاتوں سے بھاگ کر ریلیف کیمپوں میں آگئے تھے انھوں نے بتایا کہ بہت سے گائوں میں تو مسلمانوں کے گھر کے گھر ختم کر دئے گئے ہیں اور متاثرہ خاندان کا ایک فرد بھی رپورٹ درج کرانے یا لاشوں کا دعوی کرنے کے لئے نہیں بچا ہے۔

سریلا گودھرا حادثہ کے بعد علاقہ میں آ کر مکینوں کو یقین دلایا تھا کہ وہ ان کی پوری حفاظت کرے گا لیکن جب فسادیوں نے قیامت برپا کی تو وہ اپنی فورس کے ساتھ فسادیوں کی پشت پر کھڑا نظر آیا۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بابو نگر کے قریب سندرم نگر میں پیش آیا جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے فسادیوں نے پولس کے ساتھ ایک مدرسہ پر حملہ کیا۔ ٹرکوں میں بھر کر گیس سلینڈر رلائے گئے ،ٹرکوں کی ٹکر سے دیواروں کو توڑا گیا 36 گھنٹہ تک فسادیوں نے لوٹ مار قتل و غارت گری اور عصمت دری کی ،اس دوران یہ بھی ہوا کہ لگوری بسوں میں بھر کر تازہ دم فسادی لائے جاتے ہے اور تھکے ہوئے فسادیوں کو لے جایا جاتا رہا۔

اس علاقہ میں فسادیوں کے ذریعہ تباہ شدہ مدرسہ کے کھنڈر پر جو پرچہ ملا اس میں تحریر تھا کہ یہ اندر کی بات ہے پولس ہمارے ساتھ ہے جان سے ماردیں گے ''بجرنگ دل زندہ باد'' نریندر مودی زندہ باد۔ اس میں مسلم آبادیوں والے علاقوں جیسے اکبر نگر، رحمت نگر، اسلام نگر، مادی نگر اور انصار نگر میں بھی قیامت برپا کی گئی۔ رپورٹ میں یہ نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تنگ اور گنجان غریب آبادیوں پر جب حملے کئے گئے اور جس طرح بربادی کی گئی اس سے صاف ہے کہ قتل و غارت گری کا واحد مقصد نسلی تطہیر تھا، ریاستی حکومت پولس سول انتظامیہ وی ایچ، بجرنگ دل اور سنگھ پریوار کی دوسری تنظیموں کی شمولیت اس امر کو اجاگر کرتی ہے کہ یہ نسلی تطہیر پوری طرح سے اسٹیٹ اسپانسرڈ تھی۔ ایک پیغام کھلے طور پر لوگوں تک پہنچایا گیا کہ اگر تم ہندو ہو تو پھر ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے، آپ کو اس وقت تک کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی جب تک کہ آپ مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیں گے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے کاروبار اور ان کی صنعتوں کو برباد کرنے میں

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بابو نگر کے قریب سندرم نگر میں پیش آیا جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے فسادیوں نے پولیس کے ساتھ ایک مدرسہ پر حملہ کیا۔ ٹرکوں میں بھر کر گیس سلینڈر لائے گئے ، ٹرکوں کی ٹکر سے دیواروں کو توڑا گیا 36 گھنٹہ تک فسادیوں نے لوٹ مار قتل و غارت گری اور عصمت دری کی ، اس دوران یہ بھی ہوا کہ لگزری بسوں میں بھر کر تازہ دم فسادی لائے جاتے ہے اور تھکے ہوئے فسادیوں کو لے جایا جاتا رہا۔

بھی بڑے منظم طریقے سے کام کیا گیا۔ بعض علاقوں میں بند کے دوران مسلمانوں کی بڑی بڑی دوکانوں اور شوروم وغیرہ میں متوسط درجہ کی خواتین کو لوٹ مار کرتے دیکھا گیا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گجرات میں کس پیمانہ پر معاشرہ کو فرقہ واریت کے زہر سے بھر دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ ایک طرف جہاں قومی میڈیا نے واقعات کی کچھ تصویر پیش کی وہیں مقامی میڈیا نے آگ میں گھی ڈالنے کا کام کیا اور لوگوں کو تشدد پر آمادہ کرنے کے لئے اشتعال انگیز جھوٹی خبریں شائع کیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے جو ٹرک راحتی سامان ریلیف کیمپوں کی طرف لے کر جارہے تھے ان کو اس بہانہ روکا گیا کہ وہ مسلمانوں کیلئے ضرور ہتھیار لے کر جارہے ہونگے اور اگر فوج نے حالات پر کنٹرول نہ کیا ہوتا تو بہت سی بے گناہ جانیں جاتیں۔

احمد آباد اور اسکے اطراف میں بھیانک فسادات پر جمعیتہ علماء ہند نے بھی ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی ہے اور اس رپورٹ نے بھی تقریباً دوسری تمام رپورٹوں کی تصدیق کی ہے۔ جمعیتہ علماء نے فساد زدگان کو راحت پہنچانے کے لئے اقدامات کئے ہیں جمعیتہ علماء کے مطابق اس کے وفود نے احمد آباد اور اس کے اطراف میں جانی ومالی نقصانات کا سروے کیا۔ جمعیتہ صدر نے گجرات کا دورہ کیا حقوق انسانی کمیشن کو میمورنڈم دیا اور راحت کیمپوں میں بھی کام کیا۔ جمعیتہ کی طرف سے کوئی پچاس سے زائد مقامات پر راحت کاری کا انتظام کیا گیا جس میں انصار نگر کالونی بھی شامل ہے جہاں پانچ ہزار سے زائد پناہ گزین رہتے تھے۔ تمام پناہ گزینوں کو روزانہ خوراک فراہم کی گئی زخمیوں اور مریضوں کا علاج کرایا گیا اور متاثر لوگوں کی طرف سے ایف آئی آر درج کرائی گئیں۔ اس کے علاوہ جمعیتہ علماء ہند نے متاثرہ علاقوں میں 3 ہزار گھروں میں ایک ہفتہ کا راشن اور ضروری سامان کی کٹ بھیجی۔ اسی طرح لوہے کے ٹرنک کی دو ہزار کٹ تیار کی گئیں جن میں 15 سو روپیہ کی لاگت سے ہر ایک کٹ میں

احمد آباد اور اسکے اطراف میں بھیانک فسادات پر جمعیته علماء هند نے بھی ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی هے اور اس رپورٹ نے بھی تقریباً دوسری تمام رپورٹوں کی تصدیق کی هے۔ جمعیته علماء نے فساد زدگان کو راحت پهنچانے کے لئے اقدامات کئے هیں جمعیته علماء کے مطابق اس کے وفود نے احمد آباد اور اس کے اطراف میں جانی وملی نقصلنات کا سروے کیا۔ جمعیته صدر نے گجرات کا دوره کیا حقوق انسانی کمیشن کو میمورنڈم دیا اور راحت کیمپوں میں بھی کام کیا۔ صدر جمعیته

ضروری برتن دو ہفتہ کے لئے غذائی راشن کی اشیاء دو چادریں، چٹائی، مصلے، تسبیح، قرآن کریم وغیرہ مہیا کرائے گئے۔ ایک کیمپ ایسا بھی تھا جو بلول اکل پورا ضلع کھیڑا میں واقع ہے اور جس میں ٹھاکر رام سنگھ سولنکی نے 475 مسلمانوں کو پناہ دے رکھی تھی اور ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کر رہے تھے۔ حالات کی خرابی کے باعث کوئی مسلمان خبر گیری کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جیسے ہی جمعیۃ علماء کو پتہ چلا تو فوراً زخمیوں اور راشن کا انتظام کیا گیا اور 15 ٹن راحت کا سامان روانہ کیا گیا۔

ایک کیمپ ایسا بھی تھا جو بلول اکل پورا ضلع کھیڑا میں واقع ھے اور جس میں ٹھاکر رام سنگھ سولنکی نے 475 مسلمانوں کو پناہ دے رکھی تھی اور ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کر رہے تھے

جمعیۃ علماء ذرائع کا کہنا ہے کہ جب تک حالات معمول پر نہیں آجاتے اور لٹے پٹے لوگ پورے طور پر اپنے گھروں کو نہیں لوٹ آتے بہت سے علاقوں میں پہنچ کر حقائق اور اعداد و شمار کا جمع کرنا دشوار طلب امر ہے۔ دس ہزار کروڑ سے زیادہ کی ضائع ہونے والی املاک کی تفصیلات جمع کرنا دقت طلب اور طویل کام ہے۔ ان حالات میں جب کہ سرکاری ذرائع حقائق پر پردہ ڈالنے تشدد پر امادہ ہو تو یہی کام اور مشکل ہو جاتا ہے۔ جمعیۃ علماء نے گودھرا افسوسناک واقعہ کی مذمت کرنے میں جن مسلم جماعتوں اور رہنماؤں نے پہل کی ان میں مولانا سید مدنی کا نام سرفہرست ہے۔ وی ایچ پی کے آل انڈیا بند اور گجرات میں اس کے کارکنان کی طرف سے شروع کی گئی پر تشدد مہم کے رد عمل میں صدر جمعتیہ علماء نے سیکولر مختلف فرقوں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو جمع کیا اور انکو وی ایچ پی کی نمائندگی میں چلانے والے قتل و غارت گری کی مہم کو روکنے کے لئے جدو جہد شروع کرنے پر آمادہ کیا۔ اس مشترکہ اجلاس نے فوری طور پر وزیر اعظم کے نام اپیل جاری کی جن میں ان سے درخواست کی گئی کہ وہ بلا تاخیر مداخلت کریں اور قتل و غارت گری کو روکیں۔ اپیل پر دستخط کرنے والوں میں کلدیپ نیر، ایچ آر بھاردواج، طاہر محمود، جعفر شریف، اے آر قدوائی، پی آر داس منشی، ڈی آر گوئل، بابو لال شرما اور چون دیال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ 2 مارچ 2002 کو مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے

والے رہنماؤں کے مشترکہ وفد نے صدر جمعتیہ علماء کی قیادت میں وزیر اعظم سے ملاقات کی اور وی ایچ پی، بجرنگ دل پر پابندی لگانے، نریندر مودی حکومت کو برخاست کرنے، صدر راج نافذ کرنے، فوج کو پورے اختیارات دینے اور تمام متاثرین کو فوراً گودھرا میں یا گجرات کے علاقوں میں یکساں مدد دینے کے علاوہ یہ بھی درخواست کی کہ جمعتیہ علماء اور دوسرے فلاح و بہبود اداروں کو خود کو راحت کا کام کرنے کے لئے گجرات بھیجنے کا معقول انتظام کیا جائے۔ اس روز شام کو سات بجے اس وفد نے نائب صدر جمہوریہ کرشن کانت سے ملاقات کی اور ان کو بھی میمورنڈم کی ایک کاپی دیکر انکو اپنا اثر اور رسوخ استعمال کرنے کی درخواست کی 8 مارچ کو ایک وفد نے صدر جمہوریہ کے آر نارائنن سے ملاقات کی اور فوراً سرکار کو برخاست کرنے کا مطالبہ کیا۔

صدر جمہوریہ کو آگاہ کیا گیا ہے کے بے قصور مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے، عورتوں اور بچوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے اور ان سب میں فسادیوں کو پولس کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس سے قبل 7 مارچ کو جمعتیہ علماء نے ایک راحت سامان وفد احمد آباد بھیجا، اس وفد نے بعض متاثرہ علاقوں کا معائنہ کیا اور املاک کے نقصان کا تخمینہ لگایا اور ان جگہوں کی نشاندہی کرنا اور راحت کاروں کے لئے نظم بنائے رکھنا۔ وفد کے اراکین نے مقامی ساتھیوں کی مدد سے پانچ کنواں میں ریلیف کیمپ قائم کیا اور ضروری سامان حاصل کرایا۔ سب سے زیادہ متاثر علاقوں خاص طور پر بابونگر، سندرم نگر، انصار نگر، گایتری، شاہ عالم وغیرہ میں معائنہ اور فوری امداد کے لئے نکل پڑے۔ 8 مارچ کو جمعتیہ علماء اور دوسرے وفد نے سونیا گاندھی سے ملاقات کی۔ ان کو ایک میمورنڈم پیش کیا۔ اس دوران جمعتیہ علماء کے مختلف وفود نے مختلف علاقوں میں جا کر نقصانات کا مکمل سروے کیا اور رپورٹیں تیار کیں۔

علماء نے سیکولر مختلف فرقوں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو جمع کیا اور انکو وی ایچ پی کی نمائندگی میں چلانے والے قتل و غارت گری کی مہم کو روکنے کے لئے جدوجہد شروع کرنے پر آمادہ کیا اس مشترکہ اجلاس نے فوری طور پر وزیر اعظم کے نام اپیل جاری کی جن میں ان سے درخواست کی گئی کہ وہ بلا تاخیر مداخلت کریں اور قتل و غارت گری کو روکیں۔ اپیل پر دستخط کرنے والوں میں کلدیپ نیر، ایچ آر بھاردواج، طاہر محمود، جعفر شریف، اے آر قدوائی، پی آر داس منشی، ڈی آر گوئل، بابو لال شرما اور چون دیال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

----❖----

آئندہ صفحات میں ملک کے اہم قومی اخبارات میں شائع خبریں رپورٹس اور مضامین حوالے کے ساتھ شائع کئے جا رہے ہیں تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔ انہیں شائع کرنے کی ضرورت اسلئے بھی محسوس ہوئی کہ اگر آج سے سو برس بعد بھی کوئی اس کتاب کو پڑھے، گجرات کے واقعات یا دور حاضر میں برسر اقتدار جماعات کے کردار کو جاننا چاہے تو اسے صرف میری ہی نہیں اس دور کے بیشتر اخبار نویسوں مضمون نگاروں کی رائے جاننے کا موقعہ ملے اور یہ نتیجہ اخذ کر سکے کہ اس دور میں مسلمانوں پر کیا گزری اور تکلیف دہ، درد ناک سچائی کو بیان کرنے والا کوئی ایک شخص ہی نہیں یا صرف مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ مسلمانوں سے بڑھ کر کھیں زیادہ غیر مسلموں نے اس تلخ سچائی کو بیان کیا ،بالخصوص ہندو صحافیوں کالم نگاروں و عیسائی اور سکھ حضرات نے بھی اس درد کو اپنی زبان دی اور اپنے قلم سے تحریر کیا۔

لکھنے سے کہیں زیادہ مختلف ٹی وی چینلس نے اس تلخ حقیقت کو پو ری ایمانداری کے ساتھ پردہ پر دکھایا ۔یہاں اس کتاب میں ان تمام چینلس کی لائو رپو رٹنگ پیش کرنا تو ممکن نہیں ہے پر اسٹار نیوز کے لئے راج دیپ سردیسائی نے اپنی جان پر کھیل کر جو سچائی بیا ن کی ،ان تمام کو یکجا کرکے پیش کیا جاتا نہ ممکن ہے اور جس قدر لکھا گیا ہے شاید کسی ایک شخص کی مکمل زندگی اسے لکھنے یا پڑھنے کے لئے کم ہے۔اخبارات کے تراشوں میں آخری مضمون کی شکل میں اس وقت کے مشہور کالم نگار راجندر شرما کی تحریر" گجرات کی جنگ میں جیتی گئی زمین" شائع کی جا رہی ہے ۔یہ ایک مضمون سرکار کے طر ز عمل اور سچائی کو سامنے رکھنے کے لئے ایک سند کے طور پر شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

بجرنگ دل کے ارکان نے سابرمتی ٹرین میں مسلموں کو پیٹا، جے سری رام کے نعرے لگوائے

(25-2-2002 بھلیر فیض آباد)

آج صبح سابرمتی ایکسپریس ٹرین سے ایودھیا جارہے بجرنگ دل کے ترشول دھاریوں نے درجنوں نہتے مسلم مسافروں، برقعہ پوش عورتوں ومعصوم بچوں پر جم کر قہر برپا کیا۔ ان سب نے پلیٹ فارم پر موجود مسافروں کو بھی نشانہ بنایا، انہیں جے سری رام کا نعرہ لگانے پر بھی مجبور کیا۔ کچھ نے اپنے کو ہندو بتا کر جان بچائی۔

ناظرین کے مطابق لکھنؤ کی جانب سے آنے والی صبح کی سابرمتی ایکسپریس ٹرین پر سوار تقریباً دو ہزار ترشول بردار، بجرنگ دل کے ارکان نے اپنا یہ ہنگامہ دریا آباد ریلوے اسٹیشن سے شروع کیا۔ ٹرین کے مسافروں میں سے جن کی پہچان مسلمان کے طور پر ہوئی انھیں ترشول سے گود کر اورلوہے کی راڈ سے مار کر بری طرح زخمی کیا۔ خواتین ومعصوم بچوں کو بھی ان لوگوں نے نہیں بخشا۔ خواتین کے برقے نوچ ڈالے۔ لوہے کی چھڑ سے پیٹا اور ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا۔ ریلوے پلیٹ فارم پر موجود مسافروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

دریا آباد سے رودولی ریلوے اسٹیشن تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ ایک ناظر نے بتایا کے اعتراض کرنے والے ایک نوجوان کو پٹرنگا وورجا گاؤں اسٹیشن کے درمیان ٹرین سے نیچے پھینک دیا گیا۔ تقریباً 8 بجے ٹرین رودولی پہنچی۔ ٹرین کے رکتے ہی متعدد زخمی عورتیں خون سے شرابور ٹرین سے کود پڑیں۔ اسی کے ساتھ بجرنگ دل کے ارکان نے بھی پلیٹ فارم پر مسلمانوں کی پہچان کر کے نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

تکیہ کھیرن پور کے عطا محمد الہ آباد جانے کے لئے ٹرین کے انتظار میں تھے، انہیں بری

ٹرین کے مسافروں میں سے جن کی پہچان مسلمان کے طور پر ہوئی انھیں ترشول سے گودکر اورلوھے کی راڈ سے مارکر بری طرح زخمی کیا۔ خواتین و معصوم بچوں کو بھی ان لوگوں نے نھیں بخشا۔ خواتین کے برقے نوچ ڈالے۔ لوھے کی چھڑ سے پیٹا اور ھاتھ پکڑکر گھسیٹا۔

طرح پیٹا، جے سری رام کے نعرے لگوائے۔ کچھ نے اپنے کو ہندو بتا کر جان بچائی۔ اسٹیشن کے پاس ہی رہنے والے پچاسی سالہ محمد ابرار گھر سے باہر نکلے۔ پہلے ان کی لمبی ڈاڑھی نوچی گئی پھر ترشول سے گود کر بری طرح زخمی کر دیا گیا۔ تھانہ رودولی حلقے کا ایک فرد بھی پلیٹ فارم پر موجود تھا۔ راڈ سے پیٹ پیٹ کر اسے بھی ادھ مرا کر دیا گیا۔ آس پاس کے لوگوں نے پولس کو فون سے اطلاع کیا۔

بھیلر پولس چوکی انچارج مع فورس کے موقعے پر گئے لیکن تب تک ٹرین جا چکی تھی اور زخمیوں کو ہسپتال بھیجا جا رہا تھا۔ تھانے پر تھانہ انچارج کی غیر موجودگی کی وجہ سے حادثے کی رپورٹ درج نہیں ہوئی۔ زخمی لوگ نہیں جانتے انہیں کس وجہ سے مارا پیٹا گیا۔

افواہوں کا بازار گرم ہے۔ لوگ ڈرے سہمے ہوئے ہیں۔ علاقے کے تمام ہندو مسلم، انٹیلیکچولس و اچھے لوگوں نے حادثے کو شرمناک بتایا ہے۔ مسلم مذہبی رہنماؤں نے امن بنائے رکھنے کے لئے لوگوں سے اپیل کی ہے اور کوئی بھی رد عمل نہ ظاہر کرنے کی صلاح دی ہے۔

----✣----

جدھر سے گذرو دھواں بچھا دو، جہاں بھی پہنچو کمال کر دو
تمہیں سیاست نے حق دیا ہے، ہری زمینوں کو لال کر دو
اپیل بھی تم، دلیل بھی تم، گواہ بھی تم، وکیل بھی تم
جسے بھی چاہو حرام کہہ دو، جسے بھی چاہو حلال کر دو

راحت اندوری

کچھ نے اپنے کو هندو بتلکر جان بچائی۔ اسٹیشن کے پاس هی رهنے والے پچاسی سالہ محمد ابرار گھر سے باهر نکلے۔ پهلے ان کی لمبی ڈاڑھی نوچی گئی پھر ترشول سے گود کر بری طرح زخمی کر دیا گیا۔ تھانہ رودولی حلقے کا ایک فرد بھی پلیٹ فارم پر موجود تھا۔ راڈسے پیٹ پیٹ کر اسے بھی ادھمرا کر دیا گیا۔

موبائل فون والے دنگائی

(اداریہ راشٹریہ سہارا ہندی دہلی)

لوگ چمچماتی گاڑیوں میں بیٹھ کر مشہور دکانوں میں گئے اور وہاں سے اپنے ناپ کی پتلون یا جوتے لوٹ کر لے آئے۔ پھر انھوں نے اپنے موبائل فون پر اپنے دوستوں کو بتایا۔ پھر دوست آئے اور انھوں نے اپنے ناپ کے جوتے لوٹے

اس بار گجرات میں ہوئے فسادات نے ہندوستانی مڈل کلاس کے بارے میں دو نظریات کو پوری طرح سے خارج کر دیا۔ ماہرین سماجیات کا اب تک کا نظریہ یہی رہا ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات میں اس طبقے کی شمولیت بلوائی کی جیسی کبھی نہیں رہی۔ فسادات میں تشدد کو رفتار دینے کا کام حقیقت میں ایسے شہری کرتے ہیں جو جھگی جھونپڑیوں اور گندی بستیوں میں رہتے ہیں۔ جو شہر کی چکا چوندھ تو دیکھتے ہیں لیکن جن کے پاس خود اپنی کمائی کا کوئی خاص ذریعہ نہیں ہوتا۔ جو بیمار بیوی اور دودھ پیتے بچے کی پرورش جیسی زندگی کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے اپنے سارے ویلیوز کو پامال کر دیتے ہیں اور کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جب فسادات ہوتے ہیں تو اسی طبقے کے لوگوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا، وہ کچھ حاصل ضرور کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ لوٹ میں ملے ایک جوڑی جوتے ہوں یا کسی راہ گیر سے چھینی ہوئی گھڑی ہی کیوں نہ ہو۔ جو شہری مڈل کلاس کا درجہ حاصل کرتا ہے اسکے پاس زندگی میں کام آنے والی چیزیں جیسے اسکوٹر، فرج، وغیرہ ہوتی ہیں۔ فسادات میں وہ خود بھی لٹ سکتا ہے، اسلئے وہ فسادی نہیں بننا چاہتا۔ لیکن گجرات میں پہلی دفعہ یہ طبقہ بھی فسادات اور لوٹ میں نظر آیا۔ لوگ چمچماتی گاڑیوں میں بیٹھ کر مشہور دکانوں میں گئے اور وہاں سے اپنے ناپ کی پتلون یا جوتے لوٹ کر لے آئے۔ پھر انھوں نے اپنے موبائل فون پر اپنے دوستوں کو بتایا۔ پھر

دوست آئے اور انہوں نے اپنے ناپ کے جوتے لوٹے۔ مڈل کلاس کے بارے میں دوسرا نظریہ یہ رہا ہے کہ وہ کسی سماج میں سب سے اچھی ویلیوز (Values) کا رکھوالا ہوتا ہے۔ وہ اخلاقیات، روایات اور آئیڈیلس کی حفاظت کرتا ہے۔ سماج کا نیچا طبقہ اپنی زندگی کی بنیادی ضرورتیں پورے کرنے میں ہی اپنی ساری طاقت لگا دیتا ہے اور باقی چیزیں اسکے لئے بے معنی ہو جاتی ہیں۔ سماج کا بالائی طبقہ اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ وہ اپنے من کی راہ چلنے میں دشواری محسوس نہیں کرتا۔ اس کے لئے کسی روایت یا ویلیوز سے بندھنا غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ مڈل کلاس بافکر ہوتا ہے۔ روایات اسے سماج میں جوڑ کر رکھتی ہیں اور آئیڈیلس اسے سماج میں اہم بناتے ہیں اسلئے عدم تشدد، سیکولرزم، قانون کی حکومت اور شہری حقوق جیسے مدعے مڈل کلاس بحال کرنے سے متعلق تنظیم کی قیادت کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن وہاں اسی طبقے کے کئی لوگ آگ زنی اور تشدد کو فروغ دیتے نظر آئے۔ جن میں صرف بے روزگار نوجوان نہیں تھے بلکہ ادھیڑ اور خود کو زمیدار سمجھے جانے والے لوگ بھی تھے۔ سماج کے لئے یہ بے حد افسوسناک اور فکر کی بات ہے لیکن ماہرین سماجیات کے لئے یہ ایک مطالعہ کئے جانے کا سبجیکٹ ہے۔ آزادی کے بعد ملک میں جس مڈل کلاس کی آمد اور ترقی ہوئی، وہ اسی طبقے کا جو کردار رونما ہوا، وہ نچلے شہری طبقے جیسا تھا جو بس دیہاتی یا قصبائی سماج کے فرد جیسا نہیں ہے۔ کیا ہمارے مڈل کلاس کا کردار بدل رہا ہے؟ کیا وہ اپنے کو غیر محفوظ اور پچھڑا ہوا محسوس کر رہا ہے؟ کیا اب اس کے ویلیوز اسی حد تک گر چکے ہیں کہ اب دنگائی کے کردار میں اترتے ہوئے اسے کسی طرح کی جھجک یا شرمندگی محسوس نہیں ہوتی؟ ہمارے لئے صرف ان سوالات کا جواب پالینا ہی کافی نہیں ہوگا۔ انکی ایک جھلک تو دیکھ رہی ہے۔ ہمیں اس بدلاؤ کے وجوہات کی کھوج کرنی ہوگی اور اسکا حل ڈھونڈنا ہوگا۔

اسی طبقے کے کئی لوگ آگ زنی اور تشدد کو فروغ دیتے نظر آئے۔ جن میں صرف بے روزگار نوجوان نہیں تھے بلکہ ادھیڑ اور خود کو زمیدار سمجھے جانے والے لوگ بھی تھے۔ سماج کے لئے یہ بے حد افسوسناک اور فکر کی بات ہے

----❖----

وشو ہندو پریشد پر پابندی لگائی جائے

پوری کے سوامی نے گجرات حکومت پر بھی نکتہ چینی کی

نئی دہلی، یکم مارچ (یو این آئی) پوری کے سوامی ادھوکسچانند دیو تیرتھ مہاراج نے آج وشو ہندو پریشد (VHP) پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ ملک کی 'امن و یکجہتی میں خلل' ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہاں ایک بیان میں انھوں نے گجرات میں جاری تشدد پر بے حد تشویش ظاہر کی جس نے ان کے مطابق 200 سے زیادہ جانیں لیں ہیں۔ انھوں نے ریاستی حکومت کو اس بات کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا کہ انھوں نے اس پر قابو پانے کے لئے موثر اقدام نہیں کئے۔ انھوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی حکومت VHP لیڈران اور کارکنوں کے خلاف کارروائی کرنے سے کیوں ہچکچا رہی ہے جو بڑے پیمانہ پر تشدد کے ذمہ دار ہیں اور مرکز پر زور دیا کہ وہ ریاستی حکومت کی نااہلی کے لئے سرزنش کرے۔ سوامی نے سابرمتی آشرم ایکسپریس کے مسافروں پر حملے کی بھی مذمت کی جس میں 56 افراد زندہ جل گئے تھے۔

ریاستی حکومت کو اس بات کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا کہ انھوں نے اس پر قابو پانے کے لئے موثر اقدام نہیں کئے۔ انھوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی حکومت VHP لیڈران اور کارکنوں کے خلاف کارروائی کرنے سے کیوں ھچکچا رھی ھے جو بڑے پیمانہ پر تشدد کے ذمہ دار ھیں اور مرکز پر زور دیا کے وہ ریاستی حکومت کی نااھلی کے لئے سرزنش کرے

----❖----

الیکشن کمیشن اپنی ٹیم گجرات بھیج سکتا ہے

نئی دہلی، 25/جولائی (سہارا خبر) الیکشن کمیشن گجرات کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے اپنی ایک ٹیم وہاں بھیج سکتا ہے۔ ذرائع کے مطابق وہ یہ پتہ لگائے کہ فساد سے متاثرہ ریاست میں الیکشن کرانے کے لئے حالات سازگار ہیں کہ نہیں۔ واضح ہو اس معاملے میں بھاجپا کے علاوہ تمام پارٹیاں جلد الیکشن کی مخالفت کر رہی ہیں۔ اس سلسلے میں آج بائیں بازو اور جنتا دل ایس کے ایک وفد نے الیکشن کمیشن سے ملاقات کی۔

وشو ہندو پریشد پر پابندی کے لئے گجرات فٹ کیس: وی ایچ پی لیڈران کے خلاف پوٹا کا اطلاق ضروری

اجودھیا تنازعہ کارسیوکوں سے لے کر گودھرا سانحہ اور گجرات فسادات تک: ہر معاملہ کی ذمہ داری بی جے پی حکومت پر

(2مارچ 2002 اردو ٹائمز ممبئی)

ممبئی، یکم مارچ۔ گذشتہ دو دنوں سے گجرات پر وشو ہندو پریشد نے دہشت طاری کر رکھی ہے۔ گودھرا سانحہ کے انتقام کے طور پر بے گناہ لوگوں کو زندہ جلانے، معصوم لوگوں کو قتل کرنے، لاتعلق لوگوں کی جائیداد لوٹنے، تباہ کرنے اور ایک خاص مذہبی فرقے کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کے مناظر آج پورا ملک نہیں پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ ''اسلامی آتنک واد'' کے خلاف شور مچانے والی بے جے پی اور وشو ہندو پریشد کے ''ہندو آتنک واد'' کے خلاف اب ہندوستانی مسلمانوں کو ایک بیداری مہم شروع کرنی چاہیے۔ وشو ہندو پریشد ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔ اس تنظیم پر اسی طرح پابندی عائد ہونی چاہئے۔ جس طرح مرکزی حکومت نے سیمی (اسٹوڈنٹس اسلامک مومنٹ آف انڈیا) سمیت 44 مسلم، عیسائی اور سکھ جنگجو تنظیموں پر پابندی عائد کی۔ وشو ہندو پریشد لیڈروں

ایک خاص مذہبی فرقے کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کے مناظر آج پورا ملک نہیں پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ "اسلامی آتنک واد کے خلاف شور مچانے والی بے جے پی اور وشو ہندو پریشد کے "ہندو آتنک واد" کے خلاف اب ہندوستانی مسلمانوں کو ایک بیداری مہم شروع کرنی چاہیے۔ وشو ہندو پریشد ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔ اس تنظیم پر اسی طرح پابندی عائد ہونی چائیے۔ جس طرح مرکزی حکومت نے سیمی (اسٹوڈنٹس اسلامک مومنٹ آف انڈیا) سمیت 44مسلم، عیسائی اور سکھ جنگجو تنظیموں پر پابندی عائد کی

کے خلاف پوٹا قانون کے تحت کارروائی ہونی چاہیئے ۔ یہ مطالبہ مسلم قیادت اپنا سب سے ترجیحی ایجنڈا بنائے اور اس ایجنڈا کی تکمیل کے لئے ملک کی تمام غیر بی جے پی سیاسی پارٹیوں اور سیکولر لیڈر شپ کو ہموار بنایا جائے کیونکہ آج گجرات کی صورتحال وشو ہندو پریشد پر پابندی اور وی ایچ پی لیڈران کے خلاف پوٹا کے تحت کارروائی کا فٹ کیس (FitCase) ہے۔ اسلامی آتنک واد اور جہادی طاقتوں کا نام لے کر مسلم تنظیموں کے خلاف وشو ہندو پریشد اور سنگھ پریوار نے خاص طور پر 11/ ستمبر، 13/دسمبر کے حملوں کے بعد ایک پروپیگنڈے کی آڑ میں اسلام کو بدنام اور خود کو معصوم و بے گناہ قرار دینے کی کوشش کی لیکن گجرات کے بھیانک حالات نے اس ہندو آتنک وادی تنظیم کے چہرے سے نقاب الٹ دی ہے اسلئے پوٹا کے تحت اس ہندو آتنک وادی تنظیم کے خلاف کارروائی کے لئے رائے عامہ اور عوامی بیداری مہم قومی و بین الاقوامی سطح پر مسلم قیادت متحدہ طور پر شروع کرے، یہ وقت کا فوری تقاضہ ہے۔ جہاں تک موجودہ حالات کا تعلق ہے، ان حالات کے لئے بڑی حد تک سنگھ پریوار کا سیاسی مکھوٹہ (بی جے پی) اور کی مرکزی وریاست گجرات سرکار ذمہ دار ہیں۔ بی جے پی سرکاروں کی قانونی دستوری ذمہ داریوں یا ان کی نااہلی اور غیر ذمہ داریوں کو اختصار کے ساتھ حسب ذیل طور پر پیش کا جاسکتا ہے۔

13/دسمبر کے حملوں کے بعد ایک پروپیگنڈے کی آڑ میں اسلام کو بدنام اور خود کو معصوم و بے گناہ قرار دینے کی کوشش کی لیکن گجرات کے بھیانک حالات نے اس ہندو آتنک وادی تنظیم کے چہرے سے نقاب لٹ دی ہے اسلئے پوٹا کے تحت اس ہندو آتنک وادی تنظیم کے خلاف کارروائی کے لئے رائے عامہ اور عوامی بیداری مہم قومی و بین الاقوامی سطح پر مسلم قیادت متحدہ طور پر شروع کرے، یہ وقت کافوری تقاضہ ہے

☆اجودھیا تنازعہ: وشو ہندو پریشد کی 12 مارچ 2002ء کی دھمکی کے بعد اس معاملے کو گفت وشنید کے ذریعے نمٹانا، مرکزی بی جے پی سرکار کی ذمہ داری تھی لیکن چار مہینے تک سرکار سوتی رہی، آخر اس معاملے سے وزیر اعظم نے ہاتھ اٹھالیا اور معاملہ حل کرنے میں اپنی ناکامی کا عوامی اعتراف بھی کیا۔ یہ بی جے پی کی مرکزی سرکار کی ناکامی ہے۔ کارسیوا سینٹرل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ اس نے مفت سفر کرنے والے کارسیوکوں اور ریلوے سفر کے دوران نعروں کے ذریعے اشتعال پھیلانے والے

کارسیوکوں کو کھلی چھوٹ دی۔ اجودھیا میں بھی جہاں کارسیوا کے انتظامات ہو رہے ہیں وہ مرکزی سرکار کی تحویل والا پلاٹ ہے۔ یہ بی جے پی کی مرکزی سرکار کی ناکامی ہے۔

گودھرا سانحہ: گودھرا میں جو واقعہ ہوا، اسکے لئے ریاستی اور مرکزی بی جے پی سرکاریں دونوں ذمہ دار ہیں۔ گجرات میں بی جے پی سرکار اور ریلوے سینٹرل حکومت کے زیر اختیار ہے۔ گجرات کے حساس شہر گودھرا میں متنازعہ واقعہ ریلوے اسٹیشن اور ٹرین میں ہوا۔ یہ بے جے پی کی مرکزی اور ریاستی سرکاروں کی ملی جلی ناکامی ہے۔

گجرات کے فسادات: گودھرا واقعہ کے بعد پوری ریاست گجرات میں بھیانک فسادات پھوٹ پڑے۔ ریاستی بی جے پی سرکار عوام کو سیکورٹی فراہم کرنے میں ناکام رہی۔ مرکزی حکومت کے ہاتھوں سینٹرل فورسیز اور فوج کی کمپنیاں جلد از جلد گجرات پہنچانے میں ناکام رہی۔ گجرات سرکار وہاں پہنچنے والے فوجی دستوں کو فوراً فسادزدہ علاقوں میں تعینات کرنے میں ناکام رہی۔ یہ بھی مرکزی بی جے پی سرکار اور گجرات کی ریاستی سرکار کی ملی جلی ناکامی ہے۔ حسب ہٰذا تجزیئے سے صاف ظاہر ہے کہ آج گجرات کے حالات کی وجہ سے پورا ملک جس نازک موڑ پر پہنچ گیا ہے اس کے لئے پوری طرح بی جے پی کی مرکزی اور گجرات سرکار ذمہ دار ہے۔

----❖----

گھروں میں بیٹھ کے یوں ہم کو دھمکیاں دینا
کوئی وقار نہیں ہے کوئی کمال نہیں ہے
یہ بات سنگھ کے مردہ ضمیر بھی سن لیں
ہم اس وطن کا مقدر ہیں یرغمال نہیں

قیس رامپوری

گودھرا واقعہ کے بعد پوری ریاست گجرات میں بھیانک فسادات پھوٹ پڑے۔ ریاستی بی جے پی سرکار عوام کو سیکورٹی فراہم کرنے میں ناکام رہی۔ مرکزی حکومت کے ہاتھوں سینٹرل فورسیز اور فوج کی کمپنیاں جلد از جلد گجرات پہنچنے میں ناکام رہیں۔ گجرات سرکار وہاں پہنچنے والے فوجی دستوں کو فوراً فساد زدہ علاقوں میں تعینات کرنے میں نلکام رہی۔ یہ بھی مرکزی بی جے پی سرکار اور گجرات کی ریاستی سرکار کی ملی جلی ناکامی ہے

''پرساد'' بن جانے کے باوجود بلوائیوں کے قہر سے بچ نہ سکا

احمد آباد میں بلوائیوں کے نرغے میں آجانے والے ایک مسلم نوجوان کی روداد

(6مارچ 2002 ہندوستان ٹائمز دہلی)

ہندوستان ٹائمز میں ونے مینن

احمد آباد، 5 مارچ، احمد آباد کے سول اسپتال میں بستر پر جلے ہوئے جسم کے ساتھ پڑا پرساد جو مسلمان ہونے کی شناخت چھپانے کے لئے اپنا نام بدلنے کے باوجود بھی فرقہ پرستی کا شکار ہونے سے نہ بچ سکا۔

پرساد اسکا اصل نام نہیں ہے، اصل نام کیا ہے پتہ نہیں کیونکہ اب وہ اپنا اصل نام بتانے سے ڈرتا ہے کہ کہیں اسے مار نہ ڈالا جائے۔ البتہ اسکے چھوٹے بھائی کا نام محمد اکرم ہے۔ 28 فروری کو بلوائیوں نے اسے پیٹرول میں نہلا کر آگ لگادی تھی۔ بری طرح جھلسی ہوئی حالت میں دیکھ کر کسی رحمدل شخص نے اسے اسپتال میں داخل کرایا۔

اسپتال کے بستر پر اس ہیبت ناک واقعہ کی روداد سناتے ہوئے پرساد کہتا ہے کہ وہ یہاں اپنے 3 بھائیوں اور والد کے ہمراہ ہینڈ لوم مصنوعات کی نمائش ''نیشنل ہینڈ لوم ایکسپو'' میں اپنی مصنوعات کے ساتھ شرکت کے لئے بھاگلپور سے آئے تھے۔

پرساد اسکا اصل نام نہیں ھے، اصل نام کیا ھے پته نہیں کیونکه اب وہ اپنا اصل نام بتانے سے ڈرتا ھے که کھیں اسے مار نه ڈالا جائے. البته اسکے چھوٹے بھائی کا نام محمد اکرم ھے. 28 فروری کو بلوائیوں نے اسے پیٹرول میں نھلاکر آگ لگادی تھی. بری طرح جھلسی ھوئی حالت میں دیکھ کر کسی رحمدل شخص نے اسے اسپتال میں داخل کرایا.

27 فروری کو گودھرا ٹرین سانحہ کے بعد احمد آباد اور گجرات کے کئی مقامات پر فرقہ وارانہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ یہاں ہمیں بھی بلوائیوں نے گھیر لیا۔

ہتھیاروں سے لیس ہجوم پوچھنے لگا ''بتا سالے کیا ہے، ''ہندو یا میاں'' میں نے دھرم ہندو اور نام پرساد بتا دیا لیکن وہ مطمئن نہیں ہوئے اور تصدیق کے لئے ''اتارو سب کے پینٹ'' چلانے لگے اسی تکرار میں ایک شرپسند کے ہاتھ میرے بھائی محمد اکرم کا شناختی کارڈ لگ گیا اور وہ سب یک زبان ہو کر چلانے لگے ''ارے میاں ہے میاں''، ''جلا دو ایک ایک کو'' اور یہ کہتے ہوئے ہم پر لاٹھیوں اور آہنی سلاخوں سے قاتلانہ حملے کرنے لگے۔ بلوائیوں نے مجھے ایک ماروتی کار میں ٹھونسا اور قومی شاہراہ پر لے گئے اور وہاں جسم پر پیٹرول انڈیل کر آگ لگا دی۔

اسپتال میں ڈاکٹر نے بتایا کہ جس شخص نے اسے داخل کرایا اسے اس نے بھی اسکا نام پرساد بتایا تھا۔

ڈاکٹر نے کہا کہ ہم نے اس سے کہا کہ اب تم محفوظ ہو، بے خوف ہو کر اپنی صحیح شناخت اور نام بتا دو لیکن وہ خود کو ہندو ہی کہنے پر مصر ہے۔ وہ چلا چلا کر کہتا ہے مجھے بچا لو صاحب، اگر انھیں پتہ چل گیا کہ میں زندہ ہوں تو اب بھی وہ مجھے مار ڈالیں گے، کسی سے مت کہو کہ میں مسلمان ہوں، میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔

ڈاکٹر سے التجا کر۔ تے ہوئے وہ کہتا ہے میں ہندو نام کے ساتھ ہی جینا چاہتا ہوں تاکہ زندہ رہوں اور اپنے بیوی بچوں کے پاس لوٹ سکوں۔

وہ مجھ سے بھی کہتا ہے کہ اگر آپ میرے بارے میں لکھیں تو نام پرساد ہی تحریر کریں، یہی میرا اصل نام ہے، میں زندہ رہنا چاہتا ہوں اور یہی نام مجھے زندہ رکھنے میں میری مدد کرے گا۔

----❖----

وہ مجھے مار ڈالیں گے، کسی سے مت کہو کہ میں مسلمان ہوں، میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔

ڈاکٹر سے التجا کرتے ہوئے وہ کہتا ہے میں ہندو نام کے ساتھ ہی جینا چاہتا ہوں تاکہ زندہ رہوں اور اپنے بیوی بچوں کے پاس لوٹ سکوں۔

وہ مجھ سے بھی کہتا ہے کہ اگر آپ میرے بارے میں لکھیں تو نام پرساد ہی تحریر کریں، یہی میرا اصل نام ہے، میں زندہ رہنا چاہتا ہوں اور یہی نام مجھے زندہ رکھنے میں میری مدد کرے گا۔

اقلیتوں کے گھر پر آر ایس ایس کے ورکروں کا قبضہ

اپوزیشن کا سنگین الزام، گجرات پر متحدہ حکمت عملی اپنانے پر اتفاق

(8 مارچ 2002 راشٹریہ سہارا دہلی)

گجرات کے حالات کو ابھی بھی دھماکہ خیز مانتے ہوئے اپوزیشن نے مرکز پر اس کے وعدے کے مطابق دفعہ 355 کے تحت کوئی بھی کارروائی نہ کرنے کا الزام لگایا۔ سی پی ایم کے لیڈر سومناتھ چٹرجی کی رہائش گاہ پر ہوئی ایک میٹنگ میں گجرات کی تازہ ترین صورت حال اور اس پر مرکز کے رخ پر غور فکر کیا گیا۔

نئ دہلی، 7 مارچ (ایجنسیاں) گجرات پر ایوان میں ہنگامی بحث اور راجیہ سبھا میں اتفاق رائے سے تحریک ملامت منظور کرانے کے بعد اپوزیشن کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں اور غیر کانگریس حزب اختلاف نے یہ طے کیا ہے کہ وہ آگے بھی پارلیمنٹ میں اس معاملے کو ترجیح کے ساتھ اٹھائیں گے اور آئین کی دفعہ 355 کے تحت کارروائی کے لئے سرکار کو مجبور کریں گے۔ گجرات کے حالات کو ابھی بھی دھماکہ خیز مانتے ہوئے اپوزیشن نے مرکز پر اس کے وعدے کے مطابق دفعہ 355 کے تحت کوئی بھی کارروائی نہ کرنے کا الزام لگایا۔ سی پی ایم کے لیڈر سومناتھ چٹرجی کی رہائش گاہ پر ہوئی ایک میٹنگ میں گجرات کی تازہ ترین صورت حال اور اس پر مرکز کے رخ پر غور فکر کیا گیا۔ بعد میں اس میٹنگ کی جانکاری کانگریس صدر سونیا گاندھی کو بھی دی گئی۔ سابق مرکزی وزیر رام ولاس پاسوان کی لوک جن شکتی پارٹی نے بھی اس میٹنگ میں شرکت کر کے اپوزیشن سے ہاتھ ملا لیا۔ پاسوان کی شرکت سے اسے تقویت حاصل ہوئی ہے۔ لگ بھگ ایک گھنٹے تک چلی میٹنگ کے بعد سماجوادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو اور سومناتھ چٹرجی نے نامہ نگاروں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم گجرات میں عوام کے جان و مال کی سیکورٹی کو لے کر کافی فکر مند ہیں۔ انھوں نے کہا گجرات کے حالات اتنے بھیانک ہیں کہ اگر مسلمان ریلیف کیمپوں سے گھر لوٹنا چاہتے ہیں تو انہیں مار دیا جاتا ہے۔ ان کے گھروں پر

آر ایس ایس کے ورکروں نے قبضہ کرلیا ہے۔ خون خرابہ جاری ہے۔ اقلیتوں کی سیکورٹی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ نہ انھیں امدادی جا رہی ہے نہ کھانا مل رہا ہے اور نہ دواؤں کی کوئی سہولت ہے۔ سرکاران کے تئیں بے حس اور لاپرواہ ہے۔ مسٹر چٹرجی نے بتایا کہ میٹنگ میں دیوگوڑہ شرد پوار، رگھوونش پرساد سنگھ، ملائم سنگھ یادو، امر سنگھ، جی ایم بنات والا، کے جی چترنجن، ارن رائے، نیلوتپل باسو اور رام ولاس پاسوان کے نمائندے کیپٹن جے نارائن پرساد نشاد نے کہا کہ اپوزیشن متحد ہے۔ انھوں نے بتایا کہ گجرات کے ساتھ رابطہ بنائے ہوئے ہیں۔ وہیں امر سنگھ نے کہا کہ کانگریس ہماری مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔

سابق مرکزی وزیر رام ولاس پاسوان کی لوک جن شکتی پارٹی نے بھی اس میٹنگ میں شرکت کرکے اپوزیشن سے ھاتھ ملا لیا. پاسوان کی شرکت سے اسے تقویت حاصل ہوئی ہے. لگ بھگ ایک گھنٹے تک چلی میٹنگ کے بعد سماجوادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو اور سومناتھ چٹرجی نے نامہ نگاروں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم گجرات میں عوام کے جان ومال کی سیکورٹی کو لے کر کافی فکر مند ھیں

----❖----

دہشت زدہ

یوں ہوتی ہے ملک میں اب زندگی دہشت زدہ
دشمنی کا ذکر کیا ہے دوستی دہشت زدہ

دن دہاڑے قتل بھی عصمت دری اور لوٹ بھی
ہے اندھیرا تو اندھیرا روشنی دہشت زدہ

نوجوانی اس طرح فرقہ پرستی میں پھنسی
حسن پر ہے خوف طاری عاشقی دہشت زدہ

خون اقدار و عقیدت ہر طرف ایسا بہا
کیا نمازی، کیا پجاری بندگی دہشت زدہ

صاف گوئی کی سزا ملنے لگی جب سے اسدؔ
کھوئے کھوئے ہیں سخنور شاعری دہشت زدہ

اسدؔ رضا

گودھرا واردات طے شدہ سازش

آل پارٹی وفد نے بیان نہ دینے کی بی جے پی کی درخواست ٹھکرادی

گودھرا(گجرات)8مارچ (یواین آئی)

گودھرا میں ٹرین کوروک کراس میں آگ لگانے اورمسافروں کو ہلاک کرنے کی واردات پرانفرادی بیانات دینے سے باز رہنے کی بی جے پی کی درخواستوں کونظر انداز کرتے ہوئے، یہاں آل پارلیمانی وفد کے دوممبروں نے 27 فروری کی اس واردات کو 'پہلے سے طے شدہ سازش' اور'انسانی المیہ' قرار دیا۔راشٹر وادی کانگریس نے الزام لگایا کہ کانگریس رکن پارلیمنٹ کپل سبل نے اسے 'انسانی المیہ' قرار دیا۔مرکزی وزیر پالیمانی امور پرمود مہاجن اور بی جے پی پارلیمانی پارٹی کے ترجمان وجے کمار ملہوترہ نے وفد کے ممبروں سے درخواست کی تھی کہ وہ انفرادی طور پرکوئی بیان دینے سے گریز کریں۔ مسٹر ملہوترہ نے کہا کہ یہ وفد صرف پالیمنٹ میں سرکاری بیان دے گا۔مسٹر ملہوترہ نے یہ بھی کہا کوئی بھی انفرادی بیان نہ دے کیونکہ اس سے جذبات مزید مشتعل ہوسکتے ہیں۔

اس سے گریز کرنا ضروری ہے۔تاہم انتظار میں کھڑے نامہ نگاروں سے بات چیت کرتے ہوئے مسٹر رگھونش پرسادسنگھ نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ گودھرا آتشزنی پہلے سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ کی گئی سازش کا نتیجہ تھی ورنہ محض 5 منٹ کے اندر اتنے بڑے ہجوم کا اکٹھا ہوجانا ممکن ہی نہیں تھا۔انھوں نے گودھرا واردات کے بعد پھوٹ پڑنے والے تشدد کی روک تھام میں ناکامی کے لئے نریندر مودی حکومت کوذمہ دار قرار دیا۔مسٹر مہاجن نے بھی اس وفد سے کہا تھا کہ وفد کے اراکین کوانفرادی بیانات نہیں دینے ہیں۔

مسٹر رگھوونش پرساد سنگھ نے کہا کہ ایسا لگتا ھے کہ گودھرا آتشزنی پہلے سے بڑی ھوشیاری کے ساتھ کی گئی سازش کا نتیجہ تھی ورنہ محض 5منٹ کے اندر اتنے بڑے ھجوم کا اکٹھا ھوجانا ممکن ھی نھیں تھا۔ انھوں نے گودھرا واردات کے بعد پھوٹ پڑنے والے تشدد کی روک تھام میں ناکامی کے لئے نریندر مودی حکومت کو ذمہ دار قرار دیا

یہ اچھی بات نہیں ہوگی۔ ہم لوگوں نے متعلقہ مقامات کا دورہ کیا۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر جینتی روی اور عوامی وفود کی نمائندگیاں وصول کیں۔ مرکزی وزیر نے کہا کہ گجرات میں 'امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی بحالی ترجیحی عمل ہے۔ انھوں نے تمام شعبہ جات زندگی کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ بحران کی اس گھڑی میں امن قائم کرنے اور بھائی چارہ کو فروغ دینے میں مدد کریں۔ انڈین یونین مسلم لیگ کے لیڈر جی ایم بنات والا نے کہا کہ ٹرین میں آگ لگانے کی واردات قابل مذمت ہے اور فرقہ وارانہ فسادات 'نسل کشی' ہیں۔ ان فسادات کا کوئی جواز نہیں ہے۔

مھاجن نے بھی اس وفد سے کھا تھاکه وفد کے اراکین کو انفرادی بیانات نھیں دینے ھیں۔ یه اچھی بات نھیں ھوگی۔

انڈین یونین مسلم لیگ کے لیڈر جی ایم بنات والا نے کھاکه ٹرین میں آگ لگانے کی واردات قابل مذمت ھے اور فرقه وارانه فسادات 'نسل کشی' ھیں۔ ان فسادات کاکوئی جواز نھیں ھے۔

----❖----

سیلاب لہو کا

قاتل نے جو دیکھا تھا کبھی خواب لہو کا
آیا ہے میرے شہر میں سیلاب لہو کا
جس قلعہ کی بنیاد تشدد پہ پڑی ہو
کھلتا ہے وہاں دیکھئے ایک باب لہو کا
ہٹلر ہے وہ سفاک ہے چنگیز ہلاکو
کس طرح سمجھ پائے گا آداب لہو کا
خدشہ ہے کہیں غرق نہ ہو جائے یہ عالم
بہتا ہوا دریا ہے یہ بیتاب لہو کا
کس کس سے شکایت ہو بھلا کس سے گلہ ہو
لیتے ہیں ابھی ذائقہ احباب لہو کا
محفوظ یہ رکھئے گا امانت کی طرح سے
یہ قطرہ مقدس ہے یہ نایاب لہو کا

ظفر رائے پوری

احمد آباد میں ہونے والی قتل وغارت گری منظّم سازش کا نتیجہ

فسادی لیڈروں کے پاس ہر علاقے کے مسلمانوں، ان کے مکانات اوران کی گاڑیوں تک کے نمبروں کی فہرستیں تھیں۔

(10 مارچ 2002 راشٹریہ سہارا ہندی دہلی)

احمد آباد، 9/ مارچ (اوم پرکاش تیواری رسہارا خبر)

شہر میں ہونے والی مار کاٹ اچانک نہیں ہوئی بلکہ اسکے پیچھے ایک پوری سازش تیار کی گئی تھی۔ شہری علاقوں میں زیادہ تر فسادی لیڈروں کے پاس ہر علاقے کی فہرست تھی جس کی بنیاد پر چن چن کر اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک خاص طبقے کے لوگوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ان لوگوں کے پاس گاڑی اور اسکوٹروں کے نمبر اور بڑی تعداد میں پیٹرول پایا جانا بھی ایک منظم سازش کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

احمد آباد شہر کے گلی کوچے اور بازار چیخ چیخ کر حقیقت بیان کر رہے ہیں، یہ بات دیگر ہے کہ ریاستی حکومت ان تمام حقائق کو بے بنیاد ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ شہر کے شاہی باغ علاقے سے ریلوے لائن کی طرف جاتے ہوئے تقریباً 10-12 دکانیں ایک ساتھ ہیں۔ ان دکانوں میں سے محض 2 دکانیں پھونکی گئی ہیں۔ ان میں ایک دکان تو غالباً درزی کی تھی جسکی دکان کا سامان نکال کر سڑک پر رکھ کر پھونکا گیا۔ جس سے دوسری دکانوں میں اس کے شعلے نہ پہنچ سکیں۔ شاہی باغ سے دلی دروازے کی طرف جانے والی سڑک پر دونوں طرف مکانات ہیں اور ان مکانات کے درمیان چند مکانوں کو جلایا گیا

احمد آباد شہر کے گلی کوچے اور بازار چیخ چیخ کر حقیقت بیان کر رہے ہیں، یہ بات دیگر ہے کہ ریاستی حکومت ان تمام حقائق کو بے بنیاد ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ شہر کے شاہی باغ علاقے سے ریلوے لائن کی طرف جاتے ہوئے تقریباً 10-12 دکانیں ایک ساتھ ہیں۔ ان دکانوں میں سے محض 2 دکانیں پھونکی گئی ہیں۔ ان میں ایک دکان تو غالباً درزی کی تھی جسکی دکان کا سامان نکال کر سڑک پر رکھ کر پھونکا گیا۔ جس سے دوسری دکانوں میں اس کے شعلے نہ پہنچ سکیں

ہے باقی ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اسی طرح پولس کمشنر دفتر کے ٹھیک سامنے والی سڑک پر ایک ہوٹل کو جلایا گیا ہے۔ پولس کمشنر دفتر سے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک پر تین دکانوں میں سے دو گیرج پھونکے گئے ہیں۔ یہی حال شہر کی بستیوں میں بھی ہوا ہے اور بڑے بڑے اپارٹمنٹوں میں بھی یہی حالت پائی جاتی ہے۔ نارن پورا علاقے میں واقع سوسائٹی کی کچھ خواتین نے بتایا کہ فسادی جب انکے اپارٹمنٹ میں گھسے تو پورے اپارٹمنٹ میں ہنگامہ مچ گیا کہ مارنے آگئے لیکن فسادیوں میں سے کچھ نے کہا کہ انھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ تو کچھ فلیٹوں کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بعد ان فسادیوں نے سوسائٹی میں گھس کر ایک خاص فرقے کے لوگوں کے فلیٹوں کو نشانہ بنایا اور ان میں لگے تالے کو توڑ کر سارا سامان لوٹ لیا اور باقی جو بچا اسے باہر لاکر جلادیا۔ یہ خواتین اپنی سوسائٹی کے اور اپنے نام نہیں دینا چاہتیں کیونکہ انھیں خطرہ ہے۔

فسادیوں نے پورے احمد آباد شہر میں لگاتار چار پانچ دن خوف کا ماحول بنائے رکھا۔ مثلاً شہر کے کچھ علاقوں میں جہاں مندر وغیرہ زیادہ تھے (جیسے نارن پورا، شاہی باغ، سی جی روڈ وغیرہ) ان علاقوں میں شام کو اسکوٹروں اور موٹر سائیکلوں پر سوار کچھ لوگ پہنچے اور بتایا کہ آج ادھر دوسرے فرقے کے لوگ نقصان کرنے آرہے ہیں لہٰذا وہ تیاری رکھیں، پھر کیا تھا رات ہونے پر سوسائٹی والے خود لاٹھی، ڈنڈے اور ہاکیاں لے کر بیٹھے رہتے تھے اور کشیدگی لگاتار قائم رہی۔ شہر کے پولس کمشنر پی سی پانڈے بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ متعدد علاقوں میں تو میں نے جب رات کو سوسائٹی والوں کو لاٹھی ڈنڈا لئے گھومتے دیکھا تو ان سے کہا کہ لوگ سو جائیں کیونکہ پولس گشت لگارہی ہے۔ یہ فسادی جب سوسائٹی میں پہنچتے تھے تو ان لوگوں کا ایک جتھہ پارکنگ میں جاکر موٹر سائیکل کار اور اسکوٹروں کے نمبر چیک کرتا تھا اور پھر مطلوبہ نمبر ملنے پر آگ لگادی جاتی تھی۔ مقامی لوگوں کے مطابق فسادی تو 8-10 ہوتے تھے باقی لوگ تو سامان لوٹنے کا

شاہی باغ سے دلی دروازے کی طرف جانے والی سڑک پر دونوں طرف مکانات ہیں اور ان مکانات کے درمیان چند مکانوں کو جلایا گیا ہے باقی ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اسی طرح پولس کمشنر دفتر کے ٹھیک سامنے والی سڑک پر ایک ہوٹل کو جلایا گیا ہے۔ پولس کمشنر دفتر سے اسٹیٹ گیسٹ ہائوس کی طرف جانے والی سڑک پر تین دکانوں میں سے دو گیرج پھونکے گئے ہیں۔ یہی حال شہر کی بستیوں میں بھی ہوا ہے

کام کرتے تھے۔ پورے احمد آباد میں جن علاقوں میں فساد ہوا ہے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ "اپنوں" کو بچا کر سارے کام کئے گئے ہیں۔ 27 فروری کی شام سے ہی احمد آباد میں جھوٹی افواہیں شروع ہو گئی تھیں جس سے لوگوں میں کشیدگی بڑھ رہی تھی۔ ان افواہوں کو پھیلانے والے اگلے دن دوپہر تک بڑی مقدار میں پٹرول، کیروسن وغیرہ کا انتظام کر چکے تھے اور مناسب وقت ملتے ہی انھوں نے اس میں چنگاری لگا دی۔ سوال یہ ہے کہ جب احمد آباد میں 28 فروری اور یکم مارچ کو ریاست گیر پیمانے پر بند تھا تو اتنی بڑی مقدار میں پیٹرول کہاں سے آیا جس سے پوری بستیاں جلائی جا سکیں؟

ان لوگوں کا ایک جتھہ پارکنگ میں جا کر موٹر سائیکل کار اور اسکوٹروں کے نمبر چیک کرتا تھا اور پھر مطلوبہ نمبر ملنے پر آگ لگا دی جاتی تھی۔ مقامی لوگوں کے مطابق فسادی تو 8-10 ہوتے تھے باقی لوگ تو سامان لوٹنے کا کام کرتے تھے۔ پورے احمد آباد میں جن علاقوں میں فساد ہوا ہے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ "اپنوں" کو بچا کر سارے کام کئے گئے ہیں

----❖----

دھرم کی آڑ میں یہ خونی سیاست نہ کرو
ورنہ برداشت کے پیمانے بھی بھر سکتے ہیں
اور پھر ملک کے ہر شہر میں ہر قصبے میں
کتنے جلتے ہوئے گجرات ابھر سکتے ہیں

☆

یہاں ٹھہرو، یہاں کی ایک نئی تاریخ لکھنی ہے
اسے کچھ لوگ گاندھی کا حسین گجرات کہتے ہیں
مگر یہ آج سیوک سنگھ کے خوابوں کی جنت ہے
یہاں کچھ حاکموں کے پالتو قاتل بھی رہتے ہیں

قیس رامپوری

''گجرات دہشت گردی کا ٹریلر ہے، فلم پورے ملک میں ریلیز ہوگی''

اس فلم کا ہدایت کار اسرائیل ہے لکھنؤ کے احتجاجی جلسہ میں مولانا کلب جواد کا انکشاف

(10 مارچ 2002 اردو ٹائمز ممبئی)

لکھنوء 9 مارچ (اردو ٹائمز بیورو) تاریخی چھوٹے امام باڑے کے سامنے آج گجرات میں گودھرا المیہ کے بعد مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت کے لئے شہر کے امن پسند افراد کی جانب سے ایک مظاہرہ ہوا جس میں شرکاء نے گجرات حکومت کو فوراً برطرف کرنے، وزیر اعلی نریندر مودی کے خلاف سخت کارروائی کرنے، مسلمانوں کو مکمل تحفظ فراہم کرنے اور معاوضہ دینے کا حکومت سے پرزور مطالبہ کیا۔ اس موقع پر مولانا کلب جواد نے نریندر مودی کی حکومت کو برخاست کرنے فسادیوں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ گودھرا ٹرین سانحہ کا بہانہ بنا کر گجرات میں جس بربریت اور حیوانیت کی سرپرستی میں مسلمانوں کے خلاف مظاہرہ کیا گیا اور بچوں، عورتوں اور مردوں کا قتل عام کیا گیا، زندہ جلایا گیا اور ان کی اربوں روپیوں کی جائداد کو لوٹا گیا تاریخ میں عدیم المثال ہے اور اس سے انسانیت کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ بھولے بھالے کارسیوکوں کو زندہ جلانے کا فرقہ پرست پارٹیاں راگ الاپ رہی ہیں'' انھوں نے کہا ''اب حقائق سامنے آنے لگے ہیں'' کہ یہ ''بھولے بھالے کارسیوک کیا کارنامے انجام دے رہے تھے۔ مولانا نے ایک اخبار میں شائع خبر کے حوالے سے

سلبرمتی ٹرین پر سوار کارسیوکوں نے گودھرا اور داهودا اسٹیشنوں پر مسلمان عورتوں، مردوں اور بزرگوں کے ساتھ جو توھین آمیز حرکتیں کی تھیں وہ سامنے آچکی ھیں۔ او راس کے رد عمل میں گودھرا کے پاس ٹرین سانحہ پیش آیا لیکن ٹرین کو آگ کس نے لگائی اس کا علم کسی کو نہیں"۔ مولانا نے کھا کہ "فرقہ پرست طاقتوں نے جس منتظم طریقے سے مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنایا اور 20ھزار مسلح افراد نے تین دن تک جس بے رحمی کا مظاھرہ کیا وہ چند گھنٹوں کا رد عمل نھیں تھا بلکہ اسکا خاکہ 1993ء کے ممبئی بم دھماکوں کے بعد ھی تیار کر لیا گیا تھا

کہا کہ سابرمتی ٹرین پر سوار کارسیوکوں نے گودھرا اور داہودا اسٹیشنوں پر مسلمان عورتوں، مردوں اور بزرگوں کے ساتھ جو توہین آمیز حرکتیں کی تھیں وہ سامنے آچکی ہیں۔ اور اس کے رد عمل میں گودھرا کے پاس ٹرین سانحہ پیش آیا لیکن ٹرین کو آگ کس نے لگائی اس کا علم کسی کو نہیں"۔ مولانا نے کہا کہ "فرقہ پرست طاقتوں نے جس منتظم طریقے سے مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنایا اور 20 ہزار مسلح افراد نے تین دن تک جس بے رحمی کا مظاہرہ کیا وہ چند گھنٹوں کا رد عمل نہیں تھا بلکہ اسکا خاکہ 1993ء کے ممبئی بم دھماکوں کے بعد ہی تیار کرلیا گیا تھا اور گجرات میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی صرف ایک ٹریلر تھا اور اب یہ فلم گجرات تجربہ کے بعد پورے ملک میں چلے گی، اس فلم کا ڈائریکٹر اسرائیل ہے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی تمام ہدایات وہیں سے دی جارہی ہیں" انھوں نے کہا کہ اگر اس ملک میں مسلمانوں کو زندہ رہنا ہے تو اپنی حفاظت کا خود انتظام کرنا ہوگا۔ اس مظاہرہ میں گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کا پتلا نذر آتش کیا گیا اور نریندر مودی مردہ باد، گجرات حکومت کو برخاست کرو کے نعرے لگائے گئے۔ مظاہرہ میں ٹیلے والی مسجد کے امام فضل الرحمٰن، مولانا رضا حسین، گوہر آغا، رادھے شیام شکلا، شمسیل شمسی نے بھی اپنی تقاریر میں گجرات حکومت برطرف کرنے اور نریندر مودی کے خلاف پوٹا کے تحت کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔

گجرات میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی صرف ایک ٹریلر تھا اور اب یہ فلم گجرات تجربہ کے بعد پورے ملک میں چلے گی، اس فلم کا ڈائریکٹر اسرائیل ہے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی تمام ہدایات وہیں سے دی جارہی ہیں" انھوں نے کہا کہ اگر اس ملک میں مسلمانوں کو زندہ رہنا ہے تو اپنی حفاظت کا خود انتظام کرنا ہوگا اس مظاہرہ میں گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کا پتلا نذر آتش کیا گیا

----❖----

ضرورت ہے کہ اب گجرات کے حکام یہ سوچیں
نئی نسل کہیں ایسا نہ ہوکہ درد بن جائے
وہ بچے جن کی آنکھوں نے بڑوں کا قتل دیکھا ہے
جواں ہوکر یہ ممکن ہے کہ دہشت گرد بن جائیں

قیس رامپوری

4 سالہ محمد گڈو اپنے چچا کی ہلاکت کا منظر کبھی نہیں بھولا

گڈو کی آنکھوں نے جو دیکھا ہے، اس کا اس کے ذہن پر ایسا اثر پڑا ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے وہ نہ روتا ہے، نہ کچھ بولتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ بس اسکی پر تجسس نگاہیں کچھ تلاش کر رہی ہیں

کولکتہ، 9 مارچ، گجرات کے بدترین فساد کے جاں سوز مناظر نے جہاں بڑوں کے پختہ ذہنوں کو ماؤف کر کے رکھ دیا وہیں کئی معصوم بچوں کے کچے ذہنوں پر بھی ایسے نقوش چھوڑ دیئے ہیں، جو شاید بھلانے کی کوشش کے باوجود بھی زائل نہ ہو پائیں۔

ہاوڑہ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر 19 پر ایک 4 سالہ لڑکا محمد گڈو اپنے 2 کرم فرماؤں کے ساتھ یہاں احمد آباد سے لایا گیا ہے۔ پلیٹ فارم پر رکھے اپنے سامان پر سہارا لئے بیٹھا ہے۔ اسکے چہرے کے سپاٹ تاثرات گواہی دے رہے ہیں کہ اس کے ذہن میں فساد کے بیتے ہوئے ہولناک مناظر کی گویا کوئی فلم چل رہی ہے۔ 4 سال کی یہ عمر کھلونوں سے کھیلنے کی ہوتی ہے لیکن اس بدقسمت گڈو نے احمد آباد میں کئی گھنٹے اپنے شفیق چچا کی جلی ہوئی لاش کے ساتھ بیٹھے گزارے ہیں۔

اسکے چہرے کے سپاٹ تاثرات گواهی دے رهے هیں که اس کے ذهن میں فساد کے بیتے هوئے هولناک مناظر کی گویا کوئی فلم چل رهی هے۔ 4سال کی یه عمر کھلونوں سے کھیلنے کی هوتی هے لیکن اس بدقسمت گڈو نے احمد آباد میں کئی گھنٹے اپنے شفیق چچا کی جلی هوئی لاش کے ساتھ بیٹھے گزارے هیں۔

گڈو کے والد اور چچا اسے لے کر چند دنوں قبل احمد آباد روزگار کی تلاش میں آئے تھے۔ والد کوٹ بنانے والی فیکٹری میں ملازم تھا اور فیکٹری کے ہی ایک حصہ میں گڈو بھی اپنے چچا کی نگرانی میں رہتا تھا۔ گودھرا ٹرین سانحہ کے بعد گجرات بدترین فساد کی لپیٹ میں آگیا۔ اس فیکٹری پر بھی سیکڑوں بلوائیوں نے دھاوا بول دیا۔ اس بچہ کی نگاہ کے سامنے اس کے شفیق چچا کے سر پر پے در پے کئی وار کیئے گئے، اسکے بعد اسکے بے حس جسم پر

بلوائیوں نے پیٹرول چھڑک کر آگ لگادی۔ فیکٹری کے ایک ورکر شمع ملک نے کسی طرح گڈو کو اٹھالیا، بلوائیوں نے اسے بھی چھیننے کی کوشش کی لیکن قسمت مہربان تھی۔ ملک نے اسے فیکٹری میں ہی ایک لکڑی کے بکس میں چھپا دیا۔ 48 گھنٹوں تک یہ معصوم اسی بکس میں بند رہا اور بکس کی دراڑ سے اپنے چچا اور دیگر کئی جلی ہوئی لاشوں کو دیکھتا رہا۔ فساد کا طوفان کچھ تھما تو ملک اور اجمل نامی 2 افراد بچہ کو لے کر اپنے وطن کولکتہ لوٹ آئے۔ بچہ کے والد کہاں ہیں، ان کا کیا حشر ہوا اس کا کسی کو علم نہیں۔ والد کا کہیں نظر نہ آنا بھی اس معصوم ذہن پر ایک صدمہ ہے، یہ دیگر بات ہے کہ کم سنی کی وجہ سے وہ اس کا اظہار کرنے سے معذور ہے۔

شمع ملک اور اجمل نامی یہ 2 افراد جو اس بچے کو بچا کر لائے ہیں۔ کہتے ہیں کہ گڈو کی آنکھوں نے جو دیکھا ہے اس سے اس کے ذہن پر ایسا اثر پڑا کہ ہم بیان نہیں کر سکتے وہ نہ روتا ہے نہ زیادہ بولتا ہے اسکی پر تجسس نگاہیں ایسا لگتا ہے کچھ تلاش کر رہی ہیں جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہ ایک ننھی سی جان کے لئے بہت زیادہ ہے۔

یہ دونوں کہتے ہیں ہم بھی کولکتہ کے رہنے والے میں ہم بھی احمد آباد گئے تھے لیکن واپس آگئے یہ کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ ٹرین سانحہ کی انھوں نے بھی مذمت کی لیکن یہ بھی کہا بربریت کا جو ننگا ناچ گجرات میں ہوا ہے اور جس طرح زندگیوں کا خون کیا گیا ہے۔ وہ بھیانک قسم کے دہشت گرد ہیں۔ ملک کہتا ہے ہم صحیح سلامت اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے دوسرے ساتھی، جو پتہ نہیں زندہ بھی ہیں یا نہیں، دعا کرتے ہیں کہ سلامتی کے ساتھ لوٹ کر آئیں۔

ملک اور اجمل نے تو اپنے احساسات کا اظہار کر دیا لیکن یہ بچہ زبان سے اپنے احساسات کا اظہار نہیں کر سکتا، ان ہولناک فسادات کے قہر کو اس کی خاموشی ہی سمجھنے والے کے لئے کافی ہے۔

----❖----

اس بچہ کی نگاہ کے سامنے اس کے شفیق چچا کے سر پر پے درپے کئی وار کئے گئے، اسکے بعد اسکے بے حس جسم پر بلوائیوں نے پیٹرول چھڑک کر آگ لگادی. فیکٹری کے ایک ورکر شمع ملک نے کسی طرح گڈو کو اٹھالیا، بلوائیوں نے اسے بھی چھیننے کی کوشش کی لیکن قسمت مهربان تھی. ملک نے اسے فیکٹری میں ھی ایک لکڑی کے بکس میں چھپا دیا.48گھنٹوں تک یہ معصوم اسی بکس میں بند رہا اور بکس کی دراڑ سے اپنے چچا اور دیگر کئی جلی ہوئی لاشوں کو دیکھتا رہا

یکم مارچ تک کسی بھی زخمی مسلمان کو اسپتال میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی

لوک سبھا میں گجرات فساد پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے پریہ رنجن داس منشی کا انکشاف

نئی دہلی۔ 11/مارچ (یو این آئی) کانگریس نے گجرات میں گودھرا ٹرین آتش زنی کے بعد برپا ہوئے پرتشدد واقعات سے نمٹنے میں وزیر داخلہ ایل کے اڈوانی اور ریاست کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو مبینہ ناکامی اور بے حسی پر آج انھیں برطرف کئے جانے کا مطالبہ کیا۔

لوک سبھا میں ضابطہ 193 کے تحت گجرات پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے کانگریس کے چیف وہپ پریہ رنجن داس منشی نے مسٹر اڈوانی پر زبردست نکتہ چینی کی اور کہا کہ انھیں اپنے عہدہ پر برقرار رہنے کا کوئی اخلاقی حق نہیں ہے۔ مسٹر داس منشی نے مسٹر اڈوانی پر الزام لگایا کہ وہ 27 فروری کی صبح تک گودھرا کے واقعات کے بارے میں تفصیلات حاصل نہیں کر سکے تھے اور انھوں نے کہا کہ ان واقعات کے کسی پکے "پرچارک" کو کوئی آئینی عہدہ نہیں سنبھالنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ یہ پکا پرچارک آئین کے لئے خطرہ اور ملک کی پیشانی پر داغ ہے اور اسلئے اسے دست بردار ہو جانا چاہیے۔ جب مسٹر داس منشی نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے یہ کہا کہ یکم مارچ تک کسی بھی زخمی مسلمان کو شہر کے اسپتالوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی تو ایوان میں زبردست شور شرابہ ہوا۔ مسٹر داس منشی نے وزیر اعظم پر بھی عوام سے امن اور ہم آہنگی قائم کرنے کی اپیل کرنے

لوک سبھا میں ضابطہ 193 کے تحت گجرات پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے کانگریس کے چیف وھپ پریہ رنجن داس منشی نے مسٹر اڈوانی پر زبردست نکتہ چینی کی اور کہا کہ انھیں اپنے عہدہ پر برقرار رھنے کا کوئی اخلاقی حق نہیں ھے۔ مسٹر داس منشی نے مسٹر اڈوانی پر الزام لگایا کہ وہ 27 فروری کی صبح تک گودھرا کے واقعات کے بارے میں تفصیلات حاصل نہیں کرسکے تھے اور انھوں نے کہا کہ ان واقعات کے کسی پکے "پرچارک" کو کوئی آئینی عہدہ نہیں سنبھالنا چاھیے

میں تاخیر کرنے کا الزام لگایا۔ انھوں نے کہا کہ مسٹر واجپئی گودھرا کے واقعہ کے فوراً بعد ایک کل جماعتی میٹنگ بلا سکتے تھے مگر انھوں نے قوم سے اپیل کرنے میں پانچ دن لگا دیے۔ انھوں نے الزام لگایا کہ ملک کی موجودہ صورت حال کو سمجھنے کی حکومت کو ذرا بھی فکر نہیں ہے۔ انھوں نے مسٹر واجپئی پر یہ الزام لگایا کہ انھوں نے پارلیمنٹ پر 13 دسمبر کو ہوئے حملے کو روکنے کی کوشش نہیں کی جبکہ خود حکومت نے اس سے چند دن پہلے اس طرح کے حملہ کا اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ احمد آباد میں اس طرح کے نعرے بھی سنائی دیئے کہ جو ہندو کے ہت (مفاد) میں ہوگا وہی دیش پر راج کریگا۔ مسٹر داس منشی نے مسٹر مودی پر الزام لگایا کہ انھوں نے یہ اشتعال انگیز بیان دیا کہ گجرات میں تشدد گودھرا کے واقعہ کا انتقام ہے۔ مسٹر منشی نے مزید کہا کہ اگر یہ بیان آر ایس ایس یا وی ایچ پی نے دیا ہوتا تو بات سمجھ میں آسکتی تھی مگر ریاست کے آئینی سربراہ کا اس طرح کا بیان نہایت قابل اعتراض ہے۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ پر لوٹ مار اور قتل و غارت گری سے چشم پوشی کرنے کا بھی الزام لگایا۔ کانگریسی رہنما نے کہا کہ وزیر اعظم نے گجرات کا دورہ نہیں کیا اور اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا کہ کابینہ نے وزیر داخلہ کے بجائے وزیر دفاع جارج فرنانڈیز کو گجرات بھیجنے کا فیصلہ کیوں کیا۔ انھوں نے کہا کہ مسٹر اڈوانی نے فساد زدہ ریاست کا دورہ 3 مارچ کو اس وقت کیا جب کہ کمل ناتھ کی قیادت میں کانگریس کا ایک وفد یہاں پہلے ہی سے موجود تھا۔

مسٹر واجپئی گودھرا کے واقعہ کے فوراً بعد ایک کل جماعتی میٹنگ بلاسکتے تھے مگر انھوں نے قوم سے اپیل کرنے میں پانچ دن لگادیے۔ انھوں نے الزام لگایا کہ ملک کی موجودہ صورت حال کو سمجھنے کی حکومت کو ذرا بھی فکر نہیں ہے۔ انھوں نے مسٹر واجپئی پر یہ الزام لگایا کہ انھوں نے پارلیمنٹ پر 13 دسمبر کو ہوئے حملے کو روکنے کی کوشش نہیں کی جبکہ خود حکومت نے اس سے چند دن پہلے اس طرح کے حملہ کا اندیشہ ظاہر کیا تھا

----❖----

ہر یزید وقت نے حق بات پر سر کاٹ کر
نوک نیزا پر چڑھایا کر دیا اونچا ہمیں

ماجد رمن

انتہائی منظّم انداز میں اقلیتوں کو مٹانے کی کوشش کی گئی

فسادیوں نے ووٹر لسٹ کی مدد سے نشانے مقرر کئے، گجرات کے فساد زدگان کی المناک کہانی

فسادیوں کے پاس رائے دہندگان کی فہرست تھی اور اس کا غلط استعمال کیا گیا، کیونکہ انھوں نے اکثریتی علاقوں میں رہنے والے اقلیت کے افراد کو ھی نشانہ بنایا۔ کچھ متاثرین کے مطابق ٹھیک اسی طرح اقلیتوں کے ہوٹلوں، دکانوں اور مکانوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ انھیں لوٹ کر آگ کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے لائسنس اور دوسری دستاویز کا سہارا لیا

احمد آباد، 12 مارچ (ایجنسیاں)

فساد زدہ گجرات میں رہنے والی اقلیتوں کا الزام ہے کہ حالیہ اقلیت کش فسادات میں انتہائی منظم طریقے سے انھیں مٹانے کی کوشش کی گئی۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح سے حملے کئے گئے، اس سے لگتا ہے کہ فسادیوں کے پاس رائے دہندگان کی فہرست تھی اور اس کا غلط استعمال کیا گیا، کیونکہ انھوں نے اکثریتی علاقوں میں رہنے والے اقلیت کے افراد کو ہی نشانہ بنایا۔ کچھ متاثرین کے مطابق ٹھیک اسی طرح اقلیتوں کے ہوٹلوں، دکانوں اور مکانوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ انھیں لوٹ کر آگ کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے لائسنس اور دوسری دستاویز کا سہارا لیا۔ نریندر مودی کے ساتھ اسکول کے دنوں سے اپنی پہچان کا دعویٰ کرتے ہوئے ایک ہوٹل مالک نے کہا کہ غریبوں کے لئے بنے ہوٹل اور رین بسیروں سمیت پانچ ہوٹلوں پر حملے کئے گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ اکثریتی علاقوں میں رہنے والے انتہا پسند ہندوؤں نے محلوں سے ان کا نام و نشان مٹانے کی پوری کوشش کی۔ فسادیوں نے تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا۔ وہ 1950ء میں کافی حد تک کامیاب رہے تھے۔ گل مہر سوسائٹی نام کی ایک عالی شان بستی پہلے مسلمانوں کی تھی اب وہاں ایک بھی مسلمان نہیں رہتا۔ بعض افراد کا کہنا ہے کہ گودھرا سانحہ سے ناراض لوگوں نے صفایا مہم کے تحت احمد آباد کے کئی حصوں میں ووٹر لسٹ کو ہتھیار کی طرح

استعمال کیا اور اقلیتوں کا قتل عام کیا۔ ایک پولس افسر کے مطابق ووٹر لسٹ کا سہارا لے کر انھوں نے جسے چاہا نشانہ بنایا اور کافی چالاکی سے کیا گیا۔

اپنا نام خفیہ رکھنے کی شرط پر مذکورہ افسر نے کہا کہ ملک میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی پر تشدد واردات ہے جس میں دستاویزوں کا اس طرح سے سہارا لیا گیا۔ ہم نے آسام اور بھاگلپور میں بھی فرقہ وارانہ فسادات دیکھے ہیں، لیکن یہ حکمت عملی کہیں بھی اختیار نہیں کی گئی۔ جوہو پورا کے ایک راحتی کیمپ میں موجود ایک خاتون نے بتایا کہ ووٹر لسٹ سے فسادیوں کا کام آسان ہو جاتا ہے اور انھیں اپنے نشانے تلاش کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی، لیکن دوسرے لوگوں کا ماننا ہے کہ دستاویزوں کا استعمال گجرات میں پہلی بار نہیں ہوا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کبیر اور ملینیم جیسے ناموں والی کھانے پینے کی کئی دکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ اور تو اور اکثریتی فرقے کے لوگوں کے ساتھ شراکت میں چل رہے اقلیتی فرقے کے کاروباری اداروں کو بھی چن چن کر ختم کیا گیا۔ بیمہ ایجنٹ اقبال طحہٰ کا کہنا ہے کہ یہ اکثریت کے لئے ایک واضح پیغام ہے کہ وہ اقلیت سے اپنے کاروباری رشتے ختم کر دیں۔ اپنے چار بچوں کو کھو چکی بڑودہ کی رفیق بانو نے کہا کہ لوگ لالچ میں بغیر کسی تفریق کے دوسروں کو لوٹتے ہیں، لیکن یہاں تو ہمیں خاص طور سے نشانہ بنا کر لوٹا گیا اور بھکاری بنا کر چھوڑ دیا گیا۔ ان فسادات میں ریاستی سرکار کے ملوث ہونے کے الزامات کو اس بنیاد پر بھی تقویت ملی ہے کہ 28 فروری کو ٹریفک پولس سڑکوں پر نظر نہیں آئی۔ اس پر ایک اعلیٰ پولس افسر کا کہنا تھا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں، جن فسادیوں کو ریاست کی پوری پولس فورس قابو میں نہیں کر سکی ہمارے لوگ سیٹی بجا کر انھیں روک لیتے۔ یہاں تک کہ احمد آباد میں بھی فائر بریگیڈ کا عملہ نظر نہیں آیا، جس وقت پورا شہر آگ میں جل رہا تھا۔ فائر بریگیڈ چین کی بنسی بجا رہا تھا، یہ صورت حال انتہائی خطرناک رجحانات کی نشاندہی کرتی ہے۔

اپنا نام خفیہ رکھنے کی شرط پر مذکورہ افسر نے کہا ملک میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی پر تشدد وارادات ہے جس میں دستاویزوں کا اس طرح سے سہارا لیا گیا ہم نے آسام اور بھاگلپور میں بھی فرقہ وارانہ فسادات دیکھے ہیں لیکن یہ حکمت عملی کہیں بھی اختیار نہیں کی گئی

کبیر اور ملینیم جیسے ناموں والی کھانے پینے کی کئی دکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ اور تو اور اکثریتی فرقے کے لوگوں کے ساتھ شراکت میں چل رہے اقلیتی فرقے کے کاروباری اداروں کو بھی چن چن کر ختم کیا گیا

---- ❖ ----

احمد آباد میں 16 ویں صدی کی تاریخی مسجد مکمل طور پر زمین دوز

احمد آباد 15/ مارچ، احمد آباد کے فرقہ وارانہ فسادات میں درندگی پر آمادہ جنونی ہجوم کے ہاتھوں وحشت بربریت کی جو انسانیت سوز وارداتیں رونما ہوئی ہیں ان میں ایک تاریخی مسجد کی شہادت بھی شامل ہے۔ ایشان پور علاقہ میں جیٹھا بائی باوڑی کے قریب واقع یہ مسجد حالیہ فساد میں بالکل زمین دوز کر دی گئی۔ فسادات کے دوران ہی ایک رات کو اسے بلڈرزروں ہیوی ڈیوٹی کرینوں کے ذریعہ فسادیوں نے تہس نہس کر دیا۔ لیکن کن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے اس کا اندازہ نہیں لگ سکا ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ نے واضح کیا ہے کہ یہ مسجد فسادات پر آمادہ مجمع کے حملہ سے نہیں بلکہ انتہائی منظم اور منصوبہ بند طریقہ سے شہید کی گئی ہے لیکن اس سلسلہ میں پولس اور میونسپل کارپوریشن کے لوگ کچھ بتانے کو تیار نہیں ہیں۔ محکمہ آثار قدیمہ کا سینئر کنزرویشن اسٹنٹ مسٹر وی نامر کا کہنا ہے کہ بغیر بھاری مشنری کے استعمال سے مسجد مسمار نہیں جا سکتی۔ آثار قدیمہ کے تحفظ والی یہ مسجد سلطان محمود کے ایک معاون ملک ایشان نے تعمیر کرائی تھی۔ مسٹر نامر نے کہا کہ میں نے پتہ لگانے کی کوشش کی کہ یہ مسجد کس طرح مسمار کر دی گئی تو یہی بتایا گیا کہ فسادیوں نے اسے تہس نہس کر دیا کسی نے یہ نہیں بتایا کہ کس انداز سے منہدم کی گئی۔ انھوں نے بتایا کہ اس عمارت کی تعمیر میں کم سے کم دو سال کا وقت لگے گا۔ اب سے سات سال قبل محکمہ آثار قدیمہ نے تمام مسجدوں کی ازسرنو تزئین وآرائش کی تھی۔ اس طرح ایک اور محفوظ تاریخی عمارت کو فسادیوں نے نقصان پہنچایا ہے۔ ایک مسجد محافظ خان جوگھی کانٹا میں واقع ہے اس مسجد کی چہار دیواروں اور بالائی حصہ کو نقصان پہنچایا ہے۔

----✣----

جنونی هجوم کے هاتهوں وحشت بربریت کی جو انسانیت سوز وارداتیں رونما هوئی هیں ان میں ایک تاریخی مسجد کی شهادت بهی شامل هے ایشان پور علاقه میں جیٹها بائی باوڑی کے قریب واقع یه مسجد حالیه فساد میں بالکل زمین دوز کردی گئی فسادات کے دوران هی ایک رات کو اسے بلڈرزروں هیوی ڈیوٹی کرینوں کے ذریعه فسادیوں نے تهس نهس کردیا.

گجرات فساد میں کم سے کم دو ہزار افراد مارے گئے

منظّم انداز میں اقلیتی فرقہ کو ہی مارا اور لوٹا گیا: تفتیشی وفد کی رپورٹ

ممتاز صحافی وشو ناگر تیستا سیتلواڑ، جواہر لال نہرو یونیورسٹی ٹیچنگ اسٹاف یونین کے صدر کمل متر چنائے اور پر سنجیت بوس نے آج یہاں نامہ نگاروں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جس منظم طریقے سے مشتعل بھیڑ نے چن چن کر اقلیتی فرقے کے گھروں اور تجارتی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا، اس سے صاف ہے کہ یہ سب منصوبہ بند تھا اور ایک طویل عرصہ تک اکھٹی کی گئی معلومات بھیڑ کو مہیا کرائی گئیں۔

نئی دہلی 19/مارچ (ایجنسیاں)

گجرات کا فساد فرقہ وارانہ نہیں ہے بلکہ منظم طریقے سے ایک مخصوص فرقے کے لوگوں کو لوٹا اور مارا گیا ہے۔ صحافیوں اور سماجی کارکنوں کے ایک وفد نے گجرات کا دورہ کرنے کے بعد اس تجزیہ کا اظہار کیا۔ انھوں نے کہا کہ سرکاری مشینری کی کھلی شہ اور مدد سے نسل کشی کی مکمل تیاری کے ساتھ اور تمام اسلحوں سے لیس مشتعل ہجوم نے جس طرح کارروائیاں انجام دیں اسے گودھرا کی دہشت ناک کارروائی کا ممکنہ ردعمل نہیں کہا جا سکتا۔ صہمت کی جانب سے گئے اس تفتیشی وفد میں ممتاز صحافی وشو ناگر تیستا سیتلواڑ، جواہر لال نہرو یونیورسٹی ٹیچنگ اسٹاف یونین کے صدر کمل متر چنائے اور پر سنجیت بوس نے آج یہاں نامہ نگاروں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جس منظم طریقے سے مشتعل بھیڑ نے چن چن کر اقلیتی فرقے کے گھروں اور تجارتی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا، اس سے صاف ہے کہ یہ سب منصوبہ بند تھا اور ایک طویل عرصہ تک اکھٹی کی گئی معلومات بھیڑ کو مہیا کرائی گئیں۔

آج جاری کی گئی تفتیشی وفد کی رپورٹ میں الزام لگایا گیا کہ پر تشدد واقعات میں

کم از کم دو ہزار لوگ مارے گئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق گجرات کے کئی اضلاع اور گاؤں میں اب بھی مسخ شدہ لاشیں برآمد ہو رہی ہیں۔ اور کئی جگہوں پر لاشیں اس طرح جل گئی ہیں کہ مہلوکین کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا مشکل تھا۔ انتظامیہ کے سینئر افسران نے اعتراف کیا کہ اب بھی ڈھائی ہزار لوگ لاپتہ ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عمارتوں اور دکانوں میں دھماکوں کے لئے بڑی تعداد میں گیس سلنڈروں کا استعمال کیا گیا۔ مختلف شہریوں کے حوالے سے رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ بھیڑ کے ساتھ ٹرکوں میں بھر کر گیس سلنڈر لائے گئے۔ دکانوں کے شٹر اور گھروں کی لوہے کی گرل کاٹنے کے لئے گیس کٹر جیسے آلات کا استعمال کیا گیا۔ کچھ بستیوں کی چہار دیواری گرانے کے لئے بھی ٹرکوں کا استعمال کیا گیا۔ رپورٹ میں الزام لگایا ہے کہ فسادی بھیڑ کے حملوں کے دوران پولس صرف تماشائی بنی رہی بلکہ کچھ جگہوں پر پولس نے حملے کی مخالفت کرنے والوں پر ہی گولی چلائی۔ جان بچا کر بھاگ رہے لوگوں کا بھی راستہ روکا۔

رپورٹ کے مطابق کئی بازاروں میں پچاسوں دکانوں کے درمیان میں چن چن کر مسلمانوں کی دکانوں کو جلایا اور لوٹا گیا۔ کئی منزلہ عمارتوں میں ایک یا دو فلیٹ کو چن کر جلایا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بھیڑ کے پاس پہلے سے تیار شدہ نقشے اور اطلاعات تھیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پناہ گزیں کیمپوں میں رہ رہے لوگوں نے تفتیشی افسران کا نام لے کر الزام لگایا کہ وہ لوٹ اور آتشزنی کرنے والی بھیڑ کی قیادت کر رہے تھے۔ وفد میں شامل لوگوں نے کہا کہ گجرات کی موجودہ حالت میں ریاستی سرکار کے ذریعہ قائم جانچ کمیٹی غیر جانبدارانہ رپورٹ نہیں دے سکتی، اسلئے سپریم کورٹ کے موجودہ کسی جج سے طے شدہ وقت کے مطابق جانچ کرائی جانی چاہیے۔

----❖----

رپورٹ کے مطابق کئی بازاروں میں پچاسوں دکانوں کے درمیان میں چن چن کر مسلمانوں کی دکانوں کو جلایا اور لوٹا گیا۔ کئی منزلہ عمارتوں میں ایک یا دو فلیٹ کو چن کر جلایا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ھے کہ بھیڑ کے پاس پہلے سے تیار شدہ نقشے اور اطلاعات تھیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ھے کہ پناہ گزیں کیمپوں میں رہ رہے لوگوں نے تفتیشی افسران کا نام لے کر الزام لگایا کہ وہ لوٹ اور آتشزنی کرنے والی بھیڑ کی قیادت کر رہے تھے۔ وفد میں شامل لوگوں نے کہا کہ گجرات کی موجودہ حالت میں ریاستی سرکار کے ذریعہ قائم جانچ کمیٹی غیر جانبدارانہ رپورٹ نہیں دے سکتی

گجرات میں 500 مساجد، درگاہیں اور امام باڑے مسمار کر دیئے گئے

فساد سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد پیپلز یونین فار ہیومین رائٹس کی رپورٹ

(12 اپریل 2002 راشٹریہ سہارا)

پورے گجرات میں مسلمانوں کے خلاف یک طرفہ کارروائی کی گئی اور 500 کے قریب مساجد، درگاھیں اور امام باڑے مسمار کر دئے گئے اور ان کی جگہ پر اکثریتی فرقے کے معاھد قائم کردئے گئے ھیں۔ رپورٹ میں کھا گیا ھے کہ فساد کے دوران ریاستی سرکار کے وزراء، ممبر ان اسمبلی اور وشو ھندو پریشد کے لیڈران پولس کنٹرول روم میں بیٹھ کر انتھا پسندوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رھے

الہ آباد، یکم اپریل (سہارا خبر)

گجرات کے مسلم کش فساد کی جانچ اور متاثرہ علاقے کا دورہ کرنے کے بعد انسانی حقوق تنظیم پیپلز یونین فار ہیومین رائٹس (پی یو ایچ آر) نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ پورے گجرات میں مسلمانوں کے خلاف یک طرفہ کارروائی کی گئی اور 500 کے قریب مساجد، درگاہیں اور امام باڑے مسمار کر دیئے گئے اور ان کی جگہ پر اکثریتی فرقے کے معابد قائم کر دیئے گئے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فساد کے دوران ریاستی سرکار کے وزراء، ممبران اسمبلی اور وشو ہندو پریشد کے لیڈران پولس کو کنٹرول روم میں بیٹھ کر انتہا پسندوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہے۔ رپورٹ کے مطابق گجرات کے مسلم کش فساد کے لئے ریاستی حکومت پوری طرح ذمہ دار ہے۔ گجرات کے دورے کے بعد پی یو ایچ آر کے سینئر کارکن اور جے این یو اسٹوڈنٹس یونین کے سابق صدر پرنیہ کرشن نے آج یہاں 3 رکنی ٹیم کے دورے کی رپورٹ جاری کی۔

واضح رہے کہ پرنیہ کرشن ٹیم کی قیادت کر رہے تھے۔ رپورٹ میں گجرات کے

دورے کے دوران وہاں کے حالات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ خاص کر بے گھر ہونے والے مسلمانوں کی حالت زار اور ان پر ہونے والے مظالم کی داستان ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پناہ گزین کیمپ میں رہ رہے مسلمانوں کے خوف کا عالم یہ ہے کہ فساد کے ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے گھروں کو واپس نہیں جانا چاہتے ہیں۔ ان کو ڈر ہے کہ ان لوگوں کو زندہ جلا دیا جائے گا۔ گجرات انتظامیہ کے بارے میں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پولس میں کانسٹبل اور انسپکٹر کی سطح پر بڑے پیمانے پر بجرنگ دل کے کارکنان بھی گجرات سرکار نے بھرتی کئے تھے اور سنگھ پریوار سے جڑے لوگوں کو بھی داخل کیا گیا ہے۔ لوگ فساد کے دوران اپنی تنظیموں سے رہنمائی حاصل کر رہے تھے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گجرات میں حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ قصوروار لوگوں کے خلاف پولس میں ابتدائی رپورٹ تک درج کروانے سے لوگ گریز کرتے رہے کیونکہ قصوروار لوگ سنگھ پریوار سے جڑے ہیں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ فسادات کے دوران سنگھ پریوار کی جانب سے تقسیم کئے جانے والے ترشول اور تلوار کا استعمال بڑے پیمانہ پر ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلم طبقے کی گاڑیاں جان بوجھ کر نذر آتش کی جا رہی ہیں تا کہ مسلمان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہونے پائیں۔

رپورٹ میں وشو ہندو پریشد کے بارے میں کہا گیا ہے دورے کے دوران پایا گیا کہ جن علاقوں میں مسلمان اب تک محفوظ رہے ہیں وہاں بھی حالات کو سنگین بنانے کے لئے اشتعال انگیزی کی جا رہی ہے۔ گجرات حکومت کو فساد کا پورا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت کی مدد سے چلائی گئی مسلم مخالف مہم خفیہ سطح پر ابھی جاری ہے۔ رپورٹ میں مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ پورے واقعات کی جانچ اعلیٰ سطح سے کرائے تا کہ مسلم کش فساد کی سازش کا پردہ فاش ہو سکے۔

-----❖-----

رپورٹ میں وشو ہندو پریشد کے بارے میں کہا گیا ھے دورے کے دوران پایا گیا کہ جن علاقوں میں مسلمان اب تک محفوظ رہے ہیں وہاں بھی حالات کو سنگین بنانے کے لئے اشتعال انگیزی کی جارہی ھے. گجرات حکومت کو فساد کا پورا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ھے کہ حکومت کی مدد سے چلائی گئی مسلم مخالف مہم خفیہ سطح پر ابھی جاری ھے. رپورٹ میں مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ھے کہ وہ پورے واقعات کی جانچ اعلیٰ سطحی سے کرائے تاکہ مسلم کش فساد کی گہری سازش کا پردہ فاش ہوسکے.

گجرات کے فسادزدگان فاقہ کشی کا شکار

مسلسل کرفیو کی وجہ سے قیدیوں سے بھی بدتر حالت

احمد آباد 6/اپریل (پی ٹی آئی)

فسادزدہ گجرات کے احمد آباد شہر میں اقلیتی فرقے کے خوفزدہ لوگ اپنے علاقے سے باہر نہ نکل پانے کی وجہ سے قیدیوں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور یہاں کے کئی علاقوں میں لوگوں کو بھکمری کا سامنا پڑ رہا ہے۔ شاہ عالم علاقے میں رہنے والے شفیع بھائی نے بتایا کہ مجھے ابھی بھی کالونی سے باہر جانے میں ڈر لگتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ خود وزیراعظم واجپئی بھی دو دن پہلے ریاست کے اپنے ایک روزہ دورہ میں شاہ عالم آئے تھے اور انھوں نے یہاں کے کیمپ کا بھی دورہ کیا تھا۔

اقلیتی فرقہ کو لوگوں کے الگ تھلگ پڑ جانے اور ایک ہی مقام پر بھاری تعداد میں جمع ہونے کی وجہ سے غذائی اجناس کی سپلائی میں دقت آ رہی ہے۔ مقامی مدرسہ کے مدرس اور راحتی کیمپ کے سرگرم کارکن محبوب الرحمٰن قاسمی نے بتایا کہ کچھ علاقوں میں بھکمری جیسی سنگین صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ لوگ باہر نکلنے میں خوف محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی ہیں۔ کئی جگہ خواتین اور بچے نامہ نگاروں کو دیکھ کر انہیں راحتی کیمپ کا ممبر سمجھ کر اناج مانگنے لگے۔ اسی طرح یومیہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے گھروں میں فاقہ کی نوبت آ گئی ہے۔ دکانوں میں بھی اسٹاک ختم ہو رہا ہے اور وہاں سے انھیں ادھار دینے سے منع کر دیا ہے۔ فسادیوں نے اناج کی دکانوں کو بھی آگ لگا دی جو اقلیتی فرقہ کی تھیں۔

----❖----

علاقوں میں بھکمری جیسی سنگین صورت حال پیدا ہوگئی ہے لوگ باہر نکلنے میں خوف محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہوچکی ہیں۔ کئی جگہ خواتین اور بچے نامہ نگاروں کو دیکھ کر انہیں راحتی کیمپ کا ممبر سمجھ کر اناج مانگنے لگے۔ اسی طرح یومیہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے گھروں میں فاقہ کی نوبت آگئی ہے۔ دکانوں میں بھی اسٹاک ختم ہو رہا ہے اور وہاں سے انہیں ادھار دینے سے منع کر دیا ہے۔ فسادیوں نے اناج کی دکانوں کو بھی آگ لگادی جو اقلیتی فرقہ کی تھیں۔

فسادیوں کے ساتھ واجپئی نے گجرات کا دورہ کیا

فسادروکنے میں مرکز کی نیت مشتبہ سونیا گاندھی کاالزام

(7اپریل 2002راشٹریہ سہارا)

نئی دہلی 6/اپریل (سہاراخبر)

کانگریس صدرسونیا گاندھی نے آج وزیراعظم پرالزام لگایا کہ گجرات دورہ میں انھوں نے اپنے ساتھ انھیں لوگوں کورکھا جن کا گجرات کے فساد میں اہم کردار تھا۔ ساتھ ہی انھوں نے ریاست کے موجودہ حالات کے لئے مرکز کوذمہ دارقرار دیتے ہوئے اس پر جانبدارانہ رویہ اپنانے کا الزام بھی عاید کیا۔آل انڈیا سیوادل کی قومی کانفرنس کے افتتاح کے موقعہ پر انھوں نے کہا کہ گودھرا سانحہ کے ایک ماہ بعد وزیراعظم نے گجرات کادورہ کیا جواپنے آپ میں خودقابل مذمت ہے۔آرایس ایس کا نام لئے بغیرسونیا گاندھی نے کہا جس نظریہ کے تحت مہاتما گاندھی کوقتل کیا گیا،اسی کی طرز پر گجرات کے مختلف حصوں میں منصوبہ بند طریقہ سے قتل و غارت برپا کیا گیا۔گجرات میں جو کچھ ہوا وہ ایک دستاویز کی طرح ہے، جسے مرکز اور گجرات سرکار چھپانہیں سکتیں۔انھوں نے نریندرمودی کو برخاست کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔سونیا گاندھی نے کہا کہ مرکز نے انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کوردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ایسا لگتا ہے کہ گجرات کوسنبھالنے میں مرکز کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔

----❖----

سونیا گاندھی نے کہا جس نظریہ کے تحت مہاتما گاندھی کو قتل کیا گیا، اسی کی طرز پر گجرات کے مختلف حصوں میں منصوبہ بند طریقہ سے قتل و غارت برپا کیا گیا۔گجرات میں جو کچھ ہوا وہ ایک دستاویز کی طرح ہے، جسے مرکز اور گجرات سرکار چھپا نہیں سکتیں۔ انھوں نے نریندر مودی کو برخاست کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔سونیا گاندھی نے کہا کہ مرکز نے انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ گجرات کو سنبھالنے میں مرکز کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔

یہ ہے نریندر مودی کا گجرات ہے

اجتماعی عصمت دری کے بعد مسلم خواتین کو

زندہ جلادیا گیا

عورتوں پر مظالم اور بربریت نے بوسنیا میں سربیا کی درماندگی کی یاد دلادی ☆ گجرات کے دورہ کے بعد خواتین کے پینل کی لرزہ خیز رپورٹ

نئی دہلی 16/اپریل (یو این آئی) خواتین کے ایک پینل نے گجرات کے دورے کے بعد کہا ہے کہ ریاست میں حالیہ فرقہ وارانہ غارت گری کے دوران خواتین کو ناقابل تصور غیر انسانی اور وحشیانہ جنسی تشدد کا شکار بنایا گیا۔ پینل نے مطالبہ کیا ہے کہ ان مظلوم خواتین کو انصاف دلانے کے لئے ایک خصوصی ٹری بیونل قائم کیا جائے اور مجرموں کو سزا دلائی جائے۔ 6رکنی پینل نے اپنی رپورٹ میں جس کا عنوان ''گجرات عوام اور اقلیتی خواتین'' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو سنگین جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے جس میں زنا بالجبر، اجتماعی عصمت دری، ننگا کرنا اور اس طرح کے دیگر ناقابل بیان وحشیانہ جنسی جرائم شامل ہیں۔ عصمت دری اور زنا بالجبر کی شکار خواتین کو زندہ جلادیا گیا۔ حقوق خواتین کی مشہور اور ممتاز کارکن اور مسلم ویمن فورم کی صدر نشیں سیدہ حمیدہ نے جو مذکورہ پینل کی سربراہ تھیں یہاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ خواتین کو جس طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے شواہد ملے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کے خلاف ان جرائم کے ارتکاب میں پولس بھی ملوث تھی۔ پینل نے بتایا کہ عورتوں کے تحفظ کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ کوئی خاتون پولس تعینات نہیں کی

نامہ نگاروں کو بتایا کہ خواتین کو جس طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ھے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا. ایسے شواھد ملے ھیں جس سے یہ ظاھر ھوتا ھے کہ خواتین کے خلاف ان جرائم کے ارتکاب میں پولس بھی ملوث تھی. پینل نے بتایا کہ عورتوں کے تحفظ کی کوئی کوشش نھیں کی گئی. کوئی خاتون پولس تعینات نھیں کی گئی اور نہ ھی ان واقعات میں بچ جانے والی خواتین کی ایف آئی آر درج کی گئی

گئی اور نہ ہی ان واقعات میں بچ جانے والی خواتین کی ایف آئی آر درج کی گئی۔ پینل نے مزید کہا کہ ریاست میں ایسا کوئی ادارہ جاتی میکانزم موجود نہیں ہے، جس کے ذریعہ ان خواتین کو انصاف دلایا جا سکے۔ ایک غیر سرکاری تنظیم ''نیر نترن'' کی مالنی گھوش نے بتایا کہ پہلی بار خواتین پر اس طرح کے انتہائی وحشیانہ مظالم ڈھائے گئے یہاں تک کہ نابالغ لڑکیوں اور بال بچے والی عورتوں کو بھی نہیں بخشا گیا اور ان کی اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ بہت سی خواتین کی شرم گاہوں سے ڈنڈے نکالے گئے۔ اور سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ زیادہ تر واقعات میں پولس نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا۔ گھوش نے مطالبہ کیا کہ جنسی تشدد کے ثبوت فراہم کرنے کے لئے ایک خصوصی ٹریبونل قائم کیا جائے اور مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے اور ریاستی حکومت کو چاہئے کہ وہ ان بدترین مظالم کی شکار خواتین کے لئے ایک باز آبادکاری پیکج کا اعلان کرے اور انھیں طبی امداد کے ساتھ ساتھ ان کے نفسیاتی علاج کا بھی بندوبست کرے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ان معاملوں میں روایتی طبی ثبوت کو زنا بالجبر ثابت کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ متاثرہ خواتین میں متعدد ایسی ہیں جو جنگلوں میں چھپنے کے لئے مجبور ہو گئیں تھیں یا کیمپوں میں ناگفتہ بہ حالات میں رہ رہی ہیں اور وہ رپورٹ درج کرانے کے لئے بروقت اپنا طبی معائنہ نہیں کرا سکتی تھیں۔ اس پینل کی ایک اور رکن فرحانہ نقوی نے گجرات میں خواتین پر حملوں کا موازنہ بوسنیا کے کیمپوں سے کیا جہاں خواتین کی آبروریزی عام تھی۔ جسکا جسمانی، معاشی اور نفسیاتی اعتبار سے ان خواتین پر زبردست اثر پڑا ہے اور اس سلسلے میں مدد کرنے کے لئے ریاست کی طرف سے کوئی کوشش نہیں ہو رہی ہے۔

گھوش نے مطالبہ کیا کہ جنسی تشدد کے ثبوت فراہم کرنے کے لئے ایک خصوصی ٹریبونل قائم کیا جائے اور مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے اور ریاستی حکومت کو چائیے کہ وہ ان بدترین مظالم کی شکار خواتین کے لئے ایک باز آباد کاری پیکج کا اعلان کرے اور انھیں طبی امداد کے ساتھ ساتھ ان کے نفسیاتی علاج کا بھی بندوبست کرے۔

----❖----

گجرات میں فساد جاری رہنے پر امریکہ کا اظہار تشویش

دونوں فرقوں سے صبر وتحمل اور آپسی اختلافات کا پر امن حل تلاش کرنے کی اپیل

واشنگٹن،16 اپریل (پی ٹی آئی) امریکہ نے گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس طرح کی لڑائی سے کسی کا بھی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہندو اور مسلم فرقوں کو چاہئے کہ آپسی اختلافات کا پر امن حل تلاش کریں۔ امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان فلپ ریکر نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات سے سبھی خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ ہندوستان ایک طویل عرصہ سے اپنے کثیر المذاہب اور سیکولر ملک ہونے پر فخر کرتا رہا ہے۔

فلپ ریکر نے کل یہاں معمول کی بریفنگ کے دوران کہا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ فریقین اختلافات کا پرامن حل تلاش کریں۔ کیونکہ اس طرح کا تشدد بے گناہ لوگوں کی جان لیتا ہے۔انھوں نے کہا کہ نائب وزیر خارجہ کرسٹینا روکا نے اپنے حالیہ دورہ ہند کے موقع پر امریکہ کے اس موقف کو واضح کر دیا ہے۔ گجرات کے پر تشدد واقعات کے بارے میں ہمارے خیالات بالکل عیاں ہیں۔ واضح ہو کہ کرسٹینا روکا نے ان فسادات کی مذمت کرتے ہوئے دونوں فریقوں کو صبر وتحمل سے رہنے کا مشورہ دیا تھا۔

----❖----

نائب وزیر خارجہ کرسٹینا روکا نے اپنے حالیہ دورہ ھند کے موقع پر امریکہ کے اس موقف کو واضح کر دیا ھے۔ گجرات کے پر تشدد واقعات کے بارے میں ھمارے خیالات بالکل عیاں ھیں۔ واضح ھو کہ کرسٹینا روکا نے ان فسادات کی مذمت کرتے ھوئے دونوں فریقوں کو صبر و تحمل سے رھنے کا مشورہ دیا تھا۔

گجرات میں بے بس مسلم خواتین کی عصمت دری کرنے والوں کو مٹھائیاں تقسیم کی گئیں

مدد کی خواستگار عورتوں کو پولس نے فسادیوں کے حوالے کردیا ☆ مادر ذات برہنہ لڑکی کے پیچھے 25 مرد بھاگ رہے تھے ☆ پولس نے فسادیوں کی بجائے مدد مانگنے والوں پر گولیاں چلائیں ☆ احمد آباد کا دورہ کرنے کے بعد خواتین کی ایک تنظیم کی دل دہلا دینے والی رپورٹ

نئی دہلی، 16/ (یو این آئی)

گجرات میں گودھرا سانحہ کے بعد کی خوں ریزی بے قابو فرقہ وارانہ جذبات کا نتیجہ نہیں تھی۔ فساد زدہ ریاست کا دورہ کرنے والی خواتین کی ایک تنظیم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

مسلم خواتین پر گجرات کے کشت وخون کے اثرات سے متعلق آج یہاں پریس کو جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اگر حکومت چاہتی تو تشدد کو روکا یا قابو میں کیا جاسکتا تھا مگر بیشتر معاملات میں اس ٹیم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حکومت بشمول اس کے منتخب نمائندوں انتظامیہ اور پولس والوں نے اپنے شہریوں کو بچانے کی ذمہ داری مکمل طور پر چھوڑ دی تھی اور ایک قدم آگے بڑھ کر ان لوگوں نے گجرات کی سیکڑوں خواتین اور بچوں کے ہاتھ پیر کاٹنے، ان کی آبروریزی کرنے اور ذبح کرنے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔

اس ٹیم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حکومت بشمول اس کے منتخب نمائندوں انتظامیہ اور پولس والوں نے اپنے شہریوں کو بچانے کی ذمہ داری مکمل طور پر چھوڑ دی تھی اور ایک قدم آگے بڑھ کر ان لوگوں نے گجرات کی سیکڑوں خواتین اور بچوں کے ہاتھ پیر کاٹنے، ان کی آبروریزی کرنے اور ذبح کرنے میں سر گرمی سے حصہ لیا۔

سٹی زنس انشیٹیو (احمد آباد) کی اعانت سے خواتین کی اس حقائق دریافت کرنے والی ٹیم نے یہ محسوس کیا کہ بیشتر معاملات میں پولس نے خواتین کے خلاف جرائم کی سرگرمی کے ساتھ امداد واعانت کی۔ بعض معاملات میں مدد کی چیخوں کی طرف سے کان بند کر لئے گئے یا ان عورتوں سے یہ کہا گیا کہ انھیں ان کی مدد کے لئے اوپر سے حکم نہیں ملا۔

اس رپورٹ میں متاثرین کے کئی برسر موقع بیانات شامل ہیں جن سے ان الزامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ شبانہ، سائرہ بانو اور اسی نام کی ایک اور لڑکی کے بیانات حسب ذیل ہیں۔

ہماری تعداد پچاس سے کچھ زیادہ تھی۔ وہ لوگ کئی ہزار تھے۔ ہم جان بچانے کے لئے بھاگے تو پولس نے راستہ روکا اور ہمیں اسی بھیڑ کی طرف رگیدا اور بلوائیوں سے کہا مارڈالو حرام زادیوں کو ایسا پہلی بار ہوا ہے ہم کہاں جاسکتے ہیں۔

میدان میں مسلح افراد بھرے پڑے تھے۔ میں نے اتنے لوگوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب پولس اس بھیڑ کے ساتھ نظر آئی تو ہم نے ساری امیدیں کھودیں۔ ہم جب پولس کے سامنے گڑگڑائے تو جواب ملا تم لڑلو جتنی طاقت ہے۔ میں نے لڑکیوں کی چیخیں سنیں اور دیکھا کہ ایک مادرزاد ننگی لڑکی بھاگ رہی ہے اور 25 مرد اس کا پیچھا کر رہے ہیں، مٹھائی کی دکان والا بلوائیوں میں مٹھائی بانٹ رہا ہے۔ پولس نے بلوائیوں کے بجائے مظلوموں پر گولیاں چلائیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دل ہلا دینے والے ان بیانات کا تعلق گجرات کے اس تشدد سے ہے جس میں حکومت خاموش تماشائی بنی رہی یا پھر فسادیوں کا ساتھ دیتی رہی۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پولس زیادہ سے زیادہ خوف زدہ مسلمانوں کو مسلم اکثریت والے علاقے میں پہنچادیتی ہے مگر پولس کے رویہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ مسلمانوں کی حفاظت انکی ذمہ داری نہیں ہے، دوسرے مسلمان انکی حفاظت کرسکتے ہیں مسلمان اب اس ریاست کے شہری نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بعض ایسے واقعات سے اس بات کی تردید ہوجاتی ہے کہ گودھرا سانحہ کے بعد کی خوں ریزی

میدان میں مسلح افراد بھرے پڑے تھے۔ میں نے اتنے لوگوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب پولس اس بھیڑ کے ساتھ نظر آئی تو ہم نے ساری امیدیں کھودیں۔ ہم جب پولس کے سامنے گڑگڑائے تو جواب ملا تم لڑلو جتنی طاقت ہے۔ میں نے لڑکیوں کی چیخیں سنیں اور دیکھا کہ ایک مادرزاد ننگی لڑکی بھاگ رہی ہے اور 25 مرد اس کا پیچھا کر رہے ہیں، مٹھائی کی دکان والا بلوائیوں میں مٹھائی بانٹ رہاہے۔ پولس نے بلوائیوں کے بجائے مظلوموں پر گولیاں چلائیں

کا تعلق بے قابو فرقہ وارانہ جذبات سے تھا۔ مثلاً پنچ محل ضلع میں نسبتاً سکون تھا اور ٹیم کا خیال ہے کہ ڈسٹرکٹ کلکٹر روی جینتی کی سنجیدہ کوششوں کی وجہ سے وہاں امن و امان کی صورت حال خراب نہیں ہوئی۔

چترودہ گاؤں کے سرپنچ کا رول بھی ثابت کرتا ہے کہ جہاں سرکاری ذمہ داروں نے مسلمانوں کو بچانا چاہا وہاں انھیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ سرپنچ کیشو بھائی پٹیل کو بلوائیوں کے لیڈروں کے گمنام فون آئے وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ گاؤں کے اندر گھسنے پر انھیں کتنی مدد ملے گی مگر انھوں نے بلوائیوں کو اپنے گاؤں میں گھسنے اور چالیس سے کچھ زیادہ مسلم کنبوں کی زندگی سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی۔

سرپنچ سے جب یہ پوچھا گیا کہ بلوائیوں نے ان کی بات کیسے مان لی جب کہ پولس ناکام ہو چکی تھی تو انھوں نے کہا کہ 'یہ میرا گاؤں ہے میں نے ان سے کہا کہ طاقت ہے تو آجاؤ'۔

'تشدد کیوں برپا ہوتا ہے' اس سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ 'یہ ٹھیک نہیں لیکن جو کچھ گودھرا میں ہوا وہ بھی ٹھیک نہیں تھا۔ اپنے گاؤں میں ہم متحد تھے اس لئے یہاں کچھ نہیں ہوا' کیشو بھائی پٹیل کے اس رول کے بالکل برعکس رول لکشمی پور گاؤں (سابر کنٹھ) کی مہیلا سرپنچ نے ادا کیا۔ وہ صاف طور پر کٹھ پتلی بنی رہی اور ان کے خاوند سرپنچ کا کام کرتے رہے۔ انکے خاوند اور مقامی وی ایچ پی کے ایک رکن نے مبینہ طور پر 27/فروری کی شام مسلمانوں کے گھروں کی نشاندہی کی اور آگ لگانے والوں کی قیادت کی۔

احمد آباد کے ایک بدترین طور پر متاثر علاقے کے ایک رکن اسمبلی کے رول پر بھی ٹیم نے سخت نکتہ چینی کی۔ اس رکن اسمبلی نے خوں ریزی کے دوران علاقے میں بڑی تعداد میں آبروریزی کے بارے میں خود کو لاعلم ظاہر کیا اور دعویٰ کیا کہ اس قسم کا فرقہ وارانہ تشدد تو گجرات کی زندگی کا فطری حصہ ہے اسے اسی انداز میں قبول کرنا چاہئے۔

----❖----

چترودہ گاؤں کے سر پنچ کارول بھی ثابت کرتا ھے کہ جھاں سرکاری ذمہ داروں نے مسلمانوں کو بچانا چاھا وھاں انھیں کوئی دشواری پیش نھیں آئی۔ سر پنچ کیشو بھائی پٹیل کو بلوائیوں کے لیڈروں کے گمنام فون آئے وہ معلوم کرنا چاھتے ھیں کہ گاؤں کے اندر گھسنے پر انھیں کتنی مددملے گی مگر انھوں نے بلوائیوں کو اپنے گائوں میں گھسنے اور چالیس سے کچھ زیادہ مسلم کنبوں کی زندگی سے کھیلنے کی اجازت نھیں دی۔

گجرات کے پناہ گزیں کیمپوں میں رہنا بھی خطرہ سے خالی نہیں

(25 اپریل 2002 راشٹریہ سہارا دہلی)

جے پور، 24/اپریل (سہارا خبر) فسادزدہ گجرات سے ہجرت کر کے آنے والے مظلوم لوگوں نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گجرات میں حیوانیت کا سب سے بدترین مظاہرہ پانواڑہ ناگ پوری، ایرال، دامیٹرہ میں ہوا جہاں مسلم لڑکیوں کی اجتماعی عصمت دری کے بعد انھیں زندہ جلا دیا گیا۔ یہاں تک کہ بزرگ عورتوں کی شرمگاہوں میں گولیاں ماری گئیں۔ ان کا کہنا تھا کہ فسادی برسر عام نعرہ لگاتے تھے کہ مسلمانوں کا ایک ہی مقام ہے "پاکستان یا قبرستان"

مسلم مسافر خانہ کے چھ کمروں میں پناہ گزیں 45 لوگوں میں 10 مرد، 14 خواتین اور 21 بچے شامل ہیں۔ انکا تعلق پنچ محل ضلع سے ہے۔ ستم زدہ ممتاز نے بتایا کہ وہ جس علاقہ میں رہتی تھی وہاں کی آبادی میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ جب فسادیوں نے اقلیتوں کے گھروں اور دکانوں میں آگ لگائی تو انھیں کوئی بچانے نہیں آیا۔ پریس کانفرنس میں موجود نبیلا، فرزانہ، افسانہ اور فرحانہ نے کہا کہ فسادیوں نے گھروں میں داخل ہو کر وہاں رہنے والوں پر مٹی کا تیل چھڑکا اور انھیں آگ لگا دی۔ ایک مسلم نوجوان جب جان بچانے کے لئے ہندو پڑوسی کے یہاں گیا تو اسے بھی نہیں بخشا گیا۔ رخسانہ نے بتایا کہ وہ کئی دنوں میں چھپتے چھپاتے اپنے تین سال کے بھتیجے کو سینہ سے چپکائے جے پور آ گئیں۔ ذوالفقار نے بتایا کہ پناہ گزیں کیمپوں میں رہنا خطرہ سے خالی

مسلم مسافر خانہ کے چھ کمروں میں پناہ گزیں 45 لوگوں میں 10 مرد، 14 خواتین اور 21 بچے شامل ہیں۔ انکا تعلق پنچ محل ضلع سے ہے۔ ستم زدہ ممتاز نے بتلایا کہ وہ جس علاقہ میں رہتی تھی وہاں کی آبادی میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ جب فسادیوں نے اقلیتوں کے گھروں اور دکانوں میں آگ لگائی تو انہیں کوئی بچانے نہیں آیا۔ پریس کانفرنس میں موجود نبیلا، فرزانہ، افسانہ اور فرحانہ نے کہا کہ فسادیوں نے گھروں میں داخل ہوکر وہاں رہنے والوں پر مٹی کا تیل چھڑکا اور انہیں آگ لگادی۔

نہیں ہے۔ ہر طرف موت کا رقص ہے۔ گجرات کے مسلمانوں کو اچھوت بنا دیا گیا ہے۔ کوئی ان سے سامان نہ تو خریدتا ہے اور نہ ہی انہیں فروخت کرتا ہے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے انھیں قتل کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ انھوں نے الزام لگایا کہ وزیر اعظم کی آمد پر ایسے ہندو لوگوں کو معاوضہ دلوایا گیا، جن کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔ گجرات کی گلبرگ کالونی کے عبدل بھائی منصوری نے بتایا کہ وہ اپنے خاندان کے 19 لوگوں کو آگ میں جلتا دیکھ چکے ہیں۔ وہیں کانگریس کے سابق ایم پی احسان بھی رہتے تھے۔ مومنہ بی بی کے پانچ سال کے بیٹے کو بھی آگ میں جھونک دیا گیا۔ انھوں نے بتایا کہ دہشت گرد کھلے عام تلواریں لے کر گھومتے ہیں اور انھیں کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہے اور نعرے لگاتے ہیں کہ گجرات میں جو بھی مسلمان نظر آئے اسے قتل کردو۔

انھوں نے بتایا کہ دہشت گرد کھلے عام تلواریں لے کر گھومتے ہیں اور انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہے اور نعرے لگاتے ہیں کہ گجرات میں جو بھی مسلمان نظر آئے اسے قتل کردو۔

----❖----

لاشوں میں سیاست کا چلن دیکھ رہا ہوں
جلادوں کے نرغے میں وطن دیکھ رہا ہوں
یارب مجھے دنیا سے اٹھا کیوں نہیں لیتے
جلتی ہوئی ماں، بیوی، بہن دیکھ رہا ہوں
عصمت کہیں چیخے ہے کہیں تڑپے ہے شرافت
جلتے ہوئے ہر سرو و چمن دیکھ رہا ہوں
تم جسم کے رنگین لباسوں پہ ہو نازاں
میں روح کو بے گور و کفن دیکھ رہا ہوں
کیا آگ کے دریا سے ابھی پار ہے جانا
اک مرحلہ دار و رسن دیکھ رہا ہوں

ڈاکٹر شاہد حسن تابش

فسادی برسر عام نعرہ لگاتے تھے کہ مسلمانوں کا ایک ہی مقام ہے "پاکستان یا قبرستان"

مودی سرکار فساد کی آگ بجھانے میں ناکام

کئی نئے علاقوں میں فساد پھوٹ پڑا، 3 ہلاک، درجنوں زخمی

احمد آباد، 26 اپریل (ایجنسیاں) احمد آباد اور فساد زدہ گجرات کے دیگر علاقوں میں کل رات پھر فساد پھوٹ پڑا، جن میں کم سے کم 3 افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی ہو گئے۔ پولس کے مطابق واسنا علاقہ میں آٹو رکشا میں سوار ایک ہی گھر کے کچھ لوگ کہیں جا رہے تھے کہ گپتا نگر کے نزدیک مشتعل ہجوم نے ان پر حملہ کر دیا جس میں وہ سنگین طور پر زخمی ہو گئے۔ علاوہ ازیں احمد آباد شہر کے جواہا پور، ویجل پور اور جمال پور میں تشدد کی وارداتوں کے بعد بے مدت کرفیو لگا دیا گیا۔ ویجل پور میں پولس فائرنگ کے دوران ایک شخص مارا گیا اور تین زخمی ہوئے۔ یہاں بی ایس ایف تعینات کر دی گئی ہے۔ ادھر گاندھی نگر ضلع کے منسا تعلقہ میں چھرے بازی سے دو افراد کی موت ہو گئی۔ فسادیوں نے کئی گھروں اور دکانوں کو نذر آتش کر دیا۔ پولس نے کشن بازار میں بھیڑ کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کے گولے چھوڑے اور یہاں اقلیتی فرقہ کی 200 سے زائد دکانوں اور مکانوں میں توڑ پھوڑ کے بعد آگ لگا دی گئی۔ دریں اثنا حویلی کے پولس تھانہ کے تحت جمال پور میں کل رات تشدد کے واقعہ میں ایک ڈی ایس پی اور سپاہی سمیت 7 لوگ زخمی ہو گئے۔ رکھیال سے بھی دو فرقوں کے مابین تصادم کی اطلاعات ملی ہیں۔ گائیکواڑ حویلی پولس تھانہ علاقہ میں فریقین نے ایک دوسرے پر دیسی بموں سے حملہ کیا۔ کرفیو ہونے کے باوجود لوگ دہشت کی وجہ سے سڑک پر آ گئے اور پولس نے حالات کنٹرول کرنے کے لئے 303 آنسو گیس کے گولے چھوڑے اور 70 راؤنڈ گولیاں چلائیں۔ جمال پور اور رائے کھنڈ میں رات بھر پتھراؤ، مار دھاڑ اور آتشزنی کی وارداتیں ہوتی رہیں۔

----✣----

واسنا علاقہ میں آٹو رکشا میں سوار ایک ہی گھر کے کچھ لوگ کہیں جا رہے تھے کہ گپتا نگر کے نزدیک مشتعل هجوم نے ان پر حملہ کر دیا جس میں وہ سنگین طور پر زخمی ہوگئے۔ علاوہ ازیں احمد آباد شہر کے جواہا پور، ویجل پور اور جمال پور میں تشدد کی وارداتوں کے بعد بے مدت کرفیو لگا دیا گیا۔ ویجل پور میں پولس فائرنگ کے دوران ایک شخص مارا گیا اور تین زخمی ہوئے یہاں بی ایس ایف تعینات کر دی گئی ہے۔ ادھر گاندھی نگر ضلع کے منسا تعلقہ میں چھرے بازی سے دو افراد کی موت ہوگئی۔ فسادیوں نے کئی گھروں اور دکانوں کو نذر آتش کر دیا

دنیا کو گجرات پر تشویش ظاہر کرنے کا حق: بایاں بازو

کانگریس اور بھاجپا نے اندرونی امور میں مداخلت قرار دیا

نئی دہلی، 26 اپریل (یو این آئی) بائیں محاذ کی پارٹیوں نے آج کہا کہ بین الاقوامی برادری کو گجرات کے واقعات پر تشویش ظاہر کرنے کا پورا حق ہے۔ ان پارٹیوں نے کہا کہ واجپئی سرکار کو دوسرے ممالک کا منھ بند کرنے کی کوشش کرنے کی بجائے گجرات میں فسادات روکنے، اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت اور راحت کیمپوں میں مقیم فسادزدگان کی جلد باز آبادکاری کے انتظامات کو یقینی بنانا چاہئے۔ مارکسی کمیونسٹ پارٹی، سی پی آئی، فارورڈ بلاک اور سی پی ایم ایل کے رہنماؤں نے یہاں یو این آئی سے الگ الگ بات چیت میں کہا کہ گجرات میں اقلیتوں کے خلاف فسادات کو شہ دینے والی مرکز کی واجپئی حکومت دوسرے ممالک کی تشویش پر برہم ہوکر ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کی کہاوت پر عمل کر رہی ہے۔ مارکسی کمیونسٹ پارٹی کے پولٹ بیورو نے کہا کہ گجرات کے واقعات سے ملک کی شبیہ خراب ہوچکی ہے لیکن بی جے پی کی قیادت والی مرکز کی این ڈی اے حکومت وہاں صورت حال میں بہتری لانے کے بجائے ان ممالک کے ردعمل پر نکتہ چینی کر رہی ہے جن کا ایسے واقعات پر فکر مند ہونا فطری ہے۔ ادھر کانگریس نے کہا ہے کہ گجرات معاملے میں دوسرے ملکوں کی کسی بھی طرح کی مداخلت یا بیانات کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ملک کا اندرونی معاملہ ہے۔ پارٹی لیڈر انل شاستری نے کہا کہ ہمیں ان سب کی مدد کرنی چاہئے۔ کانگریس کے بیان کی تعریف کرتے ہوئے بی جے پی نے گجرات میں ہوئے تشدد پر غیر ملکی سفارتی مشنوں کے بیانات کی پرزور الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ تشدد کو نسل کشی کا قرار دینا غلط ہے۔

-----❖-----

مارکسی کمیونسٹ پارٹی، سی پی آئی، فارورڈ بلاک اور سی پی ایم ایل کے رہنمائوں نے یہاں یو این آئی سے الگ الگ بات چیت میں کہا کہ گجرات میں اقلیتوں کے خلاف فسادات کو شہ دینے والی مرکز کی واجپئی حکومت دوسرے ممالک کی تشویش پر برہم ہوکر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی کہاوت پر عمل کر رہی ہے مارکسی کمیونسٹ پارٹی کے پولٹ بیورو نے کہاکہ گجرات کے واقعات سے ملک کی شبیہ خراب ہوچکی ہے لیکن بی جے پی کی قیادت والی مرکز کی این ڈی اے حکومت وہاں صورت حال میں بہتری لانے کے بجائے ان ممالک کے رد عمل پر نکتہ چینی کر رہی ہے جن کا ایسے واقعات پر فکر مند ہونا فطری ہے

میری ماں اور بہن کا سر کاٹنے کے بعد انھیں زندہ جلا دیا

گجرات کے فرقہ وارانہ تشدد میں زندہ سلامت بچ جانے والے 11 سالہ راجہ نے صحافیوں کو دلدوز داستان سنائی

وہ انتہائی غیر جذباتی انداز میں بتاتا ہے کہ کس طرح نرودہ پٹیا میں فسادیوں نے اسکی نگاهوں کے سامنے اسکی والدہ زرینہ اور بهن نسرین کے سروں کو تن سے جدا کیا اور پھر انہیں زندہ جلادیا۔ راجہ نے کہا میں ایک دیوار پر کھڑا تھا کہ میں نے اپنی والدہ اور بهن پر قاتلانہ حملہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ چھرا گھونپنے کے بعد ان پر مٹی کا تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا گا صدمہ سے نڈھال ہوکر میں نیچے گر گیا

نئی دہلی ،26 اپریل (یواین آئی) گجرات کے فسادات میں 11 سالہ راجہ اپنی ماں اور بہن سے محروم ہوگیا ہے۔ وہ انتہائی غیر جذباتی انداز میں بتاتا ہے کہ کس طرح نرودہ پٹیا میں فسادیوں نے اسکی نگاہوں کے سامنے اسکی والدہ زرینہ اور بہن نسرین کے سروں کو تن سے جدا کیا اور پھر انھیں زندہ جلا دیا۔ راجہ نے کہا میں ایک دیوار پر کھڑا تھا کہ میں نے اپنی والدہ اور بہن پر قاتلانہ حملہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ چھرا گھونپنے کے بعد ان پر مٹی کا تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا گیا۔ صدمہ سے نڈھال ہو کر میں نیچے گر گیا۔ پھر میں اٹھا۔ ایک شخص نے میری چھاتی اور پیٹ پر وار کیا۔ وہ مجھے جان سے مار ڈالنا چاہتا تھا لیکن ایک ضعیف شخص نے ان سے کہا کہ وہ مجھے نہ ماریں۔ اس کے بعد میں بھاگ نکلا۔ راجہ گجرات کے فرقہ وارانہ تشدد میں زندہ سلامت رہ جانے والے ان چالیس افراد میں شامل تھا جسے عوام اور پریس کے سامنے پیش کرنے کے لئے ثقافتی تنظیم صہمت اور دو ماہی رسالہ 'کمیونزم کمبیٹ' والے راجدھانی لائے ہیں۔ ایک سابق فوجی ابراہیم بھائی، اسلام بھائی بھی یہ یاد کرتے ہوئے رو پڑا کہ کس طرح فسادیوں نے ان کے بھائی، چچا اور دو چچیرے بھائیوں کو احمد آباد ضلع کے ایک گاؤں میں ہلاک کر دیا۔ ابراہیم کے گھر والے

گجرات میں فساد بھڑکتے ہی گاؤں سے بھاگ گئے تھے لیکن گاؤں کے بڑے بوڑھوں کے سمجھانے پر وہ واپس آ گئے تھے جہاں موت ان کی منتظر تھی۔

اس نے بے بسی سے کہا' ہم اب اپنے گاؤں والوں، پولس اور سرکار پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ ہم کہاں جائیں گے۔ یوسف خاں پٹھان کی ماں بیوی، دو بیٹیاں، ایک بیٹا، ایک بھائی اور بھاوج فساد کی نذر ہو گئے۔ اس نے آنکھیں صاف کر گلوگیر لہجہ میں اپنی داستان سنائی۔

ہم (ہندو اور مسلمان) 'دودھ اور شکر' کی طرح پڑوس میں رہتے تھے، لیکن 28/فروری کو ہمارے ساتھ غداری ہوئی۔ یوسف کی بھتیجی، 11 سالہ نور جہاں اور 13 سالہ بھتیجے عارف خان نے بھی حاضرین کو بتایا کہ کس طرح پولس والوں نے بے بس مسلمانوں کو مدد اور تحفظ طلب کرنے پر الٹا فسادیوں کی طرف دھکیل دیا۔ مسلمانوں کے اس گروپ سے پولس والوں نے کہا کہ تمہارا پورا بندبست پیچھے ہے اور جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں پولس کے مطابق ان کا پورا بندوبست تھا تو انھوں نے خود کو فسادیوں کے نرغہ میں پایا۔ فاطمہ کی بہن فساد میں ماری گئی۔ اس نے بتایا کے بے بس لوگوں کو فسادیوں نے مار کر کنویں میں پھینک دیا۔ فضل گاندھی کا الزام ہے کہ اس نے گجرات کے وزیر محصولات کو دیکھا کہ وہ ہجوم کو مسلمانوں پر حملہ کے لئے اکسا رہا تھا۔ انھوں نے کہا جب میں اس وزیر کے خلاف تھانے میں ایف آئی آر لکھانے گیا تو اسکے بعد سے مجھے برابر جان سے مارنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ اسکا مکان پہلے ہی جلایا جا چکا ہے۔ اس نے کہا کہ پولس نے ایف آئی درج نہیں کی۔ لیکن دھمکیاں مل رہی ہیں۔ تم نے پانڈے کا نام لیا ہے، ہم نے تمہارا گھر جلا دیا اب تمہیں جلائیں گے۔

جب میں اس وزیر کے خلاف تھانے میں ایف آئی آر لکھانے گیا تو اسکے بعد سے مجھے برابر جان سے مارنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ اسکا مکان پہلے ہی جلایا جا چکا ہے۔اس نے کہا کہ پولس نے ایف آئی درج نہیں کی۔ لیکن دھمکیاں مل رہی ہیں۔ تم نے پانڈے کا نام لیا ہے ہم نے تمہارا گھر جلا دیا اب تمہیں جلائیں گے۔

----❖----

اڈوانی کا اپوزیشن کو دوٹوک جواب

مودی ہٹیں گے اور نہ ہی صدر راج نافذ کیا جائے گا

نئی دہلی، ۷ مئی (ایجنسیاں) مرکزی وزیر داخلہ ایل کے اڈوانی نے آج صاف طور پر اپوزیشن کو دوٹوک جواب دیتے ہوئے کہا کہ نہ تو مودی ہٹیں گے اور نہ ہی گجرات میں صدر راج نافذ کیا جائے گا۔ کیونکہ وہاں کے حالات کو معمول پر لانے کے لئے آئین کی دفعہ ۳۵۵ کے تحت مرکز ہر ممکن قدم اٹھا رہا ہے۔ انھوں نے دعویٰ کی کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ریاست کی صورت حال کی بحث میں سرکار کو جیت حاصل ہوئی ہے۔ وزیر اعظم واجپئی نے کہا کہ گجرات میں بھاجپا پالیمانی بورڈ کی آج صبح ہوئی میٹنگ میں اڈونی نے کہا کہ گجرات کے حالات کو معمول پر لانے کے لئے آئین کی دفعہ ۳۵۶ کے تحت صدر راج نافذ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

انھوں نے کہا گجرات کے واقعات باوجود اس کے بی جے پی کے ماتھے کا کلنک بن گئے ہیں، لیکن حلیف پارٹیوں کا واک آؤٹ اور ووٹنگ سے غیر حاضر رہنے کے بعد بھی لوک سبھا میں قرارداد میں ترمیم کر کے اسے منظور کیا ہے، وہ یقینی طور پر ہماری جیت ہے۔ واجپئی اس میٹنگ کے دوران خاموش رہے اور بالکل نہیں بولے۔ اڈوانی کی تجویز تھی کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں اس موضوع پر بحث ہو جانے کے بعد اپوزیشن کو چاہیئے کہ وہ گجرات میں صورت حال بہتر بنانے کے لئے مرکز کی مدد کرے اور خواہ مخواہ واویلا کرنا چھوڑ دے۔ انھوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سبھی پارٹیاں اپنے سیاسی مفادات سے اوپر اٹھ کر اور متحد ہو کر صورت حال کو بہتر بنائیں اور حالات کو مزید خراب نہ کریں۔ میٹنگ کے بعد پارلیمانی بورڈ کے ترجمان وجے کمار ملہوترہ نے نامہ نگاروں کو یہ جانکاری دی۔ مسٹر ملہوترہ نے کہا کہ راجیہ سبھا میں منظور قرارداد تحریک ملامت قرار دینا مناسب نہیں۔ انھوں نے بتایا کہ اڈوانی نے میٹنگ میں کہا کہ گجرات کے واقعات ہمارے اوپر دھبہ ضرور ہیں۔ لیکن جہاں تک اپوزیشن کے مطالبے کا سوال ہے اس کو منظور کرنے کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا اور ایسی باتوں میں کوئی دم نہیں ہے کہ گجرات میں سرکار کو لڑکھڑا دیا ہے۔ یا سرکار غیر مستحکم

گجرات کے واقعات باوجود اس کے بی جے پی کے ماتھے کا کلنک بن گئے ہیں، لیکن حلیف پارٹیوں کا واک آؤٹ اور ووٹنگ سے غیر حاضر رہنے کے بعد بھی لوک سبھا میں قرار داد میں ترمیم کر کے اسے منظور کیا ہے، وہ یقینی طور پر ہماری جیت ہے۔ واجپئی اس میٹنگ کے دوران خلموش رہے اور بالکل نہیں بولے

ہوگئی ہے۔ ہم پہلے بھی مضبوط تھے، آج بھی مضبوط ہیں اور کل بھی مضبوط رہیں گے۔

----❖----

''اس نے سارا شہر شعلوں کے حوالے کر دیا''

سامنا جب بھی شکستِ فاش کا اس نے کیا
زہر نفرت کا محبت کی فضا میں بھر دیا
اپنی پسپائی کی خفت کو مٹانے کے لئے
اس نے سارا شہر شعلوں کے حوالے کر دیا

روند کر انسانیت کو اپنے قدموں کے تلے
کیوں دکھاتے ہو ہمیں طاقت کا نشہ بار بار
ہم کو مت کمزور سمجھو ہم بھی غازی ہیں مگر
جان سے پیارا ہے ہم کو بھائی چارے کا وقار

فصلیں نفرت کی شب و روز اگانے والے
اپنی دھرتی کے وفادار نہیں ہو سکتے
ہم سے سیکھا ہے زمانے نے وفاؤں کا سبق
ہم کبھی ملک کے غدار نہیں ہو سکتے

پیار کی خوشبو سے مہکا کر زمانے کی فضا
رخ تعصب کی ہواؤں کا بدلنا ہے ہمیں
اب محبت کے تقدس کی حفاظت کے لئے
نفرتوں کے ناگ کو مل کر کچلنا ہے ہمیں

ریاض ساغر

اڈوانی کی تجویز تھی کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں اس موضوع پر بحث ہوجانے کے بعد اپوزیشن کو چاہیئے کہ وہ گجرات میں صورت حال بہتر بنانے کے لئے مرکزکی مدد کرے اور خواہ مخواہ واویلا کرنا چھوڑدے

گجرات سے

ہندوستان کی بیرون ملک امیج تباہ

نئی دہلی، ۷ مئی (یو این آئی) اصل اپوزیشن پارٹی کانگریس نے آج راجیہ سبھا میں کہا کہ گجرات کے واقعات سے بیرونی ممالک میں ہندوستان کی شبیہ بہت خراب ہوئی ہے۔ وزارت خارجہ کے کام کاج پر بحث شروع کرتے ہوئے سابق وزیر خارجہ اور کانگریسی رہنما کے نٹور سنگھ نے کہا کہ سرکار گجرات کی صورتحال میں جلد بہتری نہیں لائی تو غیر ممالک خاص طور پر مسلم ملکوں میں مقیم ہندوستانیوں کے لئے مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں۔ واجپئی حکومت کی خارجہ پالیسی کو مکمل طور پر ناکام بتاتے ہوئے مسٹر سنگھ نے کہا کہ وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی کے مشہور لاہور بس سفر کے تین ماہ بعد ملک کو کارگل واقعہ کا سامنا کرنا پڑا تھا، وزیر خارجہ جسونت سنگھ تین انتہا پسندوں کو طیارے میں ساتھ لے کر قندھار گئے، امریکہ کے سابق صدر بل کلنٹن نے ہندوستان آکر کہہ دیا کہ کشمیر متنازع علاقہ ہے اور واجپئی حکومت کے ایک وزیر نے چین کو ہندوستان کا دشمن نمبر ایک بتایا جبکہ وزیر اعظم کی حیثیت سے 1988 میں آنجہانی راجیو گاندھی کے دورہ چین سے دونوں پڑوسی ملکوں کے تعلقات میں قابل ذکر بہتری آئی اور ستمبر کے دہشت گردانہ حملے کے بعد اس کی شروع کردہ دہشت گردی مخالف مہم کے سلسلہ میں ہندوستان کے بے پناہ جوش وخروش کی نکتہ چینی کی۔

سابق وزیر خارجہ اور کانگریسی رہنما کے نٹور سنگھ نے کہا کہ سرکار گجرات کی صورتحال میں جلد بہتری نہیں لائی تو غیر ممالک خاص طور پر مسلم ملکوں میں مقیم ہندوستانیوں کے لئے مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں

----❖----

وشو ہندو پریشد

اشوک سنگھل کے بیان پر قائم

نئی دہلی 7، مئی (یواین آئی) پارلیمنٹ میں سخت نکتہ چینی کے باوجود وشو ہندو پریشد نے اپنے رہنما اشوک سنگھل کے اس بیان کو درست قرار دیا کہ گجرات کے فسادات ہندوؤں کی بیداری کی عکاسی کرتے ہیں۔ مسٹر سنگھل کے اس ریمارک پر اپوزیشن کی نکتہ چینی کو مسترد کرتے ہوئے پریشد کے نائب صدر اچاریہ گری راج کشور نے کہا کہ نام نہاد سیکولر پارٹیاں پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔ انھوں نے کہا 25 مارچ سے اب تک جس سے ہندو جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ بعض سیاسی پارٹیاں گجرات میں ہندوؤں کو قتل کرنے کے لئے مسلمانوں کو پیسے دے رہی ہیں تاکہ ریاست میں آگ لگی رہے اور وہ اپنی سیاسی روٹیاں سینکتی رہیں انھوں نے تحریک کی حمایت کرنے کے لئے واجپئی حکومت پر نکتہ چینی کی اور اس دباؤ میں آکر جھک جانے کا الزام لگایا۔ وی ایچ پی کے نائب صدر نے یہاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس معاملے میں اپنے اتحادیوں اوراپوزیشن جماعتوں کے دباؤ سے جھک رہی ہے ورنہ ایوان میں اس تحریک کی حمایت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

وشو ہندو پریشد نے اپنے رہنما اشوک سنگھل کے اس بیان کو درست قرار دیا کہ گجرات کے فسادات ہندوئوں کی بیداری کی عکاسی کرتے ہیں۔ مسٹر سنگھل کے اس ریمارک پر اپوزیشن کی نکتہ چینی کو مسترد کرتے ہوئے پریشد کے نائب صدر اچاریہ گری راج کشور نے کہا کہ نام نہاد سیکولر پارٹیاں پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔

---❖---

گجرات

مظلومین کے بہتے لہو کو انصاف ملنے کی امید ختم

(25 جولائی 2002 راشٹریہ سہارا اردو)

گاندھی نگر، 24 / جولائی (آئی اے این ایس / ڈیٹ لائن انڈیا)

گجرات کے قتل عام کی گونج ابھی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ختم نہیں ہوئی ہے کہ اس بھیانک قتل عام میں نامزد بھاجپا اور وشو ہندو پریشد کے لیڈر و کارکنان پولس کی مدد سے بغیر کسی انکوائری کے ہمیشہ کے لئے بری ہو جائیں گے۔ مختلف تھانوں میں درج مقدمات میں ان لیڈروں اور کارکنوں کو نامزد ملزم بتایا گیا تھا، لیکن ایک سوجی سمجھی شاطرانہ حکمت عملی کے تحت انکے خلاف انکوائری کی کارروائی کبھی شروع ہی نہیں کی گئی اور نہ ہی انھیں عدالت میں پیش کیا گیا۔ قانون کے مطابق ایف آئی آر میں درج ملزم کو 90 دن کے اندر عدالت میں حاضر نہ کیا جا سکے تو اس پر عاید الزامات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ گجرات تشدد میں سینکڑوں لوگوں کے قتل کیلئے ذمہ دار شر پسند عناصر اب چین کی سانس لے سکیں گے۔ آنے والے سنیچر کو نرودا پٹیا اور شانتی ٹاؤن کے المیہ کو 90 دن پورے ہو جائیں گے اور قانوناً ایف آئی آر میں نامزد لوگ بری ہو جائیں گے۔ واضح ہو کہ ان نامزد لوگوں میں بڑی تعداد میں بھاجپا، وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے لیڈران و کارکنان شامل ہیں۔ تشدد کے دوران شانتی ٹاؤن میں فسادیوں کی بھیڑ نے اقلیتی فرقہ کے 100 سے زائد لوگوں کو ایک ساتھ جلا دیا گیا۔ اسی طرح نرودا پٹیا میں پر تشدد ہجوم نے رات کو جھگیوں کو گھیر کر اس میں آگ لگا دی اور 42 کنبوں کو زندہ جلا دیا۔ ان واقعات کے لئے سینکڑوں لوگوں کو اسسٹنٹ سب انسپکٹر ایٹ ٹی بالا نے درج کی ایف آئی آر میں

ایک سوجی سمجھی شاطرانہ حکمت عملی کے تحت انکے خلاف انکوائری کی کارروائی کبھی شروع ھی نہیں کی گئی اور نہ ھی انہیں عدالت میں پیش کیا گیا. قانون کے مطابق ایف آئی آر میں درج ملزم کو 90دن کے اندر عدالت میں حاضر نہ کیا جا سکے تو اس پر عاید الزامات خود بخود ختم ھوجاتے ھیں. گجرات تشدد میں سینکڑوں لوگوں کے قتل کیلئے ذمہ دار شر پسند عناصر اب چین کی سانس لے سکیں گے

گجراتی زبان میں لکھا ہے ''نرودا پٹیا میں تقریباً 6000 کی بھیڑ نے پورے علاقے کو گھیر لیا اور اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو چن چن کر مارنا شروع کیا۔ اس بھیڑ ک قیادت بابو، بجرنگ جی، کشن کسانی، ٹی جی راجپوت، ہرش روہت اور راجو گوئل کر رہے تھے۔ سبھی کے ہاتھوں میں خطرناک ہتھیار تھے۔ رپورٹ میں اس بات کی تفصیل ہے کہ بھیڑ نے کس طرح اقلیت کے 24 گھروں کی نشاندہی کی اور پھر اس میں آگ لگادی جسمیں 65 لوگ سوتے ہوئے مارے گئے'' وی ایچ پی کے گجرات کے جوائنٹ سکریٹری جے دیپ پٹیل نے اعتراف کیا کہ نامزد لوگوں کا تعلق پریشد سے ہے۔ ایک دوسری ایف آئی آر میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ ایک بھاجپا لیڈر کی قیادت میں بھیڑ نے سابق ایم پی احسان جعفری سمیت 33 لوگوں کو گلبرگ سوسائٹی میں زندہ جلادیا۔ رپورٹ میں مقامی بھاجپا لیڈر دیپک پٹیل کے علاوہ دیگر 9 لوگوں کو نامزد کیا گیا ہے۔ میگھنی نگر تھانہ کہ سینئر سب انسپکٹر کریت اردا کی درج ایف آئی آر میں بتایا گیا ہے کہ دیپک پٹیل نے 22 ہزار کی بھیڑ کے ساتھ گلبرگ سوسائٹی پر دھاوا بولا ان لوگوں نے پہلے 18 لوگوں کو جلایا اور پھر 24 لوگوں کو زندہ جلا کر مار دیا۔

ان ہی واقعات کی وجہ سے شاید مرکز نے ایمنسٹی انٹر نیشنل کو گجرات کے دورہ کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ وہ عالمی برادری کا سامنا کرنے سے منہ چرا رہی ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مودی سرکار نے کہیں نہ کہیں غلط ضرور کی ہے جس کو چھپانے کی ضرورت ہے۔

ایمنسٹی انٹر نیشنل نے اس پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ فسادات میں ریاستی سرکار اور پولس کی سازباز ہے جس کو چھپایا جا رہا ہے۔

ان ھی واقعات کی وجہ سے شاید مرکز نے ایمنسٹی انٹر نیشنل کو گجرات کے دورہ کی اجازت نھیں دی۔ کیونکہ وہ عالمی برادری کا سامنا کرنے سے منہ چرا رھی ھے۔ اس سے لگتا ھے کہ حکومت یہ سمجھتی ھے کہ مودی سرکار نے کھیں نہ کھیں غلط ضرور کیا ھے جس کو چھپانے کی ضرورت ھے۔

----❖----

گجرات میں الیکشن کے لئے بھاجپا کا الیکشن کمیشن پر دباؤ

نئی دہلی ۲۴ جولائی (یو این آئی)

بی جے پی نے آج الیکشن کمیشن کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ گجرات میں جلد انتخابات کرانا ایک آئینی ضرورت ہے جس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔اعلی اختیاری جماعتی وفد کی قیادت کرنے والے پارٹی کے صدر ایم وینکیا نائیڈو نے بعد ازاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ کمیشن سے کہا گیا ہے انتخابات کیلئے حالات سازگار ہیں۔کمیشن کو بتایا گیا ہے کہ شیوراتری، رام نومی، جگن ناتھ یاترا یہاں تک کہ محرم کے جلوس بھی ریاست میں پر امن طور پر نکالے گئے۔ آئین کا تقاضہ ہے کہ اسمبلی کے دو اجلاسوں میں چھ ماہ سے زائد کا وقفہ نہ ہو۔

صدر راج میں الیکشن کرانے کی مانگ پر انھوں نے کہا اگر راجستھان چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش سمیت تمام ریاستوں کے حق میں اسے زیر غور لایا گیا تو بھاجپا کو اعتراض نہیں ہوگا۔ان ریاستوں میں آئندہ سال انتخابات ہوں گے۔وفد کے دوسرے اراکین میں بھاجپا کے جنرل سکریٹری ارون جیٹلی، مختار عباس نقوی اور اور انیتا آریہ کے علاوہ گجرات کے ایک سابق وزیر بھی شامل تھے۔چیف الیکشن کمشنر مسٹر جے ایم لنگڈ ودہ نے وفد کو یقین دلایا کہ تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

----❖----

اعلی اختیاری جماعتی وفد کی قیادت کرنے والے پارٹی کے صدر ایم وینکیا نائیڈو نے بعد ازاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ کمیشن سے کہا گیا هے انتخابات کیلئے حالات سازگار هیں. کمیشن کو بتایا گیا هے که شیوراتری، رام نومی، جگن ناتھ یاترا یهاں تک که محرم کے جلوس بھی ریاست میں پر امن طور پر نکالے گئے آئین کا تقاضه هے که اسمبلی کے دو اجلاسوں میں چھ ماہ سے زائد کا وقفه نه هو.

فرقہ وارانہ یکجہتی اور جمہوری نظام کا تحفظ کرنا ہوگا

قوم کے نام الوداعی خطاب میں صدر جمہوریہ کا ملک کی فرقہ وارانہ صورت حال پر اظہار تشویش

نئی دہلی ۲۴ جولائی (یو این آئی)

آج صدر جمہوریہ کے آر نارائنن نے سماجی امور اور سیاسی لیڈروں کو سماج میں فرقہ وارانہ اور مذہبی تقسیم کی لعنتوں کے خلاف لڑنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے کچھ حصوں میں فرقہ پرستی کے زہر کی وجہ سے بہت تشدد ہوا ہے اور بڑی منافرت پھیلی ہے۔ گجرات کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے آج قوم سے اپنے الوداعی خطاب میں کہا کہ میں آپ سے رخصت ہوتے وقت یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اے قابل فخر اور روادار جمہوریہ ہند کے پیارے شہریو! آپ رواداری کی اپنی روایت کا تحفظ کریں کیوں کہ یہی ہمارے کلچر اور تہذیب کی روح ہے۔ یہی ہمارے آئین کی روح ہے اور ایک وسیع اور عریض ملک کے متحد بنے رہنے کا راز بھی یہی ہے۔ مسٹر نارائنن نے جو آج اپنے عہدے سے سبکدوش ہو رہے ہیں عوام سے اپیل کی کہ وہ رواداری کا تحفظ کریں کیوں کہ یہی ہمارے آئین کی کامیاب کارگردگی کا راز ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہندو جو کہ اکثریت میں ہیں، ہندو مذہب کے روایتی جذبے کے بارے میں بولیں۔

انھوں نے کہا کہ ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور خیر سگالانہ ماحول بنانا سماجی اور سیاسی لیڈروں کا کام ہے۔ سوامی وویکا آنند، مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کے الفاظ دہراتے ہوئے صدر نارائنن نے کہا 'سوامی وویکا آنند نے ایک اہم ہندوستان کا خواب دیکھا تھا جس کا ذہن ویدانت، جسم اسلامی اور دل عیسائی ہو۔ اسی طرح مہاتما گاندھی نے صاف صاف کہا تھا، میں نہیں چاہتا کہ میرے خوابوں کا ہندوستان کسی ایک مذہب کا

صدر جمہوریہ نے آج قوم سے اپنے الوداعی خطاب میں کہا کہ میں آپ سے رخصت ہوتے وقت یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اے قابل فخر اور روادار جمہوریہ ہند کے پیارے شہریو! آپ رواداری کی اپنی روایت کا تحفظ کریں کیوں کہ یہی ہمارے کلچر اور تہذیب کی روح ہے۔ یہی ہمارے آئین کی روح ہے اور ایک وسیع اور عریض ملک کے متحد بنے رہنے کا راز بھی یہی ہے

یعنی مکمل ہندو، مکمل عیسائی، مکمل مسلم ہو بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان مکمل طور پر روادار ہو جہاں ایک مذہب کے ساتھ ساتھ کام کرے۔ صدر نارائن نے کہا پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی رواداری کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ صدر نارائن نے کہا کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم انہیں (مسلمانوں کو) سیکورٹی دیں اور ایک جمہوری ملک میں شہریوں کے حقوق دیں اگر ایسا نہ کریں تو دلوں میں رنجش پیدا ہوگی جس سے پورا سیاسی نظام زہر آلود ہو جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ تباہ ہو جائے۔ صدر نے کہا کہ معاشرے کے تمام کمزور طبقات کی حالت سدھارنے میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ سماجی اور اقتصادی پالیسیوں کو خلوص کے ساتھ مستحکم کیا جائے۔

صدر نارائن نے کہا کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم انہیں (مسلمانوں کو) سیکورٹی دیں اور ایک جمہوری ملک میں شہریوں کے حقوق دیں اگر ایسا نہ کریں تو دلوں میں رنجش پیدا ہوگی جس سے پورا سیاسی نظام زہر آلود ہوجائے گا اور بہت ممکن ہے کہ تباہ ہوجائے

صدر نے کہا اقتصادی ضابطوں کو نرم کرنے اور ہندوستانی معیشت کو عالمی معیشت سے ہم آہنگ کر کے جو اقتصادی اصلاحات کی جارہی ہیں ان میں ہمیں ملک کی کمزور اکثریت شیڈولڈ کاسٹس ٹرائبس اور خواتین کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ خواتین کی طرف دھیان دینا اسلئے ضروری ہے کہ وہ دن رات محنت کر کے ہمارے گھروں میں زندگی کو جینے کے لائق بناتی ہیں۔

صدر نارائن نے کہا کہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ ہم لوگ یعنی سن رسیدہ نسل کے لوگ قوم کی خدمت کے لئے سماجی کارروائی کی کوئی مثال یا رول ماڈل اپنے نوجوانوں کے سامنے پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اگر ہم کسی طرح اپنے نوجوان کی گھٹتی ہوئی توانائی اور امکانات کو باہر نکلنے اور حرکت میں آنے کا موقع دے سکیں تو ہمارے نوجوان دنیا کو نہ سہی، ہندوستان کو تو بدل ہی دیں گے۔

انھوں نے صدر جمہوریہ ہند منتخب ہونے پر ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام کو مبارکباد دی اور کہا کہ میں انھیں ممتاز سائنس دان، تکنالوجی جسٹ ایک اسکالر اور انسان دوست مانتا ہوں اور انہیں خوبیوں کی وجہ سے انکی بہت قدر کرتا ہوں۔

گودھرا سانحہ کے مسافروں کی فہرست سامنے لائی جائے

ملائم سنگھ کا لوک سبھا میں مطالبہ اپوزیشن گجرات پر اڈوانی کے بیان سے غیر مطمئن

نئی دہلی ۲۵ رجولائی (ایجنسی)

اپوزیشن ممبران نے گجرات معاملے پر نائب وزیر اعظم اڈوانی کے بیان پر سخت ناراضگی اور عدم اطمینان ظاہر کرتے ہوئے الزام لگایا کہ انھوں نے فسادزدگان کی بازآبادکاری اور امداد دیئے جانے کے معاملے پر انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کیا اور کئی اہم سوالوں کا جواب نہیں دیا۔ احتجاج کی قیادت کرنے والی کانگریس کی بائیں بازوں کی پارٹیوں اور سماج وادی پارٹی کے ممبران نے بھی حمایت کی۔ شوروغل اور ہنگامے کی وجہ سے 10 منٹ تک کوئی کارروائی نہیں ہوسکی۔

کانگریس کے مسٹر داس منشی نے کہا کہ نائب وزیر اعظم مسٹر اڈوانی نے اس معاملے کو سری سری انداز میں لیا جبکہ رول 193 کے تحت بحث کا اصل موضوع گودھرا آتش زنی اور اسکے بعد کے فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کو راحت رسانی اور بازآبادکاری تھا۔ انھوں نے کہا کہ اڈوانی آر ایس ایس کے سرگرم کارکن کی طرح کام کر رہے ہیں۔ مسٹر سومناتھ چٹرجی نے کہا کہ ایوان کے تمام طبقات کی طرف سے اس موضوع پر سوالات کئے گئے تھے۔ نائب وزیر اعظم ان اہم سوالوں کا جواب دینے سے پہلو نہیں بچا سکتے۔ سماج وادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو نے کہا کہ وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہیں کہ حکومت ان لوگوں کے نام بتانے سے کیوں کترا رہی ہے جو گودھرا سانحے کے وقت اس ڈبے میں سوار تھے۔ جسے شرپسندوں نے جلا دیا تھا اور اس کے نتیجے میں پوری ریاست میں فرقہ

کانگریس کے مسٹر داس منشی نے کہا کہ نائب وزیر اعظم مسٹر اڈوانی نے اس معاملے کو سری سری انداز میں لیا جبکہ رول ۱۹۳ کے تحت بحث کا اصل موضوع گودھرا آتش زنی اور اسکے بعد کے فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کو راحت رسانی اور باز آبادکاری تھا۔ انھوں نے کہ اڈوانی آر ایس ایس کے سرگرم کارکن کی طرح کام کر رہے ھیں

وارانہ تشدد پھیل گیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ان مسافروں کی لسٹ ریلوے ریزورشن آفس سے لی جاسکتی ہے۔ داس منشی نے بھی اس بات کی تائید کی اور کہا کہ ایوان کو اب تک ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومت اس سلسلے میں بے حسی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہی ہے جسے ایوان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ ڈپٹی اسپیکر پی ایم سعید نے شروع میں کہا کہ بحث تو مکمل ہو چکی مگر انھوں نے ممبروں کو اس کی اجازت دی کہ وہ کل یہ معاملہ اٹھائیں۔

----❖----

عذاب در عذاب

بچھا کے سارے مکانوں میں زہر تاریکی
فصیل شہر اٹھا دی گئی کچھ اور اونچی
تمام لوگ پریشاں کے ایسی حالت میں
کدھر سے راہ نکالیں گے بچ نکلنے کی

خبر طلوع سحر کی نہ رات ڈھلنے کی
اک اجنبی سی صدا صرف رت بدلنے کی
لگا کے آگ بدن بھینچ لو بجھاؤں میں
نہیں تو کیسے جئیں گے ہم ان حصاروں میں

دہک رہے ہیں جو سورج سیاہ غاروں میں
انہیں بجھانے کی سازش ہے رہگذاروں میں
کہیں پہ کھولتے دلدل کہیں یہ دیواریں
ہم اس طرح تو کوئی راہ پا نہیں سکتے

چندر بھان خیال

بھاجپا کا خطرناک منصوبہ

25دسمبر 2002

گجرات میں وشو ہندو پریشد کے جارحانہ 'ہندوتو' کے سہارے مسند اقتدار تک پہنچنے والی بھاجپا پورے ملک میں ''گجرات فارمولہ'' پر عمل کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ جس ''تہذیبی قومیت'' کا راگ بھاجپا ہمیشہ سے الاپتی رہی ہے۔ اسے لگتا ہے کہ گجرات میں اسکی فتح کا سبب یہ ''تہذیبی قومیت'' ہی ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ وہ اس کا نفاذ پورے ملک میں کرے۔ بہ الفاظ دیگر بھاجپا یہ محسوس کر رہی ہے کہ یہی قوت ہے کہ جب سنگھ پریوار کے 75 سال پرانے 'ہندوتو' کی توسیع اور غلبہ کو عمل جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔

بھاجپا مجلس عاملہ کے دوروزہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے پارٹی صدر وینکیا نائیڈو کا کہنا تھا کہ ''گجرات نے پورے ملک کو صاف پیغام دیا ہے کہ سیاسی مفادات کے لئے ہندوؤں کو نشانہ بنانا اب برداشت نہیں کیا جائے گا۔'' کانگریس کو نشانہ بناتے ہوئے نائیڈو نے کہا ''کانگریس پارٹی کی اقلیت چاپلوسی لیکن اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی کے طویل ریکارڈ کے مقابلے میں بھاجپا کا مثالی جملہ ''سبھی کو انصاف اور کسی کی چاپلوسی نہیں'' کو سچ بنا کر دکھایا جائے گا۔

پارٹی صدر وینکیا نائیڈو کا کہنا تھا کہ گجرات نے پورے ملک کو صاف پیغام دیا ھے کہ سیاسی مفادات کے لئے ہندوئوں کو نشانہ بنانا اب برداشت نہیں کیا جائے گا

وینکیا نائیڈو اور انکی پارٹی انصاف دلانے میں مستقبل میں کس حد تک کامیاب ہوتی ہے اس پر کچھ کہنے کے بجائے صرف اس گجرات کی مثال کو سامنے رکھنا ہی کافی ہوگا کہ پارٹی کی جیت کو بھاجپا تہذیبی قومیت'' کی فتح قرار دے رہی ہے۔ 27رفروری کو گودھرا ٹرین حادثہ ہوا جس میں 58 افراد جل کر ہلاک ہوگئے اور یہ تمام لوگ ہندو تھے۔ گودھرا میں ہوئے اس حادثہ کی ملک کے تمام طبقات بشمول مسلمان سخت مذمت کی گئی۔ 28رفروری کو وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل جیسی تنظیموں نے اس واقعہ کو بہانہ

بنا کر پورے گجرات خصوصا احمد آباد میں مسلمانوں کے خلاف جم کر زہر اگلا اور مسلم کشی کے ذریعہ پوری ریاست کے مسلمانوں میں خوف ودہشت کا ماحول پیدا کر دیا گیا ہے۔

پولس اور ریاستی انتظامیہ کا ان فسادات میں جو رول رہا اسے دہرانے کی ضرورت نہیں، لیکن بھاجپا کے ''سبھی کو انصاف'' کے دعوے کے ضمن میں یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ آخر یہ کونسا انصاف ہے کہ گودھرا میں کچھ شر پسند لوگ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمان تھے (حالانکہ ابھی تک کسی جانچ یا تحقیقاتی کمیشن نے اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں دیا ہے) ان کے گناہوں اور درندگی کے جواب میں احمد آباد کے مسلمانوں کو نشانہ بنایا جائے اور حکومت ان سب کے لئے یہ دلیل دے کر'' ہر عمل کا رد عمل ضروری ہے'' آخر یہ کونسا انصاف تھا کہ گودھرا کے 58 ہندوؤں کی ہلاکت کا جواب کئی ہزار مسلمانوں کے قتل عام سے دیا جائے لیکن اس کے باوجود پورے ملک اور پوری دنیا سے یہ امید کی جائے کہ وہ گودھرا کی مذمت تو کریں لیکن مسلمانوں کی نسل کشی پر اپنے لب سی لیں۔ گجرات میں جس ''تہذیبی قومیت'' کو بھاجپا کی جیت کا سبب بتایا جارہا ہے اگر وہ تہذیبی قومیت اقلیتوں کے تئیں اس طرح کا انصاف سکھاتی ہے کہ جیسا گجرات کے مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا تو یہ ''تہذیبی قومیت ملک کو فاشزم کی راہ پر لے جاسکتی ہے لیکن رام راجیہ نہیں بنا سکتی جس کا دعوے بھاجپا اور سنگھ پریوار کرتا رہا ہے۔ انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ گودھرا حادثہ کے ملزمان کے خلاف خصوصی عدالتوں میں تیزی سے مقدمہ چلایا جاتا انہیں عبرت ناک سزائیں دی جاتیں لیکن ساتھ ساتھ گجرات اور ملک کے باقی حصوں کے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو یہ یقین دہانی کرائی جاتی کہ انہیں کسی انتقامی کارروائی کا نشانہ نہیں بننے دیا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسکے برعکس گودھرا ٹرین حادثہ پر ملک کے سرکردہ مسلمانوں اور مسلم تنظیموں کی طرف سے کی گئی شدید مذمت کو نظر انداز کر کے ان کے خلاف یہ منافقانہ پروپیگنڈہ کیا گیا اور آج تک کیا جارہا

آخر یہ کونسا انصاف ھے کہ گودھرا میں کچھ شر پسند لوگ جن کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ وہ مسلمان تھے (حالانکہ ابھی تک کسی جانچ یا تحقیقاتی کمیشن نے اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں دیا ھے) ان کے گناھوں اور درندگی کے جواب میں احمد آباد کے مسلمانوں کو نشانہ بنایا جائے اور حکومت ان سب کے لئے یہ دلیل دے کر "ھر عمل کا رد عمل ضروری ھے" آخر یہ کونسا انصاف تھا کہ گودھرا کے 58 ھندوئوں کی ھلاکت کا جواب کئی ھزار مسلمانوں کے قتل عام سے دیا جائے

ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اس حادثہ کی مذمت نہیں کی۔ کہا جارہا ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کا احساس تک نہیں ہے کہ ان سے کوئی غلطی یا جرم سرزد ہوا ہے۔ گو یہ چند لوگوں کی حرکت کے لئے پورے ملک کے مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ وہ گودھرا حادثہ کے لئے خود کو قصوروار مانیں۔ اور یہ باتیں بھاجپا کے کسی چھٹ بھیا لیڈر کی طرف سے ہی نہیں جارہی ہے بلکہ اٹل بہاری کی طرف سے بھی جنہیں ''لبرل'' بھی مانا جاتا ہے۔ ایسے میں بھاجپا کے اس دعوے پر کس طرح یقین کرلیا جائے کہ وہ سب کے ساتھ انصاف کرے گی؟ وینکیا نائیڈو نے مذکورہ اجلاس میں اعلان کیا کہ گجرات کا فارمولہ پورے ملک میں دہرایا جائے گا۔

وینکیا نائیڈو ایک طرف گجرات کے تجربے کو پورے ملک میں دھرانے کی بات کر رھے ھیں اور دوسری طرف اپنی تقریر میں انھوں نے انتھا پسند ھندو تنظیموں کا نام لئے بغیر یہ بھی کھا کہ 'ھندوتو' میں انتھا پسند اور عدم رواداری کے لئے کوئی جگہ نھیں ھے

بھاجپا لیڈر اس فارمولے کو 'ہندوتو' کا نام دینے کے لئے تیار نہیں وہ اسے ''تہذیبی قومیت'' قرار دیتے ہیں۔ وینکیا نائیڈو ایک طرف گجرات کے تجربے کو پورے ملک میں دہرانے کی بات کررہے ہیں اور دوسری طرف اپنی تقریر میں انہوں نے انتہا پسند ہندو تنظیموں کا نام لئے بغیر یہ بھی کہا کہ 'ہندوتو' میں انتہا پسند اور عدم رواداری کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ''ہندوتو'' کی بات کرنے والی تنظیموں کی باتوں سے کبھی کبھی ایسا لگتا ہے جیسے وہ سرحد پار جڑیں جما چکی انتہا پسندی اور عدم رواداری کے عمل پر رد عمل ظاہر کررہے ہیں'' نائیڈو کا روئے سخن کس طرف تھا اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں اور ان کے اس بیان کا بہر حال خیر مقدم ہے، ایمانداری کے ساتھ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان کی پارٹی کوئی ٹھوس کارروائی کا حوصلہ دکھائی گی؟ ایسا کرنا اس لئے مشکل نظر آتا ہے کہ گجرات تجربہ کو پورے ملک میں دہرانے کی بات بھاجپا کررہی ہے اس تجربہ میں بڑا رول بہر حال ان تنظیموں کا ہی ہے کہ جنہیں نائیڈو تنبیہ کررہے ہیں۔

----❖----

گجرات میں حالات الیکشن کے لائق نہیں..... پاسوان

نئی دہلی، 26 جولائی (یواین آئی)

لوک جن شکتی پارٹی کے قومی صدر اور سابق مرکزی وزیر مسٹر رام ولاس پاسوان نے کہا کہ گجرات میں حالات ابھی اس طرح کے نہیں ہیں کہ وہاں چناؤ کرائے جائیں۔ آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ گجرات کی مودی سرکار فرقہ وارنہ قتل عام سے انتخابی فائدہ اٹھانا چاہتی ہے، جو کسی بھی جمہوری ملک کے لئے شرم کی بات ہے۔ انھوں نے کہا 20 رسے 25 جولائی تک کی اپنی سد بھاؤنا یاترا کے دوران انہوں نے احمد آباد، گودھرا، آنند، بنارس کانتھا، نندسر اور تابوڑ وغیرہ کا دورہ کیا اور دیکھا کہ لوگوں میں، خاص کر اقلیتی فرقہ کے لوگوں میں بے حد خوف وہراس ہے۔ ایسی حالت میں ان کے ووٹ دینے کے لئے جانے کی کس طرح امید کی جاسکتی ہے۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ گجرات میں دراصل ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑا نہیں ہے۔ یہ جھگڑا دراصل بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد نے پیدا کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو مارنے کے لئے جن دلتوں اور آدیباسیوں کا استعمال کیا گیا تھا، وہی لوگ اب ہندوتون کے ٹھیکیداروں سے نالاں ہیں۔ مسٹر پاسوان نے کہا ہم لوگ گودھرا بھی گئے اور سابرمتی ایکسپریس کے جلے ہوئے ڈبے کوچ نمبر 6 کو بھی دیکھا، دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کوچ باہر سے ٹھیک ہے۔ آگ صرف اندر لگی اور وہ بھی اس طرح کے آگے، پیچھے کے کسی ڈبے کو خراش تک نہیں پہنچی۔ انھوں نے کہا کہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس واقعہ کے لئے بغیر کسی جانچ کے اقلیت کے لوگوں کو ذمے دار ٹھہرادیا گیا۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ فورنسیک لیباریٹری کی رپورٹ سے بھی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ڈبے میں آگ اندر سے لگی تھی، باہر سے کسی بھیڑ نے اسے نہیں جلایا۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ لوک جن شکتی پارٹی کا وفد آج سے پھر چیف الیکشن کمیشن سے ملاقات کررہا ہے جو گجرات اسمبلی کے چناؤ مقررہ وقت پر کرانے پر زور دے گا۔ انھوں نے کہا لوک جن شکتی پارٹی گجرات کے ایک کروڑ ووٹروں کے دستخط سے چناؤ کمیشن کو جلد ہی ایک میمورینڈم دے گی جس میں مانگ کی جائے گی کہ وقت سے پہلے چناؤ کرانے کی ریاستی حکومت کی درخواست کو نہ مانا جائے۔

دلچسپ بات یہ ھے کہ یہ کوچ باھر سے ٹھیک ھے۔ آگ صرف اندر لگی اور وہ بھی اس طرح کے آگے، پیچھے کے کسی ڈبے کو خراش تک نہیں پہنچی۔ انھوں نے کہا افسوسناک بات یہ ھے کہ اس واقعہ کے لئے بغیر کسی جانچ کے اقلیت کے لوگوں کو ذمے دار ٹھہرادیا گیا۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ فورنسیک لیباریٹری کی رپورٹ سے بھی یہ بھی پتہ چلتا ھے کہ ڈبے میں آگ اندر سے لگی تھی، باھر سے کسی بھیڑ نے اسے نہیں جلایا

فرقہ پرست قوتیں ایک مرتبہ پھر گجرات کو فسادات کی آگ میں جھونکنے پر آمادہ

گجرات کے پانچ روزہ دورہ سے واپسی پر سابق مرکزی وزیر رام ولاس پاسوان کا اظہار خیال

نئی دہلی 26 رجولائی (سہارا خبر رخالد انور)

فرقہ پرست قوتیں ایک مرتبہ پھر گجرات کو فسادات کی آگ میں جھونکنے پر آمادہ ہیں، ان حالات میں گجرات میں الیکشن کرنا قطعی نامناسب ہے، وہاں لوگ نفسی نفسی کے عالم میں مبتلا ہیں، ریاستی سرکار مظلوم فسادزدگان کی مدد کی بجائے انہیں دہشت زدہ کر رہی ہے، آر ایس ایس اور وی ایچ پی کے لوگ مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں، سماج میں نفرت پھیلائی جارہی ہے، افسوس یہ کہ وزیر اعظم کی طرف سے دی جانے والی ریلیف بھی انہیں کے اشاروں پر دی جارہی ہے۔ فساد میں مرنے والے 80 فیصد لوگوں کے ورثاء کو کچھ بھی نہیں دیا گیا ہے، حکومت انہیں گم شدہ بتارہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار گجرات کے مختلف شہروں و دیہاتوں کے پانچ روزہ دورہ سے لوٹ کر آئے سابق مرکزی وزیر رام ولاس پاسوان نے کیا۔ پریس کانفرنس میں ان کے ساتھ دورہ پر گئے سابق ممبر پارلیمنٹ عارف محمد خاں، سابق کابینہ سکریٹری ظفر سیف اللہ اور ممبر پارلیمنٹ رام چند پاسوان بھی موجود تھے، سابق مرکزی وزیر اور لوک جن شکتی کے صدر مسٹر رام ولاس پاسوان نے کہا کہ چیف الیکشن پر انہیں مکمل اعتماد ہے۔ وہ وہاں کے حالات سے واقف ہیں وہ کسی دباؤ میں آنے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے چیف الیکشن کمشنر کے وقت پر الیکشن کرانے کے اشارہ کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ گجرات میں خوف و ہراس کا ماحول ہے، مسلمانوں کا ریاستی انتظامیہ سے مکمل طور پر اعتماد اٹھ چکا ہے، انہوں نے کہا کہ ہلاک شدگان کے اعداد و

ریاستی سرکار مظلوم فسادزدگان کی مدد کی بجائے انہیں دہشت زدہ کر رہی ہے، آر ایس ایس اور وی ایچ پی کے لوگ مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں، سماج میں نفرت پھیلائی جارہی ہے، افسوس یہ کہ وزیر اعظم کی طرف سے دی جانے والی ریلیف بھی انہیں کے اشاروں پر دی جارہی ہے۔ فساد میں مرنے والے ۸۰ فیصد لوگوں کے ورثاء کو کچھ بھی نہیں دیا گیا ہے، حکومت انہیں گم شدہ بتا رہی ہے

شمار انہیں دی جانے والی ریلیف میں بڑے پیانے پر عصبیت دی جارہی ہے۔ لاکھوں اور کروڑوں روپے کی مالیت گنوا چکے ہیں۔ لوگوں کو 50 روپے سے 700 روپے تک کے چیک دیئے جارہے ہیں، جن خواتین کی فرقہ پرستوں نے اجتماعی عصمت دری کی تھی، انہیں دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ وہ اپنا مقدمہ واپس لے لیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی ایجنسیوں نے ریلیف کیمپ میں رہنے والے لوگوں کو کیمپ خالی کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ انہیں واپس اپنے گھروں میں نہیں رہنے دیا جارہا ہے، پوری ریاست میں افراتفری کا عالم ہے، مٹھی بھر فرقہ پرست لوگ سرکاری پشت پناہی سے پوری ریاست کو جہنم کدہ بنائے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جگہ نہیں آئیں گے، وہ حق رائے دہی کا استعمال نہیں کرپائیں گے۔

مسٹر پاسوان نے گجرات میں صدر راج نفاذ کا مطالبہ کرتے ہوئے فسادیوں کے خلاف سرکاری مشینری کی فہرست دکھاتے ہوئے کہا کہ یہاں مرنے والوں کی تعداد 250 سے زیادہ ہے جب کہ ریاستی حکومت کی فہرست میں مرنے والوں کی تعداد صرف 50 ہے، بقیہ کو حکومت گمشدہ قرار دے کر ان کے ورثاء کو خوف زدہ کررہی ہے۔ مسٹر پاسوان نے کہا کہ جب ضلع میں یہ حال ہے تو بقیہ مقامات پر کیا صورت ہوگی۔ انہوں نے اپنے پانچ روزہ دورہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لوگ امن وامان کی تلاش میں ہیں۔ وہاں کے ہندو مسلمان سبھی امن چاہتے ہیں لیکن مٹھی بھر لوگ انہیں آج بھی ورغلا رہے ہیں اور ماحول کو خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مسٹر پاسوان نے گودھرا میں جلنے والی بوگی کے متعلق کہا کہ عجب بات یہ ہے کہ آج تک اس ڈبہ کے نگراں اور ریل سپرنٹنڈنٹ سے کچھ نہیں پوچھا گیا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں حکومت کی سرد مہری پر اعتراض کیا۔ پریس کانفرنس میں موجود کابینہ کے سابق سکریٹری مسٹر سیف اللہ نے کہا کہ حکومت چاہتی تو 24 گھنٹے کے اندر معاملہ صاف ہوجاتا۔ مسٹر عارف محمد خاں نے بھی ریاستی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا، کانفرنس کے بعد چاروں چیف الیکشن کمشنر کو گجرات کے حالات بتانے کیلئے روانہ ہوگئے۔

----❖----

حکومت کی ایجنسیوں نے ریلیف کیمپ میں رہنے والے لوگوں کو کیمپ خالی کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ انہیں واپس اپنے گھروں میں نہیں رہنے دیا جارہا ہے، پوری ریاست میں افراتفری کا عالم ہے، مٹھی بھر فرقہ پرست لوگ سرکاری پشت پناہی سے پوری ریاست کو جہنم کدہ بنائے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جگہ نہیں آئیں گے وہ حق رائے دہی کا استعمال نہیں کر پائیں گے۔

گجرات کی جنگ میں جیتی گئی زمین

راجندر شرما

(9 جولائی 2002 اداراتی صفحہ راشٹریہ سہارا ہندی)

ٹیلی ویژن کی نئی زبان کا سہارا لیں تو ایک چھوٹے سے بریک کے بعد گجرات پھر سرخیوں میں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا صرف اس وجہ سے نہیں ہوا ہے کہ بی جے پی نے اس ریاست میں ایک بار پھر یہ عزم کر لیا ہے کہ وقت سے پہلے ستمبر، اکتوبر میں ہی الیکشن کرائے جائیں۔ بلاشبہ مدت پوری کرنے سے پہلے انتخابات کرانے کا ذہن نریندر مودی کی سرکار کے ایسے متعدد اقدامات سے ظاہر ہو رہا ہے جو گجرات کے پھر سے سرخیوں میں آنے سے سیدھے وابستہ ہیں۔ پھر بھی وقت سے پہلے الیکشن کرانے کے مسئلہ سے اس سب کا تعلق بالواسطہ ہی مانا جائے گا۔ اسی طرح صدارتی الیکشن میں بائیں بازو اور اس کے حلیفوں کی امیدوار کی شکل میں کیپٹن لکشمی سہگل کے ذریعہ گجرات میں احمد آباد میں فساد زدگان کے راحت کیمپوں کے دورے سے اپنی انتخابی مہم شروع کرنے کے سبب گجرات آج دوبارہ سرخیوں میں ہے۔ گجرات آج بھی سرخیوں میں کیوں ہے؟ کیونکہ وہاں فروری کی آخری تاریخوں میں جو اقلیت مخالف جنگ چھیڑی گئی تھی کچھ بدلی ہوئی شکل میں آج بھی جاری ہے۔ بلاشبہ یہ جنگ اس چھوٹے سے بریک کے دوران بھی جاری تھی جب سرحد پر ہند پاک کشیدگی نے گجرات کے واقعات کو سرخیوں سے نیچے دھکیل دیا تھا۔ بہر حال اب سرحد پر کشیدگی میں کمی آنے کے ساتھ ایک بار پھر گجرات میں جاری اس جنگ نے میڈیا میں سرخیوں میں اپنی جگہ لے لی ہے۔ فی الحال اس جنگ کی شکل ٹھیک وہی نہیں ہے جو مارچ اپریل کے مہینوں میں تھی۔ نہ ویسے قتل عام ہو رہے ہیں اور نہ ہی پولس اور انتظامیہ کا ویسا کھلم

گودھرا میں سابرمتی ایکسپریس کی بوگی نمبر S-6 کو جلائے جانے کے واقعہ کو وزیر داخلہ سمیت اقتدار کے سبھی حلقوں کے ذریعہ ایک سوچی سمجھی سازش ثابت کرنے کی کوشش ھی نھیں کی جاتی رھی ھے بلکه ایك عرصه سے یه نتیجه مان کر ھی چلا جاتا رھا ھے۔ جب کہ میڈیا سمیت متعدد آزاد تجزیہ کاروں نے 27 فروری کی صبح جو کچھ ھوا اس میں سازش کا عدم امکان دکھایا تھا۔

کھلا کردار ہے جس کے لیے بڑے پیمانہ پر گجرات کے قتل عام کو اسٹیٹ اسپانسرڈ کہا جاتا تھا اور تسلیم کیا گیا۔ ان سب کے باوجود فروری کے آخر میں چھیڑی گئی جنگ دشمن اور معاون کی اسی شناخت کے ساتھ جاری ہے اور ریاست سے لے کر مرکز تک انتظامیہ کے اسی طرح جانبدارانہ رویہ کے ساتھ جاری ہے، ایک چھوٹی سی مثال سے سب کچھ صاف ہو جاتا ہے۔ گودھرا میں سابرمتی ایکسپریس کی بوگی نمبر S-6 کو جلائے جانے کے واقعہ کو وزیر داخلہ سمیت اقتدار کے سبھی حلقوں کے ذریعہ ایک سوچی سمجھی سازش ثابت کرنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی رہی ہے بلکہ ایک عرصہ سے یہ نتیجہ مان کر ہی چلا جاتا رہا ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ حقائق کی تفتیش کے سلسلہ میں سامنے آنے والے کتنے ہی حقائق اور ان سے وابستہ سوالات کے باوجود مرکز اور ریاستی حکومت کی ایجنسیاں ''گودھرا سازش'' کی تفصیلات ہی درج کرنے میں لگی رہیں۔ جب کہ میڈیا سمیت متعدد آزاد تجزیہ کاروں نے 27 فروری کی صبح جو کچھ ہوا اس میں سازش کا عدم امکان دکھایا تھا۔ فی الواقع غیر جانبدار رپورٹروں اور تجزیہ کاروں نے بار بار اس سلسلہ میں تین چیزوں کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ پہلی یہ کہ مبینہ کارسیوکوں میں سے کم سے کم ایک حصہ کا عمل اتنا اشتعال انگیز تھا کہ وہ جیسے اشتعال انگیز ردعمل کا انتظار ہی کر رہا تھا۔ فی الواقع اس سلسلہ میں یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ گجرات کی پولس فورس کارسیوکوں کی اشتعال انگیزیوں کے ممکنہ نتائج کے ڈر سے گودھرا سمیت گنجان مسلم آبادی والے علاقوں سے ان کارسیوکوں کی ٹرینوں کو باحفاظت نکالنے کے لیے گجرات میں آتے جاتے وقت ان مبینہ کارسیوکوں کو باقاعدہ اسکورٹ کیا کرتی تھی۔ 27 رفروری کی صبح گودھرا پہنچنے والی سابرمتی ایکسپریس کے معاملہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کیونکہ پولس کو اس میں کارسیوکوں کے لوٹنے کی خبر نہیں ملی تھی، یعنی یہ ''بھجن کیرتن کرتے ہوئے کارسیوکوں پر حملے'' کا معاملہ نہیں تھا۔ بلکہ ایک ایسے اکساوے کا معاملہ

یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ گجرات کی پولس فورس کارسیوکوں کی اشتعال انگیزیوں کے ممکنہ نتائج کے ڈر سے گودھرا سمیت گنجان مسلم آبادی والے علاقوں سے ان کارسیوکوں کی ٹرینوں کو باحفاظت نکالنے کے لیے گجرات میں آتے جاتے وقت ان مبینہ کارسیوکوں کو باقاعدہ اسکورٹ کیا کرتی تھی۔ 27 رفروری کی صبح گودھرا پہنچنے والی سابرمتی ایکسپریس کے معاملہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کیونکہ پولس کو اس میں کارسیوکوں کے لوٹنے کی خبر نہیں ملی تھی،

تھا کہ جس نے گودھرا جیسی فرقہ وارانہ اعتبار سے حساس جگہ پر آسانی سے دھماکہ کرا دیا۔ گودھرا واقعہ کی سب سے زیادہ معلومات رکھنے والی ریلوے سیکورٹی پولس کی اور دوسری ایجنسیوں کی جانچ میں بھی یہ حقیقت سامنے آنے کے باوجود کہ گودھرا حادثہ کے خاص ملزم بنائے جانے والے لوگ جائے حادثہ کے آس پاس نہیں تھے۔ عام تصور کے برخلاف فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کو جلتی ہوئی ٹرین تک پہنچنے سے کسی نے نہیں روکا تھا۔ اڈوانی کی وزارت داخلہ کے تحت سی بی آئی نے پہلے سے طے کر کے اسے سازش کا معاملہ بنایا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اب عام ہو جانے والی ایف ایس ایل کی رپورٹ نے اس بدقسمت دن گودھرا میں جو کچھ ہوا تھا اس کی سنگھ پریوار اور سرکاری ایجنسیوں کو اب تک کی پیش کش کو پوری طرح سے مسترد کر دیا ہے۔ گودھرا کے واقعہ کے سلسلہ میں 62 مسلمانوں کے خلاف دائر کی گئی چارج شیٹ کے ساتھ والی دستاویزات میں تین صفحات کی ایف ایس ایل کی یہ رپورٹ بھی شامل ہے۔ یہ رپورٹ بہت واضح انداز میں دو باتیں کہتی ہے۔ پہلی یہ کہ سابرمتی کے S-6 ڈبہ میں لگی آگ باہر جمع ہجوم کے ذریعہ آتش گیر مادہ پھینکے جانے سے لگی ہوئی آگ نہیں ہوسکتی۔ اس کے برعکس بدقسمت ڈبہ میں آگ پھیلانے والا آتش گیر مادہ اس بوگی کے اندر سے پھینکا گیا تھا۔ سیٹ نمبر 72 کے قریب کوچ کے گلیارے میں کھڑے ہو کر اور کسی چوڑے منھ کے برتن کو استعمال کر کے تقریباً 60 لیٹر آتش گیر مادہ پھیلا گیا تھا اور اس کے فوراً بعد بوگیوں میں آگ لگ گئی۔ ایف ایس ایل کا یہ نتیجہ جو جائے حادثہ پر جا کر واقعہ کے مختلف امکانات کی ''دوبارہ تحقیق'' کی کسرت کے بعد نکالا گیا ہے۔ یہ نتیجہ کم سے کم اتنا تو واضح طور پر دکھاتا ہے کہ S-6 میں 54 لوگوں کو جن میں عورتوں اور بچوں کی تعداد ہی زیادہ تھی، زندہ جلانے کے لیے کم سے کم ظاہری طور پر وہ ہجوم ذمہ دار نہیں تھا جو سگنل پلیا پر جمع تھا اور ٹرین پر پتھر پھینک رہا تھا۔ ایف ایس ایل کا لکھنا ہے کہ باہر سے یعنی

یہ رپورٹ بہت واضح انداز میں دو باتیں کہتی ہے۔ پہلی یہ کہ سابرمتی کے S-6 ڈبہ میں لگی آگ باہر جمع ہجوم کے ذریعہ آتش گیر مادہ پھینکے جانے سے لگی ہوئی آگ نہیں ہوسکتی۔ اس کے برعکس بدقسمت ڈبہ میں آگ پھیلانے والا آتش گیر مادہ اس بوگی کے اندر سے پھینکا گیا تھا

پورے سات فٹ کی اونچائی پر واقع کھڑکیوں سے تیل پھینکنے کی صورت میں تیل کا زیادہ بڑا حصہ باہر پٹری وغیرہ پر گرنا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ دوسرے باہر سے تیل پھینکے جانے کی صورت میں بوگی کے کھڑکی کے نیچے کے حصوں کو آگ پکڑنا چاہیے تھا یہ بھی نہیں ہوا۔ واضح ہے کہ کم سے کم باہر جمع بھیڑ کی طرف سے یہ آتش گیر مادہ نہیں پھینکا گیا تھا۔ یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بند ڈبہ میں چڑھ کر اقلیتوں کی اس بھیڑ میں سے کسی کے یا کچھ لوگوں کے ایسا کرنے کا تو اور بھی سوال پیدا نہیں ہوتا دوسری جانب خواہ جان بوجھ کر ہو یا حادثہ کے سبب بوگی میں سوار 54 لوگوں کی موت کا سبب بننے والا آتش گیر مادہ اندر سے اور بوگی میں سوار لوگوں کے درمیان سے پھیلایا گیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں گودھرا واقعہ کی بالکل نئے سرے سے تحقیقات ہونی چاہیے۔ لیکن گجرات میں بی جے پی کے اقتدار کی شرکت سے چلائی جانے والی مسلم مخالف جنگ ایسی کسی جانچ کی کسی بھی طرح سے اجازت نہیں دیتی۔ مودی سرکار کے ایک وزیر نے تو باقاعدہ ایف ایس ایل کی رپورٹ میں پیش کیے گئے حقائق کا انتظامیہ کے رویہ پر کوئی اثر نہ پڑنے کا جیسے اعلان ہی کر دیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ آتش گیر مادہ باہر سے پھینکا گیا ہو یا اندر سے پھیلایا گیا ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ طے ہے کہ مسلمانوں کی کارسیوکوں کی بڑی بھاری تعداد کو جلانے کی ''بہت بڑی سازش'' کا معاملہ ہے۔ یہ بھی حیرت کی بات نہیں ہے کہ مرکزی انتظامیہ اور اس کے ذریعہ کنٹرول کی جانے والی سی بی آئی نے ان تمام حقائق وشواہد اور سوالات کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر وی ایچ پی کے یہ دعویٰ کرنے میں تو حیرت کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ تو ہمیشہ سے ہی کہہ رہی تھی کہ آتش گیر مادہ مقامی مسلمانوں نے اندر سے پھیلایا۔ بہر حال ہم نے جس جنگ کا ذکر کیا کوئی گودھرا کے واقعہ کو ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کے مظالم کی مثال بنائے رکھنے تک ہی محدود نہیں ہے۔ نریندر مودی کی

سیٹ نمبر 72 کے قریب کوچ کے گلیارے میں کھڑے ہوکر اور کسی چوڑے منھ کے برتن کو استعمال کرکے تقریباً 60 لیٹر آتش گیر مادہ پھیلا گیا تھا اور اس کے فوراً بعد بوگیوں میں آگ لگ گئی۔ ایف ایس ایل کا یہ نتیجہ جو جائے حادثہ پر جاکر واقعہ کے مختلف امکانات کی دوبارہ تحقیق کی کسرت کے بعد نکالا گیا ہے۔

حکومت دوسرے لاتعداد محاذوں پر بھی اس جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ بس طرح طرح کے دباؤ کے تحت وہ اس کھیل کو چوہے بلی کے کھیل کی طرح آگے بڑھا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر طرح طرح کے دباؤ میں نریندر مودی کو ہفتہ میں تین دن کے حساب سے پورے جولائی اور آدھے اگست تک چلائی جانے والی گورو یاترا ٹالنی پڑی تو جوابی حملہ میں ان کی سرکار نے احمد آباد میں راتوں رات کارروائی کر کے سو سال پرانی موتی مسجد کو گروا دیا۔ کمال یہ ہے کہ اس میونسپل کارپوریشن پر منتخب یونٹ کی سطح پر کانگریس کا کنٹرول ہے لیکن منتخب اکثریت بھی متعدد کانگریسی کونسلروں کے ذریعہ احتجاجاً منتخب یونٹ اور سٹی چیف کو نظر انداز کر کے مودی حکومت کے فرمان کو لاگو کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ حال کے فسادات کے دوران فسادیوں نے اس مسجد کو نقصان پہنچایا تھا۔ ابھی مرمت کا کام شروع ہوا ہی تھا کہ میونسپل بورڈ کے بلڈوزروں نے اسے پوری طرح سے ڈھا ہی دیا۔ ویسے یہ اس طرح کا پہلا معاملہ نہیں ہے۔ احمد آباد میں فسادات جب اپنے عروج پر تھے اس وقت میونسپل بورڈ کے بلڈوزروں کا استعمال کر کے ساڑھے چار سو سال پرانی پتھر کی (آثار قدیمہ کے تحت محفوظ) ایک مسجد سمیت درجنوں مسجدوں اور درگاہوں کو منہدم کیا گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس میونسپل بورڈ نے بڑی مستعدی سے فسادیوں کے ذریعہ صوفی شاعر ولی گجراتی کے مزار کے انہدام کو پورا کرتے ہوئے راتوں رات اس جگہ پر پکی سڑک بنوادی اور پچھلے ہی دنوں جب ایک مقامی رضا کار تنظیم اور متعدد قلم کار تنظیموں نے ولی گجراتی کا مزار اپنی پہل سے دوبارہ بنوانے کے لیے کوشش کی تو آخری وقت پر اس میونسپل بورڈ نے اس از سر نو تعمیر کی بنیاد رکھنے کی اجازت کو واپس لے لیا۔ نریندر مودی کے اقتدار میں نہ تو منہدم کیے گئے مزاروں، درگاہوں اور مسجدوں کی تعمیر کی اجازت ہے اور نہ ہی اجاڑے گئے لوگوں کی گھر واپسی کی۔ آخر ہندوتو کی طاقتیں مفتوحہ علاقوں کو

احمد آباد میں فسادات جب اپنے عروج پر تھے اس وقت میونسپل بورڈ کے بلڈوزروں کا استعمال کر کے ساڑھے چار سو سال پرانی پتھر کی (آثار قدیمہ کے تحت محفوظ) ایک مسجد سمیت درجنوں مسجدوں اور درگاہوں کو منہدم کیا گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس میونسپل بورڈ نے بڑی مستعدی سے فسادیوں کے ذریعہ صوفی شاعر ولی گجراتی کے مزار کے انہدام کو پورا کرتے ہوئے راتوں رات اس جگہ پر پکی سڑک بنوادی۔

اپنے ہاتھ سے کیسے نکل جانے دیں گی۔ الٹا لٹے پٹے لوگوں کو ہی ایک بار اور اجاڑنے کا کام جاری ہے۔ مجبوری یہ ہے کہ میڈیا اور اتنی ساری تنظیموں کے دیکھتے ہوئے اس سے زیادہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ بہر حال اکثریتوں کے درمیان فرقہ وارانہ گول بندی کے لیے اتنا اشارہ بھی کافی ہے۔ اس سے قبل بھی مجوزہ جگن ناتھ یاترا کے معاملہ میں متعلقہ ٹرسٹ کے حساس علاقوں سے یاترا نہ نکالنے اور یاترا کا راستہ بدلنے کے لیے تیار ہونے کے باوجود ریاستی حکومت اور وی ایچ پی جیسے یہ طے کر چکے تھے کہ ہندو اس معاملہ میں ذرا بھی نہ جھکیں اور یہ اگر ایک اتفاق ہے تو دلچسپ اتفاق یہ ہے کہ عبدالکلام کے صدر کے عہدہ کے لیے اپنا پرچہ بھرنے سے عین پہلے اپنے دو دن کے سفر گجرات میں اڈوانی جی نہ صرف ''گورو یاترا'' کا پروگرام بنا آئے تھے بلکہ خود اس کا افتتاح کرنے کا بھی وعدہ کر آئے تھے۔ اسمبلی کے انتخابات جلدی کرائے جانے اور نریندر مودی کی قیادت میں ہی بی جے پی کے الیکشن میں اترنے کا جو اعلان کر آئے تھے وہ الگ رہا۔ اس کے بعد سے اڈوانی باقاعدہ نائب وزیر اعظم کے عہدہ پر بٹھائے جا چکے ہیں۔ گورو یاترا فی الحال پہلے ہی ٹال دی گئی لیکن وہ کبھی بھی شروع ہو سکتی ہے۔ اڈوانی جی نے اس کا واضح اشارہ دے دیا ہے۔ پچھلے چار ماہ کی ہندوتو کے جنگ کی کمائی کو انتخابی کامیابی کی شکل میں پختہ کرنا ہے اس کے لیے پینترے تو بدل سکتے ہیں لیکن اس جنگ کو چھوڑنا تو دور ہندوتو کی جنگ میں جیتی گئی ایک انچ زمین نہیں چھوڑی جا سکتی۔ الیکشن تو اس جنگ کی ایک اور شکل ہے۔

----❖----

گورو یاترا فی الحال پہلے ہی ٹال دی گئی لیکن وہ کبھی بھی شروع ہو سکتی ہے۔ اڈوانی جی نے اس کا واضح اشارہ دے دیا ہے۔ پچھلے چار ماہ کی ہندوتو کے جنگ کی کمائی کو انتخابی کامیابی کی شکل میں پختہ کرنا ہے اس کے لیے پینترے تو بدل سکتے ہیں لیکن اس جنگ کو چھوڑنا تو دور ہندوتو کی جنگ میں جیتی گئی ایک انچ زمین نہیں چھوڑی جا سکتی۔ الیکشن تو اس جنگ کی ایک اور شکل ہے۔

2002ء میں گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی پر صرف اخبارات میں ہی نہیں لکھا گیا اور نہ صرف ٹیلی ویژن چینلس کے ذریعے پوری دنیا میں دکھایا گیا بلکہ ہندوستان کے سیکولر رہنمائوں نے پالیمنٹ کے اندر اور باہر مسلمانوں کے حق میں انصاف کے لئے آواز بلند کی۔ ہفتوں پارلیمنٹ میں کارروائی نہیں چلنے دی۔ پارلیمنٹ کی دونوں ایوانوں میں اپنی تقاریر کے معرفت اس پوری صفت کو پیش کیا گیا۔ ایسی تمام تقاریر کا پیش کیا جانا تو ممکن نہیں ہے حالانکہ ان سب کی دستاویزی حیثیت ہے اور یہ ہندوستان کی تاریخ کا ناقابل فراموش حصہ ہیں۔ یہاں صرف دو تقاریر محترم جناب امر سنگھ اور محترمہ شبانہ اعظمی کی پیش کی جارہی ہیں۔ تاکہ اندازہ کیا جاسکے کی کس طرح اس نسل کشی کے واقعات کو پارلیمنٹ کے اندر اٹھایا گیا تھا۔

محترم! یہ بچیاں نہ ہندو ہیں نہ مسلمان......

بحث:..................امر سنگھ

27رفروری کو مسلسل احمد آباد سے فون آنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ تب اسی دن راج ببر جی، بہن شبانہ اعظمی، کامریڈ سیتارام یچوری اور میں نے گجرات جانے کا پروگرام بنایا۔ ہم نے وہاں کی وزارت داخلہ، وزیر اعلیٰ کے دفتر اور یہاں کے وزارت داخلہ کو اطلاع دی کہ ہم سب وہاں جانا چاہتے ہیں لیکن ہم لوگوں کو وہاں جانے کی کوئی منظوری نہیں دی گئی۔ پھر بھی ہم لوگ وہاں گئے۔ وہاں ریاستی سرکار نے کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ اس کی بہن شبانہ اعظمی بھی گواہ ہیں لیکن کسی طرح ہم احمد آباد میں ریاستی گیسٹ ہاؤس پہنچے۔ وہاں صورت حال انتہائی بھیانک تھی اور فسادات کا آغاز ہو چکا تھا۔ تو ہم لوگوں نے مناسب سمجھا کہ ہم ریاست کے وزیر اعلیٰ سے رابطہ قائم کریں۔ میں نے خود ریاست کے وزیر اعلیٰ سے بات کی۔ بہن شبانہ اعظمی، راج ببر جی، کامریڈ سیتارام یچوری جی نے ان سے بات کی۔ یہ بہت ہی سنجیدہ معاملہ ہے اور میں یہاں الزام، جوابی الزام لگانے کے لیے نہیں کھڑا ہوا ہوں اور میں ایسے ماحول میں اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہوں لیکن آج سچ بولنا کوئی ریٹارک نہیں ہے۔ آج آپ اپنا سچ بولیں، اپنا موقف رکھیں، آج ہماری بہن 'گجرات سماچار' اور 'سندیش' دکھائیں تو ہم بھی این ڈی ٹی وی کی تمام کلیپنگس دکھا سکتے ہیں۔ 'ٹائمس آف انڈیا' اور 'ہندوستان ٹائمس' کو دکھا سکتے ہیں۔ اگر آپ کے لیے قومی اخبار ریٹارک ہیں تو ہمارے لیے 'گجرات سماچار' اور 'سندیش' ریٹارک ہیں۔ آپ جانتے ہیں گجرات کے وزیر اعلیٰ شری مودی نے کیا کہا؟ محترم مودی جی نے کہا امر سنگھ جی آپ کا چہرہ اور آپ کے نظریات، شبانہ اعظمی جی آپ کا چہرہ اور آپ کے نظریات، سیتارام یچوری جی آپ کا چہرہ اور آپ کے نظریات گجرات

میں اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہوں لیکن آج سچ بولنا کوئی ریٹارک نہیں ہے۔ آج آپ اپنا سچ بولیں، اپنا موقف رکھیں، آج ہماری بہن گجرات سماچار' اور 'سندیش' دکھائیں تو ہم بھی این ڈی ٹی وی کی تمام کلیپنگس دکھا سکتے ہیں۔ ٹائمس آف انڈیا' اور 'ہندوستان ٹائمس' کو دکھا سکتے ہیں۔ اگر آپ کے لیے قومی اخبار ریٹارک ہیں تو ہمارے لیے گجرات سماچار' اور 'سندیش' ریٹارک ہیں

کا عام ہندو جانتا ہے۔ آج یہاں ملک کے وزیر دفاع جارج فرنانڈیز آئے تھے اور ہمارے لیے ان کی جان کی حفاظت بھی مشکل تھی۔ وہاں تلواریں نکل گئیں اور ان کی گاڑی پر حملہ ہو گیا تو جب وزیر دفاع محفوظ نہیں ہیں تو شبانہ اعظمی، راج ببر اور کامریڈ یچوری کے تحفظ کی گارنٹی ہم نہیں دے سکتے۔ اگر آپ کو جانا ہے تو آپ کے جانے کی گارنٹی ریاستی سرکار کی نہیں ہے۔ آپ کاٹ دیے جائیں گے۔ بہن شبانہ اعظمی تصدیق کریں گی کہ یہ بات وزیر اعلیٰ نے کہی تھی کہ نہیں اور راج ببر ممبر پارلیمنٹ اور یچوری جو ایک بڑی پارٹی کے پولٹ بیورو کے ممبر و سرکردہ لیڈر ہیں، ہم لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہوتا ہے۔ ریاست کا وزیر اعلیٰ اس طرح کا برتاؤ کرے اور اس طرح کی بات کرے، اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ بات کرے تو اس کو ہم نہیں بتائیں تو یہ منصفانہ نہیں ہوگا۔ سرکاریں ہماری بھی ہوتی ہیں۔ بھائی سنجے نروپم سے ہمارا بہت نظریاتی اختلاف ہے لیکن بالا صاحب آئے تھے اور وزیر اعلیٰ ملائم سنگھ تھے، لیکن ان کے تحفظ کا پورا انتظام ہم نے کیا تھا۔ جمہوریت ایسے نہیں چلتی کہ جہاں سیاسی مخالفت کے لیے رواداری کا جذبہ نہ ہو، جہاں پر سیاسی لیڈروں کو براہ راست ڈرایا اور دھمکایا جائے۔ اگر اس طرح کا برتاؤ ہم لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تو گجرات کی اقلیتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہوگا اس کا تصور آپ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ محترم وزیر اعظم یہاں نہیں ہیں لیکن میں کہنا چاہوں گا کہ آج وزیر اعظم کی صلاحیت اور ان کی شبیہ کو دھکا لگا ہے۔ آج وہ شبیہ مسمار ہو چکی ہے۔ ہم لوگ بچپن سے ان کا نام سنتے آئے، بھلے ہی ہمارے اختلافات ہوں لیکن ان کا سیاسی کیریر بہت طویل ہے لیکن آج اٹل بہاری واجپئی اور اڈوانی جی کے منھ کا مکھوٹا اتر چکا ہے۔ میں تو یہ کہنا چاہوں گا کہ ؎

ترے دور رہبری میں یہی صبح و شام ہوگا
کہیں بستیاں جلیں گی، کہیں قتل عام ہوگا

اگر آپ کو جانا ھے تو آپ کے جانے کی گارنٹی ریاستی سرکار کی نھیں ھے۔ آپ کاٹ دیے جائیں گے۔ بھن شبانہ اعظمی تصدیق کریں گی کہ یہ بات وزیر اعلیٰ نے کھی تھی کہ نھیں اور راج ببر ممبر پارلیمنٹ اور یچوری جو ایک بڑی پارٹی کے پولٹ بیورو کے ممبر و سرکردہ لیڈر ھیں، ھم لوگوں کے ساتھ یہ برتائو ھوتا ھے

آج جو حالت ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں۔ بہن شبانہ اعظمی گواہ ہیں کہ نرودہ پاٹیا، امن چوک، باپونگر، جوا پور، الامین اسپتال، وی ایس اسپتال اور شاہ عالم گنج سے عورتوں اور بچوں کے چیخنے اور چلانے کی آوازیں آرہی تھیں اور مسلسل کہہ رہے تھے کہ بچایئے۔ اس پر شبانہ اعظمی نے کہا کہ ہم لوگ چاہے مر جائیں یا کٹ جائیں لیکن ہم لوگوں کو جانا چاہیے۔ وہاں ایک وزیر صحت پہنچے، وہ راستے پر کھڑے ہوگئے اور پولس فورس لگادی گئی۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اگر ہم لوگوں سے مل نہیں سکتے، فسادزدہ علاقوں میں جا نہیں سکتے تو کم از کم جو اطلاعات ہم کو بذریعہ فون ملی ہیں ان اطلاعات کو جمع کر کے ہم پولس کمشنر شری پانڈے کے پاس جائیں۔ رات کے ایک بجے ہم سب لوگ 28 کی رات اور یکم مارچ کی نصف شب کے دوران پولس کمشنر کے دفتر میں گئے۔ رات بھر وہاں بیٹھے رہے لیکن پولس کا ایک کانسٹبل بھی ہم سے ملنے نہیں آیا۔ آپ سوچیں، شبانہ اعظمی جی پارلیمنٹ کی رکن، امر سنگھ پارلیمنٹ کے رکن، راج ببر جی پارلیمنٹ کے رکن، سیتارام یچوری پالٹ بیورو کے ممبر وہاں بیٹھے رہے لیکن پولس کا ایک سپاہی بھی ملنے کو تیار نہیں تھا اور گجرات جل رہا تھا۔

رات کے ایک بجے ہم سب لوگ 28کی رات اور یکم مارچ کی نصف شب کے دوران پولس کمشنر کے دفتر میں گئے۔ رات بھر وہاں بیٹھے رہے لیکن پولس کا ایک کانسٹبل بھی ہم سے ملنے نہیں آیا۔ آپ سوچیں، شبانہ اعظمی جی پارلیمنٹ کی رکن، امر سنگھ پارلیمنٹ کے رکن، راج ببر جی پارلیمنٹ کے رکن، سیتا رام یچوری پلٹ بیورو کے ممبر وہاں بیٹھے رہے لیکن پولس کا ایک سپاہی بھی ملنے کو تیار نہیں تھا اور گجرات جل رہاتھا۔

یہ درست ہے کہ گجرات کے گودھرا میں تشدد کا ننگا ناچ ہوا۔ ہمارے قابل دوست اچھے وکیل ارون جیٹلی نے لفظوں کے مایا جال سے، جیسا کہ لالو جی نے ٹھیک کہا ایوان کو بھرمانے کی بہت کوشش کی، لبھانے کی بڑی کوشش کی۔ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ کوئی حق نہیں ہے مہذب لوگوں کو یہ کہنے کا کہ چائے کے پیسوں کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے گودھرا حادثہ ہوا، لیکن میں بتانا چاہوں گا کہ جب ہم وہاں اسپتال گئے تھے تو وہاں 9 سال کا ایک بچہ جس کا باپ آئی سی یو میں تھا اور وہ اپنی جلی ہوئی ماں کی خدمت کر رہا تھا۔ ہمارے اتر پردیش کا گیان پرکاش قنوجیا جو اس ٹرین میں تھا اس نے کہا کہ چائے کے بھگتان کو لے کر یہ جھگڑا ہوا اور اس کا آخری نتیجہ اس بھیانک حادثہ کی شکل میں سامنے

آیا۔ ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ چائے کے بھگتان کے لیے جھگڑا ہوا یا کسی لڑکی کو چھیڑنے کے لیے جھگڑا ہوا لیکن اس جھگڑے کے بعد گودھرا میں جو ہوا بہت برا ہوا لیکن ہم اتنا ضرور انتہائی ادب کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں جیسا احمد پٹیل جی نے کہا کہ گودھرا کے لیے جو بھی ذمہ دار ہوا گر وہ کانگریس پارٹی کا آدمی ہے تو اسے بھی پھانسی دے دیجئے لیکن بے گناہ لوگوں، ماں بہنوں پر آپ ظلم مت کیجئے چاہے وہ بی جے پی کے لوگ ہوں یا کانگریس کے لوگ ہوں۔ گودھرا کے لیے جو بھی قصوروار شخص ہے اس کو سزا دیجئے لیکن ہماری بے گناہ ماں بہنوں کی شرم گاہ کو مت چھیڑیے۔ اس بچے کو مت جلائیے، 15 ماہ کا وہ بچہ جو رام رحیم سے واقف نہیں، جو قرآن، اذان اور گیتا کے اشلوک سے واقف نہیں، جو ماں کا نام بھی صحیح طرح سے نہیں لے سکتا ہے، جس کی زبان سے سرسوتی کا اظہار نہیں ہوا ہے۔ اس کو زندہ آگ میں براہ کرم مت جلائیے۔ 27، 28 کے دورہ کے بعد 24 اپریل کو محترم ملائم سنگھ جی، دیوگوڑا جی، سرجیت صاحب، وردھن صاحب، دیوبرتھ دا اور اونی رائے کے ساتھ جب ہم لوگ گئے تو نرودہ پاٹیا میں جلی ہوئی مسجد دیکھی اور کہا گیا کہ زنا بالجبر کے واقعات نہیں ہوئے۔ اگر ہوئے ہیں تو بتائیے اسپیسفک کیس۔ ایک حاملہ خاتون کے ساتھ زنا بالجبر اور اس کے پیٹ سے بچے کو نکال کر اس کے قتل کے پاپ کی بات احمد بھائی نے کہی۔ میں نرودہ پاٹیا کا واقعہ بتا رہا ہوں۔ وہاں کی مقامی رکن اسمبلی کوڈنانی کہتی ہیں کہ کوئی زنا بالجبر نہیں ہوا لیکن خواتین کمیشن کو سنائی ہوئی کچھ داستانیں یوں ہیں۔ کلثوم بی بی شاہ عالم گنج مارچ 2002، جلتے ہوئے تاروں کے ساتھ مشتعل بھیڑ نے ہمیں گنگوتری سوسائٹی سے کھدیڑا۔ ہم نے 10-8 زنا بالجبر دیکھے۔ 16 برس کی مہرالنساء کو برہنہ کر کے اس کے اندام نہانی کو چیر کر اسے جلا دیا گیا۔ دوسرا واقعہ اظہرالدین 13 سال کا بچہ، چارہ بستی، جوان نگر۔ گڈو چارا، سریش، نریش چارا، ہریا، بھوانی سنگھ جو ریاستی ٹرانسپورٹ محکمہ کے ہیں، ان کو میں نے پہچانا اور انہوں نے حسین نگر

گودھرا کے لیے جو بھی قصوروار شخص ہے اس کو سزا دیجئے لیکن ہماری بے گناہ ماں بہنوں کی شرم گاہ کو مت چھیڑیے۔ اس بچے کو مت جلائیے، 15 ماہ کا وہ بچہ جو رام رحیم سے واقف نہیں، جو قرآن، اذان اور گیتا کے اشلوک سے واقف نہیں، جو ماں کا نام بھی صحیح طرح سے نہیں لے سکتا ہے، اس کو زندہ آگ میں براہ کرم مت جلائیے۔

گودھرا حادثہ ہوگیا، ابھی یہاں کرسی پر ہماری عزت مآب نہتی چیئرپرسن بیٹھی تھیں انھوں نے کہا کہ میں نے مذمت کی، ڈاکٹر منموہن سنگھ نے مذمت کی، ادھر سے مذمت ہوئی، اتنی مذمت کے باوجود اب گودھرا کے بعد کے تشدد کو نیوٹن کا اصول بتایا جارہا ھے۔ آپ اسے ایکشن کاری ایکشن بتارہے ہیں، اس مرتبہ گجرات میں نہ جج کو چھوڑا گیا نہ پولس کو چھوڑا گیا، جسٹس قادری چلاتے رہے میں جج ہوں، ہوا کریں جج آپ مسلمان ہیں

کی 12 سال کی لڑکی فرزانہ اور نور جہاں کے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ یہ سب اس نے گنگوتری سوسائٹی کی چھت سے دیکھا۔ جہاں وہ اپنی جان بچانے کے لیے چھپا ہوا تھا۔ محترم یہ بچیاں نہ ہندو ہیں نہ مسلمان یہ تو بھارت ماں کی بیٹیاں ہیں اور ان کے ساتھ زنا بالجبر ہوتا ہے اور ملک کے وزیر یہاں کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا۔ خواہ جسٹس ورما ہوں، خواہ خواتین کمیشن ہو، چاہے اقلیتی کمیشن ہو چاہے غیر ملکی سفارت خانوں کی رپورٹیں ہوں، جو بھی ان کے خلاف آواز اٹھاتا ہے وہ ریٹارک ہے۔ جو چیز آپ کی سیاست کو سوٹ نہ کرے وہ ریٹارک ہے اور جو آپ کی سیاست کو سوٹ کرے وہ ریٹارک نہیں ہے۔ ہندوستان میں اخبار صرف گجرات سماچار اور سندیش ہیں۔ ٹائمس آف انڈیا، ہندوستان ٹائمس، انڈین ایکسپریس یہ اخبار نہیں ہیں۔ راج دیپ سردیسائی ایک جرنلسٹ نہیں ہیں۔ وہ ایک دنگائی ہے کیونکہ وہ سچ کو دکھا رہا ہے۔ میں بڑے ادب کے ساتھ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا مہاتما گاندھی کے ساتھ آزادی کی جنگ مولانا ابوالکلام آزاد نے نہیں لڑی؟ آپ بتائیے کہ کیا وطن کے لیے بھگت سنگھ کے ساتھ اشفاق اللہ خاں نے شہادت نہیں دی؟ آپ بتائیے کہ سبھاش چندر بوس کے ساتھ جنرل شاہ نواز نہیں تھے؟ اگر پہلے کی بات کریں تو آپ ٹیپو سلطان، نواب سراج الدولہ اور بہادر شاہ ظفر کو کیسے بھول گئے جس نے کہا تھا۔

لگتا نہیں ہے دل میرا اجڑے دیار میں
دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں

یہ کیا مسلمان نہیں تھے؟ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی آج کل امریکہ سے بڑی دوستی ہے۔ امریکہ کے پیٹنٹ ٹینک کو 1965 کی لڑائی میں نیست و نابود کرنے والا عبدالحمید کیا مسلمان نہیں تھا؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کارگل کی جنگ جس کے بھروسے پر آپ الیکشن جیت کر آئے اس میں شہادت دینے والے کیپٹن حنیف الدین اور جاوید علی سیفی کو

آپ کیسے بھول گئے؟ جس ایٹم بم اور پوکھرن کا کلش لے کر آپ پورے ہندوستان میں گھومتے رہے اس کو ایجاد کرنے والے کلام کو آپ کیسے بھول گئے؟ میں آپ سے یہ پوچھنے کے لیے کھڑا ہوں، آپ کہتے ہیں کہ بلوا ہو گیا، گودھرا حادثہ ہو گیا، ابھی یہاں کرسی پر ہماری عزت مآب ڈپٹی چیئر پرسن بیٹھی تھیں انہوں نے کہا کہ میں نے مذمت کی، ڈاکٹر منموہن سنگھ نے مذمت کی، ادھر سے مذمت ہوئی، اتنی مذمت کے باوجود اب گودھرا کے بعد کے تشدد کو نیوٹن کا اصول بتایا جا رہا ہے۔ آپ اسے ایکشن کا ری ایکشن بتا رہے ہیں، عمل کا ردعمل قرار دے رہے ہیں، احسان جعفری کی بات سب نے کہہ دی، وہ رکن پارلیمنٹ تھا لیکن اس مرتبہ گجرات میں نہ جج کو چھوڑا گیا نہ پولس کو چھوڑا گیا، جسٹس قادری چلاتے رہے میں جج ہوں، ہوا کریں جج آپ مسلمان ہیں، ہوا کریں آپ ڈی آئی جی، آئی پی ایس افسر، آپ مسلمان ہیں، ہوا کریں آپ رکن پارلیمنٹ۔ احسان جعفری کا سماج پر بہت احسان ہو گا، ان سے ایک گھنٹہ پہلے پولس کمشنر مل کر آیا تھا۔ گھنٹہ بھر بعد اس کو زندہ آگ میں جھونک دیا گیا۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس نے گولی چلائی تھی اس لیے نیوٹن کے اصول کے مطابق وہاں بھی ایکشن کا ری ایکشن ہو گیا۔ آپ اسلامی جہاد کی مذمت کرتے ہیں، انتہا پسندی کی مذمت کرتے ہیں، ٹھیک کرتے ہیں۔ انتہا پسندی ہر طرح کی بری ہے، فرقہ پرستی ہر طرح کی بری ہے، لیکن میں بڑے ادب و احترام سے ادھر بیٹھے اپنے ساتھیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اڑیسہ میں کس کی سرکار ہے؟ این ڈی اے کی سرکار ہے، کانگریس کے کسی ساتھی یا سماجوادی پارٹی کے کسی ساتھی کی سرکار نہیں ہے، وہاں پر ترشول لے کر کون گیا تھا؟ اس انتہا پسندی کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ آپ کے حلیفوں کی سرکار ہے اور آپ کے ساتھی وزراء اور وزیر اعلیٰ جان بچا کر گھومتے رہے، اس کی تشہیر آپ نے نہیں کی۔ وہ ترشول دھاری کون تھے، یہاں ایک بیان آ گیا کہ ان سے ہمارا کوئی مطلب نہیں ہے۔ دوسری طرف وشو ہندو پریشد

وشو ہندو پریشد چھاتی ٹھونک کر کہہ رہا ہے، وشو ہندو پریشد کے جنرل سکریٹری توگڑیا کا بیان آرہا ہے کہ ہم نے پہلی مرتبہ پورے کے پورے گاؤں، پورے کے پورے مسلمانوں کے گاؤں خالی کروا دیے ہیں۔ یہ ہندوستان ہے، اگر یہ سیکولرزم ہے تو مجھے ایسی سیکولرزم پر، اپنے پر شرم ہے اور یہ ہندو دھرم ہے تو مجھے ہندو کہلانے پر شرم ہے

چھاتی ٹھونک کر کہہ رہا ہے، وشو ہندو پریشد کے جنرل سکریٹری تو گڑیا کا بیان آرہا ہے کہ ہم نے پہلی مرتبہ پورے کے پورے گاؤں، پورے کے پورے مسلمانوں کے گاؤں خالی کروا دیے ہیں۔ یہ ہندوستان ہے، اگر یہ سیاست ہے تو مجھے ایسی سیاست پر، اپنے پر شرم ہے اور یہ ہندو دھرم ہے تو مجھے ہندو کہلانے پر شرم ہے۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ویوگی ہوگا پہلا کوی، آہ سے اپجا ہوگا گان، امڑ کر آنکھوں سے چپ چاپ وہی ہوگی کویتا انجان، ہمارے محترم وزیر اعظم اٹل جی بھی کوی ہیں، ان کا کوی والا دل احمد آباد میں رو پڑا لیکن سنگھل جی جیسے ساتھیوں کے دباؤ میں گوا میں بدل گیا۔ ؎

جب بھی جی چاہے نئے چہرے لگا لیتے ہیں لوگ
ایک چہرے پہ کئی چہرے لگا لیتے ہیں لوگ

میں پوچھنا چاہتا ہوں گجرات کی جنتا اپنے کوی کا دل رکھنے والے وزیر اعظم سے پوچھ رہی ہے کہ اگر آپ کو گوا میں یہی کہنا تھا تو جو ہم نے داستاں اپنی سنائی تو آپ کیوں روئے؟ آپ کیوں روئے، اگر آپ کو گوا میں جا کر بدل جانا تھا۔ ہمارے ساتھی، فرقہ وارانہ فساد پیدا کرنے والے ساتھی اگر اقتدار کے لیے، اگر سہولت کے لیے، اگر مطلب کے لیے کوئی بھی گٹھ بندھن کسی سے بھی کر سکتے ہیں تو ہم بھی قوم کے لیے، وطن کے لیے کسی کے کبھی بھی بن سکتے ہیں۔ اگر تم ملے تو ٹھیک ہے، اگر کوئی نہیں ملے تو سماجوادی پارٹی اور ہمارے لیڈر فرقہ پرستی سے لڑتے رہیں گے۔

کوئی ساتھ دے نہ دے میرا چلنا مجھے آتا ہے
ہر آگ سے واقف ہوں، جلنا مجھے آتا ہے

(راجیہ سبھا میں کی گئی تقریر کا مختصر حصہ)

----❖----

گجرات کا منظر

خون میں ڈوبا امن کا پیکر دیکھا ہے
زخمی زخمی ایک کبوتر دیکھا ہے
جلتی حویلی جلتا چھپر دیکھا ہے
ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے

نام میرا مظلوم ہے میں ایک لڑکی ہوں
جو دیکھا میں نے وہ بتلاتی ہوں
گھر گھر آگ لگائی ہے غداروں نے
عزت لوٹی دھرم کے ٹھیکیداروں نے

دھرتی پر شیطانوں کا لشکر دیکھا ہے
ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے
شر م سے گردن خم کر لی حیوانوں نے
ایسا گھناؤنا کھیل رچا انسانوں نے

کوئی درندہ بھی نہ کرے وہ کام کیا
ماں کے پیٹ کو چیر کے بچہ مار دیا
معصوموں کو تلواروں پہ دیکھا ہے
ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے

آئینوں کی تاک میں سب پتھر دل تھے
وردی میں بھی مظلوموں کے قاتل تھے
بچے پیر جوانوں کے کاٹ دئے
انسانوں کے دل سے دریا پاٹ دئے

آنکھوں نے لاشوں کا سمندر دیکھا ہے
ہاں میں نے گجرات کا منظر دیکھا ہے

شبینہ ادیب

پارلیمنٹ میں

شبانہ اعظمی کی تقریر

محترم!

آج میں اپنے دل میں ایک درد، آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر دعاؤں کے ساتھ تحریک کی حمایت میں کھڑی ہوئی ہوں۔ آج گجرات کے عوام کی نگاہیں اس ایوان کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ ان کے تاریک اور مشکل وقت میں یہاں سے امید کی کوئی کرن ان تک پہنچے۔ گجرات کے فسادات نے اپنے پس منظر میں لاچاری، بے بسی اور مایوسی کے نقش چھوڑ دیئے ہیں۔ بچ جانے والوں کے جم غفیر ریلیف کیمپوں میں خواہ وہ شہری علاقوں میں ہوں یا دیہی علاقوں میں ہوں، ناقابل بیان اور تکلیف دہ حالات میں رہ رہے ہیں۔ وہ حقیقی معنوں میں جسم اور ذہن کے اعتبار سے گھٹے ہوئے لوگ بن گئے ہیں۔

ہلاکتیں بڑی تعداد میں واقع ہوئی ہیں، سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد 900 سے نیچے ہے جب کہ غیر سرکاری اندازہ کے مطابق مرنے والوں کی تعداد دو ہزار سے شروع ہوتی ہے اور اس سے بھی بہت اوپر چلی جاتی ہے۔ اقتصادی نقصانات کا اندازہ تین ہزار کروڑ سے اوپر لگایا گیا ہے۔ پولس ذرائع کے مطابق ریاست میں 240 سے زیادہ درگاہوں اور 180 سے زیادہ مسجدوں کو تباہ کر دیا گیا ہے، 25 سے زیادہ مدرسے تباہ کر دیئے گئے ہیں، 20 سے زیادہ تعداد میں چرچ تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ لوگ ریلیف کیمپوں میں غیر انسانی حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ بہت سے طلبہ امتحانات نہیں دے سکے ہیں۔ خواتین کے خلاف جنسی تشدد کے ناقابل تردید واقعات جن کو دبا دیا گیا ہے اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کی مزید تحقیقات کی جائیں۔ گجرات کے متاثرین کے سامنے

ہلاکتیں بڑی تعداد میں واقع ہوئی ہیں، سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد 900 سے نیچے ہے جب کہ غیر سرکاری اندازہ کے مطابق مرنے والوں کی تعداد دو ہزار سے شروع ہوتی ہے اور اس سے بھی بہت اوپر چلی جاتی ہے۔ اقتصادی نقصانات کا اندازہ تین ہزار کروڑ سے اوپر لگایا گیا ہے۔ پولس ذرائع کے مطابق ریاست میں 240 سے زیادہ درگاہوں اور 180 سے زیادہ مسجدوں کو تباہ کر دیا گیا ہے، 25 سے زیادہ مدرسے تباہ کر دیئے گئے ہیں

واضح طور پر انصاف کے حصول، بازآبادکاری اور نقصانات کی تلافی کے حصول کا ایک طویل راستہ پڑا ہے، میری دعا ہے کہ ہم سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں تاکہ یہ ممکن ہو سکے۔

ممبئ کی مکین ہونے کی حیثیت سے میں نے 93-1992 کے فسادات دیکھے ہیں۔ ایک ہندوستانی شہری ہونے کی حیثیت سے میں نے 1984 میں سکھ مخالف فسادات کی بھیانک شکل دیکھی ہے، میں نے دیکھا ہے کہ راحت رسانی اور بازآبادکاری کا عمل کتنا سست رفتار ہوتا ہے۔ جب تک خطا کاروں کو سزا نہیں دی جاتی، انصاف کا شعور ابھر نہیں سکتا، کوئی تلافی ہو نہیں سکتی اور کوئی بازآبادکاری ممکن نہیں۔ ہاں گودھرا ایک بھیانک جرم تھا اور مجرمین کو انتہائی سخت سزا ملنی چاہئے لیکن کیا گودھرا، احمد آباد کے لئے جواز بن سکتا ہے؟ یہ مسلسل کہا جاتا رہا ہے کہ اگر پارلیمنٹ میں سابرمتی ایکسپریس پر حملہ کی بھرپور مذمت کی گئی ہوتی تو احمد آباد (کا فساد) واقع نہ ہوا ہوتا۔ آخر یہ کس قسم کی بے ہودہ دلیل ہے۔ گودھرا میں جو کچھ ہوا وہ جرائم پیشہ افراد کا کیا دھرا تھا لیکن احمد آباد، وڈودرہ، مہسانہ اور گجرات کے دوسرے حصوں میں جو کچھ ہوا وہ ریاستی حکومت کی فعال ملی بھگت سے ہوا۔ یقیناً ان دونوں کے درمیان ایک فرق ہے۔ ایل کے اڈوانی کہتے ہیں کہ گودھرا، احمد آباد کی تشریح بیان کر سکتا ہے (مگر) یہ جواز نہیں بن سکتا۔ ملاحظہ کیجئے 'تشریح اور جواز'' میں کیا فرق ہے خاص طور پر اس وقت جب یہ بات وزیراعلیٰ کی طرف سے آئے، ان کا مشہور بیان ہے ''ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے'' پولس کمشنر کہتے ہیں کہ ''پولس کو مجموعی جذبات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ وشو ہندو پریشد کے انٹرنیشنل سکریٹری پروین توگاڑیا 19 / اپریل کی ایشین ایج کی اشاعت میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ گجرات میں ہو رہا ہے وہ فرقہ وارانہ فساد نہیں ہے بلکہ وہ اسلامی جہاد کا عوامی جواب ہے۔'' 10 / مارچ کی آؤٹ لک کی اشاعت میں

کہا جاتا رہا ہے کہ اگر پارلیمنٹ میں سابرمتی ایکسپریس پر حملہ کی بھرپور مذمت کی گئی ہوتی تو احمد آباد (کا فساد) واقع نہ ہوا ہوتا۔ آخر یہ کس قسم کی بے ہودہ دلیل ہے۔ گودھرا میں جو کچھ ہوا وہ جرائم پیشہ افراد کا کیا دھرا تھا لیکن احمد آباد، وڈودرہ، مہسانہ اور گجرات کے دوسرے حصوں میں جو کچھ ہوا وہ ریاستی حکومت کی فعال ملی بھگت سے ہوا

بجرنگ دل کے مرکزی نائب صدر ایک انٹرویو کے دوران کہتے ہیں کہ ''وہاں فسا دنہیں ہو رہا ہے۔ یہ تو اس احساس کے اظہار کا ایک طریقہ ہے جو اکثریتی طبقہ کو ہوا ہے۔ یہاں ہندو سماج ردعمل ظاہر کر رہا ہے، زیادہ تر دکانیں اور کاروباری ادارے جو جلا دیئے گئے ہیں وہ ہندوؤں کے نہیں ہیں، لوگ گودھرا کا انتقام لینا چاہتے تھے، سو انہوں نے لے لیا'' وہ کہتے ہیں کہ بڑی تقریبات کے موقع پر بجرنگ دل نے 65 ہزار ترشول تقسیم کئے ہیں۔ کیا اس کو ایسے وقت میں اشتعال انگیز تصور کیا جائے گا یا نہیں جب فرقہ وارانہ جذبات بھڑ کے ہوئے ہوں لیکن اس شخص کو گرفتار نہیں کیا گیا اور وہ چاروں طرف اپنا نفرت بھرا پیغام پھیلاتے ہوئے آزادانہ طور پر گھوم رہا ہے۔

1998 میں جب سے بی جے پی امن کے پیغام بر گاندھی کی سرزمین پر اقتدار میں آئی ہے کھلی آزادی کے ساتھ ذہنوں کو مسموم اور متنفر بنانے والے لاکھوں پمفلٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں ''کمیونلزم کمبیٹ' نے اپنی 4 ر اپریل کی اشاعت میں وی ایچ پی کے ریاستی لیڈر چمن بھائی پٹیل کے ذریعہ تقسیم کئے گئے پمفلٹ کو دوبارہ شائع کیا۔ جس میں ہندوؤں سے کہا گیا ہے کہ ''محفوظ ہندو علاقوں میں تم کتنے محفوظ ہو؟ غدار دہشت گرد مسلمان ٹرکوں میں بھر کر آئیں گے، تمہارے سیکورٹی گارڈس کو قتل کر کے تم کو بھی تمہاری خواب گاہوں اور ڈرائنگ روموں میں ہلاک کر دیں گے۔'' پمفلٹ میں آگے لکھا گیا ہے کہ غدار مسلمانوں کو ان کا اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ کر کے وطن پرستی کا مزہ چکھا دو۔ یہ وی ایچ پی کے ٹیلی فون نمبروں اور پتے کے ساتھ با قاعدہ ایک خط ہے، ہزاروں ایسے ہیں جنہوں نے دستخط نہیں کئے ہیں لیکن یقینی طور پر ریاستی حکومت ان سے پوری طرح واقف ہے اور ان کو ایسے پمفلٹ تقسیم کرنے سے روکنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔

میں مسلم دکان داروں سے کوئی چیز نہیں خریدوں گا

> لوگ گودھرا کا انتقام لینا چاہتے تھے، سو انھوں نے لے لیا" وہ کھتے ھیں کہ بڑی تقریبات کے موقع پر بجرنگ دل نے 65ھزار ترشول تقسیم کئے ھیں۔ کیا اس کو ایسے وقت میں اشتعال انگیز تصور کیا جائے گا یا نھیں جب فرقہ وارانہ جذبات بھڑکے ھوئے ھوں لیکن اس شخص کو گرفتار نھیں کیا گیا اور وہ چاروں طرف اپنا نفرت بھرا پیغام پھیلاتے ھوئے آزادانہ طور پر گھوم رھا ھے

میں ان غداروں کے ہوٹل اور گیریج کو استعمال نہیں

کروں گا

مسلم ہیرو اور ہیروئن والی فلموں کا بائیکاٹ کرو

مسلمانوں کے دفتروں میں ہرگز کام نہ کرو

اور نہ مسلمانوں کو ملازم رکھو

اس قسم کے نفرت بھرے اور روز افزوں کشیدگی کے ماحول میں حکومت گجرات نے گودھرا سانحہ کو روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ یہ خفیہ ایجنسیوں کی ناکامی ہے یا نہیں۔ خاص طور پر کیا یہ سانحہ آئی ایس آئی کے ذریعہ کرایا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلسل دعویٰ کیا جارہا ہے؟ 13 ردسمبر کے پارلیمنٹ پرحملہ کے بعد ریاستی حکومت کو اور زیادہ مستعد ہو جانا چاہئے تھا۔ کیا گجرات کے عوام کو ریاستی حکومت اس بات کے لئے جواب دہ نہیں ہے کہ وہ سابرمتی ایکسپریس پر ہونے والے حملے کو روکنے میں ناکام رہی جس میں 58 بے قصور لوگ ہلاک ہوگئے۔ آخر گودھرا اور گجرات کے درمیان فرق کیوں کیا جارہا ہے۔ کیا گودھرا گجرات میں واقع نہیں ہے۔ یہ صرف وزیراعلیٰ ہی ہیں جو گودھرا اور گجرات کے درمیان اس طرح فرق کرتے ہیں کہ گودھرا سانحہ کے متاثرین کو دو دو لاکھ روپے معاوضہ کے طور پر دیا گیا جب کہ احمد آباد اور دوسرے علاقوں کے فساد زدگان کو ایک ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا گیا اور یہ اس کے باوجود ہوا ہے کہ برسوں پہلے قومی اقلیتی کمیشن نے سفارش کی تھی کہ فرقہ وارانہ فسادات کے تمام متاثرین کو معاوضے کے طور پر دو دو لاکھ روپے ادا کئے جائیں۔ ریاستی حکومت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ وہ گودھرا، احمد آباد، ودودرہ، مہسانہ اور گجرات کے دوسرے حصوں میں لوگوں کی جان ومال کے تحفظ اور ان کی املاک کی بربادی کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔

حکومت ان سے پوری طرح واقف هے اور ان کو ایسے پمفلٹ تقسیم کرنے سے روکنے کے لئے کوئی کوشش نهیں کی۔
میں مسلم دکان داروں سے کوئی چیز نهیں خریدوں گا
میں ان غداروں کے هوٹل اور گیریج کو استعمال نهیں کروں گا
مسلم هیرو اور هیروئن والی فلموں کا بائیکاٹ کرو
مسلمانوں کے دفتروں میں هرگز کام نه کرو
اور نه مسلمانوں کو ملازم رکھو

نسل کشی پر اقوام متحدہ کے کنونشن کا آرٹیکل 2 کہتا ہے کہ نسل کشی کا مطلب مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک عمل کو اس مقصد سے انجام دینا کہ اس سے کلی طور پر ایک قومی، نسلی، گروہی یا مذہبی گروپ کی تباہی رونما ہو۔ گروپ اے کا گروپ بی کے ممبران کو قتل کرنا سنگین جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانا۔ اس تشریح کے ساتھ احمد آباد میں اور گجرات کے دوسرے حصوں میں مسلمانوں کے جان و مال کو منظم طریقے پر نشانہ بنانا نسل کشی سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ ہندوستان اقوام متحدہ کے اس کنونشن کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے، جس کا 1948 میں وہ خود اصل تجویز کار تھا۔

نسل کشی پر اقوام متحدہ کے کنونشن کا آرٹیکل 2 کہتا ہے کہ نسل کشی کا مطلب مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک عمل کو اس مقصد سے انجام دینا کہ اس سے کلی طور پر ایک قومی ، نسلی، گروهی یا مذهبی گروپ کی تباهی رونما هو۔ گروپ اے کا گروپ بی کے ممبران کو قتل کرنا سنگین جسمانی یا ذهنی نقصان پهنچانا

وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ انہوں نے 72 گھنٹوں کے اندر فساد کو کنٹرول کر لیا تھا جب کہ فساد آج دو ماہ سے زائد عرصے کے بعد بھی مسلسل جاری ہے۔ 28 فروری کو پولس فائرنگ سے جو 40 افراد ہلاک ہوئے تھے ان میں 36 مسلمان تھے۔ یہ اس کے باوجود ہوا کہ یہ اقلیتی طبقہ تھا جو اسلحہ سے لیس ہجوم کا نشانہ بنا۔ پولس کی فائرنگ کے متعدد واقعات اور مثالیں موجود ہیں۔ متاثرین اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ 28 فروری کو عوامی قتل و غارت گری بہت محتاط انداز میں ایک ساتھ ریاست کے 30 مختلف مقامات پر منصوبہ بند طریقہ پر کی گئی۔ کابینہ کے دو سینئر وزراء احمد آباد پولس کنٹرول روم اور گاندھی نگر میں ریاستی کنٹرول روم میں بیٹھے اور پولس کو کوئی ایکشن نہ لینے کے لئے اپنے دباؤ میں لے لیا۔ اس کی بڑے پیمانے پر میڈیا میں رپورٹیں آئی تھیں۔ ریاستی وزیر صحت اشوک بھٹ جن پر 1985 میں احمد آباد میں ہیڈ کانسٹبل ڈیسائی کو قتل کرنے کے الزام میں فوجداری مقدمہ چل رہا ہے تین گھنٹے تک احمد آباد پولس کنٹرول روم میں بیٹھے رہے۔ 28 فروری کو شہری ترقیات کے وزیر اور وزیر اعلیٰ نریندر مودی کے دائیں ہاتھ سمجھے جانے والے آئی کے جڈیجہ 4 گھنٹے تک گاندھی نگر پولس کنٹرول روم میں بیٹھے رہے۔

جب یکم مارچ کو میں امر سنگھ، سیتارام یچوری اور راج ببر کے ساتھ احمد آباد پہنچی تو وزیر اعلیٰ نے مجھ سے کہا کہ صورت حال پوری طرح قابو میں ہے۔ میں نے ان کو جتایا کہ اس وقت بھی جب آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں دوسرے فون مسلسل بج رہے ہیں اور لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں کہ ان کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ ان کا جواب یہ تھا کہ ''چھٹ پٹ گھٹنائیں تو ہوتی رہتی ہیں'' اگلے دن دوپہر تک مہسانہ میں 28 افراد قتل کیے جا چکے تھے یہ تھیں چھٹ پٹ گھٹنائیں۔ جب ہم نے کہا کہ ہم امن کا پیامبر ہونے کی حیثیت سے لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں تو ہمیں وزیر اعلی، اشوک بھٹ اور پولس کے ذریعہ اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے چہرے جانے پہچانے ہیں اور یہ کہ وہ ہمارے تحفظ کی ضمانت نہیں دے سکتے۔ اگر وزیر اعلیٰ تین ممبران پارلیمنٹ اور پولٹ بیورو کے ممبر کے تحفظ کی ضمانت نہیں دے سکتا تو عام شہریوں کے تحفظ کی وہ کیسے ضمانت دے سکتا ہے۔ ارون جیٹلی کہتے ہیں کہ پچھلے ہفتوں کے دوران 33 ہزار گرفتاریاں کی گئی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کتنے بجرنگ دل، وی ایچ پی اور بی جے پی کے ورکروں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کم سے کم ایسے ڈیڑھ سو ملزموں کو جن کے نام ایف آئی آر میں درج ہیں حکومت کے ذریعہ صرف نظر بند کیا جا رہا ہے۔ نرودا قتل عام میں چھ سنگھ بریگیڈ کے رضا کار نامزد کیے گئے ہیں مگر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔ گل برگ سوسائٹی، چمن پورا میں 19 لوگوں کو گرفتار کیا گیا لیکن کلیدی لوگ ابھی تک آزاد ہیں۔ بھاؤنگر میں وی ایچ پی کے شہری صدر راوم ترویدی، رمن سنگھ پنچوری اور ایک بی جے پی ورکر کے خلاف نامزد رپورٹ درج ہے۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے اس ہجوم کی قیادت کی تھی جس نے متعدد مسلمانوں کے تجارتی اداروں اور دکانوں کو آگ لگا دی تھی، مگر ان کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔ سریندر نگر میں بی جے پی اور وی ایچ پی کے چھ ابتدائی ممبروں کے خلاف فساد کرنے کے الزام میں ایف

28 فروری کو پولس فائرنگ سے جو 40 افراد ہلاک ہوئے تھے ان میں 36 مسلمان تھے

جب یکم مارچ کو میں امر سنگھ، سیتارام یچوری اور راج ببر کے ساتھ احمد آباد پہنچی تو وزیر اعلیٰ نے مجھ سے کہا کہ صورت حال پوری طرح قابو میں ہے۔ میں نے ان کو جتایا کہ اس وقت بھی جب آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں دوسرے فون مسلسل بج رہے ہیں اور لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں کہ ان کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ ان کا جواب یہ تھا کہ "چھٹ پٹ گھٹنائیں تو ہوتی رہتی ہیں" اگلے دن دوپہر تک مہسانہ میں 28 افراد قتل کئے جاچکے تھے یہ تھیں چھٹ پٹ گھٹنائیں

آئی آر درج ہے مگر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔فہرست بہت طویل ہے۔اسٹار نیوز نے گزشتہ روز لوگوں کو شکایت کرتے ہوئے دکھایا کہ ان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ نامزد لوگوں کے خلاف ایف آئی آر واپس لے لیں اور کہیں کہ ہجوم نامعلوم جرائم پیشہ افراد پر مشتمل تھا۔ یہ کل کی بات ہے اور آپ ہم سے توقع کر رہے ہیں کہ ہم یقین کر لیں کہ حالات معمول پر لوٹ آئے ہیں۔

قومی حقوق انسانی کمیشن کا کہنا ہے کہ ریاست کی بنیادی اور نا قابل فرار ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے عوام کے جینے کے حق، آزادی، مساوات اور ان کے وقار کا تحفظ کرے۔ یہ بھی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ کسی بھی طرح کے ایکشن سے مجبور کر کے اور غفلت برت کر ان حقوق کی خلاف ورزی نہ کی جا سکے۔ یہ حقوق انسانی کے دائرہ عمل کا واضح اور مسلمہ اصول ہے کہ ریاست نہ صرف اپنے نمائندوں کے عمل کی ذمہ دار ہے بلکہ اپنے حدود میں غیر سرکاری عمل داروں کے ایکشن کی بھی ذمہ دار ہے۔ ریاست اضافی طور پر ایسی کسی بھی بے عملی کے لئے بھی ذمہ دار ہے، جس سے کسی کو نقصان پہنچے یا حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ واضح طور پر حکومت گجرات ان تمام معاملات میں ملوث قرار پاتی ہے۔ گزشتہ روز حقوق انسانی کمیشن نے حکومت گجرات کی رپورٹ کو مسترد کر دیا ہے اور اس سے تازہ رپورٹ پیش کرنے کو کہا ہے اور مرکز کے بارے میں تو ہم کیا کہیں۔

بہت سی حقائق دریافت کرنے والی ٹیموں کا دعویٰ ہے کہ جنسی تشدد کے معاملات کو اکثر دبا دیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ ان کو گزشتہ روز ٹی وی پر یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ پانچ کروڑ گجراتیوں کو زنا کار کہا جا رہا ہے۔ ایسا بیان کبھی کسی نے نہیں دیا۔ جرائم پیشہ افراد اور عام شہریوں کے درمیان ایک فرق ہے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ بجائے متاثرہ خواتین کی شکایات کو سن کر دور کرنے کے وزیر اعلیٰ اس انداز

سریندر نگر میں بی جے پی اور وی ایچ پی کے چھ ابتدائی ممبروں کے خلاف فساد کرنے کے الزام میں ایف آئی آر درج ہے مگر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔ فہرست بہت طویل ہے۔ اسٹار نیوز نے گزشتہ روز لوگوں کو شکایت کرتے ہوئے دکھایا کہ ان پر دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ وہ نامزد لوگوں کے خلاف ایف آئی آر واپس لے لیں اور کہیں کہ ہجوم نامعلوم جرائم پیشہ افراد پر مشتمل تھا

میں جواب دے رہے ہیں اور وزیر دفاع کے بارے میں تو کوئی کیا کہے جو کہتے ہیں کہ آخر اس میں نئی بات کیا ہے کہ خواتین کی عصمت دری ان کے بچوں کے سامنے کی جارہی ہے، یہ تو 54 برسوں سے ہوتا آرہا ہے جن میں سے 45 برسوں تک کانگریس برسر اقتدار رہی ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہوا کہ اس ملک کا وزیر دفاع جس کی ذمہ داری میں اس ملک کے خواتین کے وقار کا تحفظ کرنا شامل ہے مظلوم خواتین کی حالت زار کا مذاق اڑا رہا ہے۔

ایسی صورت میں جہاں خواتین کے خلاف غیر معمولی حالات میں جرائم کئے گئے ہوں، ایف آئی آر تک درج نہیں ہوئی ہیں انصاف ملنے کا کیا موقع ہے جب خود وزیر دفاع اس طرح کی بات کررہا ہو، آپ تصاویر دیکھئے درد کو سمجھئے اپنے بچوں اور اپنی خواتین کے بارے میں تصور کیجئے جہاں عورتوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا گیا ہے۔ یہ انسان ہیں، ہمارے ملک کے شہری ہیں، ہمیں ان کے درد کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے، ہمیں گجرات اور پورے ملک کے عوام کو یہ بتانا ہے کہ ابھی سب کچھ ختم نہیں ہوا ہے۔

1۔ حقوق انسانی کمیشن اور متعدد آزاد حقائق جو ٹیموں کی سفارشات کو نافذ کیا جائے۔

2۔ نیشنل پولس کمیشن کی اصلاحات کی سفارشات کو نافذ کیا جائے۔

3۔ ایف آئی آر کو فوری طور پر درج کئے جانے کی ضرورت ہے۔ گجرات سے باہر کے لوگوں پر مشتمل خصوصی ٹاسک فورس کے قیام کی فوری طور پر ضرورت ہے تاکہ جنسی تشدد کے واقعات میں کارروائی کی جائے۔ یہ ٹاسک فورس درج شدہ ایف آئی آر کی چھان بین کرے۔

4۔ ان مجرموں کو فوری طور پر سزا دی جائے جنہوں نے عام شہریوں کو لوٹا، کچلا، جلایا اور ہلاک کیا، اس امتیاز کے بغیر کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، اعلیٰ اہل کاروں

ایسی صورت میں جہاں خواتین کے خلاف غیر معمولی حالات میں جرائم کئے گئے ہوں، ایف آئی آر تک درج نہیں ہوئی ہیں انصاف ملنے کا کیا موقع ہے جب خود وزیر دفاع اس طرح کی بات کررہا ہو، آپ تصاویر دیکھئے درد کو سمجھئے اپنے بچوں اور اپنی خواتین کے بارے میں تصور کیجئے جہاں عورتوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا گیا ہے

سینئر پبلک سرونٹس اور پولس افسران کو بخشا نہ جائے۔

5۔فوری طور پر غیر جانبدار ججوں پر مشتمل خصوصی عدالتوں کی تشکیل کی جائے جو یومیہ بنیاد پر معاملات کی سنوائی کرے اور قانونی لڑائی میں سرکاری تعاون دیا جائے۔

6۔ بہت زیادہ متاثرہ علاقوں جیسے گودھرا، بڑودہ، گلبرگہ سوسائٹی اور بیسٹ بیکری، وودورا میں سی بی آئی کو تحقیقات کے لئے مامور کیا جائے جس کی سفارش قومی حقوق انسانی کمیشن نے بھی کی ہے۔

7۔ریلیف کے تمام کاموں میں باز آبادکاری کو ایک الگ موضوع کے طور پر دیکھا جانا چاہئے اور نقد معاوضہ اور راحت رسانی کے ساتھ خلط ملت نہ کیا جائے۔

سپریم کورٹ کے موجودہ جج کی سربراہی میں ایک آزاد کمیشن قائم کیا جائے جو گوردھرا اور مابعد گودھرا میں برپا ہونے والے دونوں مرحلوں کے تشدد کی تحقیقات کرے۔ اس کمیشن کی تشکیل مرکزی حکومت کرے جن میں فسادات میں ریاستی حکومت کے رول کو بھی انکوائری کمیشن کے ریفرنس کے طور پر شامل کیا جائے۔ مہم کو ایک آل پارٹی ریلیف کمیٹی بنائی جائے۔ ممبران پارلیمنٹ کی دیکھ ریکھ میں اس ریلف کمیٹی کی قیادت وزیر برائے پارلیمانی امور کریں۔ ماضی میں ممبران پارلیمنٹ اپنے فنڈ سے اڑیسہ اور گجرات کے زلزلہ زدگان کے لئے عطیات دے چکے ہیں۔ ہمیں اس آل پارٹی ریلیف کمیٹی میں اپنے فنڈ سے عطیات دے کر ایک بار پھر اپنی تشویش کو ظاہر کرنا چاہئے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس امر کو یقینی بنائیں کہ گجرات قتل عام، ممبئی فساد اور نئی دہلی میں سکھ مخالف فساد اور سیکڑوں فرقہ وارانہ فساد پھر اس ملک میں کبھی رونما ہوں۔

احمد آباد میں پیدا ہونے والے صوفی سنت ولی گجراتی کہتے ہیں:

ان مجرموں کو فوری طور پر سزا دی جائے جنھوں نے عام شہریوں کو لوٹا، کچلا، جلایا اور ھلاک کیا، اس کا امتیاز کے بغیر که وہ کس مذھب سے تعلق رکھتے ھیں، اعلیٰ اھل کاروں سینئر پبلک سرونٹس اور پولس افسران کو بخشا نہ جائے۔
5۔فوری طور پر غیر جانبدار ججوں پر مشتمل خصوصی عدالتوں کی تشکیل کی جائے جو یومیه بنیاد پر معاملات کی سنوائی کرے اور قانونی لڑائی میں سرکاری تعاون دیا جائے۔

گجرات کے فراق سے ہے خار خار دل

بے تاب ہے سینہ آتش بہار دل

مرہم نہیں ہے اس کے زخم کا جہان میں

شمشیر ہجر سے جو ہوا ہے نگار دل

ولی گجراتی کا مزار 20 رفروری 2002 کو فسادیوں نے ڈھا دیا تھا۔ یہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم یقینی بنائیں کہ گجرات کے زخم پر صرف مرہم نہیں لگائیں نفرت کی جڑ کر اکھاڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پھنک دیا جائے اور یہ صرف اسی وقت ہوسکتا ہے جب مجرموں کو سزا دی جائے۔

----❖----

شعلہ۔شعلہ مکان کا منظر

عبرت انگیز جان کا منظر
زندگی اف کمان کا منظر

قتل و غارت کی گرم بازاری
دیدنی ہے جہاں کا منظر

بال و پر خود ہی نوچ ڈالے ہیں
اب کہاں وہ اڑان کا منظر

خون میں تیرتی ہوئی لاشیں
شعلہ شعلہ مکان کا منظر

لٹ گئی ہر بساط فکر و گماں
خالی خالی دکان کا منظر

بدر چہرہ ہے کیوں غبار آلود
روح فرسا تھکان کا منظر

بدر نظیری

سپریم کورٹ کے موجودہ جج کی سربراھی میں ایک آزاد کمیشن قائم کیا جائے جو گودھرا اور مابعد گودھرا میں برپا ہونے والے دونوں مرحلوں کے تشدد کی تحقیقات کرے۔ اس کمیشن کی تشکیل مرکزی حکومت کرے جن میں فسادات میں ریاستی حکومت کے رول کو بھی انکوائری کمیشن کے ریفرنس کے طور پر شامل کیا جائے۔ مھم کو ایک آل پارٹی ریلیف کمیٹی بنائی جائے

قومی انسانی حقوق کمیشن
کی رپورٹ کا اصل متن

1۔ گجرات کے حالات پر ہوئی ان کارروائیوں کو کمیشن کی پچھلی کارروائیوں کی سیریز میں ہی یکم مارچ سے 6 مارچ کے درمیان درج کیا گیا۔ 22۔19 مارچ کے درمیان چیرمین کا گجرات دورہ بھی اس میں شامل ہے۔ کمیشن کے چیرمین کے ہمراہ کمیشن کے جنرل سکریٹری جناب پی سی سین، کمیشن کے خصوصی صلاحکار جناب چمن لال اوران کے پرسنل سکریٹری وائی ایس مورتی بھی تھے۔ اپنے اس دورہ کے دوران اس ٹیم نے احمد آباد، وڈوڈرا، گودھرا جیسے علاقوں کا دورہ کیا۔ اس ٹیم نے ریاست کے وزیر اعلی چیف سکریٹری، سینئر حکام، باعزت شہریوں، گجرات ہائی کورٹ کے چیف جسٹسوں وججوں سابق سینئر افسروں، سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں، رضا کار تنظیموں کے نمائندوں، تاجر طبقہ کے ساتھ ساتھ حالیہ تشدد کے شکار لوگوں سے بھی تبادلہ خیال کیا۔

2۔ کمیشن کے چیرمین نے ریاستی سرکار کے چیف سکریٹری اور سینئر افسروں کو اپنے دورے کا وقت اور مقصد بتایا۔ چیرمین نے واضح کیا کہ وہ دورے پر پہلے اس لیے نہیں آسکے کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ریاستی سرکار جن کاموں میں لگی ہے اس سے اس کی توجہ ہٹ جائے۔ اس دورے کو اس لیے بھی نہیں ٹالا جا سکتا تھا کہ گودھرا سانحہ کو بیتے تین ہفتے ہوگئے پھر بھی حالات معمول پر نہیں آئے۔ کمیشن کو اس بات کی فکر ہے کہ ریاست میں جاری تشدد ختم ہو اور حالات معمول پر آئیں۔ کمیشن کے چیرمین نے کہا کہ کمیشن کا کام انتظامیہ کی صلاحیتوں میں بہتری لانے میں مدد کرنا ہے۔ ایسے انتظامی امور میں انسانی حقوق کی تنظیم بھی شامل ہے۔ اڑیسہ کے طوفان وگجرات میں زلزلے کے موقع پر بھی کمیشن نے اپنا فرض نبھایا ہے۔ اسی طرح کمیشن

کمیشن کے چیرمین نے ریلستی سرکلر کے چیف سکریٹری اور سینئر افسروں کو اپنے دورے کا وقت اور مقصد بتایا۔ چیرمین نے واضح کیا کہ وہ دورے پر پہلے اس لیے نہیں آسکے کیونکہ وہ نہیں چاھتے تھے کہ ریلستی سرکار جن کاموں میں لگی ھے اس سے اس کی توجہ ھٹ جائے۔ اس دورے اس لیے بھی نہیں ٹالا جا سکتا تھا کہ گودھرا سانحہ کو بیتے تین ھفتے ھوگئے پھر بھی حالات معمول پر نہیں آئے۔ کمیشن کو اس بات کی فکر ھے کہ ریلست میں جاری تشدد ختم ھو اور حالات معمول پر آئیں

کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی روکنے کو یقینی بنائے اور باز آبادکاری کے کاموں کو جلد سے جلد پورا کرے اور متاثرین کے وقار کو بحال کرے۔

3۔ کمیشن اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ موجودہ کارروائیوں میں گجرات کے حالات پر یہ ابتدائی تبصرہ ہے۔ اس کارروائی میں جو سفارشات شامل ہیں وہ انتہائی اہم ہیں۔ اس وقت کم سے کم جو بھی ضروری ہے وہ اس میں شامل ہے۔

4۔ یہ اس لیے کہ گجرات دورے کی ٹیم کی رپورٹ خفیہ طور پر مرکز وریاستی سرکار کو الگ الگ بھیج دی گئی ہے۔ مناسب یہی ہے کہ حالات کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے، ان کا تجزیہ کرنے یا تفصیلی سفارشات کرنے سے پہلے ان کا رجحان بھی جان لیا جائے۔

5۔ گجرات کے حالات سے وابستہ مختلف قسم کے لوگوں سے یہ ٹیم ملنے میں کامیاب رہی۔ یہ لوگ بھی ٹیم سے ملنے کے خواہش مند تھے۔ ملنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن وقت کی کمی اور حالات کو دیکھتے ہوئے ملنے کی خواہش رکھنے والے سبھی لوگوں سے ٹیم کا ملنا مشکل تھا اس لیے اس ٹیم نے لوگوں کو اس کے لیے رضامند کیا کہ اگر ممکن ہو تو وہ گروپ کی شکل میں ملیں اور اپنے خیالات واحساسات تحریری شکل میں دیں۔ اس ٹیم کو گجرات دورے کے دوران مختلف گروپوں ولوگوں کی تحریری شکایت ملیں۔ ان کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی گئی اور کی جارہی ہے۔ کمیشن کے لیے یہ ابتدائی تبصرہ درج کرنے کے لیے اہم ہیں اس کارروائی میں کمیشن کی سفارشات بھی شامل ہیں۔ اس کارروائی کا تجزیہ ومطالعہ کمیشن کی اگلی کارروائی میں معاون ثابت ہوگا۔

6۔ کمیشن کو 28 مارچ 2002 کو گجرات سرکار سے ایک مراسلہ ملا۔ کمیشن نے یکم مارچ 2002 کو گجرات سرکار کو ایک نوٹس ''27 فروری 2002 کو سابرمتی

گجرات کے حالات سے وابستہ مختلف قسم کے لوگوں سے یہ ٹیم ملنے میں کامیاب رہی۔ یہ لوگ بھی ٹیم سے ملنے کے خواہش مند تھے۔ ملنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن وقت کی کمی اور حالات کو دیکھتے ہوئے ملنے کی خواہش رکھنے والے سبھی لوگوں سے ٹیم کا ملنا مشکل تھا اس لیے اس ٹیم نے لوگوں کو اس کے لیے رضامند کیا کہ اگر ممکن ہو تو وہ گروپ کی شکل میں ملیں اور اپنے خیالات واحساسات تحریری شکل میں دیں

ایکسپریس کے ڈبے جلانے کے بعد گجرات میں ہونے والے واقعات کی رپورٹ'' کے عنوان سے بھیجا۔ اس کے ساتھ منسلک اے بی سی سے یہ جواب ملا۔ ''سرکار کے ذریعہ قانون وانتظام کے لیے کئے گئے اقدام بچاؤ، راحت وباز آبادکاری کے اقدام اور پریس کی خبروں کی کٹنگ کے لیے جواب''۔ جو کہ کمیشن نے گجرات سرکار کے تبصرے کے لیے بھیجے۔ سرکار کے جواب کو بعد میں یہاں ''رپورٹ'' کہا گیا۔ اس رپورٹ کی گہرائی سے جانچ پڑتال کر اس کو موجودہ کارروائی کے مسودے کو تیار کرتے وقت ذہن میں رکھا گیا ہے۔

7۔ کمیشن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ان کارروائیوں کو گودھرا سانحہ کی شروعات اور اس کے بعد بھڑکے و جاری تشدد میں انسانی حقوق کی حالت کی جانچ پڑتال کی کارروائی کے ایک حصے کی شکل میں دیکھنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں گجرات میں ہوئی کارروائیوں واڑیسہ میں 1999 میں آئے طوفان اور گجرات میں 2001 میں آنے والے زلزلے میں کمیشن نے جس طرح حالات کا جائزہ لیا، اس کا اندازہ لگایا اور ضرورت کے مطابق تبصرہ کیا، ان میں کچھ مماثلت ہے۔

8۔ لیکن ایک بنیادی فرق ضرور ہے، اڑیسہ میں طوفان اور گجرات میں زلزلہ قدرتی آفات تھے ان آفات میں ریاست کی کارروائی میں متاثرین و بے سہارا افراد کے انسانی حقوق کو یقینی بنانے سے متعلق اندازہ لگانے کی ضرورت تھی۔ مگر موجودہ حالات میں ایک انسان کا دوسرے انسان کے ہاتھوں حیوانیت بھرے شیطانی برتاؤ کی وجہ سے جان و مال کا نقصان ہوا اور انسانی حقوق کی بڑے پیمانے پر خلاف ورزی ہوئی۔ یہ واقعات کمیشن کے جس ردعمل کے حقدار ہیں وہ معیاری اعتبار سے الگ الگ طرح کے ہونے چاہئیں۔

9۔ کمیشن یہ بھی مانتا ہے کہ یہ جو غیر انسانی واقعات ہوئے وہ ملک کے لیے نقصان دہ

ایک انسان کا دوسرے انسان کے ہاتھوں حیوانیت بھرے شیطانی برتاؤ کی وجہ سے جان ومال کا نقصان ہوا اور انسانی حقوق کی بڑے پیمانے پر خلاف ورزی ہوئی

کمیشن یہ بھی مانتا ہے کہ یہ جو غیر انسانی واقعات ہوئے وہ ملک کے لیے نقصاندہ ہیں ان واقعات نے بھارت کے وقار اور بھائی چارہ کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ آئین کے لیے جوابدہی پر سنگین سوالات کھڑے ہوگئے ہیں۔ ان واقعات سے ملک وریاست گجرات میں سیاسی وشہری حقوق کی حفاظت اور معاشی، سماجی، تہذیبی وتمدنی حقوق کی حفاظت کے سلسلہ میں نقصان پہنچا

ہیں ان واقعات نے بھارت کے وقار اور بھائی چارہ کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ آئین کے لیے جوابدہی پر سنگین سوالات کھڑے ہوگئے ہیں۔ ان واقعات سے ملک وریاست گجرات میں سیاسی وشہری حقوق کی حفاظت اور معاشی، سماجی، تہذیبی وتمدنی حقوق کی حفاظت کے سلسلہ میں نقصان پہنچا ہے۔ یہ تجارت، صنعت، سیاحت وروزگار کے لیے بھی خطرناک ہیں۔ بنا کسی اندیشہ کے ملک کے صدر ووزیر اعظم نے ان واقعات پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے انہیں ملک کے ماتھے پر کلنک بتایا۔ اہم بات تو یہ ہے کہ حال کے واقعات سے آئین میں دیے گئے بنیادی شہری حقوق، جائیداد، اور شہریوں کے وقار سے متعلق بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ کمیشن کی مسلسل فکرمندی، وپریشانی کی بات بھی یہی ہے۔

10۔ اب یہ مناسب اور مفید ہوگا کہ یہ بتایا جائے کہ کمیشن اس معاملہ سے کیسے وابستہ ہوا۔

11۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں شائع ہونے والی خبروں کی بنیاد پر کمیشن نے یکم مارچ 2002 کو ضمیر کی آواز پر کام کرنے کا فیصلہ کیا اس کے علاوہ کمیشن کو کئی ای میل بھی ملے۔ جسمیں گجرات کے معاملے میں مداخلت کرنے کی گزارش کی گئی تھی۔

13۔ اس دن کارروائی میں کمیشن نے خبروں میں فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات کی رپورٹ دیکھی۔ خبروں میں پولس وریاست کے سینئر حکام کی بے عملی وبے حسی پر کمیشن کو تشویش ہوئی۔ کمیشن نے کہا: معاملہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے کمیشن کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ان خبروں کی سچائی ثابت ہونے تک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو پہلی نظر میں درست مان کر تیزی سے آگے بڑھا جائے۔ حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ کمیشن ان حقائق کو دھیان میں رکھے اور بغیر کسی مذہبی تفریق کے گجرات کے عوام کے انسانی حقوق کے تحفظ میں کوئی

بنا کسی اندیشه کے ملک کے صدر و وزیر اعظم نے ان واقعات پر اپنا رد عمل ظاهر کرتے هوئے انهیں ملک کے ماتھے پر کلنك بتایا. اهم بات تو یه هے که حال کے واقعات سے آئین میں دیے گئے بنیادی شهری حقوق، جائیداد، اور شهریوں کے وقار سے متعلق بنیادی حقوق کی خلاف ورزی هوئی هے.کمیشن کی مسلسل فکر مندی، وپریشانی کی بات بهی یهی هے.

پرنٹ اور الیکٹر انك میڈیا میں شائع هونے والی خبروں کی بنیاد پر کمیشن نے یکم مارچ 2002 کو ضمیر کی آواز پر کام کرنے کا فیصله کیا اس کے علاوه کمیشن کو کئی ای میل بهی ملے. جسمیں گجرات کے معاملے میں مداخلت کرنے کی گزارش کی گئی تهی.

ڈھیل نہ دے۔

13۔ یکم مارچ 2002 کو گجرات کے چیف سکریٹری اور ڈائرکٹر جنرل پولس کو نوٹس جاری کیا گیا، نوٹس میں پوچھا گیا ''حالات اور خراب نہ ہو جائیں اس کے لیے جو قدم اٹھائے گئے ہیں ان کا تین دن کے اندر جواب دیا جائے۔ ان حالات کی وجہ سے ہی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

14۔ کمیشن 6 مارچ 2002 کو دوبارہ بیٹھا۔ کمیشن نے کہا کہ 4 مارچ کو کمیشن کے جنرل سکریٹری سے گزارش کی گئی تھی کہ کمیشن کے خصوصی نمائندے جناب ناپوتھری کو یکم مارچ کے نوٹس کی ایک کاپی بھیجی جائے۔ جناب ناپوتھری سے یہ بھی گذارش کی گئی کہ وہ حالات پر اپنی رپورٹ بھیجیں۔ اپنی اس کارروائی میں ان ممبروں کو بھی شامل کریں جنھیں کمیشن نے ریاست میں زلزلہ کے بعد باز آباد کاری کے کاموں کی نگرانی کے لیے قائم ٹیم میں شامل کیا تھا۔

15۔ اپنی 6 مارچ 2002 کی کارروائی میں کمیشن نے یہ بھی کہا کہ میڈیا میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ کافی تکلیف دہ ہیں۔ یہ خبریں بتاتی ہے کہ انتظامیہ نے ابھی تک مناسب کارروائی نہیں کی ہے۔ میڈیا میں پولس کمشنر کے بیانوں نے بھید بھاؤ وانتظامیہ کے دیگر پہلوؤں پر جنھوں نے انسانی حقوق کو متاثر کیا سنگین سوالات کھڑے کردیے ہیں۔

16۔ یکم مارچ 2002 کے کمیشن کے نوٹس کے جواب کے بجائے ریاستی سرکار نے کمیشن سے 4 مارچ 2002 کو 15 دن کا وقت رپورٹ دینے کے لیے مانگا۔
''کیونکہ ریاست کی زیادہ تر مشنری قانون وانتظامیہ کی حالت بہتر بنانے میں مشغول ہے اس لیے اطلاعات جمع کرنے میں ابھی وقت لگے گا۔''

17۔ اس سلسلہ میں 6 مارچ کی اپنی کارروائی میں کمیشن نے کہا۔

اپنی 6 مارچ 2002 کی کارروائی میں کمیشن نے یہ بھی کہا کہ میڈیا میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ کافی تکلیف دہ ہیں۔ یہ خبریں بتاتی ہیں کہ انتظامیہ نے ابھی تک مناسب کارروائی نہیں کی ہے۔ میڈیا میں پولس کمشنر کے بیانوں نے بھید بھاؤ وانتظامیہ کے دیگر پہلوؤں پر جنھوں نے انسانی حقوق کو متاثر کیا سنگین سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔

''شاید تفصیلی رپورٹ تیار کرنے میں زیادہ وقت لگتا ہے لیکن جو کارروائی کی گئی اور ریاستی سرکار نے قانون کی حکمرانی کو سنجیدگی سے نافذ کیا ہے جو قدم اٹھائے ہیں اس کے بارے میں ابتدائی رپورٹ تو بھیجی جا سکتی تھی۔'' کمیشن نے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی سرکار نے معاملے کی سنگینی اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے اتنا بھی نہیں کیا۔ کمیشن نے کہا کہ وہ ریاستی سرکار سے اس معاملہ میں مزید تعاون چاہتا ہے۔

18۔11 مارچ 2002 کو کمیشن کو ریاستی سرکار کی 8 مارچ 2002 کی ابتدائی رپورٹ موصول ہوئی۔ یہ ایک مختصر رپورٹ تھی۔ اسی درمیان کمیشن نے گجرات میں اپنی خصوصی ٹیم کی گجرات کے حالات پر ایک واضح اور تفصیلی رپورٹ حاصل کی۔ اس خصوصی ٹیم میں کمیشن کے نمائندے جناب پی.جی جے ناموتھری، گجرات کے سابق ڈائرکٹر جنرل پولس اینی پرساد (ریٹائرڈ آئی اے ایس) اور عوامی ترقیات کے ڈائرکٹر جناب گگن سیٹھی شامل تھے۔ تشدد کے جاری رہنے کی وجہ سے کمیشن نے یہ فیصلہ کیا کہ کمیشن کے چیرمین کو ایک ٹیم کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لیے 22۔19 مارچ کے درمیان جانا چاہئے۔ اسی کی تقلید کرتے ہوئے گجرات سرکار نے کمیشن کے یکم مارچ کے نوٹس کے جواب میں ٹیم کے ساتھ تبادلہ خیال کے بعد کمیشن کو ایک تفصیلی رپورٹ بھیجی۔

19۔ گجرات کے حالات پر کمیشن کی ابتدائی رپورٹ اور اس کی سفارشات یہاں دی جا رہی ہیں اگر ضرورت ہوئی تو ان سفارشات کے بعد مزید کارروائی جسمیں تبصرہ وسفارشات شامل ہیں کا ذکر کیا جائے گا۔

ابتدائی تبصرہ

20۔ (i) انسانی حقوق تحفظ ایکٹ 1993 میں کمیشن کی آئینی حیثیت ہے۔

"شاید تفصیلی رپورٹ تیار کرنے میں زیادہ وقت لگتا ھے لیکن جو کارروائی کی گئی اور ریاستی سرکار نے قانون کی حکمرانی کو سنجیدگی سے نافذ کیا ھے جو قدم اٹھائے ھیں اس کے بارے میں ابتدائی رپورٹ تو بھیجی جا سکتی تھی۔" کمیشن نے اپنی ناراضگی ظاھر کرتے ھوئے کہا کہ ریاستی سرکار نے معاملے کی سنگینی اور اھمیت کو دیکھتے ھوئے اتنا بھی نھیں کیا

انسانی حقوق تحفظ ایکٹ 1993 میں کمیشن کی آئینی حیثیت ہے

ایکٹ کی دفعہ 12 کے تحت کمیشن کو مندرجہ ذیل سبھی یا کوئی ایک کام کرنے ہیں۔ خاص طور سے۔

(الف) اگر کوئی متاثر شخص یا اس کی جانب سے کوئی جانچ کے لیے خود ہی شکایتوں کے بارے میں عرضی داخل کرے۔

(ب) انسانی حقوق کی خلاف ورزی یا خلاف ورزی کے لیے اکسانا، یا

(ج) عوامی خدمت گاروں کے ذریعہ اس طرح کی خلاف ورزی کے روکنے میں لاپرواہی برتے جانے کے بارے میں شکایت ہونے پر اپنی پہل پر جانچ کرنا۔

(د) کسی قانون میں آئین کے تحت انسانی حقوق کے لیے بتائے گئے طریقوں کا جائزہ لینا اور انسانی حقوق کو بہتر طریقے سے نافذ کرنے کے لیے قانونی سفارشیں کرنا۔

22۔(ڈ) انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی انتظامات و معاہدوں کا مطالعہ کرنا اور ان کو بہتر طور پر نافذ کرنے کے لیے سفارشیں کرنا۔

(ر) آئین یا کسی قانون میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے بتائے گئے طریقوں کا جائزہ لینا اور انسانی حقوق کو بہتر طریقے سے نافذ کرنے کے لیے قانونی سفارشیں کرنا۔

23۔(س) انسانی حقوق سے متعلق معاہدوں کا مطالعہ کرنا اور انسانی حقوق سے متعلق انتظامات کو بہتر طریقے سے نافذ کرنے سے متعلق سفارشیں کرنا۔

(ش) دیگر ایسے کام جو انسانی حقوق کے تحفظ میں اضافہ کا باعث ہوں۔

انسانی حقوق کا مطلب ایسے حقوق ہیں جو کہ آئین میں یا بین الاقوامی اعلامیہ کے ذریعہ انسانی زندگی، آزادی، برابری و وقار کا تحفظ کرتے ہوں اور ہندوستان میں عدالتوں

انسانی حقوق کا مطلب ایسے حقوق ھیں جو کہ آئین میں یا بین الاقوامی اعلامیہ کے ذریعہ انسانی زندگی، آزادی، برابری ووقار کا تحفظ کرتے ھوں اور ھندوستان میں عدالتوں کے ذریعہ انھیں نافذ کیا جاتا ھو

کے ذریعہ انہیں نافذ کیا جاتا ہو﴿دفعہ 2(1)(ڈی)﴾اور بین الاقوامی اعلامیہ کی تشریح اس طرح کی گئی ہے۔''شہری وسیاسی حقوق پر اعلامیہ اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں 16 دسمبر 1996 کو اپنائے گئے معاشی، سماجی، وثقافتی حقوق کا بین الاقوامی اعلامیہ ﴿دفعہ 2(1)(الیف)﴾۔

ii انسانی حقوق کے ایکٹ پر تعمیل کو ذہن میں رکھتے ہوئے کمیشن کو یہ دیکھنا ہوگا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوئی ہے، خلاف ورزی میں مدد کی گئی ہے اور خلاف ورزی کو روکنے میں لاپرواہی برتی گئی ہے۔کمیشن کو یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ گجرات میں جو ہوا اس سے آئین میں دیے گئے یا اوپر جن بین الاقوامی اعلامیوں کا ذکر ہوا ہے ان میں شامل حقوق کی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی۔

iii اس سطح پر آکر کمیشن کا ماننا ہے کہ ریاست کی اہم اور ضروری ذمہ داری ریاست میں رہنے والے شہریوں کی زندگی، آزادی، برابری وسبھی کے وقار کا تحفظ یقینی بنانا ہے ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ یقینی بنائے کہ ان حقوق کی واضح خلاف ورزی، خلاف ورزی میں تعاون یا لاپرواہی سے خلاف ورزی نہ ہوئی ہو۔انسانی حقوق کے قوانین میں اب یہ خیال ابھر رہا ہے کہ ریاست نہ صرف اپنے لوگوں کے ذریعہ کیے گئے کاموں کے لیے بلکہ دیگر غیر سرکاری لوگوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ہے۔ساتھ ہی ریاست اس نااہلی کے لیے بھی جوابدہ ہے۔جس سے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا خلاف ورزی کو بڑھاوا ملتا ہے۔

iv پہلا سوال یہ اٹھتا ہے کہ مندرجہ بالا باتوں کے سلسلہ میں ریاست نے اپنی جوابدہی صحیح طریقہ سے پوری کی ہے یا نہیں۔ریاستی سرکار کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ''گودھرا میں کارسیوکوں پر حملہ ان کے ایودھیا سے لوٹنے کے متعلق صحیح اطلاع کی کمی کی وجہ سے ہوا'' (صفحہ 12) رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ 15-10 فروری 2002 کو

اس سطح پر آکر کمیشن کا ماننا ھے کہ ریاست کی اھم اور ضروری ذمہ داری ریاست میں رھنے والے شھریوں کی زندگی، آزادی، برابری و سبھی کے وقار کا تحفظ یقینی بنانا ھے ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ھے کہ وہ یہ یقینی بنائے کہ ان حقوق کی واضح خلاف ورزی، خلاف ورزی میں تعاون یا لا پرواھی سے خلاف ورزی نہ ھوئی ھو. انسانی حقوق کے قوانین میں اب یہ خیال ابھر رھا ھے کہ ریاست نہ صرف اپنے لوگوں کے ذریعہ کیے گئے کاموں کے لیے بلکہ دیگر غیر سرکاری لوگوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ھے. ساتھ ھی ریاست اس نا اھلی کے لیے بھی جوابدہ ھے

کارسیوکوں کے ایودھیا جانے کے بارے میں خفیہ خبریں تو تھیں لیکن ان کے لوٹنے کی اطلاع نہ تو ریاستی سرکار کی خفیہ ایجنسی کو اور نہ ہی مرکزی خفیہ ایجنسیوں کو ہی تھی (صفحہ 5) اور جو بھی اطلاع کارسیوکوں کے لوٹنے کی ملی وہ اتر پردیش پولس سے 28 فروری کو ملی۔ 27 فروری 2002 کے المناک سانحہ کے بعد اس اطلاع میں بھی سابرمتی ایکسپریس پر ممکنہ حملہ کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔

۷ کمیشن کو اس اطلاع سے بہت تشویش ہے۔ ایسا لگتا ہے مرکزی و ریاستی خفیہ ایجنسیاں ممکنہ خطرے کو محسوس کرنے میں ناکام رہیں۔ یہ تب اور واضح ہو جاتا ہے جب گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ دیکھی جائے۔ ریاستی سرکار کی رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ

''ریاست گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کی ایک طویل تاریخ رہی ہے۔ 1969ء سے ہی یہاں بار بار بڑے فسادات ہوتے رہے ہیں۔ ریاست میں وقت وقت پر ہونے والے فسادات کے لیے دو تحقیقاتی کمیشن بنائے گئے۔ 1969 میں جگموہن ریڈی تحقیقاتی کمیشن و 1985 میں دوے تحقیقاتی کمیشن۔ بابری مسجد کے واقعات کی وجہ سے پوری ریاست میں 1990 اور 93-1992 میں بڑے پیمانے پر فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ حقیقت میں 1970 سے 2002 کے درمیان گجرات میں 443 فسادات ہوئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جیسے پتنگ اڑانے کو لے کر فسادات بھڑکے ہیں۔ (صفحہ 127) رپورٹ میں آگے کہا گیا ہے کہ ایودھیا و دیگر معاملوں کے چلتے پہلے سے ہی کشیدہ ماحول میں گودھرا کا سانحہ ہوا۔ کمیشن کو یہ اطلاع دی گئی ہے کہ خفیہ محکمہ کی زبان میں کہیں تو ریاست کے زیادہ تر حصوں جیسے احمد آباد، وڈودرا اور گودھرا کو فرقہ وارانہ لحاظ سے حساس و انتہائی حساس کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہے۔ یہاں دونوں فرقوں کے لوگ فرقہ وارانہ تشدد کے ممکنہ خطروں سے مقابلہ کے لیے

کمیشن کو اس اطلاع سے بہت تشویش ھے. ایسا لگتا ھے مرکزی وریاستی خفیه ایجنسیاں ممکنه خطرے کو محسوس کرنے میں ناکام رهیں. یه تب اور واضح هو جاتا ھے جب گجرات میں فرقه وارانه فسادات کی تاریخ دیکھی جائے

ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ ان حالات میں پولس عام طور پر ایسے حالات سے نمٹنے کے لیے تیار رہتی ہے اور جب کوئی حساس واقعہ ہونے کو ہو تب پولس اسٹیشن مستعد رہنے پر قادر ہے۔

vi مندرجہ بالا باتوں کے سلسلہ میں کمیشن یہ ماننے کے لیے مجبور ہے کہ واقعات جس کی وجہ سے گودھرا سانحہ اور اس کے بعد جو جان و مال کا نقصان ہوا اس کے لیے خفیہ محکمہ کی ناکامی و ریاستی سرکار کے ذریعہ کاروائی نہ کرنا ہے۔ اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور ریاستی سرکار کی رپورٹ میں فرقہ پرستی کی تاریخ کو دیکھتے ہوئے یہ سوال اٹھتا ہے کہ ریاست کے شہریوں کی زندگی، آزادی، مساوات و وقار کے تحفظ کی جوابدہی کا جائزہ لیتے ہوئے کیوں نہ ''معاملے خود ہی بولتے ہیں'' کا اصول نافذ کیا جائے۔ کمیشن اس سلسلہ میں مرکزی و ریاستی سرکاروں سے مناسب ردعمل کی گزارش کرتا ہے۔ ریاست کی اہم وضروری جوابدہی شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے۔ ریاست نہ صرف اپنے کارکنوں کے کاموں کے لیے بلکہ اپنے حلقہ اختیار میں آنے والی غیر سرکاری تنظیموں اور کارکنوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ہے۔ ساتھ ہی ریاست اس نااہلی کے لیے بھی جوابدہ ہے جس سے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا خلاف ورزی کو بڑھاوا ملتا ہے۔ ریاستی سرکار کے خلاف پیش کیے جا رہے بے بنیاد بیانوں کی اگر سرکار تردید نہیں کرتی ہے تو اسے اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنا نہیں ہوگا۔ ریاستی سرکار پر اس خیال کی تردید کرنے کی ذمہ داری آپڑی ہے۔

vii ساتھ ہی یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ گودھرا میں سانحہ نہ ہو اور دیگر جگہوں پر شدید ردعمل نہ ہو اس کو یقینی بنانے کے لیے ضروری قدم اٹھانے کی دوراندیشی تھی یا حقیقت میں قدم اٹھائے بھی یا نہیں۔ کمیشن کا کہنا ہے کہ ریاستی سرکار کی رپورٹ میں بہت ساری

کمیشن یہ ماننے کے لیے مجبور ھے کہ واقعات جس کی وجہ سے گودھرا سانحہ اور اس کے بعد جو جان و مال کا نقصان ھوا اس کے لیے خفیہ محکمہ کی ناکامی و ریاستی سرکار کے ذریعہ کاروائی نہ کرنا ھے

ریاست کی اہم وضروری جوابدھی شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ھے۔ ریاست نہ صرف اپنے کارکنوں کے کاموں کے لیے بلکہ اپنے حلقہ اختیار میں آنے والی غیر سرکاری تنظیموں اور کارکنوں کے کاموں کے لیے بھی جوابدہ ھے۔ ساتھ ھی ریاست اس نااھلی کے لیے بھی جواھدہ ھے

مثالیں دی گئی ہیں جب ضلع مجسٹریٹوں کمشنروں والیس پی اور دیگر افسروں نے مستعدی و بہادری سے کارروائی کر کے تشدد پر قابو پایا اور اس کے نتائج سے مقابلہ اصلاحی قدم اٹھا کر کیا۔ بعد میں بچاؤ، راحت اور باز آباد کاری کے کام بھی کیے۔ کمیشن کا کہنا ہے کہ رپورٹ یہ اجاگر کرتی ہے کہ کچھ فرقہ وارانہ فسادات سے متاثر ضلع ممکنہ تشدد پر قابو پانے میں کامیاب رہے اور دیگر اضلاع میں جہاں تشدد کے امکانات کم تھے تشدد کے آگے گھٹنے ٹیک دیے۔ رپورٹ کہتی ہے کہ سبھی اضلاع میں فرقہ وارانہ تشدد پھیلنے کی وجہ یکساں تھی اور گجرات بند کی پکار اور گودھرا سانحہ کے بعد ریاستی سرکار نے سارے ممکنہ احتیاطی قدم اٹھائے۔ کچھ ضلعوں نے دوسرے اضلاع کی بہ نسبت حالات کا بہتر مقابلہ کیا۔ واقعات میں اضافہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مقامی کارکنوں نے کچھ معاملوں میں ضلع افسروں کو پیچھے دھکیل دیا۔ دوسرے معاملوں میں نہیں۔ خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے سے منظم گروہوں کے پاس لوگوں کے پتے تھے موبائل فون تھے۔ انہوں نے کچھ گھروں و جائیدادوں و جان و مال کو نقصان پہچانے کے لیے کچھ اضلاع میں ان پر نشان بھی لگائے تھے۔ پولس اہلکاروں کی نظر میں بھی یہ سب کچھ تھا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں وہ کون لوگ تھے جن کی وجہ سے حالات قابو سے باہر ہو گئے۔ کمیشن ان معاملوں پر ریاستی سرکار سے تبصرہ کرنے کی گزارش کرتا ہے۔

viii کمیشن کا کہنا ہے کہ حالانکہ رپورٹ کہتی ہے کہ گودھرا سانحہ منصوبہ بند تھا (صفحہ ۵) یہ رپورٹ واضح طور پر نہیں بتاتی کی اس واقعہ کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ معاملہ کی سنگینی وخطرناک نتائج کو دیکھتے ہوئے کمیشن کی ٹیم نے 22 مارچ 2002 کو گودھرا کا دورہ کیا۔ کمیشن نے اسپیشل آئی جی پی، سی آئی ڈی (جرائم) سے تبادلہ خیال کیا۔ دو کیس درج کیے گئے ہیں۔ مغربی ریلوے کے ایس۔ ڈی۔ پی۔ او اس کی جانچ پڑتال کر

خبروں سے پتہ چلتا ھے کہ پہلے سے منظم گروھوں کے پاس لوگوں کے پتے تھے موبائل فون تھے۔ انھوں نے کچھ گھروں وجائیدادوں وجان ومال کو نقصان پھچانے کے لیے کچھ اضلاع میں ان پر نشان بھی لگائے تھے۔ پولیس اھلکاروں کی نظر میں بھی یہ سب کچھ تھا۔ سوال یہ اٹھتا ھے کہ وہ کون سی وجوھات تھیں وہ کون لوگ تھے جن کی وجہ سے حالات قابو سے باھر ھوگئے۔ کمیشن ان معاملوں پر ریاستی سرکار سے تبصرہ کرنے کی گزارش کرتا ھے۔

رہے ہیں۔ ابھی تک اس معاملہ میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ کمیشن کے سامنے اور میڈیا میں بھی یہ الزام لگایا گیا کہ کئی معاملوں میں ایف آئی آر کو توڑ مروڑ کر لکھا گیا یا صحیح طریقہ سے نہیں لکھا گیا۔ سینئر لیڈر پولس اسٹیشن کی کارروائیوں اور وہاں موجود ہر چیز پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ کمیشن یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ تحقیقات کے عمل کے تئیں لوگوں میں یقین کا ماحول نہیں ہے۔ اور جو افسر تحقیقات میں لگے ہیں ان کی ایمانداری پر بھی شبہہ ہے۔ مثال کے طور پر کمیشن کا کہنا ہے کہ احمد آباد کے زیادہ تر معاملوں میں اچھی کالونیوں میں عام طور پر امیر لوگوں نے لوٹ پاٹ کی۔ پھر بھی سرکاری رپورٹ ان لوگوں کو پہچان نہیں پائی۔ یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قتل، توڑ پھوڑ اور لوٹ پاٹ کے معاملوں کی جانچ میں شفافیت وایمانداری ہونی چاہئے۔ ساتھ ہی عوام میں اعتماد بحال کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

ix رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تشدد کے اہم واقعات پہلے 72 گھنٹے میں ہوئے۔ سبھی احتیاطی قدم اٹھانے کے باوجود احمد آباد، نیچ محل، سابر کنٹھا اور مہسانہ وغیرہ کے کچھ علاقوں میں بڑے پیمانے پر تشدد کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے دکھایا اور لکھا۔ رپورٹ یہ بھی کہتی ہے کہ میڈیا نے وزیر اعلیٰ و احمد آباد کے پولس کمشنر کے بیانوں کو ان کے مقصد سے الگ ہٹ کر پیش کیا۔

x جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ کمیشن کے لیے یہ قبول کرنا آسان نہیں ہے کہ صورت حال پر 72 گھنٹوں کے اندر قابو پالیا گیا۔ ان کارروائیوں کو لکھنے کے وقت بھی ریاست میں تشدد جاری ہے۔ کمیشن کی ٹیم کے گجرات دورے کے وقت ریاست میں عدم تحفظ کا شدید احساس پایا جاتا تھا جنہوں نے لگاتار اس سانحہ کو برداشت کیا ان کی حالت بری تھی۔ سماج کے سبھی لوگوں کا یہی حال تھا۔ یہاں تک کے گجرات ہائی کورٹ کے دو ججوں (ایک موجودہ اور دوسرے ریٹائر) کو بھی اپنا گھر چھوڑنے

کمیشن کے سامنے اور میڈیا میں بھی یہ الزام لگایا گیا کہ کئی معاملوں میں ایف آئی آر کو توڑ مروڑ کر لکھا گیا یا صحیح طریقہ سے نہیں لکھا گیا۔ سینئر لیڈر پولیس اسٹیشن کی کارروائیوں اور وہاں موجود ہر چیز پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ کمیشن یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ تحقیقات کے عمل کے تئیں لوگوں میں یقین کا ماحول نہیں ہے۔ اور جو افسر تحقیقات میں لگے ہیں ان کی ایمانداری پر بھی شبہہ ہے۔

پر مجبور ہونا پڑا۔ حالات کے بے قابو ہونے کے اور کیا ثبوت دیے جائیں۔

(xi) کمیشن نے ریاستی سرکار کے خیالات کو میڈیا کے سلسلہ میں ہی لیا ہے۔ کمیشن آئین کے سیکشن 19 (1) (الف) میں کی گئی تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کو اہم تصور کرتا ہے۔ یہ آزادی انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ 1948، شہری، وسیاسی حقوق پر 1966 کے اعلامیہ میں بھی اسی طرح موجود ہے۔ کمیشن اس لیے میڈیا کی چھان بین و بہادری کے حق میں ہے۔ ساتھ ہی کمیشن کا یہ بھی خیال ہے کہ سبھی متفکر فریقوں کو میڈیا کا کیا رول ہو، اس کے لیے گائیڈ لائن تیار کرنا چاہیے۔ میڈیا کو اپنا کام کرتے ہوئے خطرناک حالات خاص طور سے فرقہ وارانہ فسادات میں اپنے رول کی ادائیگی صحیح طریقے سے کرنی چاہئے۔ اسے ان فسادات کی کوریج کرتے ہوئے اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ لوگوں کے جذبات نہ بھڑکیں یا تشدد نہ پھیلے یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ آئین کی شق 19 (1) (الف) پر مناسب پابندی شق 19 (2) تحت لگائی جاسکتی ہے۔

xii کمیشن نے ریاستی سرکار کی رپورٹ کی مشمولات میں دیے گئے دو معاملوں کے بارے میں توجہ دلائی ہے۔ ان معاملوں میں تفریق برتی گئی ہے جس کی وجہ سے ملک و بیرون ملک میں سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ پہلے معاملے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ سابرمتی ایکسپریس سانحہ میں مرنے والوں کے ورثا کو دو لاکھ روپے دیے جائیں اور اس کے بعد کے واقعات میں مرنے والوں کے ورثا کو معاوضے کے ایک لاکھ روپے دیے جائیں۔ دوسرا معاملہ یہ کہ پہلی حالت میں پوٹو نافذ کیا جائے اور بعد میں بھیڑ کے تشدد میں شامل لوگوں پر پوٹو نافذ نہ کیا جائے۔ معاوضہ کے معاملہ میں کمیشن نے کہا کہ سبھی حالات میں معاوضہ ایک لاکھ روپے دیا جائے گا اس طرح دونوں میں برابری قائم کی گئی ہے۔ یہ بات غور کرنے کی ہے کہ رپورٹ

کمیشن کی ٹیم کے گجرات دورے کے وقت ریاست میں عدم تحفظ کا شدید احساس پایا جاتا تھا جنہوں نے لگاتار اس سانحہ کو برداشت کیا ان کی حالت بری تھی. سماج کے سبھی لوگوں کا یہی حال تھا. یہاں تک کے گجرات ھائی کورٹ کے دو ججوں (ایک موجودہ اور دوسرے ریٹائر) کو بھی اپنا گھر چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا. حالات کے بے قابو ہونے کے اور کیا ثبوت دیے جائیں.

کے مطابق کارسیوکوں کی گزارش پر وہ دو لاکھ کی جگہ پر ایک لاکھ روپے کی امداد گودھرا سانحہ کے متاثر خاندانوں کے لیے چاہتے ہیں (صفحہ 115) یہ فیصلہ خود سرکار کو کرنا تھا۔ یہ معاملہ آئین کی شق 14، 15 میں شامل قانون کے سامنے برابری وقانون کے برابر تحفظ پر سنگین سوال کھڑا کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مذہب ذات پات، فرقہ، جنس و مقام پیدائش کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی جائے گی۔ کمیشن نے رپورٹ کی مشمولات میں یہ بھی پایا کہ محکمہ داخلہ نے کس طرح کے کیس میں پوٹو لگائے جائیں اس کی بھی ہدایت نہیں دی ہے۔ گودھرا میں ذاتی معاملوں میں پوٹو نافذ کرنے کا پہلا فیصلہ لیا گیا۔ بعد میں سرکار کو قانونی صلاح ملی کہ پوٹو کو جانچ پڑتال پوری ہو جانے تک نافذ نہیں کیا جاسکتا (صفحہ 66،67) پوٹو اب قانون کی شکل لے چکا ہے۔ کمیشن اس معاملہ کی گہرائی میں جانا چاہتا ہے۔

یہ بات غور کرنے کی ھے کہ رپورٹ کے مطابق کارسیوکوں کی گزارش پر وہ دو لاکھ کی جگہ پر ایک لاکھ روپے کی امداد گودھرا سانحہ کے متاثر خاندانوں کے لیے چاھتے ھیں (صفحہ 115) یہ فیصلہ خود سرکار کو کرنا تھا یہ معاملہ آئین کی شق 14، 15 میں شامل قانون کے سامنے برابری وقانون کے برابر تحفظ پر سنگین سوال کھڑا کرتا ھے

xiii کمیشن نے سرکار کے ذریعہ کیے گئے بچاؤ، راحت و بازآبادکاری سے متعلق کاموں کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ کئی معاملوں میں کلکٹر و دیگر ضلع حکام نے اپنی قوت بازو پر بہادری کے قدم اٹھائے۔ گجرات دورے کے وقت کمیشن کو یہ بتایا گیا کہ شاہ عالم سمیت بڑے بڑے راحت کیمپوں میں کمیشن کے دورے تک کوئی بھی بڑا لیڈر یا اعلیٰ سطح کا افسر وہاں نہیں آیا تھا۔ راحت کیمپوں کی کمی کی شکایتیں کمیشن کو ملیں۔ کمیشن نے ریاستی سرکار کے ذریعہ کیے جارہے متاثرین کے لیے راحت و بازآبادکاری سے متعلق پروگراموں کی سرگرمیوں واس معاملہ میں اٹھائے گئے اقدام کو بھی دیکھا۔ جن افسروں اور رضاکار تنظیموں نے متاثرین کے زخموں پر مرہم لگایا کمیشن ان کے مثبت کارناموں کی تعریف کرتا ہے۔ کمیشن یہ تسلیم کرتا ہے کہ جن فیصلوں کو لیا گیا ہے ان کو نافذ کیا جارہا ہے یا نہیں اس کا جائزہ لیا جانا چاہئے۔ کمیشن نے وزیر اعلیٰ کو پہلے ہی اشارہ کردیا ہے کہ کمیشن کی جانب سے آگے کی کارروائی کے لیے

ایک ٹیم ریاست میں مناسب وقت پر جائے گی۔ کمیشن وزیر اعلیٰ کے جواب کی تعریف کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ جلد سے جلد یہ کوشش کی جائے گی کہ حالات پوری طرح معمول پر آجائیں۔

xiv مذکورہ باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کمیشن گودھرا و گجرات کے دیگر حصوں میں ہونے والے غیر انسانی واقعات پر نظر رکھنے کے لیے مجبور ہے۔ کمیشن کے ایکٹ میں یہ امید کی گئی ہے کہ ریاست میں قانون کی حکمرانی و انسانی حقوق کی ذمہ داری کو نبھا رہا ہے، اس کا جائزہ لے۔ یہ کمیشن کی اہم ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنا ہے۔ انسانی حقوق کا صحیح طریقہ سے تحفظ ہو اسی مقصد سے پارلیمنٹ نے انسانی حقوق کمیشن قائم کیا۔ امید یہ کی گئی کہ موجودہ اداروں و ایجنسیوں کے اپنے کام تو ہیں اس کمیشن کی بھی اپنی کوششیں ہوں گی۔ اپنے اس کام میں کمیشن گجرات سرکار کے تعاون پر انحصار کرے گا۔ وزیر اعلیٰ نے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔

کمیشن گودھرا وگجرات کے دیگر حصوں میں ہونے والے غیر انسانی واقعات پر نظر رکھنے کے لیے مجبور ہے۔ کمیشن کے ایکٹ میں یہ امید کی گئی ہے کہ ریاست میں قانون کی حکمرانی وانسانی حقوق کی ذمہ داری کو نبھا رہا ہے اس کا جائزہ لے۔ یہ کمیشن کی اہم ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنا ہے

سفارشات

کمیشن مرکز و ریاستی سرکاروں کے سامنے فوری غور و خوض کے لیے سفارشات کے پہلے سیٹ کو سامنے رکھ رہا ہے۔ جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے کہ کمیشن کے گجرات دورے کی رپورٹ سرکاروں کے ذریعہ دیے گئے جواب کمیشن کو موصول ہوئے ہیں۔ مختلف نمائندوں کے تجربے بھی کمیشن کو موصول ہوئے۔ گجرات کی صورت حال پر دیگر کارروائیوں کو بھی درج کیا جائے گا۔

قانون وانتظام

(1) کمیشن کا یہ خیال ہے کہ جو بھی کارروائی ہو وہ ایمانداری سے ہو۔ یہ پایا گیا ہے کہ ایف آئی آر کو صحیح طریقہ سے یا مناسب طریقہ سے درج نہیں کیا گیا۔ تحقیقات کو باہری عناصر نے متاثر کیا ہے کمیشن کی سفارش ہے کہ کچھ اہم معاملوں کو سی بی آئی

کے سپرد کر دیا جائے۔ان کیسوں میں شامل ہیں:

(1) گودھرا سانحہ جس کی تحقیقات جی آر پی کر رہی ہے

(2) چمن پورا (گلبرگ سوسائٹی) کا واقعہ

(3) نروداپٹیا کا واقعہ

(4) وڈوڈرا میں بیسٹ بیکری کیس

(5) مہسانہ ضلع میں سردار پورہ کیس

(ii) خصوصی عدالتوں میں کیسوں کی سماعت روز ہونی چاہیے۔ گجرات ہائی کورٹ کے جج کے ذریعہ ان ججوں کی مدد کی جانی چاہیے۔ضرورت پڑنے پر مدعی بحال کیے جائیں۔ کارروائی کے لیے اس طرح کے اصول وضوابط بنائیں جس سے کہ متاثرین (خاص طور سے عورتوں اور بچوں) کو جن بھیانک حالات سے وہ گزر رہے ہیں ان کو دوبارہ ان کے سامنے نہ لایا جائے۔ان کو کسی حادثہ یا دھمکی سے بچایا جائے۔ان معاملوں میں خصوصی قدم اٹھانے چاہئیں۔ جذباتی وحساس افسروں کو خاص طور سے خواتین کے ان کیسوں کے سلجھانے میں مدد کرنی چاہیے۔

(iii) جن کیسوں کو سی بی آئی کے سپرد نہیں کیا گیا ہے انہیں متعلقہ ضلع مجسٹریٹ کی قیادت میں خصوصی سیل کے سپرد کر دینا چاہیے تا کہ جانچ صحیح طریقہ سے چلتی رہے۔ان سیلوں کا جائزہ ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل (جرائم) کریں۔

(iv) جانچ کی مکمل وفوری کاروائی کے لیے مدت کا تعین ہونا چاہیے۔

(v) راحت کیمپوں میں شکایت موصول کرنے ،ایف آئی آر درج کرنے اور ان کو اپنے حلقہ کے پولس اسٹیشن میں بھیجنے کے لیے پولس ڈیسک قائم کیا جانا چاہیے۔

(vi) رضا کار تنظیموں جیسے سٹیزن انیشیو ،پی یو سی ایل اور دوسروں کے ذریعہ جو اہم شواہد اکٹھا کیے گئے ہیں اس کا بھی استعمال ہونا چاہیے۔

کمیشن کا یہ خیال ھے کہ جو بھی کارروائی ہو وہ ایمانداری سے ہو۔ یہ پایا گیا ھے کہ ایف آئی آر کو صحیح طریقہ سے یا مناسب طریقہ سے درج نہیں کیا گیا۔ تحقیقات کو بلھری عناصر نے متاثر کیا ھے کمیشن کی سفارش ھے کہ کچھ اھم معاملوں کو سی بی آئی کے سپرد کر دیا جائے۔ ان کیسوں میں شامل ھیں : (1) گودھرا سانحہ جس کی تحقیقات جی آر پی کر رھی ھے (2) چمن پورا (گلبرگ سوسائٹی) کا واقعہ (5) مھسانہ ضلع میں سردار پورہ کیس (ii) خصوصی عدالتوں میں کیسوں کی سماعت روز ھونی چاھیے۔ گجرات ھائی کورٹ کے

(vii) پرنٹ والیکٹرانک میڈیا میں کسی بھی شخص کے اشتعال انگیز بیان کو پرکھا جائے اور اس پر کارروائی ہو یا تو وہ اپنے بیان کے بارے میں وضاحت کرے یا اسکی تردید کرے اس بات کا بھی انتظام ہو۔

(viii) اپنی آئینی ذمہ داریوں کو نبھانے میں سرکاری ملازمین کو کافی کام کرنے ہوتے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہو جو کہ اپنے کاموں کو اچھی طرح انجام نہیں دے پائے، تشدد کو ابتدائی دور میں نہیں روک پائے یا تشدد کو روکنے میں ناکام رہے۔ ٹھیک اسی طرح جن افسروں نے اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیا ہے انہیں انعام سے نوازا جانا چاہیے۔

متاثرین (خاص طور سے عورتوں اور بچوں) کو جن بھیانک حالات سے وہ گزر رہے ھیں ان کو دوبارہ ان کے سامنے نہ لایا جائے۔ ان کو کسی حادثہ یا دھمکی سے بچایا جائے

کیمپ

(i) جو لوگ تشدد کا شکار ہوئے ہیں ان میں اعتماد بحال کرنے کے لیے سینئر لیڈروں وافسروں کے پابندی سے دورے ہونے چاہئیں۔ رضا کار تنظیموں کو بھی اس کام میں لگایا جانا چاہئے۔ راحت کیمپوں کے چلانے اور انتظام میں شفافیت و جواہد ہی ہونی چاہئے۔

(ii) راحت کیمپوں کے سلسلہ میں سکریٹری واس کے اوپر کے سینئر افسروں کو کوئی مقرر کام دیا جانا چاہئے۔

(iii) بیمہ و معاوضے کے دعوؤں کو نمٹانے کے لیے خصوصی کیمپ کی سہولتیں دی جائیں۔ گجرات کے وزیر اعلی نے کمیشن سے گزارش کی تھی کہ بیمہ کمپنیوں کو ضروری درخواست بھیج کر فسادز دگان کے بیمہ سے متعلق دعوؤں کے جلد سے جلد نمٹارا کروائیں۔ کمیشن خوشی سے اس کام کو کرے گا۔ کمیشن ریاستی سرکار سے جلد سے جلد ضروری اطلاع کا مطالبہ کرتا ہے۔ تا کہ کارروائی آسانی سے ہو سکے۔

رضا کار تنظیموں جیسے سٹیزن انیشیٹو، پی یو سی ایل اور دوسروں کے ذریعہ جو اہم شواھد اکٹھا کیے گئے ھیں اس کا بھی استعمال ھونا چاھیے۔

(iv) جب تک راحت و باز آبادکاری کا کام ٹھیک طرح سے نہیں ہو پاتا اور کیمپوں میں

رہنے والوں کو تحفظ کا اطمنان نہیں ہو جاتا انہیں کیمپ چھوڑ کر نہ جانے دیا جائے۔ ان کے پورا ہونے پر وہ کیمپ چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔

جب تک راحت وباز آباد کاری کا کام ٹھیک طرح سے نہیں ہو پاتا اور کیمپوں میں رہنے والوں کو تحفظ کا اطمنان نہیں ہو جاتا انہیں کیمپ چھوڑ کر نہ جانے دیا جائے۔

باز آباد کاری

(i) کمیشن یہ سفارش کرتا ہے جن عبادت گاہوں (مسجدوں، درگاہوں) کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کی مرمت جلد سے جلد کی جائے۔ ریاست کے ذریعہ ہر ممکن تعاون فراہم کیا جائے۔

(ii) فساد زدگان کو مناسب معاوضہ دیا جائے۔ مرکز وریاستی سرکاروں کے ذریعہ معاوضے کی رقم بڑھائی جائے۔ ایچ ڈی ایف سی، بین الاقوامی اداروں وپروگراموں کو بھی اس سلسلہ میں جوڑا جانا چاہیے۔

(iii) نجی میدانوں مثلاً طبی صنعتوں سے اس راحت وباز آباد کاری کے پروگراموں میں جڑنے کی گزارش کی جائے وآپس میں مناسب تال میل قائم کیا جائے۔

کمیشن یہ سفارش کرتا ہے جن عبادت گاہوں (مسجدوں، درگاہوں) کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کی مرمت جلد سے جلد کی جائے۔ ریاست کے ذریعہ ہر ممکن تعاون فراہم کیا جائے۔

(iv) رضا کار تنظیموں کے رول کو بڑھاوا دیا جانا چاہیے۔ زلزلہ کے بعد جو تال میل انہوں نے دکھایا وہی کردار انہیں حالات کو معمول پر لانے میں دکھانا چاہیے۔ گجرات آفت انتظامی کارپوریشن نے جس طرح زلزلہ کے بعد تندہی سے کام کیا اس سے گزارش کی جائے کہ وہ موجودہ حالات میں بھی مدد کرنے کے لیے آگے آئیں۔

(v) غریب عورتوں وتیموں، آبروریزی کی شکار عورتوں کی پہچان وامداد کے لیے خصوصی کوششوں کی ضرورت ہوگی لہٰذا بھارت سرکار کے محکمہ ترقیات برائے خواتین واطفال اور متعلقہ بین الاقوامی ایجنسیوں سے تعاون کی درخواست کرنی چاہیے۔ حادثے کے شکار لوگوں کی خصوصی دیکھ بھال لیے ماہر نفسیات کے تعاون کی ضرورت ہوگی۔ اس کام کے لیے خصوصی کوششوں کے ذریعہ مناسب لوگوں کی شناخت کرا نہیں کام سونپنے ہوں گے۔

(vi) ریڈیو سمیت تمام میڈیا کو اس کام میں پورا تعاون کرنا چاہیے گرچہ ایسے حالات میں ریڈیو کا استعمال کم ہوتا ہے۔

پولس کی اصلاح

کمیشن پولس کی اصلاح کے اہم سوال پر توجہ دلانا چاہتا ہے۔ پولس کی اصلاح کے لیے جو سفارش قومی پولس کمیشن اور قومی انسانی حقوق کمیشن نے کی ہیں ان پر بار بار گذارش کے بعد بھی عمل نہیں ہوا ہے۔ کمیشن کا یہ خیال ہے کہ گجرات میں حال کے واقعات و ملک کی دیگر ریاستوں میں صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کی گئی سفارشات کو فوری طور پر نافذ کیا جائے۔ اس طرح جانچ کے عمل کو باہری مداخلت سے بھی بچایا جاسکتا ہے۔

جسٹس جے ایس ورما

چیرمین

جسٹس سجاتا وی منوہر

ممبر

ویریندر دیال

ممبر

----❖----

ہم نے گجرات کی آندھی سے سبق یہ پایا
لو چراغوں کی ہمیں اور بڑھانی ہوگی
یعنی ملت کے جوانوں کو جو ہمت بخشے
بدر وخندق کی وہ تاریخ سنانی ہوگی

قیس رامپوری

غریب عورتوں، ویتیموں، آبروریزی کی شکار عورتوں کی پہچان وامداد کے لیے خصوصی کوششوں کی ضرورت ہوگی لهذا بھارت سرکار کے محکمہ ترقیات برائے خواتین واطفال اور متعلقہ بین الاقوامی ایجنسیوں سے تعاون کی درخواست کرنی چاهیے۔ حادثے کے شکار لوگوں کی خصوصی دیکھ بھال لیے ماهر نفسیات کے تعاون کی ضرورت ہوگی اس کام کے لیے خصوصی کوششوں کے ذریعہ مناسب لوگوں کی شناخت کر انهیں کام سونپنے ہوں گے۔

قومی انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کا اصل متن (حصہ دوم)

۱۔ یاد رہے یکم اپریل کو اپنی کارروائی میں کمیشن نے ابتدائی تبصرہ کیا ہے اور کچھ سفارشیں کی ہیں۔

۲۔ یکم مئی 2002 کی کارروائی میں کمیشن نے لکھا ہے کہ گجرات سرکار نے کمیشن کے تبصرہ پر اپنی رپورٹ 12 اپریل 2002 کو بھیجی جبکہ مرکزی سرکار سے وزارت داخلہ نے 16 اپریل 2002 کے اپنے مکتوب میں جواب دینے کے لیے 20 اپریل 2002 تک کی مہلت مانگی جو ابھی مئی 2002 کی رپورٹ لکھے جانے تک نہیں ملی ہے۔

۳۔ یکم مئی 2002 کی کارروائی ختم ہونے پر کمیشن کو وزارت داخلہ کا مکتوب ملا جس میں یکم مئی 2002 کو لکھے گئے مراسلہ میں بتایا گیا تھا کہ رپورٹ میں کہی گئی باتیں گجرات سرکار سے متعلق ہیں اس لیے ریاستی سرکار سے کہا گیا ہے کہ وہ اس خفیہ رپورٹ پر اپنا ردعمل براہ راست قومی انسانی حقوق کمیشن کو بھیجے۔

۴۔ بھارت سرکار کے اس جواب کے بعد خفیہ رپورٹ پر ردعمل ظاہر کرنے کے لیے گجرات سرکار کو 15 دن (15 مئی 2002 تک) کی مہلت دینے کے بعد بھی ابھی تک ریاستی سرکار کا جواب نہیں ملا ہے۔ ان حالات میں کمیشن نے فیصلہ کیا ہے کہ

(i) کمیشن یکم اپریل 2002 کے اپنے عبوری تبصرہ کی جگہ پر 12 اپریل 2002 کی سرکار کی رپورٹ پر تفصیلی تبصرہ کرے۔

(ii) یکم اپریل 2002 کو بھیجی گئی خفیہ رپورٹ پر گجرات سرکار کے ردعمل کے لیے اب مزید مہلت نہیں دی جائے۔ اب کمیشن اپنا فرض سمجھتا ہے کہ وہ اس خفیہ رپورٹ کو عام کردے۔

یاد رھے یکم اپریل کو اپنی کارروائی میں کمیشن نے ابتدائی تبصرہ کیا ھے اور کچھ سفارشیں کی ھیں۔
2۔ یکم مئی 2002 کی کارروائی میں کمیشن نے لکھا ھے کہ گجرات سرکار نے کمیشن کے تبصرہ پر اپنی رپورٹ 12 اپریل 2002 کو بھیجی جبکہ مرکزی سرکار سے وزارت داخلہ نے 16 اپریل 2002 کے اپنے مکتوب میں جواب دینے کے لیے 20 اپریل 2002 تک کی مہلت مانگی جو ابھی مئی 2002 کی رپورٹ لکھے جانے تک نہیں ملی ھے۔

22-19 مارچ 2002 قومی انسانی حقوق کمیشن کی ٹیم کے احمد آباد، وڈوڈرہ اور گودھرا دورے کی رپورٹ

اس ٹیم نے بہت سے معزز شہریوں سے الگ الگ اور گروپ میں ملاقات کی اور این جی اوز انسانی حقوق کے تقریباً 72 رضا کاروں سے طویل بات چیت کی۔ ان لوگوں کے ذریعہ بیان کی گئی باتوں کا خلاصہ یہ تھا۔

''گجرات پچھلے کئی برسوں سے فرقہ وارانہ فسادات کا مرکز رہا ہے۔ یہاں 1969، 1985، 1992 اور 1996 میں خوفناک فسادات ہوئے ہیں۔ جبکہ موجودہ فساد اپنی درندگی اور تشدد کے پھیلاؤ کی وجہ سے پچھلے فسادات سے منفرد ہے۔ اس بار نہ صرف پچھلے تجربوں کے مطابق پہلے سے متاثر مقامات پر فسادات ہوئے بلکہ یہ نئے علاقوں میں پھیل گئے۔ پچھلے فسادات میں دونوں فرقوں کے درمیان بھیڑ کے حملے کے کچھ واقعات ہوئے جبکہ گودھرا سانحہ کے بعد ہونے والے واقعات کی خصوصیت یہ تھی کہ ہندوؤں کی بڑی بھیڑ نے اقلیتوں پر حملے کیے۔ بڑے واقعات میں شامل بھیڑ کی تعداد 5 سے 15 ہزار لوگوں کے درمیان تھی اور تشدد اور مارنے کے طریقوں کی درندگی اور لوٹ پاٹ یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا منصوبہ اور تیاری طویل مدت سے تھی۔

وشو ہندو پریشد نے گودھرا میں کارسیوکوں کو زندہ جلانے کے خلاف 28 فروری کو بند کی اپیل کی جسے ریاستی بی جے پی کی حمایت حاصل تھی۔ پولس نے کئی علاقوں میں تحفظ کے کارگر قدم نہیں اٹھائے جو کہ فرقہ وارانہ طور پر حساس مشہور ہیں۔ بہت سے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ پچھلے تجربوں سے پولس کو یہ سبق لینا چاہیے تھا کہ حکمراں جماعت کی حمایت سے کیے گئے بند کبھی پرامن نہیں ہوتے اور اس لیے اسے مستعدی دکھانی چاہیے۔ اس لیے جہاں کہیں بھی وشو ہندو پریشد کے لیڈر اپنے کارکنوں کو بند کے لیے اکسار ہے تھے۔ پولس نے اس غیر قانونی بھیڑ کو روکنے کے لیے کوئی کارگر قدم نہیں اٹھائے۔ پولس

گودھرا سانحہ کے بعد ہونے والے واقعات کی خصوصیت یہ تھی کہ ہندوؤں کی بڑی بھیڑ نے اقلیتوں پر حملے کیے۔ بڑے واقعات میں شامل بھیڑ کی تعداد 5 سے 10 ہزار لوگوں کے درمیان تھی اور تشدد اور مارنے کے طریقوں کی درندگی اور لوٹ پاٹ یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا منصوبہ اور تیاری طویل مدت سے تھی۔

پولیس نے کئی علاقوں میں تحفظ کے کارگر قدم نہیں اٹھائے

خاموش تماشائی بنی رہی جس سے وہ بہت بڑی تعداد میں اکٹھا ہوئے اور قابو سے باہر ہو گئے۔

پچھلے فسادات میں بھی سیاسی عناصر نے اہم کردار نبھایا تھا اور پولس وانتظامیہ فسادات پر قابو پانے میں ناکام رہے تھے۔لیکن انہیں قتل عام کے لیے براہ راست قصوروار نہیں بتایا گیا تھا۔حالیہ فسادات میں پولس اور انتظامیہ کی ناکامی خاص طور سے نہ صرف ان کی پیشہ ورانہ کمی کو بلکہ ان کی عام بے حسی اور بے دردی اور کچھ واقعات میں ان کی حمایت کو اجاگر کرتی ہے۔

حالیہ فسادات میں پولس اور انتظامیہ کی ناکامی خاص طور سے نہ صرف ان کی پیشہ ورانہ کمی کو بلکہ ان کی عام بے حسی اور بے دردی اور کچھ واقعات میں ان کی حمایت کو اجاگر کرتی ھے

عام زندگی میں اہم مقام رکھنے والے کئی لوگوں نے ان فسادات میں کچھ وزیروں اور ممبران اسمبلی کے شامل ہونے کا الزام لگایا۔انہوں نے بتایا کہ ریاستی وزیر داخلہ شری گوردھن جڈافیا اور وزیر صحت شری اشوک بھٹ سٹی پولس کے کنٹرول روم میں بیٹھے فسادات کا جائزہ لے رہے تھے۔وزیر شہری ترقیات شری آئی کے جڈیجہ پر پولس بھون گاندھی نگر میں سب کنٹرول کرنے کا الزام ہے۔کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے ریاستی وزیر داخلہ کو فساد متاثر علاقوں میں V کا نشان بنائے کھلے عام گھومتے دیکھا۔ممبر اسمبلی اور سابق ڈپٹی میئر احمد آباد شریمتی مایا بہن کوڈنانی اور وشو ہندو پریشد لیڈر ڈاکٹر جے دیپ پٹیل کا نام شاہ عالم ریلیف کیمپ میں ٹیم کے سامنے پیش ہونے والے نرودا پٹیا کے کئی متاثر خاندانوں نے لیا۔ممبر اسمبلی شری عثمان بھائی نے الزام لگایا کہ ریاستی وزیر داخلہ گوردھن زدا پیا، داخلہ سکریٹری شری اشوک رائنا کے کمرے میں بیٹھے مسلم علاقوں پر ہونے والے حملوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

ریاستی وزیر داخلہ شری گوردھن جڈافیا اور وزیر صحت شری اشوک بھٹ سٹی پولس کے کنٹرول روم میں بیٹھے فسادات کا جائزہ لے رھے تھے۔ وزیر شھری ترقیات شری آئی کے جڈیجہ پر پولیس بھون گاندھی نگر میں سب کنٹرول کرنے کا الزام ھے۔

رضا کار تنظیموں کے نمائندوں اور کچھ معزز شہریوں نے کئی واقعات سنائے جس میں انہوں نے پولس سے مسلم فرقے کے لوگوں کو بھیڑ سے بچانے کی اپیل کی لیکن انہیں اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔سابق وزیر اعلیٰ شری امر سنگھ چودھری نے ٹیم کو شری احسان جعفری

سابق ممبر پارلیمنٹ کی حفاظت کے لیے پولس کی مدد حاصل کرنے کی اپنی ناکام کوشش کی کہانی سنائی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ 28 فروری کو 10:30 بجے پولس کمشنر پی سی پانڈے سے بات کر کے انہیں احسان جعفری پر جان لیوا حملے کے خطرے سے آگاہ کیا تھا۔ پولس کمشنر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ جلد ہی پولس کی مدد بھیجی جائے گی۔ انہوں نے گھبراہٹ میں کیے گئے احسان جعفری کے دوسرے فون کے بعد کہ ابھی تک پولس کی کوئی مدد نہیں پہنچی ہے اور وہاں موجود پولس اہلکار پر تشدد بھیڑ کو قابو کرنے میں بے صلاحیت اور بددل ہیں پولس کمشنر کو دوبارہ فون کیا گیا۔ شری چودھری نے کہا کہ انہوں نے دوپہر میں وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو بھی شری جعفری کے گھر کے باہر پر تشدد بھیڑ کے اکٹھا ہونے کے متعلق بتایا۔ انہوں نے 12:30 اور دوپہر 2 بجے کے درمیان چیف سکریٹری اور داخلہ سکریٹری کو بھی اس کے متعلق بتایا۔ شری جعفری کو ان کے خاندان اور 39 دوسرے لوگوں کے ساتھ زندہ جلا دیا گیا۔ (مرنے والوں کی کل تعداد۔ 50)

ٹیم نے آگ زنی اور لوٹ پاٹ کے بہت سے واقعات میں پولس کے شامل ہونے کے کئی الزام سنے۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ امبیکا مل نمبر ا، نزدکھا کھرا اوور برج، گومتی پور، احمد آباد کے سامنے واقع جھونپڑیوں کو جلانے والی بھیڑ کو انتظامیہ کا تعاون حاصل تھا۔ (275 جھونپڑیوں کی ہاؤسنگ کے لگ بھگ 1800 لوگ جسمیں 90 فیصد مسلمان باقی دلت تھے پوری طرح تباہ و برباد کر دیے گئے)۔ یہ جھونپڑیاں یہاں 30 سال سے آباد تھیں اور 1999 میں جب حکام نے اسے توڑنا چاہا تو گجرات ہائی کورٹ نے اس پر روک لگا دی۔ الزام ہے کہ گومتی پور پولس اسٹیشن کے ایک پی ایس آئی مودی اس مقام پر پولس جیپ نمبر (جی جے ا۔ اے۔ آر۔ 5342) میں آیا اس نے امبیکا مل کے گیٹ کے قریب اپنی جیپ کھڑی کی اور شری موہن بندیلا، شری اسرائیل بھائی انصاری اور جن سنگھرش مورچہ کے کچھ دوسرے کارکنوں کی موجودگی میں بھیڑ سے بات کی۔ بھیڑ نے

شری چودھری نے کہا کہ انہوں نے دوپہر میں وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو بھی شری جعفری کے گھر کے باہر پر تشدد بھیڑ کے اکٹھا ہونے کے متعلق بتایا۔ انہوں نے 12:30 اور دوپہر 2 بجے کے درمیان چیف سکریٹری اور داخلہ سکریٹری کو بھی اس کے متعلق بتایا۔ شری جعفری کو ان کے خاندان اور 39 دوسرے لوگوں کے ساتھ زندہ جلا دیا گیا۔ (مرنے والوں کی کل تعداد۔ 50)

گومتی پور، احمد آباد کے سامنے واقع جھونپڑیوں کو جلانے والی بھیڑ کو انتظامیہ کا تعاون حاصل تھا

شری مودی کی جیپ سے 4-5 بوتلیں ڈیزل نکالا جو کہ جھونپڑیوں کو جلانے میں کام آیا۔

پولس کی پر تشدد بھیڑ کی مدد کی کہانی شاہ عالم کیمپ میں کچھ متاثرین نے بھی سنائی۔ ان لوگوں نے ایک سینئر پولس انسپکٹر کے کے میسور والا پر بے بس مسلمانوں جن میں کچھ جوان لڑکیاں بھی شامل تھیں کو قاتل بھیڑ کے حوالے کر دینے کا الزام لگایا۔ (ان معاملوں کو فوری کارروائی کے لیے چیف سکریٹری کے علم میں لایا گیا)

ایک سینئر پولس انسپکٹر کے کے میسور والا پر بے بس مسلمانوں جن میں کچھ جوان لڑکیاں بھی شامل تھیں کو قاتل بھیڑ کے حوالے کر دینے کا الزام لگایا

NGO's کے کئی نمائندوں نے پولس پر گرفتاریوں میں جانبداری کا الزام لگایا۔ ان میں بہت سے کا الزام تھا کہ گودھرا واقعہ کے بعد ہر مقام پر اقلیتوں پر حملے ہوئے۔ پھر بھی پولس کے ذریعہ بڑی تعداد میں گرفتار ہونے والے اقلیتی فرقہ کے تھے۔ چونکہ ٹیم کے سامنے پیش ہونے والے حکام نے فرقہ کی تفصیل کے ساتھ گرفتاریوں کے اعداد و شمار پیش نہیں کیے تھے جو کہ فرقہ وارانہ فسادات سے نمٹنے میں پولس کے رول کا اہم پیمانہ ہے اس لیے اہم عہدوں پر فائز ان ذمہ دار لوگوں کے الزامات کو پوری طرح نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔

NGO's کے کئی نمائندوں نے پولس پر گرفتاریوں میں جابنداری کا الزام لگایا۔ ان میں بھت سے کا الزام تھا کہ گودھرا واقعہ کے بعد ھر مقام پر اقلیتوں پر حملے ھوئے پھر بھی پولس کے ذریعہ بڑی تعداد میں گرفتار ھونے والے اقلیتی فرقہ کے تھے

یہ بھی الزام ہے کہ پولس نے مدد کے لیے لوگوں کی دہائیوں کو ان سنی کر کے بھیڑ کو اکٹھا ہونے اور تشدد برپا کرنے کی اجازت دی۔ یہ بھی مانا گیا کہ کچھ مقامات پر پولس کی تعداد بہت کم تھی۔ یہ زور دے کر کہا گیا کہ ان کے فرائض کا تقاضہ تھا کہ پر تشدد بھیڑ سے لوگوں کو بچانے کے لیے وہ اپنی طاقت استعمال کرتے۔ بہت سے لوگوں نے بتایا کہ پولس نے یا تو طاقت کا استعمال نہیں کیا یا مشکل سے ایک دو ہوائی فائر کیے۔

یہ بھی الزام ہے کہ وشو ہندو پریشد بجرنگ دل اور بی جے پی کے کارکنان فسادیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ جن میں کچھ کے ہاتھوں میں موبائل فون تھے جس سے وہ دوسروں سے رابطہ کر اپنے کاموں کو پورا کر رہے تھے۔ بھیڑ گیس سلنڈروں، کیروسین تیل اور پٹرول بموں سے لیس تھی جس سے وہ لوگوں، گھروں دوکانوں اور تجارتی اداروں کو

یہ بھی الزام ھے کہ وشو ھندو پری شد بجرنگ دل اور بی جے پی کے کارکنان فسادیوں کی قیادت کر رھے تھے۔ جن میں کچھ کے ھاتھوں میں موبائل فون تھے جس سے وہ دوسروں سے رابطہ کر اپنے کاموں کو پورا کر رھے تھے۔

جلانے کا کام کر رہی تھی۔ ان کے پاس ان مسلمانوں کے گھروں اور اداروں کی مکمل فہرست تھی جنھیں نشانہ بنانا تھا۔ نیشنل ہائی وے 8 پر ہوٹل کے کاروبار کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ نیشنل ہائی وے۔ 8 کے 90 فیصد تجارتی ادارے جس میں دوکانیں، گودام اور کارخانے شامل ہیں ایک دم مٹا دیے گئے۔

NGO's کے نمائندوں میں سے ایک نے سرکار کے 72 گھنٹے کے اندر فسادات پر قابو پانے کے دعوے کا ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ وشو ہندو پریشد کو پولس کی حمایت سے مسلم آبادی کو ختم کرنے اور لوٹنے کے لیے 72 گھنٹوں کی آزادی دی جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کا ماننا ہے کہ فوج کو تعینات کرنے میں جان بوجھ کر دیر کی گئی۔

اقلیتی فرقہ کے دلوں میں عدم تحفظ اور خوف کا این جی اوز کے بہت سے نمائندوں نے ذکر کیا جس میں راجستھان کے سابق چیف جسٹس اے پی روانی نے گجرات ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج جسٹس اے دو یچہ جنھیں زبردستی اپنا گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا جو بعد میں جلا دیا گیا اور ہائی کورٹ کے جج جسٹس قادری کی مثالیں دیں جنھیں لاگارڈن ایریا سے اپنا بنگلہ چھوڑ کر ججوں کی کالونی میں جانے کے لیے کہا گیا اور کوئی بھی ان کی اور ان کے خاندان کی مدد کے لیے آگے نہیں آیا۔

یہاں تک کہ اقلیتی فرقہ کے پولس افسروں کو بھی پر تشدد بھیڑ نے نشانہ بنایا۔ کئی پولس افسروں نے آئی جی پی سید جو اپنے نام کا ٹیگ وردی پر لگائے تھے کا ذکر کیا کہ انہیں کس طرح پولس والوں کی موجودگی میں فسادیوں نے تشدد کا نشانہ بنایا۔

NGO's / رضا کاروں کی بڑی تعداد کا ماننا ہے کہ احمد آباد اور دوسری جگہوں پر تشدد اور توڑ پھوڑ پوری طرح گودھر سانحہ کے خلاف اکثریتی فرقہ کے فطری ردعمل کا نتیجہ نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کی رائے ہے کہ یہ وہاں کے لگاتار بگڑتے حالات اور گجرات سرکار کی اس معاملہ میں مکمل خاموشی کا نتیجہ ہے جس کے بغیر ایسے حالات ہونا ممکن نہیں

NGO's کے نمائندوں میں سے ایک نے سرکار کے 72 گھنٹے کے اندر فسادات پر قابو پانے کے دعوے کا ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ وشو ہندو پریشد کو پولس کی حماعت سے مسلم آبادی کو ختم کرنے اور لوٹنے کے لیے 72 گھنٹوں کی آزادی دی جاتی ھے۔ بہت سے لوگوں کا ماننا ھے کہ فوج کو تعینات کرنے میں جان بوجھ کر دیر کی گئی۔

یھاں تک کہ اقلیتی فرقہ کے پولس افسروں کو بھی پر تشدد بھیڑ نے نشانہ بنایا۔

تھا۔ بھیڑ کی قیادت کرنے والے موبائل فون کے ذریعہ ایک دوسرے کے رابطے میں تھے۔

ان فسادات کا ایک خطرناک پہلو یہ تھا کہ پہلی بار ان فسادات سے دیہی اور پچھڑا علاقہ متاثر ہوا۔ یہ اندازہ ہے کہ پنچ محل، مہسانہ، سابر کنٹھا، بھڑوچ، بھاؤنگر اور وڈوڈرا ضلع کے 1200 گاؤں میں پر تشدد بھیڑ نے اقلیتوں پر حملے کیے۔ وشو ہندو پری شد اور بجرنگ دل پچھلے 9۔8 برسوں سے بوہرا مسلمانوں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دیہی علاقوں میں تجارت پر ان کا قبضہ ہے کے خلاف پچھڑی آبادی کو بھڑ کانے کا کام کر رہی تھی جس کے بعد ان علاقوں سے مسلمانوں کی ہجرت جاری تھی۔

تقریباً 100 مسجدوں اور درگاہوں کو احمد آباد اور تقریباً 500 کو گجرات کے دوسرے حصوں میں توڑ دیا گیا۔ (ٹیم کے دو ممبروں نے صوفی شاعر ولی گجراتی کی درگاہ دیکھی جو کے دونوں فرقوں کے لیے قابل احترام تھی۔ صاحب آباد، انڈر گراؤنڈ برج کے قریب ان کی درگاہ کو زمین کے برابر کر دیا گیا)۔ الزام ہے کہ سرکار کے وہاں دوبارہ تعمیر کے لیے اس مقام کے تحفظ کی یقین دہانی کے بعد بھی تاریخی درگاہ میدان بن چکی ہے اور وہاں کوئی بھی ایک سپاٹ سڑک پر گاڑیوں کو آتے جاتے دیکھ سکتا ہے۔

احمد آباد سنی مسلم وقف بورڈ کے صدر کا کہنا ہے کہ توڑی گئی 33 میں سے 7 مسجدیں وہ ہیں جنہیں محکمہ آثار قدیمہ نے آثار قدیمہ کے زمرہ میں رکھا ہے۔ انہوں نے بچی ہوئی مسجدوں خاص طور سے ''جالی مسجد'' کے تحفظ کے لیے اپنے فرقہ کی تشویش سے آگاہ کیا۔ (چیر مین نے میٹنگ میں موجود حکام سے اس سلسلہ میں فوراً قدم اٹھانے کے لیے کہا)۔

اقلیتوں کے سماجی بائیکاٹ کی منصوبہ بند کوشش اس فساد کا ایک اور تکلیف دہ پہلو تھا۔ ہندوؤں کے بیچ بڑے پیمانے پر اس بارے میں پمفلیٹ اور ہینڈ بل تقسیم کیے گئے کہ وہ مسلمانوں کو نوکری نہ دیں اور ان سے کوئی کاروبار نہ کریں۔ بھارت سرکار کے ایک

تقریباً 100 مسجدوں اور درگاھوں کو احمد آباد اور تقریباً 500 کو گجرات کے دوسرے حصوں میں توڑ دیا گیا۔ (ٹیم کے دو ممبروں نے صوفی شاعر ولی گجراتی کی درگاہ دیکھی جو کے دونوں فرقوں کے لیے قابل احترام تھی۔ صاحب آباد، انڈر گراؤنڈ برج کے قریب ان کی درگاہ کو زمین کے برابر کر دیا گیا)۔ تاریخی درگاہ میدان بن چکی ھے اور وھاں کوئی بھی ایک سپاٹ سڑک پر گاڑیوں کو آتے جاتے دیکھ سکتا ھے۔

ریٹائرڈ سکریٹری اور گورنر جموں وکشمیر کے سابق صلاح کار شری آر کے سید نے غصہ سے کہا کہ ان کی نوکرانی رئیسہ بانو کے شوہر کو اس کے ہندو مالک نے کسی مسلمان کو نوکری پر نہ رکھنے کی دھمکی ملنے کے بعد گیرج پر کام کرنے سے منع کر دیا ہے۔ انہوں نے آگے کہا کہ ڈان باسکو اسکول کے حکام کو بھی مسلم فرقہ کے طلبہ کو آنے نہ دینے کے لیے دھمکی دی گئی۔

گودھرا واقعہ کی سبھی لوگوں نے سخت مذمت کی جبکہ کچھ لوگوں نے کارسیوکوں کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کا ذکر کیا۔ جو واقعہ کا سبب بنا۔ ہر شخص جس نے اس واقعہ کا ذکر کیا اس نے اس بات پر زور دیا کہ جلد سے جلد اس واقعہ کے قصورواروں کو سخت سزا دینی چاہیے۔ اقلیتی فرقہ کے کچھ لوگوں نے کہا کہ واقعہ کے ذمہ دار لوگوں کو جن کے اس درندگی بھرے کاموں کے نتیجے میں فرقہ کو جس درندگی کا سامنا کرنا پڑا اس کے لیے انہیں سخت سزا دینی چاہیے۔

بہت سے لوگوں نے فساد کے معاملوں کی تحقیقات کے بارے میں ریاستی پولس پر عدم اعتماد ظاہر کیا۔ ایک عام خیال یہی تھا کہ معاملوں کی جانچ صاف ستھرے طریقے پر نہیں ہوگی اور قصوروار آسانی سے چھوٹ جائیں گے۔ بہت سے لوگوں نے بتایا کہ ایف آئی آر درج نہیں کی گئی یا پھر ان میں قصورواروں کے نام ٹھیک سے نہیں لکھے گئے۔ وہاں لوگوں کا ایک عام مطالبہ یہی تھا کہ معاملوں کی تحقیقات سی بی آئی سے کرائی جائے۔ یہی مشورہ گودھرا سانحہ کی جانچ کے بارے میں بھی دیا گیا۔ جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ منصوبہ بند سازش تھی اور بہت سے لوگ سے فرقہ وارانہ گڑبڑی کا مرکز مانتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے کلاس X اور XII کے امتحانات کے بارے میں سرکار کے فیصلے پر بھی انگلی اٹھائی۔ انہوں نے کہا کہ سرکار نے صرف یہ دکھانے کے لیے کہ حالات نارمل ہیں احمد آباد اور وڈودرا کو چھوڑ کر ریاست بھر میں ڈرے سہمے طلبہ کو ان کی اپنی ذمہ داری پر امتحانات دینے کے لیے مجبور کیا۔

اقلیتوں کے سماجی بائیکاٹ کی منصوبہ بند کوشش اس فساد کا ایک اور تکلیف دہ پہلو تھا۔ ہندوؤں کے بیچ بڑے پیمانے پر اس بارے میں پمفلیٹ اور ہینڈ بل تقسیم کیے گئے کہ وہ مسلمانوں کو نوکری نہ دیں اور ان سے کوئی کاروبار نہ کریں۔ بھارت سرکار کے ایک ریٹائرڈ سکریٹری اور گورنر جموں و کشمیر کے سابق صلاح کار شری آر کے سید نے غصہ سے کہا کہ ان کی نوکرانی رئیسہ بانو کے شوہر کو اس کے ہندو مالک نے کسی مسلمان کو نوکری پر نہ رکھنے کی دھمکی ملنے کے بعد گیرج پر کام کرنے سے منع کر دیا ہے

میڈیا کے لوگوں کا وفد

میڈیا کے لوگوں کا ایک وفد جس میں ملکہ سارا بھائی، تیستا سیتل واد اور بتوک دورا شامل تھے اس ٹیم سے ملا اور بتایا کہ سرکار نے کس طرح قتل عام کے نازک وقت میں کچھ ٹی وی چینلوں کو کئی گھنٹوں کے لیے بند کر دیا جبکہ گجراتی پرنٹ میڈیا جو واقعات کے بارے میں اپنی اشتعال انگیز خبروں سے پریس کونسل آف انڈیا کے ضابطوں کی خلاف ورزی کر رہا تھا اسے کھلی چھوٹ دے دی گئی۔ اس وفد نے میڈیا کے کئی لوگوں پر حملے کے بارے میں بھی ٹیم کو بتایا۔ خاص طور سے الیکٹرانک میڈیا کے بارے میں جن کے کیمرے توڑ دیے گئے تھے۔ گجرات ٹوڈے، مسلم ٹرسٹ کے ذریعہ چلائے جانے والے ایک روزنامہ کے برانچ آفس کو جلانے کا بھی ذکر کیا۔

راحت کیمپوں کا دورہ

ٹیم نے اقلیتی اور اکثریتی دونوں فرقوں کے ایک ایک کیمپ کا دورہ کیا۔

شاہ عالم ریلیف کیمپ

شاہ عالم ریلیف کمیٹی کے زیر انتظام چلائے جانے والے اس کیمپ میں تقریباً 9000 پناہ گزیں ہیں۔ کمیٹی کے ممبروں نے احمد آباد کے سب سے زیادہ متاثر علاقہ نرودا پٹیا اور نرودا گاؤں کے متعلق ٹیم کو معلومات فراہم کیں۔ ٹیم کو بتایا گیا کہ تلواروں، چھروں، لاٹھیوں اور پیٹرول سے لیس 5000 کی مضبوط بھیڑ نے نرودا پٹیا پر 28 فروری کو صبح 9 بجے حملہ کیا۔ ایک مسجد کو توڑنے اور اس کے ایک مینار کو زمین بوس کرنے کے بعد بھیڑ نے وہاں بھگوا جھنڈا لہرا دیا اور قرآن پاک سمیت کئی مذہبی کتابوں کو جلا ڈالا۔ بے بس اور خوف زدہ لوگ جب اپنی جان بچانے کے لیے ایس آر پی کیمپ کی جانب پناہ لینے کے لیے بھاگے تو جوانوں نے انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ وہ قریب کے پولس اسٹیشن گئے جہاں پی ایس آئی کے کے میسور والا نے انہیں محفوظ راستہ دینے سے منع کر دیا

میڈیا کے لوگوں کا ایک وفد جس میں ملکہ سارا بھائی، تیستا سیتل واد اور بتوک دورا شامل تھے اس ٹیم سے ملا اور بتایا کہ سرکار نے کس طرح قتل عام کے نازک وقت میں کچھ ٹی وی چینلوں کو کئی گھنٹوں کے لیے بند کر دیا جبکہ گجراتی پرنٹ میڈیا جو واقعات کے بارے میں اپنی اشتعال انگیز خبروں سے پریس کونسل آف انڈیا کے ضابطوں کی خلاف ورزی کر رہا تھا اسے کھلی چھوٹ دے دی گئی

جس کے نتیجہ میں ان لوگوں کو فسادیوں نے گھیر لیا۔ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کیا گیا۔ نوجوان لڑکیوں کو برہنہ کر کے ان کی آبروریزی کی گئی اور انہیں کاٹ کر جلتی آگ میں پھینک دیا گیا۔ کوئی بھی آدمی زندہ نہیں بچا۔ ایک نوجوان خاتون کوثر بانو جو حمل کے آخری دنوں میں تھی اپنی جان بچانے کے لیے گڑگڑاتی رہی۔ اس کے پیٹ کو چیر ڈالا گیا اور اس کی بچہ دانی کو نکال کر آگ میں جھونک دیا گیا۔ ان لوگوں نے اس خاتون کو بھی اٹھا کر اسی آگ میں ڈال دیا۔ بچنے والوں کو شاہ عالم کمیٹی کے ممبران ریلیف کیمپ میں لے کر آئے۔ نرودہ گاؤں کی پوری مسلم آبادی ختم کر دی گئی۔ کچھ بچنے والوں کو ایڈیشنل پولس کمشنر ٹنڈن نے نکالا جن کی کئی متاثرین نے تعریف کی۔

نرودا پٹیا میں 9 بجے سے رات 9 بجے تک لوٹ اور آبروریزی کے واقعات دوہرائے۔ انہوں نے کہا کہ ممبر اسمبلی مایا بین کو ڈنانی اس علاقہ میں گھوم گھوم کر فسادیوں کی ہمت بڑھا رہی تھی۔ جنت بی بی نے کہا کہ اس کی آبروریزی کی گئی اور اس کے بھتیجے اور بیٹے کو زندہ جلا دیا گیا

ٹیم پورے کیمپ میں گھومی اور کئی خاندانوں سے بات کی۔ ہر ایک کے پاس سنانے کے لیے ایک خوفناک اور دردناک کہانی تھی۔ امینہ بی بی نے نرودا پٹیا میں 9 بجے سے رات 9 بجے تک لوٹ اور آبروریزی کے واقعات دوہرائے۔ انہوں نے کہا کہ ممبر اسمبلی مایا بین کوڈنانی اس علاقہ میں گھوم گھوم کر فسادیوں کی ہمت بڑھا رہی تھی۔ جنت بی بی نے کہا کہ اس کی آبروریزی کی گئی اور اس کے بھتیجے اور بیٹے کو زندہ جلا دیا گیا۔ بلقیس اپنے خاندانوں کی زندہ بچنے والی واحد خاتون نے کہا کہ اس کی ساس اس کے شوہر اور اس کے بھائی کو زندہ جلا دیا گیا۔ مریم بی بی نے اپنے اپاہج بیٹے اور نور جہاں نے اپنے شوہر کو کھو دیا۔ شریفہ بی بی اقبال شیخ کی اہلیہ نے بتایا کہ ان کے 18 سالہ بیٹے کو ان کی آنکھوں کے سامنے زندہ جلا دیا گیا۔ اس نے کہا کہ وہ حاملہ خاتون کوثر پر قاتلانہ حملے کی گواہ ہے۔ مہہ جبین، اقبال حسین کی بیوی نے کہا کہ ممبر اسمبلی مایا بین کوڈنانی اور وی ایچ پی لیڈر جے دیپ پٹیل کھلے عام، آگ زنی، لوٹ مار اور فسادیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ نعیم الدین نے کہا کہ اس کی ماں،، بہن، بھتیجی، سالے اور دو بھتیجوں کو بھیڑ نے زندہ جلا دیا۔ ان میں سے کچھ گنگوتری سوسائٹی اور گوپی ناتھ سوسائٹی سے آئے تھے۔ اس نے ٹیم کے سامنے

اپنی بیوی کو پیش کیا جس کے سر میں چوٹ لگی تھی اور داہنا بازو کاٹ دیا گیا تھا۔

11 سالہ راجہ ولد منا نے 28 فروری کو صبح 8 بجے سے نرودہ پٹیا میں ہونے والے واقعات کی مفصل کہانی سنائی۔ فساد میں اس نے اپنی ماں اور بہن کو کھو دیا ہے۔ جبکہ اس کے والد ابھی بھی بے ہوشی کی حالت میں ہیں۔

نھنو میاں نے پی ایس آئی کے کے میسور والا پر الزام لگایا کہ انہوں نے جان بچا کر بھاگنے والے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فسادیوں کے ہاتھوں میں جانے پر مجبور کر دیا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ کوئی بھی زندہ نہ بچ پائے۔ عبدالماجد نے بتایا کہ اس کی بیٹی کی بھوانی سنگھ نامی شخص نے آبروریزی کی جسکی 8 دنوں بعد اسپتال میں موت ہوگئی۔

ریشما نے کہا حملہ میں بچھڑے اس کے بچے 6 دن بعد اسے ملے۔ اس نے کہا کہ اس نے 8 بچوں کو فسادیوں سے بچایا۔ اس نے بھی حاملہ خاتون کوثر کے واقعہ کی تصدیق کی۔

کیمپ کمیٹی کے ممبروں نے احمد آباد کے کلکٹر سے اپیل کی کہ وہ ان کی ضروریات کے تئیں ذمہ داری اور رحم دلی سے دیکھیں۔ وہ اس بات سے ناراض تھے کہ سرکار کے کسی بھی سینئر افسر یا سیاسی لیڈر نے ابھی تک کیمپ کا دورہ نہیں کیا ہے۔

ٹیم نے سرجو داس مندر کے ذریعہ چلائے جانے والے ایک کیمپ کا دورہ کیا جہاں 106 ہندو خاندانوں کے 471 ممبر 28 فروری سے وہاں رہ رہے ہیں۔ شریمتی کیلاش بین اور ان کی دو ساتھیوں نے ٹیم سے بات چیت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ خاندان مسلم علاقہ کے درمیان میں واقع سپریم دروازہ باگری وان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئے تھے ان لوگوں نے بتایا کہ مسلمانوں کی ایک بھیڑ نے ان پر حملہ کیا اور انہوں نے اپنی ساری املاک کھودی ہیں۔ ٹیم کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس واقعہ میں نہ ہی ان کے خاندان کا کوئی آدمی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا۔ ان لوگوں نے ایس آر پی پر کوئی مدد نہ

11 سالہ راجہ ولد منا نے 28 فروری کو صبح 8 بجے سے نرودہ پٹیا میں ہونے والے واقعات کی مفصل کہانی سنائی۔ فساد میں اس نے اپنی ماں اور بہن کو کھو دیا ہے۔ جبکہ اس کے والد ابھی بھی بے ہوشی کی حالت میں ہیں۔
ننھو میاں نے پی ایس آئی کے کے میسور والا پر الزام لگایا کہ انہوں نے جان بچا کر بھاگنے والے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فسادیوں کے ہاتھوں میں جانے پر مجبور کر دیا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ کوئی بھی زندہ نہ بچ پائے۔

کرنے کا الزام لگایا۔ ان لوگوں نے اور کوئی شکایت تحریری یا زبانی طور پر نہیں کی۔

وزیر اعلی کی چیرمین سے ملاقات

شری نریندر مودی، وزیر اعلی گجرات نے چیرمین کو 21 مارچ کی صبح 9 بجے راج بھون بلایا اور ان سے ایک گھنٹے سے زیادہ بات کی، جس میں انہوں نے چیرمین کو یقین دلایا کہ ریاست میں حالات معمول پر لانے کے لیے انتظامیہ ضروری قدم اٹھا رہا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ قومی انسانی حقوق کمیشن کو تفصیلی رپورٹ کچھ دنوں میں بھیج دی جائیگی۔ وزیر اعلی نے چیرمین کو ایک ماہ بعد پھر ریاست کا دورہ کرنے کی دعوت دی تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے یہاں امن کی بحالی دیکھ سکیں۔ انہوں نے کمیشن سے اپیل کی کہ وہ بیمہ کمپنیوں کو مناسب ہدایت رمشورہ دیں کہ وہ فساد سے متاثر لوگوں کے دعوؤں کو نمٹائیں۔ انہوں نے چیرمین کو یقین دلایا کہ کسی بھی طالب علم کو امتحان پالیسی کہ وجہ سے نقصان اٹھانے نہیں دیا جائے گا۔

تاجروں کا وفد

ویاپار منڈل (ہندو) کا ایک وفد مشتری علاقہ سے ٹیم سے ملنے کے لیے آیا اور 29-28 فروری کو مسلم فرقہ کے لوگوں کے ذریعہ 17 دوکانوں کو لوٹنے کی بات کہی۔ ان لوگوں نے عدم تحفظ کا اظہار کرتے ہوئے وہاں ایس آر پی تعینات کرنے کا مطالبہ کیا جو وہاں 1985 سے تعینات تھی اور 8 مہینے قبل میونسپل کارپوریشن کے ذریعہ ''پانی پیاؤ'' بنا دینے کی وجہ سے ہٹا دی گئی تھی۔

(چیرمین نے شری کمار سوامی، آئی جی پی انسانی حقوق سیل سے معاملے کی تحقیقات کرنے اور ان لوگوں کی حفاظت کے لیے اہم قدم اٹھانے کے لیے کہا)

کچھ کار سیوکوں کی ٹیم سے ملاقات

گودھرا واقعہ کے دو متاثرین نے ٹیم سے راج بھون میں 20 مارچ کو ملاقات کی۔

شریمتی کیلاش بین اور ان کی دو ساتھیوں نے ٹیم سے بات چیت کی انہوں نے کہا کہ یہ خاندان مسلم علاقہ کے درمیان میں واقع سپریم دروازہ باگری وان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئے تھے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ مسلمانوں کی ایک بھیڑ نے ان پر حملہ کیا اور انہوں نے اپنی ساری املاک کھو دی ہیں۔ ٹیم کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس واقعہ میں نہ ہی ان کے خاندان کا کوئی آدمی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا۔

11 سالہ گائتری دختر ہرشد بھائی اپنے خاندان میں بچنے والی واحد لڑکی ہے۔اس نے بتایا کہ اس کی ماں، باپ اور دو بہنوں کی سابرمتی ایکسپریس کے کوچ نمبر ایس۔6 میں جل کر موت ہوگئی۔اس نے بتایا کہ ٹرین پر 1500 سے 2000 کی ایک بھیڑ نے حملہ کیا۔ اس نے آگے بتایا کہ بھیڑ چلا رہی تھی کہ لڑکیوں کو باہر نکالو۔شریمتی ارملا ترویدی جو گائتری کے ساتھ تھی اس نے بتایا کہ وہ کوچ نمبر ایس۔5 میں سفر کر رہی تھی اور وہ پتھراؤ میں زخمی ہوگئی۔

سنیل کمار جمنا پرساد تیواری اور اس کے بھائی امرجیت نے ٹیم سے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں 21 مارچ 2002 کی صبح ملاقات کی۔انہوں نے کہا کہ ان کے والد جمنا پرساد (67) اور ماں سورتی بین (54) گودھرا واقعہ میں مرنے والوں میں شامل تھے۔ ان میں سے ایک پرائیویٹ ٹی وی ریپئر شاپ میں کام کرتا ہے۔اس کی دو کنواری بہنیں ہیں۔انہوں نے مدد اور نوکری کی اپیل کی۔

وشو ہندو پریشد کی ایک کارکن شریمتی وینا بین رجوت نے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں 21 مارچ کی صبح ٹیم سے ملاقات کی۔انہوں نے کہا کہ گودھرا سانحہ میں اور بھی لوگ ہلاک ہوتے اگر ٹرین 6 گھنٹے تاخیر سے نہ چل رہی ہوتی۔انہوں نے بتایا کہ تقریباً 2800 کارسیوک اس ٹرین سے سفر کر رہے تھے۔اس نے دعوی کیا کہ جلتے ہوئے کوچ سے اس نے 18 لوگوں کو باہر کھینچ کر ان کی جان بچائی۔انہوں نے کہا کہ مسلم فرقہ پورے گجرات کو کشمیر بنا دینا چاہتا ہے۔انہوں نے کہا کہ بھیڑ نے عورتوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا۔انہوں نے کہا کہ کارسیوکوں میں شامل 4-3 خواتین ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ان کا نام پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ بہار کی تھیں اور اس وجہ سے وہ انکے نام نہیں جانتی۔

وڈودرا

قومی انسانی حقوق کمیشن کی ٹیم احمد آباد سے سڑک کے راستے 21 مارچ کو لگ بھگ 3 بجے

جلتے ہوئے کوچ سے اس نے 18 لوگوں کو باہر کھینچ کر ان کی جان بچائی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم فرقہ پورے گجرات کو کشمیر بنا دینا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھیڑ نے عورتوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا کہ کارسیوکوں میں شامل 4-3 خواتین ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ ان کا نام پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ بہار کی تھیں اور اس وجہ سے وہ انکے نام نہیں جانتی

وڈوڈرا پہنچی۔ ضلع افسروں کے ساتھ دو گھنٹے کی طویل میٹنگ کے بعد اس نے شہر کے کچھ معزز شہریوں جو سماج کے مختلف طبقے سے تعلق رکھتے تھے سے ملاقات کی اور اس کے بعد 2 سے 20 لوگوں پر مشتمل 7 مسلمانوں اور 10 ہندوؤں کے کل 17 وفود سے ملاقات کی۔ اس طرح ٹیم نے کل 176 شہریوں سے ملاقات کی۔ حکام کے ساتھ میٹنگ ڈی ایم بھاگیش جھا سے شروع ہوئی۔ انہوں نے دعوی کیا کہ اپنے ضلع میں گودھرا واقعہ کے ردعمل پر قابو پانے کے لیے فرقہ وارانہ طور پر حساس دابھوئی، پاڈرا اور کاراجان میں احتیاطی قدم اٹھائے۔ اپنے طور پر انہوں نے ای ایم ای کی ٹریننگ یونٹ سے یکم مارچ کی صبح فلیگ مارچ کرایا اور دیہی علاقوں میں فاریسٹ گارڈ تعینات کیے۔

ڈی ایم نے کہا کہ فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ میں پہلی بار ان کے ضلع کے دیہی اور آدی واسی علاقہ فرقہ وارانہ تشدد سے متاثر ہوئے ہیں۔ فوج کو 5 مارچ کو دیہی علاقوں کی جانب بھیجا گیا۔ 22 مارچ کو اقلیتی فرقہ کے 2517 لوگوں کو بچا کر محفوظ مقامات پر پہنچایا گیا۔ ایس پی کیشو کمار نے باوت سے 100 لوگوں کو بچانے کے مشکل کام کی داستان سنائی۔ ڈی ایم اور ایس پی نے بتایا کہ اب ان گاؤں میں اقلیتی فرقہ کا ایک بھی شخص نہیں۔ انہوں نے ان لوگوں کی چھوڑی گئی املاک، گھروں، کھیتوں، زمین اور فصلوں کی حفاظت کے بارے میں کوئی امید نہیں جتائی۔ ان لوگوں نے بتایا کہ ان سب لوگوں کو گودھرا اور داہوڑ کے ریلیف کیمپوں میں رکھا گیا ہے۔ ان لوگوں نے آدی واسیوں کے اقلیتی فرقہ کے لوگوں (جن میں بڑی تعداد میں بوہرہ مسلم تاجر ہیں) پر حملے کو تاجروں کے ذریعہ آدی واسیوں کے استحصال کا نتیجہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔

آئی جی پی (زون) وڈوڈرا دیپک سوروپ جو کہ وہاں موجود تھے اس بات کی تصدیق کی کہ ان کے علاقہ کے سبھی اضلاع جیسے بھروچ، نرمدا، پنچ محل اور داہوڑ کے آدی واسی گاؤں میں گڑبڑی کی وجہ سے مسلمان گھر چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ ڈی ایم نے بتایا

ایس پی کیشو کمار نے باوت سے 100 لوگوں کو بچانے کے مشکل کام کی داستان سنائی۔ ڈی ایم اور ایس پی نے بتایا کہ اب ان گاوؤں میں اقلیتی فرقہ کا ایک بھی شخص نہیں۔ انہوں نے ان لوگوں کی چھوڑی گئی املاک، گھروں، کھیتوں، زمین اور فصلوں کی حفاظت کے بارے میں کوئی امید نہیں جتائی۔ ان لوگوں نے بتایا کہ ان سب لوگوں کو گودھرا اور داہوڑ کے ریلیف کیمپوں میں رکھا گیا ہے

کہ ضلع میں 20 مارچ تک 8 جانیں گئی ہیں (ہندو۔6، مسلمان۔2) دو مسلمانوں کی موت مشتعل بھیڑ کے ہاتھوں ہوئی۔ 2 ہندوؤں کو بھیڑ نے مار ڈالا اور 4 پولس فائرنگ میں مارے گئے۔

وڈوڈرا کے پولس کمشنر شری ٹومیچہ نے ٹیم کو وڈوڈرا شہر کے حالات بتائے۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً پورا شہر ہی اس سے متاثر تھا اور وقت پر کرفیو لگا دیا گیا تھا۔ کمشنر نے 27 فروری سے 20 مارچ تک کے اہم واقعات کے بارے میں سلسلہ وار بیان کیا۔ سٹی پولس 27 فروری کو 10:20 پر اسٹیٹ کنٹرول بورڈ سے گودھرا ریلوے اسٹیشن پر کارسیوکوں پر حملے کی اطلاع کے بعد مستعد کر دی گئی۔ سبھی پی آئی اور ایس آر پی کو مستعد کر دیا گیا اور پٹرولنگ شروع کر دی گئی۔ 28۔27 فروری کی رات احتیاطی طور پر 95 لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ پولس کمشنر نے سابرمتی اکسپریس کے وڈوڈرا پہنچنے کے بعد چھرے بازی کے واقعہ کی بات مانی۔ جس میں ایک شخص کی موت اور دو لوگ زخمی ہو گئے تھے۔

انہوں نے کہا کہ انہوں نے اس واقعہ کو "تکنیکی وجوہات" سے رپورٹ میں شامل نہیں کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ ریلوے پولس کے دائرۂ عمل میں آتا ہے۔ 28 فروری کی صبح چھرے بازی میں دو لوگوں کے قتل کی رپورٹ ملی ان میں سے ایک ٹرک ڈرائیور تھا جبکہ دوسرا آٹو رکشہ ڈرائیور۔ 28 فروری کو صبح 8 بجے سے 6 تھانہ علاقوں میں کرفیو لگا دیا گیا اسے شام 30۔5 کے بعد 6 اور تھانہ علاقوں میں بڑھا دیا گیا۔

پولس کمشنر نے پانی گیٹ پولس اسٹیشن علاقہ میں آنے والے اسلامک سینٹر میں پڑھنے والے 102 بچوں کو بچانے میں پولس کی کارکردگی کا دعوی کیا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے قبول کیا کہ اسلامک اسٹڈی سینٹر کو جلا دیا گیا۔ یہ ایک حقیقت تھی جس کا لکھے گئے بیان میں کوئی ذکر نہیں تھا۔

پولس کمشنر نے پانی گیٹ پولس اسٹیشن علاقہ میں آنے والے اسلامک سینٹر میں پڑھنے والے 102 بچوں کو بچانے میں پولس کی کارکردگی کا دعوی کیا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے قبول کیا کہ اسلامک اسٹڈی سینٹر کو جلا دیا گیا۔ یہ ایک حقیقت تھی جس کا لکھے گئے بیان میں کوئی ذکر نہیں تھا۔

2۔1 مارچ کی رات شہر کے باہر واقع ڈائمنڈ روڈ پر ہنومان ٹیکری علاقہ میں بیسٹ

بیکری کو جلا دیا گیا۔ تلواروں، پتھروں اور کیروسین تیل سے لیس 300 لوگوں کی بھیڑ نے حملہ کر کے بیکری کو لوٹ لیا۔ وہاں رہنے والے خاندانوں اور نوکروں کو چھرا مارنے کے بعد بھیڑ نے بلڈنگ کو آگ لگا دی۔ 9 مسلمان اور 3 ہندو مارے گئے اور 6 مسلمان زخمی ہوئے۔ ایف آئی آر میں 18 ملزموں کی پہچان کی گئی لیکن ابھی تک ایک بھی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔

1-2 مارچ کی رات شہر کے باہر واقع ڈائمنڈ روڈ پر ہنومان ٹیکری علاقہ میں بیسٹ بیکری کو جلا دیا گیا۔ تلواروں، پتھروں اور کراسن تیل سے لیس 300 لوگوں کی بھیڑ نے حملہ کر کے بیکری کو لوٹ لیا۔ وہاں رہنے والے خلندانوں اور نوکروں کو چھرا مارنے کے بعد بھیڑ نے بلڈنگ کو آگ لگا دی۔ ایف آئی آر میں 18 ملزموں کی پھچان کی گئی لیکن ابھی تک ایک بھی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔

وڈودرا کے پولس کمشنر کے پرزنٹیشن سے یہ اطلاع ملی۔

''21 مارچ کی صبح تک وڈودرا میں کل 34 افراد (24 ہندو، 12 مسلمان اور ایک دوسرا مارے گئے)۔ پولس فائرنگ کے نتیجے میں 3 ہندو اور 3 مسلمان مارے گئے۔ 21 مارچ سے گڑبڑی کے دوران کل 125 لوگ 45 ہندو اور 80 مسلمان زخمی ہوئے۔ 16 پولس والے بھی زخمی ہوئے۔''

پولس کمشنر کے ذریعہ پیش کی گئی گرفتاری کی تفصیل نامکمل اور گنجلک تھی اس میں صرف یہی صاف تھا کہ 4 افراد 3 ہندو اور ایک مسلمان اسلحہ ایکٹ میں پکڑے گئے اور 2 (ایک ہندو اور ایک مسلمان) کو دھماکہ خیز اشیاء ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا۔ باقی گرفتاریاں دفعہ 155 سی آر پی، بمبئی پولس ایکٹ دفعہ 135 اور کرفیو کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں کی گئیں۔ پولس کے ذریعہ پیش کی گئی تفصیل یہ بتاتی ہے کہ 132 گاڑیاں جس میں 6 لگزری بسیں اور 11 ٹرک شامل ہیں جلا دیے گئے اور تقریباً دس کروڑ کی املاک لوٹ لی گئی یا برباد کر دی گئی۔ کل 380 معاملے درج کیے گئے۔ 72 معاملوں کو سلجھا لیا گیا۔

پولس کمشنر نے بتایا کہ 8 مسجدیں، 7 درگاہیں اور ایک مندر کو گڑبڑی کے دوران نقصان پہنچایا گیا۔ وڈودرا ضلع میں 20، مارچ تک مرنے والوں کی تعداد 46 تھی جس میں شہر میں 37، ریلوے اسٹیشن پر ایک اور دیہی علاقہ میں 8 لوگ شامل ہیں۔ ان میں

30 ہندو، 15 مسلمان اور ایک دوسرا ہے۔

معزز شہریوں سے تبادلہ خیال

تبادلہ خیال سے جو باتیں سامنے آئیں۔

اکثریتی فرقہ کے کئی لوگوں نے بتایا کہ فسادات گودھرا سانحہ کے رد عمل کا نتیجہ تھے۔

1۔ اکثریتی فرقہ کے کئی لوگوں نے بتایا کہ فسادات گودھرا سانحہ کے رد عمل کا نتیجہ تھے۔ ان لوگوں نے آگے کہا کہ احمد آباد، وڈوڈرا، اور گودھرا میں پاکستان کے لوگوں کے آنے جانے میں اضافہ سے یہاں کے لوگوں میں غصہ تھا۔ ان کا ماننا ہے کہ گودھرا میں کارسیوکوں پر حملہ منصوبہ بند تھا اور اس میں باہری ہاتھ شامل تھا۔ مقامی مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک ساتھ شانتی سے رہنے میں کوئی مشکل نہیں تھی۔ یہ صرف پڑوسی ممالک سے آنے والے لوگ ہیں جنہیں بڑی تعداد میں غیر ملکی کرنسی مل رہی ہے اور جو ہندوستان میں مشکلات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

2۔ میڈیا نے گودھرا سانحہ کی بار بار تصویریں دکھا کر منفی رول ادا کیا جس سے لوگوں کے صبر کا بندھن ٹوٹ گیا اور وہ مشتعل ہو گئے۔

3۔ مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کچھ لوگوں نے کہا کہ کچھ لوگ اور پارٹیاں گودھرا سانحہ کی مذمت کرنے کے لیے آگے نہیں آئیں۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر گودھرا میں کارسیوکوں پر حملے کی نظریاتی اختلافات سے اٹھ کر سختی سے مذمت کی جاتی تو لوگوں کا غصہ ٹھنڈا پڑ سکتا تھا۔

بعض کے مطابق دیہی علاقوں میں گڑ بڑی کی جڑ اقلیتی فرقہ کے ذریعہ آدی واسیوں کے معاشی اور دوسرے طرح کے استحصال کی وجہ سے ہے۔ جبکہ ایک شخص کا ماننا ہے کہ یہ حکمراں جماعت کی سیاسی چال ہے

4۔ بعض کے مطابق دیہی علاقوں میں گڑ بڑی کی جڑ اقلیتی فرقہ کے ذریعہ آدی واسیوں کے معاشی اور دوسرے طرح کے استحصال کی وجہ سے ہے۔ جبکہ ایک شخص کا ماننا ہے کہ یہ حکمراں جماعت کی سیاسی چال ہے جس سے وہ آدی واسیوں کو بھڑکا کر مسلمانوں کو باہر نکالنے کا اپنا نشانہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔

5۔ یہ فسادات پچھلے فسادات سے اس معنی میں الگ تھے کہ اس بار پرانے حساس

علاقوں کو چھوڑ کر نئے علاقوں میں تشدد پھیلا اور پہلی بار ہندوؤں نے آگے بڑھ کر حملہ کیا۔

6۔ بہت سے لوگوں نے انتظامیہ کی پہلے دور میں فسادات سے کامیابی سے نمٹنے کی تعریف کی لیکن 15 مارچ کے بعد دوسرے دور کے تشدد میں اسی انتظامیہ کو کمزور اور منقسم بتایا جب ایودھیا شیلا دان پر رام دھن کے جلوس نکالے جارہے تھے۔ اس سلسلہ میں مچھی پیٹھ کے واقعہ کی مثال دی۔

رضا کار ایجنسیوں کے نمائندوں اور شہری کمیٹیوں نے قومی انسانی حقوق کمیشن کی ٹیم کے سامنے یہ باتیں رکھیں۔

1۔ چیمبر آف کامرس اور فورم آف انڈسٹریز (18) نے کہا کہ گودھرا سانحہ کے بعد تشدد کی تیزی اس سے بہت کم ہوتی اگر کارسیوکوں کو 27 فروری کو زندہ جلانے کی سبھی پارٹیاں نظریاتی اختلافات سے اوپر اٹھ کر مذمت کرتیں۔ انہوں نے ضلع انتظامیہ اور پولس کی کشیدگی بھرے ماحول میں کامیابی سے کام کرنے کے لیے تعریف کی۔

2۔ قریشی جماعت خانہ کے نمائندوں نے کلکٹر کی 500۔400 مسلمانوں کی جان بچانے کے لیے تعریف کی جبکہ اسلامک اسٹڈی سینٹر کو جلانے پر ناراضگی ظاہر کی۔

3۔ مچھلی پیٹھ مسافر خانہ (10) کے نمائندوں نے 15 مارچ کے واقعات بیان کیے کہ کس طرح ایودھیا میں شیلا دان کے بعد بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد نے رام دھن کی اپیل کی۔ تقریباً 2:30 بجے 500 لوگوں کی ایک بھیڑ احمد واڑی مندر میں آرتی کے بعد مچھلی پیٹھ کی جانب بڑھنے لگی۔ دفعہ 144 نافذ ہونے کے بعد بھی پولس نے اس بھیڑ کو نہیں روکا 7۔6 پولس والوں کی موجودگی میں جو جلوس کے ساتھ چل رہے تھے بھیڑ یہ نعرہ لگا رہی تھی ”باندیو۔ پاکستان واپس جاؤ۔ بابر کی

مچھلی پیٹھ مسافر خانہ (10) کے نمائندوں نے 15 مارچ کے واقعات بیان کیے

تقریباً 2:30 بجے 500 لوگوں کی ایک بھیڑ احمد واڑی مندر میں آرتی کے بعد مچھلی پیٹھ کی جانب بڑھنے لگی۔ دفعہ 144 نافذ ہونے کے بعد بھی پولس نے اس بھیڑ کو نہیں روکا 6-7 پولس والوں کی موجودگی میں جو جلوس کے ساتھ چل رہے تھے بھیڑ یہ نعرہ لگا رہی تھی "باندیو۔ پاکستان واپس جاؤ۔ بابر کی اولادوں ہندوستان چھوڑدو"

اولادوں ہندوستان چھوڑ دو"۔ یہ بھیڑ مسلمانوں کی کئی دوکانوں جس میں بوٹ ہاؤس اور ٹاور شوز شامل ہیں کو جلاتے ہوئے مجھلی ناکہ پر 30۔3 پر پہنچی۔ مجھلی پیٹھ پہنچنے کے بعد ریلی میں شامل کچھ لوگ ترشول اور تلواریں لے کر رہائشی لین میں چلے گئے اور پتھراؤ شروع کر دیا۔ کچھ لوگوں نے اپنی پینٹ اتار کر سڑکوں پر ناچنا شروع کر دیا۔ اسی وقت 4 جیپوں میں پولس والے وہاں آئے۔ دونوں طرف سے پتھراؤ جاری تھا۔ پولس نے آتے ہی اسٹین گنوں اور ریوالوروں سے فائرنگ شروع کر دی۔ پولس فائرنگ لگ بھگ 25 منٹ تک جاری رہی ان کا نشانہ مجھلی پیٹھ کے باشندے تھے۔ انہوں نے آنسو گیس کے کچھ گولے بھی چھوڑے۔ لگ بھگ 15 منٹ کی پولس فائرنگ کے بعد وہاں فوج پہنچ گئی اور حالات پر قابو پایا۔ پھر بھیڑ وہاں سے غائب ہوگئی۔ پولس نے وہاں کامبنگ آپریشن شروع کیا۔ مکینوں کے ساتھ بدسلوکی کی اور 13 لوگ جس میں 12 سال کا ایک لڑکا اور 60 سال کا ٹی بی کا ایک مریض بھی شامل ہے گرفتار کرلیا۔ ان سبھی لوگوں کی پٹائی کی گئی اور انہیں پولس اسٹیشن لے جایا گیا۔

6۔ شام 30۔7 بجے میونسپل کونسلر اور بجرنگ دل چیف نیرج جین اور اجے دوبے کے اکساوے پر بجرنگ دل کے کارکنوں نے پڑوس کی لین کی اونچی بلڈنگ سے اس وقت مسجد پر پتھراؤ کیا جب وہاں کئی مسلمان شام کی نماز ادا کر رہے تھے۔ ایک پولس افسر شری آر این راٹھور نے نیرج جین کی جانب تقریباً 20 فائر کیے۔ اس کے بعد کامبنگ آپریشن میں پولس نے 12 لوگوں جسمیں ایک اسٹیج سنگر اور ایک وکیل شامل ہیں گرفتار کرلیا۔ مجھلی پیٹھ سے گرفتار سبھی لوگوں کے خلاف 307 آئی پی سی کے تحت معاملہ درج کیا گیا۔ وفد کے لیڈر نے بتایا کہ 12 سالہ گرفتار لڑکا حقیقت میں پناہ گزیں تھا۔ جو ترسالی علاقہ سے راحت کمپ میں آیا تھا۔ انہوں نے ٹیم کو

کچھ لوگ ترشول اور تلواریں لے کر رھائشی لین میں چلے گئے اور پتھراؤ شروع کر دیا. کچھ لوگوں نے اپنی پینٹ اتار کر سڑکوں پر ناچنا شروع کر دیا اسی وقت 4 جیپوں میں پولس والے وھاں آئے.

پولس نے وھاں کامبنگ آپریشن شروع کیا. مکینوں کے ساتھ بدسلوکی کی اور 13 لوگ جس میں 12 سال کا ایک لڑکا اور 60 سال کا ٹی بی کا ایک مریض بھی شامل ھے گرفتار کر لیا. ان سبھی لوگوں کی پٹائی کی گئی اور انھیں پولس اسٹیشن لے جایا گیا.

بتایا کہ مچھلی پیٹھ کے بہت سے مسلمانوں کو ان کے ہندو مالکوں نے نوکری سے نکال دیا ہے۔

5۔ وفد نے بتایا کہ پولس ان کی شکایت پر ایف آئی آر درج کرنے میں آنا کانی کر رہی ہے۔ ان کے ذریعہ بتائے گئے ملزموں کے نام نہیں درج کیے جا رہے ہیں۔ پولیس کچھ معاملوں میں دوکانوں کی لوٹ میں شامل لوگوں کو جانتی ہے۔ پولس ان لوگوں پر زور ڈال رہی ہے کہ وہ لوٹی گئی اشیاء کو سڑک پر پھینک دیں جسے لاوارث اشیاء کے طور پر پولس ضبط کرے گی اور لٹیروں کے خلاف کارروائی نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود وفد نے انتظامیہ پر اعتماد ظاہر کیا اور کہا کہ اس نے کئی جانیں بچائی ہیں۔

6۔ بجرنگ دل کے وفد نے کہا کہ یہ گڑبڑی گودھرا سانحہ کے رد عمل کا نتیجہ تھا۔ ان لوگوں نے عید کے موقع پر بھڑوچ میں 300 گایوں کے کاٹے جانے کی خبر پر ہندوؤں کی ناراضگی کا حوالہ دیا۔

7۔ ہندو سرکشا دل کے پروین راول نے کہا کہ واسنا روڈ کے قریب دیوالی پورا علاقہ میں پناہ گزینوں کے اکٹھا ہونے سے کشیدگی میں اضافہ ہوا اور کیمپ کو بعد میں وہاں سے دوسرے مقام پر لے جایا گیا۔

8۔ کئی وفود نے گودھرا سانحہ کو بار بار دکھانے پر میڈیا کے رول کو منفی بتایا اور کہا کہ اس سے لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے۔

9۔ شری کرت بھٹ چیرمین پی یو سی ایل گجرات نے ٹیم کو وڈودرا کے ایک معزز شہری، پروفیسر ایس بندوق والا جو کہ ہندو اور مسلمان دونوں کی شدت پسندی کی نکتہ چینی کرتے ہیں کی حالت سے واقف کرایا۔ تقریباً 20 لوگوں کی ایک بھیڑ نے 28 فروری کو 10 بجے ان کے گھر پر حملہ کیا۔ ان کے کمپاؤنڈ میں کھڑی ایک کار پوری

وفد نے بتایا کہ پولس ان کی شکایت پر ایف آئی آر درج کرنے میں آنا کانی کر رہی ہے۔ ان کے ذریعہ بتائے گئے ملزموں کے نام نہیں درج کیے جا رہے ہیں۔ پولس کچھ معاملوں میں دو کانوں کی لوٹ میں شامل لوگوں کو جانتی ہے۔ پولس ان لوگوں پر زور ڈال رہی ہے کہ وہ لوٹی گئی اشیاء کو سڑک پر پھینک دیں جسے لاوارث اشیاء کے طور پر پولس ضبط کرے گی اور لٹیروں کے خلاف کارروائی نہیں ہوگی

بجرنگ دل کے وفد نے کہا کہ یہ گڑبڑی گودھرا سانحہ کے رد عمل کا نتیجہ تھا ان لوگوں نے عید کے موقع پر بھڑوچ میں 300 گایوں کے کاٹے جانے کی خبر پر ہندوؤں کی ناراضگی کا حوالہ دیا۔

طرح جلا دی گئی۔ دوسری کو توڑ ڈالا گیا۔ پروفیسر بندوق والا اوران کی بیٹی کو ان کے ہندو پڑوسیوں نے بچایا جنھوں نے انہیں پناہ دی۔ انہوں نے اپنا گھر پولس کی نگرانی میں اس وقت چھوڑا جب ان کے گھر پر دوبارہ حملہ ہوااوران کے ہندو پڑوسی خود پر حملے کے ڈر سے 4۔3 دنوں تک چھپے رہے۔

10۔ شری کرت بھٹ نے ٹیم کو بتایا کہ وڈوڈرا میں 27 فروری کو دوپہر ریلوے اسٹیشن پر گودھرا سے سابرمتی ایکسپریس پہنچنے پر پولس کی موجودگی میں چھرے بازی کے واقعہ سے کشیدگی بڑھنے لگی۔ اس واقعہ میں ایک مسلمان کی موت ہوگئی۔ جبکہ دو زخمی ہوگئے۔ شری بھٹ نے مقامی لیڈروں پر مقامی الیکٹرانک میڈیا کا غیر ذمہ داری سے استعمال کرنے کا الزام لگایا۔ انہوں نے کمیشن سے گذارش کی کہ وہ مقامی ٹی وی چینل (جے ٹی وی، دیپ اور وی این ایس) پر اجے دیو، نلنی بھٹ، دیپک کھارچیکر، نیرج جین، بھارتی بین، جیتندر سکھاڈیا اور دوسروں کی تقریروں کے ویڈیو کیسٹ دیکھے۔ شری کرت بھٹ نے بتایا کہ دوسرے دور میں تشدد 15 مارچ سے ایودھیا میں شیلا دان کو دیکھتے ہوئے رام دھن کے جلوسوں سے شروع ہوئے۔ مسلمانوں کے ادارے جو پہلے دور میں بچ گئے تھے ان پر منصوبہ بند طریقہ پر دوسرے دور میں حملہ ہوا۔

شری کرت بھٹ نے بتایا کہ دوسرے دور میں تشدد 15 مارچ سے ایودھیا میں شیلا دان کو دیکھتے ہوئے رام دھن کے جلوسوں سے شروع ہوئے۔ مسلمانوں کے ادارے جو پہلے دور میں بچ گئے تھے ان پر منصوبہ بند طریقہ پر دوسرے دور میں حملہ ہوا۔

گودھرا

یہ ٹیم 22 مارچ کو صبح 10 بجے گودھرا پہنچی۔ ضلع مجسٹریٹ جینتی ایس راوی نے ٹیم کو موجودہ حالات سے واقف کرایا۔ ٹیم نے اس کے بعد گودھرا اسٹیشن کے قریب اس مقام کا جائزہ لیا جہاں 27 فروری کو سابرمتی ایکسپریس کے نشانہ بننے والے کوچ ایس 5 اور ایس 6 کو کھڑا کیا گیا تھا۔ ٹیم نے دونوں کوچوں کا جائزہ لیا اور پایا کہ کوچ ایس۔6 کی اسٹیل فریم کے علاوہ سبھی چیزیں جل کر بالکل راکھ ہوچکی ہیں۔ یہ ٹیم اس کے بعد ریلوے اسٹیشن گئی

اور اس نے وہاں اسٹیشن سپر نٹنڈنٹ شری جے سنگھ کیتھا اور 27 فروری کے واقعہ کے کچھ دوسرے چشم دید گواہوں سے بات چیت کی۔ ایک چائے کے اسٹال کے مالک شری شریف غلام رسول نے کہا کہ 27 فروری کو صبح لگ بھگ 8 بجے سابرمتی اکسپریس اسٹیشن پر پہنچی۔ جب سابرمتی ایکسپریس اسٹیشن پر آئی اس نے نعرہ لگاتے ہوئے مسافروں کو دیکھا جو ٹرین سے باہر آرہے تھے۔ اس نے چائے بیچنے والے صدیقی بوکار سے ان لوگوں کے جھگڑے کی بات ٹرین چھوٹنے کے بعد سنی۔ ایک چائے والے شری بھیروں سنگھ نے بتایا کہ کارسیوکوں نے صدیقی سے جھگڑا کیا۔ آر پی ایف کے کانسٹبل کرن سنگھ یادو نے کہا کہ اس نے 3۔2 مسافروں کو ایک چائے والے سے جھگڑا کرتے دیکھا۔ جی آر پی کے اے ایس آئی چھتر سنگھ چوہان نے کہا کہ کارسیوک چائے والے کو مجبور کر رہے تھے کہ وہ ''جے شری رام'' کا نعرہ لگائے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ایک کارسیوک نے ایک مسلمان چائے والے کی یہ کہکر داڑھی کھینچی کہ وہ ''جے شری رام'' بولے۔ ان لوگوں نے چائے والوں کی پٹائی بھی کی۔ جب ٹرین چلی اس سے پہلے کہ وہ پلیٹ فارم چھوڑتی زنجیر کھینچ دی گئی۔ جیسے ہی ٹرین رکی اس پر بائیں جانب سے پتھراؤ ہوا۔ جی آر پی اسٹاف نے بھیڑ کا پیچھا کیا اور پھر ٹرین آگے بڑھ سکی۔ جبکہ دوسری بار لگ بھگ ایک کلومیٹر کی دوری طے کرنے کے بعد ''اے'' کیبن کے قریب دوبارہ زنجیر کھینچ دی گئی اور ٹرین رک گئی۔ یہی وہ مقام تھا جہاں ایس 5 اور ایس 6 پر بھیڑ نے زبردست پتھراؤ کیا۔ بھیڑ نے بعد میں کوچ ایس۔6 میں آگ لگا دی۔ ایم جے بھلا پی ایس او جی آر پی نے کہا کہ انہوں نے واقعہ کے بارے میں 8 بجے سنا اور اس سے پہلے کہ 8:15 پر جائے واردات پر پہنچے کوچ جل چکا تھا ان کے مطابق یہ 500 سے 700 کی بھیڑ تھی۔ انہوں نے کہا کہ ان کے حکم پر بھیڑ کو تتر بتر کرنے کے لیے 4 راؤنڈ فائر کیے۔ شری جے سنگھ کیتھ اسٹیشن سپر نٹنڈنٹ نے کہا کہ وہ واقعہ کے بعد پہنچے اور انہوں نے کارسیوکوں اور مسلمان چائے

ایک چائے والے شری بھیروں سنگھ نے بتایا کہ کارسیوکوں نے صدیقی سے جھگڑا کیا۔ آر پی ایف کے کانسٹبل کرن سنگھ یادو نے کہا کہ اس نے 2-3 مسافروں کو ایک چائے والے سے جھگڑا کرتے دیکھا۔ جی آر پی کے اے ایس آئی چھتر سنگھ چوہان نے کہا کہ کارسیوک چائے والے کو مجبور کر رہے تھے کہ وہ "جے شری رام" کانعرہ لگائے۔

والوں سے ''شری رام بولو'' نعرہ لگانے پر جھگڑے اور پھر ٹرین پر حملے کی بات سنی۔ انہوں نے کہا کہ ٹرین 7:43 منٹ پر پہنچی اور 7:48 پر اس نے اسٹیشن چھوڑا۔ پہلی زنجیر 7:50 پر کھینچی گئی۔ ٹرین دوبارہ 7:55 پر چلی اور دوسری بار 7:58 پر زنجیر کھینچ کر روک لی گئی۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے سول حکام آر پی ایف اور جی آر پی کو جائے واردات پر بھیجا۔ اس کے بعد ضلع پولس وہاں پہنچی تب فائرنگ کر کے حالات کو قابو میں لایا گیا۔ فائرنگ میں 3 حملہ آوروں کی موت ہوگئی۔ پولس فائرنگ حملہ آوروں کو دور بھگانے میں کامیاب رہی اور زیادہ جانی نقصان نہیں ہوا۔

ڈی ایم نے ٹیم کو ضلع انتظامیہ کے ذریعہ زخمیوں کے علاج کے لیے اٹھائے گئے اقدام سے واقف کرایا۔ ٹرین کو 12:40 پر کوچ ایس 5 اور ایس۔6 کو چھوڑ کر آگے جانے دیا گیا۔ اس واقعہ میں 58 جانیں (26 عورتیں، 12 بچے، 20 مرد) گئیں۔ سبھی کو زندہ جلا دیا گیا۔

انہوں نے ضلع انتظامیہ کے ذریعہ لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے بعد اسی دن بھیجنے کے انتظام کا بھی ذکر کیا۔

اس خوفناک واقعہ کے پر تشدد رد عمل کو روکنے کے لیے گودھرا شہر میں اسی دن 10:55 سے کرفیو لگا دیا گیا۔ 28 فروری کو کلول شہر، ویجل پور، دیرول، ہلول، لناوڑ اور گوہو گھمبا شہروں میں کرفیو لگا دیا گیا۔ سنت رام پورٹی میں یکم مارچ اور سورا رام پور (کشن پور) ناٹا پور اور موروا ہدف میں 2 مارچ کو کرفیو لگایا گیا۔ فوج کو یکم مارچ کو بلایا گیا۔ اور اس کے 3 کالم کو گودھرا، لوناوڑھ اور ہلول میں تعینات کر دیا گیا جہاں فوج کے کار گر فلیگ مارچ کرائے گئے۔ 8 فسادی 3 مارچ کو فوج کی فائرنگ میں زخمی ہوئے اور ایک شخص 4 مارچ کو زخمی ہوا۔ فوج نے کچھ دیہی علاقوں میں وہاں پھنسے مسلم طبقہ کو زندہ بچا کر نکالنے کے لیے فائرنگ کی۔ فوج کو پوری کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ فوج سے کار گر

فوج نے کچھ دیہی علاقوں میں وہاں پھنسے مسلم طبقہ کو زندہ بچا کر نکالنے کے لیے فائرنگ کی۔ فوج کو پوری کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ فوج سے کارگر پٹرولنگ کرائی گئی جس سے اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو بچانے میں مدد ملی۔ ڈی ایم نے بتایا کہ کل 7009 لوگوں کو بچایا گیا جس میں 1065 گودھرا اور باقی 27 دوسرے گاؤں کے تھے۔

پٹرولنگ کرائی گئی جس سے اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو بچانے میں مدد ملی۔

ڈی ایم نے بتایا کہ کل 7559 لوگوں کو بچایا گیا جس میں 1065 گودھرا اور باقی 27 دوسرے گاؤں کے تھے۔ انہیں محفوظ مقام پر پہنچایا گیا۔ ڈی ایم اور ایس پی نے تصدیق کی کہ ان 27 گاؤں میں اب کوئی بھی مسلم آبادی نہیں ہے۔ ان لوگوں نے ان کے گھروں، ان کی کھیتی، زمین اور کھڑی فصلوں کے بارے میں کوئی حتمی اطلاع نہیں دی۔

نیچے لکھے گئے مقامات پر اسپیشل پولس پروٹیکشن کا بندوبست کیا گیا۔

مقام	تعلقہ	مسلم آبادی
کارنٹا	خان پور	4000
آنتل واڑ	کدانہ	5000
پلو	راج گڑھ	2100
بسکا	ہلول	1200
خاند پو	جمبوگھوڑا	100
وَیجل پور	کلول	800

8159 لوگوں نے گودھرا کے اقبال پرائمری اسکول کیمپ سمیت 7 ریلیف کیمپوں میں پناہ لے رکھی ہے یہ کیمپ اقلیتی فرقہ کے ذریعہ خود چلائے جا رہے ہیں۔ جبکہ یہاں اناج اور دودھ انتظامیہ سپلائی کر رہا ہے۔

ڈی ایم نے کہا کہ ضلع میں فسادات میں 90 لوگ مارے گئے جسمیں 77 مسلمان اور 4 ہندو میں 9 لوگ فوج / پولس کی فائرنگ میں مارے گئے۔ پانڈرواڑہ (23 مرے) کلول (14) لمرا (13) انجالو (11) فساد سے سب سے زیادہ متاثر گاؤں رہے۔

فائرنگ میں مرنے والے: فوج 1 (ہندو)، جی آر پی 2 (مسلمان) پولس 6 (3 ہندو 3 مسلمان) ابتدائی اندازے کے مطابق 2595 گھر، 801 دکانیں اور تجارتی

ڈی ایم نے کہا کہ ضلع میں ان فسادات میں 90 لوگ مارے گئے جسمیں 77 مسلمان اور 4 ھندو میں 9 لوگ فوج / پولس کی فائرنگ میں مارے گئے

کل 144 معاملے درج کئے گئے ہیں جسمیں قتل کے الزام میں 17، قتل کی کوشش کے الزام میں 3، لوٹ / ڈکیتی کے 45، آگ زنی کے 54 اور فساد کرنے کے 25 معاملے درج کیے گئے

ادارے 223 گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔

کل 144 معاملے درج کئے گئے ہیں جسمیں قتل کے الزام میں 17، قتل کی کوشش کے الزام میں 3، لوٹ رڈکیتی کے 45، آگ زنی کے 54 اور فساد کرنے کے 25 معاملے درج کیے گئے۔ 27 فروری سے 20 مارچ تک کل 405 لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ جسمیں 320 ہندو اور 25 مسلمان ہیں۔ اس میں 4 اقلیتی فرقہ اور 17 اکثریتی فرقہ کے لیڈر بھی شامل ہیں۔

شری جی کے اگجا اسپیشل آئی جی پی سی آئی ڈی کرائم 27 فروری کو گودھرا میں ٹرین جلانے کے واقعہ کے سلسلہ میں درج معاملوں کی جانچ کے بارے میں ٹیم کے پوچھے گئے سوالات کا اطمنان بخش جواب نہیں دے پائے۔ انہوں نے جانکاری دی کہ 27 فروری کو 2 معاملے آئی پی سی کی دفعات انڈین ریلوے ایکٹ اور پوٹو کی تحت درج کیے گئے ہیں۔ دونوں معاملوں کی جانچ ویسٹرن ریلوے احمد آباد کے ایس ڈی پی او شری کے سی بابا کر رہے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنا اہم معاملہ ریاستی سی آئی ڈی کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا ہے۔

فساد میں کل 12 درگاہ اور 23 مسجدیں توڑ دیں گئیں۔ ہر واقعہ میں کیس درج کیے گئے ہیں۔ ہندو فرقہ کے کل 76 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

گودھرا کے ریلیف کیمپ کا دورہ

ٹیم نے اقبال پرائمری ریلیف کیمپ کا دورہ کیا جہاں 3040 لوگ ہیں۔ یہ گودھرا کا اکیلا ریلیف کیمپ ہے۔ ٹیم نے یہاں کچھ فساد زدگان سے ملاقات کی اور ان کی درد بھری کہانی سنی۔

پانڈرواڑہ گاؤں کی ایک دس سالہ لڑکی نور النسا نے بتایا کہ اس کے چچا کو فساد میں مار دیا گیا۔ موکھا (ایچ تعلقہ) کی 25 سالہ بلقیس نے بتایا کہ داہوڑ ضلع لمکھیڑہ تعلقہ کے

فساد میں کل 12 درگاہ اور 23 مسجدیں توڑ دیں گئیں. ہر واقعہ میں کیس درج کیے گئے ہیں. ہندو فرقہ کے کل 76 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے.

25 سالہ بلقیس نے بتایا کہ داہوڑ ضلع، لمکھیڑہ تعلقہ کے رنڈیکا پور گاوں میں لوگوں کی ایک بھیڑ نے اس کی آبروریزی کی. ڈی ایم نے بتلیا کہ اس کی شکایت ایگزیکٹو مجسٹریٹ نے ریکارڈ کی ہے جس میں اس نے 12 لوگوں کے نام لکھائے ہیں. ایف آئی آر بھی درج کی گئی ہے اور اسی آگے کارروائی کے لیے لمکھیڑہ پولس اسٹیشن بھیج دیا گیا ہے

رنڈیکا پور گاؤں میں لوگوں کی ایک بھیڑ نے اس کی آبروریزی کی۔ ڈی ایم نے بتایا کہ اس کی شکایت اگزیکٹو مجسٹریٹ نے ریکارڈ کی ہے جس میں اس نے 12 لوگوں کے نام لکھائے ہیں۔ ایف آئی آر بھی درج کی گئی ہے اور اسے آگے کارروائی کے لیے لمکھیڑہ پولیس اسٹیشن بھیج دیا گیا ہے۔ ایف آئی آر میں اس نے صرف تین نام لکھائے ہیں اگزیکٹو مجسٹریٹ کو بتائے گئے باقی ناموں سے بھی ایس پی داہوڑ کو واقف کرا دیا گیا ہے۔

ایک نوجوان خاتون مقصودہ جس کے سر پر تلوار کے زخم تھے کو انجانو گاؤں سے بچایا گیا۔ اس نے بتایا کہ اسے دو بچوں کے ساتھ جن کی موت ہوگئی کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ کل 12 لوگوں کو کنویں میں پھینکا گیا تھا۔ اس میں صرف 3 ہی بچ پائے باقی 9 کی موت ہوگئی۔ ڈی ایم نے بھی اس کی تصدیق کی۔

ایک نوجوان خاتون مقصودہ جس کے سر پر تلوار کے زخم تھے کو انجلنو گاؤں سے بچایا گیا۔ اس نے بتلایا کہ اسے دو بچوں کے ساتھ جن کی موت ہوگئی کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ کل 12 لوگوں کو کنویں میں پھینکا گیا تھا۔ اس میں صرف 3 ھی بچ پائے باقی 9 کی موت ہو گئی۔ ڈی ایم نے بھی اس کی تصدیق کی۔

وفود

ٹیم نے ہندوؤں کے 6 اور مسلمانوں کے دو وفود سے بات کی۔ فیڈریشن آف پنچ محل انڈسٹریز کے شری کے پی سیٹھ نے کہا کہ آزادی کے بعد سے ہی ہندوؤں پر مسلمانوں کے حملے جاری ہیں اور ان کے صبر کا پیمانہ اب ٹوٹ رہا ہے اور اسی وجہ سے یہ فطری تھا کہ وہ حملہ کریں۔

ماہر تعلیم شری شرد شاہ نے کہا کہ گڑبڑی صرف دونوں فرقوں کے غنڈوں کی وجہ سے ہے۔ نگر پالیکا سندھی سوسائٹی کے سابق صدر کشور لال بھیانی نے ریلوے اسٹیشن، پرانے بس اسٹینڈ اور مزید ومقامات پر پولس تعینات کرنے کے ضرورت سے واقف کرایا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے ذریعہ گائے کاٹے جانے کی خبروں سے بھی ہندوؤں میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔

داہوڑ سے سات بار لوک سبھا کا انتخاب جیتنے والے سانجی بھائی دامور کے بیٹے نے

داہوڑ سے سات بار لوک سبھکا انتخاب جیتنے والے سانجی بھائی دامور کے بیٹے نے کہا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے کارکنان نے آدی واسیوں کو مسلمانوں پر حملے کے لیے اکسایا

انہوں نے کہا کہ پانڈواڑہ گاؤں میں لگ بھگ 100 مسلمانوں کو جلا دیا گیا۔

کہا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے کارکنان نے آدی واسیوں کو مسلمانوں پر حملے کے لیے اکسایا اور ان حملوں میں کروڑوں کی املاک برباد کردی گئیں۔

جنتادل کے ضلع صدر احمد بھائی کلوٹہ نے کہا کہ سرکار کی موجودہ پالیسی سے امن کی بحالی نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے بے قصور لوگوں جس میں گودھرا میونسپل کارپوریشن کے چیرمین بھی شامل ہیں کی گرفتاری کی مذمت کی۔ انہوں نے پوٹو لگانے پر اعتراض کیا انہوں نے کہا کہ پانڈواڑہ گاؤں میں لگ بھگ 100 مسلمانوں کو جلا دیا گیا۔

بوہرہ فرقہ کے زین الدین نے گودھرا سانحہ کی مذمت کی اور کہا کہ دونوں فرقہ فساد کے لیے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے بے گھر لوگوں کو جلد سے جلد بسانے اور فرقہ وارانہ بھائی چارے پیدا کرنے کی اپیل کی۔

چونکہ کمیشن سے ملنے کے خواہشمند لوگوں کی تعداد شہر میں بہت زیادہ تھی انہیں جہاں تک ممکن ہوسکا گروپ میں اپنے خیالات ظاہر کرنے کا موقع دیا گیا تھا اور ان کے تحریری بیان قبول کیے گئے۔ کمیشن کو اس بات کا افسوس ہے کہ وقت کی کمی اور حالات کو دیکھتے ہوئے ٹیم کے لیے ہر شخص سے الگ الگ ملنا ممکن نہیں تھا۔ اس لیے سبھی لوگوں سے جو کمیشن سے ملنے کے خواہشمند ہیں یہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خیال تحریری شکل میں کمیشن کو بھیجیں۔ گجرات دورے اور اس کے بعد بھی ٹیم کو بڑی تعداد میں تحریری شکایتیں ملی ہیں ان سب کی باریکی سے جانچ چل رہی ہے۔

وائی۔ ایس۔ آر۔ مورتی

پرسنل سکریٹری

31 مارچ 2002

کمیشن کو اس بات کا افسوس ہے کہ وقت کی کمی اور حالات کو دیکھتے ہوئے ٹیم کے لیے ہر شخص سے الگ الگ ملنا ممکن نہیں تھا۔ اس لیے سبھی لوگوں سے جو کمیشن سے ملنے کے خواہشمند ہیں یہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خیال تحریری شکل میں کمیشن کو بھیجیں۔ گجرات دورے اور اس کے بعد بھی ٹیم کو بڑی تعداد میں تحریری شکایتیں ملی ہیں ان سب کی باریکی سے جانچ چل رہی ہے۔

گجرات فسادات۔ایک نظر میں

27 فروری : گودھرا میں سابرمتی ایکسپریس کی ایک بوگی میں آگ لگا دیے جانے سے وشو ہندو پریشد کے 58 کارسیوکوں (جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے) کی جل کر موت۔ اس واقعہ سے پوری ریاست میں زبردست تناؤ۔

28 فروری : وشو ہندو پریشد کی اپیل پر بند کے دوران ریاست کے مختلف حصوں میں تشدد بھڑک اٹھا کم سے کم 100 لوگ مارے گئے۔ سابق ممبر پارلیمنٹ احسان جعفری سمیت 40 لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ گودھرا اور ناڈیاڈ میں پولس فائرنگ احمد آباد، وڈودرا، راج کوٹ سمیت 26 مقامات پر کرفیو نافذ

یکم مارچ : صرف احمد آباد میں 119 لوگ مارے گئے۔ 27 لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ سات فسادی پولس فائرنگ میں مارے گئے۔ 27 شہروں اور مقامات پر غیر معینہ مدت کا کرفیو۔ 1200 سے زائد لوگ گرفتار۔ باپو نگر، نروڈہ اور دیگر حساس علاقوں میں تشدد کے واقعات، راج کوٹ میں آگزنی کے 10 سے زیادہ واقعات، احمد آباد، راج کوٹ اور وڈودرا میں فوج تعینات۔ امر سنگھ، راج ببر، سیتا رام یچوری، شبانہ اعظمی، عزیز برنی کا احمد آباد دورہ

2 مارچ : تشدد کی لپٹیں گاؤں تک پہنچیں۔ مہسانہ میں 28 لوگوں کو زندہ جلایا گیا۔ 36 تھانہ علاقوں میں غیر معینہ مدت کا کرفیو۔ تشدد کا شکار ہونے والوں کی تعداد 234 ہوئی۔ سولا گاؤں میں ایک شخص کا قتل۔ ریاست کے مختلف حصوں میں پولس فائرنگ میں 40 لوگوں کی موت۔

صرف احمد آباد میں 119 لوگ مارے گئے۔ 27 لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ سات فسادی پولس فائرنگ میں مارے گئے۔ 27 شہروں اور مقامات پر غیر معینہ مدت کا کرفیو۔ 1200 سے زائد لوگ گرفتار۔ باپو نگر، نروڈہ اور دیگر حساس علاقوں میں تشدد کے واقعات، راج کوٹ میں آگزنی کے 10 سے زیادہ واقعات، احمد آباد، راج کوٹ اور وڈودرا میں فوج تعینات۔ امر سنگھ، راج ببر، سیتا رام یچوری، شبانہ اعظمی، عزیز برنی کا احمد آباد دورہ

3 مارچ : گاؤں میں تشدد جاری۔ مرنے والوں کی تعداد 434 پہنچی، 47 مقامات پر کرفیو جاری، سورت میں تشدد، 8 لوگ مارے گئے۔ کرفیو زدہ علاقوں میں فوج کا فلیگ مارچ، فائر بریگیڈ نے آگ لگنے کی 58 اطلاعات درج کیں۔ پنڈ سارہ صنعتی ایریا میں آگ زنی اور پتھراؤ کر رہی بھیڑ پر پولس فائرنگ میں 2 لوگ زخمی۔ 72 پولس فائرنگ اور 254 آگ زنی اور دیگر واردات میں مارے گئے۔ مہسانہ میں 43 لوگ مارے گئے۔ پنچ محل گودھرا میں 27 لوگوں کی جانیں گئیں۔

4 مارچ : پالن پور میں مشتعل بھیڑ پر پولس فائرنگ میں 2 مرے۔ وڈودرا میں اقلیتی فرقہ کے 1400 لوگوں کو محفوظ مقامات پر بھیجا گیا۔ مرنے والوں کی تعداد 600 تک پہنچی۔ تاجر طبقہ کو 2500 کروڑ روپے کا نقصان۔ ریاست کے 47 شہروں میں کرفیو جاری۔ گودھرا، بھاؤنگر اور شمالی و وسطی گجرات کے بعض اندرونی علاقوں میں لوٹ پاٹ۔

5 مارچ : پنچ محل ضلع کے سنت رام پور قصبہ میں پولس فائرنگ اور دیگر واقعات میں 3 لوگ مارے گئے۔ وڈودرا کے کچھ علاقوں میں تشدد۔ داموہ ضلع میں پولس فائرنگ میں ایک کی موت

6 مارچ : پنچ محل ضلع کے آنجن گاؤں میں فسادیوں نے ایک ہی خاندان کے 8 لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ احمد آباد میں ایک شخص کا قتل۔ مزید 14 لوگوں کی لاشیں بر آمد۔ مرنے والوں کی تعداد 625 تک پہنچی جس میں 97 پولس فائرنگ میں مارے گئے۔ تشدد کی جانچ کے لیے گجرات ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج کے.جی شاہ کی سربراہی میں جانچ کمیشن تشکیل دیا گیا۔ سنت رام تحصیل کے آنجن گاؤں میں فسادیوں نے 6 لوگوں کو

پنچ محل ضلع کے آنجن گاؤں میں فسادیوں نے ایک ھی خاندان کے 8 لوگوں کو ھلاک کر دیا. احمد آباد میں ایک شخص کا قتل. مزید 14 لوگوں کی لاشیں بر آمد. مرنے والوں کی تعداد 625 تک پهنچی جس میں 97 پولس فائرنگ میں مارے گئے. تشدد کی جانچ کے لیے گجرات ھائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج کے جی شاہ کی سربراھی میں جانچ کمیشن تشکیل دیا گیا

کنویں میں دھکیل کر پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا اس کے علاوہ 2 کو گنڈاسے سے کاٹ کر جلا دیا۔

7 مارچ : گجرات کے مسئلہ پر دونوں ایوانوں میں ہنگامہ، اپوزیشن نے اڈوانی اور نریندر مودی سے استعفیٰ مانگا۔

8 مارچ : گودھرا سانحہ اور اس کے بعد گجرات میں پھیلے تشدد کا جائزہ لینے کے لیے 29 رکنی آل پارٹی وفد نے وہاں کا دورہ کیا۔

9 مارچ : ریاست بھر میں مرنے والوں کی تعداد 650 سے اوپر پہنچی۔ وڈوڈرا میں 12 سے 9 تھانہ علاقہ سے کرفیو ہٹا۔ ریاست بھر میں مسخ شدہ لاشوں کا ملنا جاری، پولس فائرنگ، آگ زنی اور چاقو بازی میں ایک ہزار سے زیادہ لوگ زخمی۔

10 مارچ : مرکزی وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی نے راجیہ سبھا میں گجرات فسادات کے لیے ریاست کی نریندر مودی سرکار کی برخاستگی اور ایک الگ جانچ کمیشن بنانے کے اپوزیشن کے مطالبے کو خارج کر دیا۔ وڈوڈرا ضلع کے پنواڑ میں دوبارہ تشدد بھڑک جانے کے بعد فوج نے فلیگ مارچ کیا۔ گودھرا میں دو لوگوں کی موت کے بعد اب تک مرنے والوں کی تعداد 36 تک پہنچی۔ ریاست کے 40 علاقوں میں رات کا کرفیو پوری طرح اٹھایا گیا۔ دریاپور، شاہ پور، مرزاپور اور خان پور سمیت پرانے شہر کے کئی علاقوں میں سخت حفاظتی انتظامات کیے گیے۔

مرکزی وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی نے راجیہ سبھا میں گجرات فسادات کے لیے ریاست کی نریندر مودی سرکار کی برخاستگی اور ایک الگ جانچ کمیشن بنانے کے اپوزیشن کے مطالبے کو خارج کر دیا۔

16 مارچ : گجرات میں پھر تشدد بھڑک اٹھا۔ 6 لوگ مارے گئے۔ دو درجن سے زیادہ لوگ زخمی۔ وڈوڈرا میں فسادیوں نے تین مذہبی مقامات اور 50 سے زائد گھروں کو جلایا۔ پولس 150 راؤنڈ فائرنگ کی۔ فائرنگ میں

ایک کی موت بھڑوچ، کھیڑا، آنند اور امریلی ضلع میں کرفیو نافذ۔

22 مارچ : وڈودرا میں کرفیو میں نرمی کے دوران چاقو زنی میں 3 لوگوں کی موت۔ چیف جسٹس جے ایس ورما کی قیادت میں قومی انسانی حقوق کمیشن کا 4 رکنی وفد گودھرا پہنچا۔ ڈانڈیا بازار میں 20 سالہ دوکاندار کا بے دردی سے قتل۔ راؤپورا، کرلی ونگ، پانی گیٹ، واڑی شہر اور نواپوری پولس تھانوں میں دوبارہ کرفیو نافذ۔

27 مارچ : وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے گجرات کے وزیر اعلی نریندر مودی سے کہا کہ وہ ریاست میں فسادات روکنے کے لیے سخت قدم اٹھائیں۔ راحت کے کاموں میں تیزی کے لیے کمیٹیاں بنانے کی ہدایت ریاست کے 30 شہروں میں کرفیو جاری۔ احمد آباد اور وڈودرا میں توڑ پھوڑ کے واقعات مشتعل بھیڑ پر پولس فائرنگ۔ شاہ پور میں دوبارہ کرفیو نافذ۔ آنسو گیس کے گولے داغے گئے۔

وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے گجرات کے وزیر اعلی نریندر مودی سے کہا کہ وہ ریاست میں فسادات روکنے کے لیے سخت قدم اٹھائیں۔ راحت کے کاموں میں تیزی کے لیے کمیٹیاں بنانے کی ہدایت ریاست کے 30 شہروں میں کرفیو جاری۔

26 مارچ : احمد آباد کے مسلم اکثریتی علاقہ جوہاپورہ میں تشدد کے بعد فوج تعینات کی گئی۔ بے میعادی کرفیو نافذ کیا۔ آنند میں چھرے بازی میں زخمی ایک شخص کی موت۔ آنند کے پاس کھمات علاقہ میں تشدد اور پتھراؤ کے بعد کرفیو لگایا گیا۔ ریاست میں دوبارہ بھڑکے تشدد میں 34 لوگ مارے گئے۔

29 مارچ : مہسانہ اور وڈودرا میں پرتشدد بھیڑ پر پولس فائرنگ۔ 60 لوگ فساد کرنے کے الزام میں گرفتار۔ احمد آباد کے 10 تھانہ علاقوں میں کرفیو اٹھالیا گیا۔ کولو پور، شاہ پور، کرنچ، حویلی اند، ودبجل میں صبح 10 بجے سے شام 6 بجے تک کرفیو میں ڈھیل دی گئی۔ نواپورہ میں میاں بیوی

نے کرفیو سے تنگ آ کر خودکشی کی۔

31 مارچ : گجرات میں تشدد جاری مزید دو لوگ مارے گئے۔ کھمبات قصبہ میں تشدد۔ پولس نے 30 راونڈ گولیاں چلائیں اور آنسو گیس کے گولے داغے۔

یکم اپریل : قومی انسانی حقوق کمیشن نے ریاستی پولس اور تشدد کی جانچ کے عمل کی مذمت کی۔ کمیشن نے مودی سرکار کے سبھی دعوؤں کو جھوٹا بتایا۔ معاملے کو سی بی آئی کے سپرد کرنے کی سفارش کی۔ مہسانہ ضلع کے ایک گاؤں میں مشتعل بھیڑ نے کئی مکانوں کو آگ لگا دی۔ احمد آباد میں کرفیو والے باہری علاقہ جوہاپورہ، وتجل پورہ میں تشدد بھڑکا۔ حالات پر قابو پانے کے لیے فوج بلائی گئی۔ پچھلے 48 گھنٹے میں مرنے والوں کی تعداد 9 ہوگئی۔

قومی انسانی حقوق کمیشن نے ریاستی پولس اور تشدد کی جانچ کے عمل کی مذمت کی۔ کمیشن نے مودی سرکار کے سبھی دعوؤں کو جھوٹا بتایا۔ معاملے کو سی بی آئی کے سپرد کرنے کی سفارش کی

2 اپریل : تشدد نے گجرات کے کچھ علاقہ کو بھی اپنی زد میں لیا انجار قصبے میں مذہبی مقامات کو نقصان پہچانے اور آگ زنی کے واقعات کے بعد کرفیو لگایا گیا۔ کچھ کے سرحدی علاقہ حاجی پور اور گاندھی دھام شہروں میں بھی کشیدگی۔ احمد آباد میں کرفیو میں نرمی کے دوران چھرے بازی کے بعد بھیڑ کو تتر بتر کرنے کے لیے پولس فائرنگ کرنی پڑی۔ مہسانہ ضلع کے کاڑی قصبہ میں کرفیو جاری۔ کارنج، استودیا اور نروڑا میں چھرے بازی کے واقعات۔ جنوبی گجرات میں بھڑوچ ضلع کے انکلشور میں آگ زنی اور لوٹ پاٹ کے بعد کرفیو لگایا گیا۔ پولس نے ہوا میں 33 راؤنڈ فائرنگ کی۔ 3 لوگ مارے گئے گاؤں میں پر تشدد واقعات کے بعد کرفیو نافذ۔

3اپریل : گجرات میں 6 لوگوں کو زندہ جلایا گیا۔ وزیراعظم کے دورے سے ایک دن قبل لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ آنند میں ایک اور گومتی پور میں 2 لوگ پولس فائرنگ میں مارے گئے۔ ریاست کے 40 تھانہ علاقوں میں کرفیو جاری۔ گجرات اسمبلی میں زبردست ہنگامہ ہوا۔ کانگریس کے 8 ممبران اسمبلی معطل کیے گئے۔

4اپریل : وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی احمد آباد کے دورے پر پہنچے۔ انہوں نے گودھرا سانحہ کو منصوبہ بند قرار دیا۔ وزیراعظم نے مودی سے جانبداری چھوڑ کر راج دھرم نبھانے کے لیے کہا۔ فسادزدہ گان کے لیے راشن اور راحت پیکج کا اعلان۔ وزیراعظم نے شاہ عالم کیمپ، ایک ہندو راحت کیمپ اور ایک اسپتال کا دورہ کیا۔

5اپریل : تشدد میں 4 لوگوں کی موت ہوگئی۔ 20 دیگر لوگ زخمی ہوگئے۔ احمد آباد کے پتھر کنواں علاقہ میں تشدد پر آمادہ بھیڑ کو تتر بتر کرنے کے لیے پولس فائرنگ کی۔ گودھرا کے پاس لناوڑ میں دو فرقوں میں تشدد کے بعد بے میعادی کرفیو نافذ کیا گیا۔ واٹوا میں کرفیو میں نرمی کے دوران ایک شخص کو ہلاک کر دیا گیا۔

7اپریل : قومی اقلیتی کمیشن نے گجرات میں فسادات کی روک تھام کے لیے ریاستی سرکار کے ذریعہ کی گئی اب تک کی کارروائی پر بے اطمینانی ظاہر کرتے ہوئے حالات معمول پر لانے کے لیے فوراً مناسب قدم اٹھانے کے لیے کہا آنند سے سات کیلومیٹر واڈودگاؤں میں ایک کنویں سے سرکٹی لاش ملی۔ مہسانہ کے وش نگر میں ایک شخص چھرے بازی کے واقعہ میں مارا گیا۔ ریاست میں جاری تشدد میں مرنے والوں کی تعداد

قومی اقلیتی کمیشن نے گجرات میں فسادات کی روک تھام کے لیے ریاستی سرکار کے ذریعہ کی گئی اب تک کی کارروائی پر بے اطمینانی ظاہر کرتے ہوئے حالات معمول پر لانے کے لیے فوراً مناسب قدم اٹھانے کے لیے کہا

800 کے قریب پہنچی۔ احمد آباد کے واٹوا، سابرمتی اور کرنج علاقہ میں تشدد میں 4 لوگوں کی موت کے بعد کرفیو لگایا گیا۔ سابرمتی علاقہ میں لاک اپ میں بند کچھ لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ جواہر چوک علاقہ میں پولس فائرنگ میں ایک شخص کی موت ہوگئی۔

سابرمتی علاقہ میں لاک اپ میں بند کچھ لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی. جواہر چوک علاقہ میں پولس فائرنگ میں ایک شخص کی موت ہوگئی.

7 اپریل : سابرمتی آشرم میں نرمدا بچاؤ تحریک کی لیڈر میگھا پاٹیکر کے خلاف مظاہرہ اوران کے ساتھ ہاتھا پائی کے واقعہ کو کور کرنے پہنچے صحافیوں کی پولس نے پٹائی کی۔ احمد آباد کے اودھو پولس تھانہ علاقہ میں ایک شخص کو چاقو گھونپ دیا گیا۔ مادھو پورا اور جمال پور علاقہ میں چھٹ پٹ وارداتیں ہوئیں۔ فساد سے متاثر امر پیٹھ میں چھٹے دن بھی کرفیو میں کوئی نرمی نہیں۔

تیلگو دیشم پارٹی نے بھی نریندر مودی کو ہٹانے کا مطالبہ کیا. استعفیٰ کے سوال پر سمتا پارٹی میں بھی اختلاف ابھرا. کانگریس مودی کو ہٹانے کے لیے سڑک پر اتری. برخاستگی کے مطالبہ پر ملک بھر میں مظاہرہ اور دھرنا شروع کیا.

8 اپریل : گجرات کے آنند ضلع کے بورساڈ علاقہ میں دو فرقوں نے ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا حالات پر قابو پانے کے لیے پولس نے 40 راؤنڈ گولیاں چلائیں۔ 22 پولس اہلکار زخمی ہوئے۔ کرفیو نافذ کیا گیا۔ فتح پورہ، روپا کوئی اور مدینہ نگری علاقوں میں تشدد میں 4 لوگوں کی موت ہوگئی۔

9 اپریل : تشدد سے متاثرہ علاقوں میں خاموشی رہی۔ آنند ضلع میں دو لوگ مارے گئے۔ بورساڈ شہر میں ابھی بھی کرفیو جاری۔

11/ اپریل : تیلگو دیشم پارٹی نے بھی نریندر مودی کو ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ استعفیٰ کے سوال پر سمتا پارٹی میں بھی اختلاف ابھرا۔ کانگریس مودی کو ہٹانے کے لیے سڑک پر اتری۔ برخاستگی کے مطالبہ پر ملک بھر میں مظاہرہ اور دھرنا شروع کیا۔

12/ اپریل : بی جے پی کی قومی ورکنگ کمیٹی نے گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کو

لے کر مودی کو ہٹانے کا مطالبہ ٹھکرایا۔ دو دن کی خاموشی کے بعد گجرات میں پھر تشدد بھڑکا۔ تشدد میں ایک شخص کی موت، 43 لوگ زخمی۔ گومتی پور سے ایک لاش برآمد۔ فوج بلائی گئی۔ علاقہ میں کرفیو لگایا گیا۔

13/اپریل : مودی کے سوال پر تیلگو ریشم اور بی جے پی میں ٹھنی۔ اڈوانی نے کہا حلیف جماعتیں بی جے پی کو نصیحت نہ دیں۔ سونیا گاندھی نے قومی جمہوری اتحاد سرکار کو گرانے کی کوشش کرنے کے وزیر اعظم کے الزام پر جواب دیتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔

14 اپریل : احمد آباد کے دریا پور علاقہ میں بھڑکے تشدد اور پولس فائرنگ میں 3 لوگ مارے گئے۔ علاقہ میں بے میعادی کرفیو نافذ کیا گیا۔ مادھو پورہ کالو پور اور شاہ پور میں بھی تشدد کی وارداتیں کھڑیا، کالو پور، گائیکواڑ حویلی، کرنج اور وتجل پور تھانہ علاقوں میں کرفیو جاری۔

15 اپریل : سپریم کورٹ نے گجرات فسادات پر مرکزی سرکار، وزیر اعلی نریندر مودی، وشو ہندو پریشد، بی جے پی اور اعلی پولس حکام کو نوٹس جاری کیے۔

سپریم کورٹ نے گجرات فسادات پر مرکزی سرکار، وزیر اعلی نریندر مودی، وشو ہندو پریشد، بی جے پی اور اعلی پولس حکام کو نوٹس جاری کیے۔

احمد آباد کے بھڑوچ شہر میں دو فرقوں میں تصادم پولس نے 10 راؤنڈ گولی چلائی۔ 24 گھنٹوں میں تین جانیں گئیں۔ عیدگاہ چوکی اور دہلی دروازہ علاقوں میں پرتشدد بھیڑ نے کئی دوکانوں کا جلایا۔

گجرات معاملہ پر اپوزیشن نے کام روکو تجویز پیش کی۔ پارلیمنٹ کی کارروائی ٹھپ۔

16 اپریل : مودی معاملے پر دوسرے دن بھی پارلیمنٹ ٹھپ۔ اپوزیشن نے دفعہ 184 کے تحت بحث کا مطالبہ کیا۔ احمد آباد میں تشدد جاری۔ 4 مرے

11 زخمی۔ تین لوگ چھرے بازی میں مارے گئے۔ وتجل پور اور شاہ پور میں ناگوری واڑ میں بھیڑ پر پولس فائرنگ۔ راموِل میں چھرے بازی میں 2 افراد کی موت۔ 2 فرقوں میں تصادم کے بعد پولس فائرنگ۔

17 اپریل : گجرات معاملے پر ایوان میں تیسرے دن بھی رخنہ جاری۔ لوک سبھا کے ڈپٹی اسپیکر پی ایم سعید نے آل پارٹی میٹنگ بلائی۔

18 اپریل : اپوزیشن ووٹنگ کرانے پر بضد، ایوان ٹھپ، اپوزیشن نے مودی کو ہٹانے تک پارلیمنٹ نہیں چلنے کی دھمکی دی۔ گجرات میں منتخب حفاظتی انتظامات کے درمیان ہائر سیکنڈری اور سینئر سکنڈری کے امتحانات شروع۔ ہزاروں مسلم طلبہ نے تحفظ کے خوف سے امتحانات کا بائیکاٹ کیا۔ متاثر علاقوں میں کرفیو میں نرمی۔ گومتی پورا، واٹوا اور دانی لمڑا علاقوں میں چھٹ پٹ جھڑپیں۔ گومتی پور میں پولس فائرنگ آنسو گیس کے گولے داغے۔

19 اپریل : ایوان میں گجرات مسئلہ پر پانچویں دن بھی رخنہ جاری۔ وڈوڈرا میں ایک شخص کا قتل دوسرے کو چاقو سے چھلنی کیا گیا۔

20 اپریل : ریاست کے کھیڑا ضلع کے کپڑوانج میں آگ زنی اور پتھراؤ کر رہی بھیڑ پر پولس فائرنگ میں ایک شخص کی موت۔ علاقہ میں کرفیو نافذ کیا گیا۔ 15 مکانوں اور دو کانوں میں آگ لگائی گئی۔

21 اپریل : شانتی مشن پر آئے وزیر دفاع کے دورے کے آخری دن احمد آباد میں بڑے پیمانہ پر تشدد پھیل گیا جس میں کم سے کم 15 لوگ مارے گئے اور تقریباً 125 لوگ زخمی ہو گئے۔ فسادیوں نے 21 دوکانوں سمیت کئی مکانوں کو آگ لگا دی۔ تین تھانہ علاقوں میں بے میعادی کرفیو لگایا

شانتی مشن پر آئے وزیر دفاع کے دورے کے آخری دن احمد آباد میں بڑے پیمانہ پر تشدد پھیل گیا جس میں کم سے کم 15 لوگ مارے گئے اور تقریباً 125 لوگ زخمی ہو گئے فسادیوں نے 21 دوکانوں سمیت کئی مکانوں کو آگ لگا دی۔ تین تھانہ علاقوں میں بے میعادی کرفیو لگایا

گیا۔ احمد آباد کے ڈلہی چکلہ تا گوروار، شاہ پورا اور حویلی تھانہ علاقوں میں تشدد۔ مہاساڑہ کے کڑی گاؤں میں بھی تشدد پر قابو پانے کے لیے پولس فائرنگ۔ 11 لوگ زخمی۔ کھیڑا ضلع کے محمد آباد نگر میں تشدد پر آمادہ بھیڑ پر پولس فائرنگ۔

22 اپریل : احمد آباد کے شاہ پور اور بہرام پورہ علاقہ میں پولس فائرنگ میں آج ایک خاتون سمیت 5 لوگ مارے گئے 15 دیگر زخمی۔ شاہ پور میں غیر معینہ مدت کے لیے کرفیو۔ مرزا پور کے دھیکانتا علاقہ میں تشدد پر آمادہ بھیڑ پر پولس فائرنگ۔

لوک مورچہ کے سینئر لیڈر ایچ ڈی دیوگوڑا، ملائم سنگھ یادو، ہرکشن سنگھ سرجیت، امر سنگھ، اے بی وردھن، دیوبرت مجمدار اور مصنف عزیز برنی نے گجرات کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ راجیہ سبھا میں بھی گجرات مسئلہ پر ووٹوں کی تقسیم کا فیصلہ

23 اپریل : لوک سبھا کے ڈپٹی اسپیکر پی ایم سعید نے گجرات مسئلہ پر ضابطہ 184 کے تحت بحث کرانے کے اپوزیشن کے مطالبے کو منظور کرلیا۔ احمد آباد میں تشدد جاری، کم سے کم سات لوگ مارے گئے۔ تشدد کے تازہ دور میں 36 لوگوں کی موت۔ خان پور میں 30 سے زیادہ گھروں کو جلایا گیا۔

24 اپریل : لوک مورچہ کے سینئر لیڈر ایچ ڈی دیوگوڑا، ملائم سنگھ یادو، ہرکشن سنگھ سرجیت، امر سنگھ، اے بی وردھن، دیوبرت مجمدار اور مصنف عزیز برنی نے گجرات کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ راجیہ سبھا میں بھی گجرات مسئلہ پر ووٹوں کی تقسیم کا فیصلہ۔ بھاؤ نگر میں کرفیو، دو لاشیں برآمد، رام نومی کے بعد مرنے والوں کی تعداد 57۔ اب تک فسادات میں مرنے والوں کی تعداد 880 تک پہنچی۔

25 اپریل : اقلیتی کمیشن نے گجرات سرکار سے ریاست کے مفاد میں اپنی سفارشات کو نافذ کرنے کے لیے کہا۔ گاندھی نگر میں ایک شخص کو چاقو گھونپ کر ہلاک کر دیا گیا۔ احمد آباد میں پر تشدد وارداتوں میں 7 لوگ

زخمی ہو گئے۔ شیکوٹرہ تھانہ علاقہ میں دو فرقوں کے درمیان تصادم۔ پولس کی گولی سے ایک شخص زخمی۔

27 اپریل : وڈوڈرا اور احمد آباد میں پھر بھیڑ کے تشدد میں 4 لوگ مارے گئے 23 زخمی۔ وڈوڈرا پانی گیٹ، راؤ پورہ اور فتح پورہ میں ایک شخص کا قتل 15 زخمی وڈوڈرا شہر کے مختلف حصوں میں پولس نے 128 راؤنڈ گولیاں چلائیں اور 60 آنسو گیس کے گولے داغے۔ شاہ باغ علاقہ میں اقلیتی فرقہ کے ایک ریٹائرڈ افسر کے گھر کو آگ لگادی گئی۔

28 اپریل : وزیر دفاع جارج فرنانڈیز اور نریندر مودی کی قیادت میں امن مارچ نکالا گیا دوسری جانب احمد آباد میں بھیڑ پر تشدد حملوں میں 2 لوگوں کی موت۔ گومتی پور و کالو پور میں غیر معینہ مدت کا کرفیو نافذ کیا گیا۔

29 اپریل : گجرات فساد پر قابو پانے میں مرکز اور ریاستی سرکار کی ناکامی، وزیر برائے کوئلہ وکان رام ولاس پاسوان نے مرکزی وزارت سے استعفیٰ دیا۔

30 اپریل : گجرات کے مسئلہ پر اپوزیشن کی تحریک ملامت پر ایوان میں زور دار بحث۔ اپوزیشن نے مودی کو انسانیت کا قاتل بتایا۔

2 مئی : پنجاب میں دہشت گردی مخالف مہم کی قیادت کرنے والے ریاست کے سابق پولس چیف کے پی ایس گل کو گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کا صلاح کار بنایا گیا۔

3 مئی : ایڈیٹرس گلڈ کی حقیقت جو ٹیم نے گجرات فسادات میں کچھ گجراتی اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا پر غلط کردار نبھانے کا الزام لگایا۔

4 مئی : وڈوڈرا کے چھوٹا ادے پورہ تعلقہ کے ایک گاؤں میں تشدد بھڑکا۔ ایک

گجرات فساد پر قابو پانے میں مرکز اور ریاستی سرکار کی ناکامی وزیر برائے کوئلہ وکان رام ولاس پاسوان نے مرکزی وزارت سے استعفیٰ دیا۔

گجرات کے مسئلہ پر اپوزیشن کی تحریک ملامت پر ایوان میں زور دار بحث۔ اپوزیشن نے مودی کو انسانیت کا قاتل بتایا۔

شخص کی موت۔آدی واسیوں نے دیہوت گاؤں میں 8 گھروں میں آگ لگائی۔شہر کے فساد سے متاثر 6علاقوں میں کرفیو میں نرمی۔

6 مئی : احمد آباد میں تشدد جاری 3 لوگ مارے گئے۔فساد سے متاثرہ دانی لمڈا اور شاہ پور تھانہ علاقہ میں غیر معینہ مدت کا کرفیو جاری۔تازہ تشدد میں مرنے والوں کی تعداد 11 ہوگئی۔

7 مئی : احمد آباد کے سرخیز، وتجل پور اور کالو پور علاقوں میں تازہ تشدد میں 9 لوگ مارے گئے۔دو لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ان علاقوں میں دوبارہ کرفیو نافذ۔سرخیز میں اقلیتی فرقہ کے ایک ٹیچر کو بھیڑ نے زندہ جلایا۔

8 مئی : فرقہ وارانہ بھائی چارہ اور امن کے لیے رام ولاس پاسوان نے احمد آباد کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔

فرقہ وارانہ بھائی چارہ اور امن کے لیے رام ولاس پاسوان نے احمد آباد کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔

10 مئی : احمد آباد کے پولس کمشنر سمیت 14 سینئر پولس افسروں کے تبادلے کیے گئے۔شہر میں تازہ وارداتوں میں 6 لوگ مارے گئے 50 زخمی۔چار تھانہ علاقوں میں غیر معینہ مدت کا کرفیو۔

12 مئی : نریندر مودی کے سیکورٹی صلاح کار کے پی ایس گل نے خفیہ حکام سمیت پولس کے سینئر افسروں کو فساد میں ملوث قصورواروں کو کسی بھی حالت میں نہ بخشنے کے احکامات دیے۔

16 مئی : کے پی ایس گل نے گجرات پولس کے بھگواکرن پر تشویش ظاہر کی، ریاست میں پچھلے تین دنوں سے کسی بڑے واقعہ کی اطلاع نہیں۔

کے پی ایس گل نے گجرات پولس کے بھگواکرن پر تشویش ظاہر کی، ریاست میں پچھلے تین دنوں سے کسی بڑے واقعہ کی اطلاع نہیں۔

21 مئی : بھارت۔پاک سرحد پر بڑھتی کشیدگی کی وجہ سے فوج ہٹا کر انہیں سرحد پر تعینات کرنے کا فیصلہ۔

28 مئی : پولس نے فرقہ وارانہ فسادات کے دوران نرودا میں ہوئے قتل عام کے

معاملہ میں بی جے پی وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل سے مبینہ طور پر وابستہ تین لوگوں کو گرفتار کیا۔ گودھرا میں کرفیو جاری۔ حالات پرامن۔

29 مئی : احمد آباد میں 4 بسوں میں ٹفن بم دھماکہ 15 افراد زخمی۔ وڈوڈرا کے پانی گیٹ تھانہ علاقہ میں پتھراؤ کر رہی بھیڑ پر پولس فائرنگ۔ علاقہ میں غیر معینہ مدت کا کرفیو نافذ۔

31 مئی : مہسانہ ضلع کے کاڑی قصبہ میں کرفیو میں 4 گھنٹے کی نرمی۔

4 جون : نرودا پٹیا قتل عام معاملہ میں پولس نے 23 لوگوں کے خلاف فرد جرم دائر کیا۔ اس واقعہ میں 86 لوگ مارے گئے تھے۔

9 جون : جوہاپورہ علاقہ میں دوبارہ تشدد بھڑک اٹھا۔ مشتعل بھیڑ کا پولس پر دیسی بموں سے حملہ ایک شخص مرا 6 عورتوں سمیت 30 افراد زخمی۔ غیر معینہ مدت کا کرفیو نافذ۔

10 جون: جوہاپورہ علاقہ میں تشدد کے دوران چاقو بازی اور پولس کی گولی سے 2 لوگوں کی موت 2 افراد زخمی۔ فسادیوں نے دوکانوں اور مکانوں کو جلایا۔ شاہ پور میں چاقو بازی سے ایک شخص زخمی۔ اب تک 950 لوگوں کی موت۔

2 جولائی : وشو ہندو پریشد کے کچھ کارکن مبینہ طور پر ترشول سمیت گجرات سکریٹریٹ میں گھس گئے۔

2 جولائی : گورو یاترا کو ٹالنے کا اعلان کیا گیا۔

5 جولائی : وڈوڈرا ضلع کے ایک گاؤں میں فرقہ وارانہ فسادات کے بعد گھر لوٹنے والے باپ بیٹے کو مار ڈالا۔ یہ دونوں اقلیتی فرقہ کے تھے۔

7 جولائی : چھوٹا اور بے پور میں پولس فائرنگ سے ایک شخص مارا گیا۔ پتھراؤ اور

وشو ہندو پریشد کے کچھ کارکن مبینہ طور پر ترشول سمیت گجرات سکریٹریٹ میں گھس گئے۔

فائرنگ میں 18 لوگ زخمی علاقہ میں کرفیو نافذ۔ بھیڑ نے 25 دوکانوں کی آگ لگا دی۔

12 جولائی : بھگوان جگن ناتھ کی یاترا پرامن طریقہ پر اختتام پذیر۔

17 جولائی : گودھرا کے قریب بم کے دھماکے۔ایک شخص ہلاک متعدد زخمی۔

18 جولائی : گودھرا بم دھماکہ میں مرنے والوں کی تعداد تین ہوگئی گجرات معاملہ پر ایوان میں زوردار ہنگامہ۔

(غیر سرکاری طور پر اب تک ان فسادات میں مرنے والوں کی تعداد 2500 سے اوپر پہنچ چکی ہے)۔

19 جولائی : وزیر اعلیٰ نریندر مودی کی سفارش پر گورنر سندر سنگھ بھنڈاری نے گجرات اسمبلی کو تحلیل کیا۔

5 اگست : وشو ہندو پریشد کے جنرل سکریٹری پروین توگڑیا نے گجرات انتخابات میں گودھرا سانحہ کو کیش کرنے کا اشارہ دیا۔

7 اگست : الیکشن کمیشن نے خود گجرات جا کر انتخابات کے لئے حالات کا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا۔

9 اگست : گودھرا سانحہ کے ملزم اس کے بعد ہوئے فساد کو بھڑکانے کے الزام سے بری۔

10 اگست : چیف الیکشن کمشنر نے ودودرا کے ڈی ایم کو حالات کی صحیح جانکاری نہ دینے پر سخت سرزنش کی۔

12 اگست : گجرات کے دورہ پر گئے صدر جمہوریہ عبدالکلام نے فساد زدہ افراد کی حالت پر بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے راحت کاموں میں تیزی لانے کو کہا۔

15اگست : وشو ہندو پریشد لیڈر اشوک سنگھل نے کہا کہ سکولرزم اپنی اہمیت کھو چکا ہے۔

24اگست : چیف الیکشن کمشنر کے خلاف نازیبا ریمارکس کرنے پر وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے نریندر مودی کو پھٹکار لگائی۔ اسی تاریخ کو ندودہ پٹیا قتل معاملے میں دو فرد جرم عدالت میں داخل۔ دونوں میں وشو ہندو پریشد اور بھاجپا لیڈران کے نام شامل

8ستمبر : نریندر مودی کی متنازع ''گورو یاترا'' کھیرا ضلع کے پھگوال علاقہ سے شروع

9ستمبر : گورو یاترا کے دوران نریندر مودی نے راحت کیمپوں کو بچے پیدا کرنے والی فیکٹریاں بتاتے ہوئے ''ہم پانچ ہمارے پچیس'' پر چلنے والوں کو سبق سکھانے کا انتباہ دیا

16ستمبر : وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے امریکہ دورہ پر نیو یارک میں ایک پریس کانفرنس میں گجرات فسادات کو ملک کے لئے شرمناک بتایا۔

26ستمبر : گجرات کی راجدھانی گاندھی نگر میں سوامی نرائن طبقہ کے اکشر دھام مندر میں گھس کر دو دہشت گردوں نے 44 بے قصور افراد کو ہلاک کر دیا اور متعدد کو زخمی کیا۔ مودی کی گورو یاترا ملتوی۔

5اکتوبر : نریندر مودی نے متازع گورو یاترا دوبارہ شروع کی۔

15اکتوبر : سنگھ نے کہا کہ وہ جموں وکشمیر کے بٹوارہ کا مطالبہ نہیں چھوڑے گا۔

16اکتوبر : گودھرا میں ایک بار پھر بم دھماکہ۔ کئی افراد زخمی ہوئے۔

17اکتوبر : ادت راج کے بھارت بچاؤ مورچہ نے مودی کی گورو یاترا کے جواب میں گجرات بچاؤ یاترا شروع کرنے کا اعلان کیا۔

17اکتوبر : ٹھاکرے کے خلاف فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا غیر ضمانتی

گورو یاترا کے دوران نریندر مودی نے راحت کیمپوں کو بچے پیدا کرنے والی فیکٹریاں بتاتے ہوئے "ہم پانچ ہمارے پچیس" پر چلنے والوں کو سبق سکھانے کا انتباہ دیا

معاملہ درج

18 اکتوبر : ٹھاکرے نے دہرایا کی وہ اپنے بیان پر قائم ہیں۔

8 اکتوبر : لال کرشن اڈوانی نے اعلان کیا کہ نریندر مودی ہی گجرات کے وزیر اعلیٰ ہوں گے۔

11 اکتوبر : مہاراشٹر کے شعلہ پور میں بھڑ کے فرقہ وارانہ فساد میں پانچ افراد کی موت۔

15 اکتوبر : شیو سینا سربراہ بال ٹھاکرے نے ممبئی میں پارٹی ریلی میں کہا کہ ''آپ کے بیچ سے بھی دہشت گرد پیدا ہونا چاہئیں۔ خودکش دستے بنائیں۔

شیو سینا سربراہ بال ٹھاکرے نے ممبئی میں پارٹی ریلی میں کہا کہ''آپ کے بیچ سے بھی دہشت گرد پیدا ہونا چاهیئں خو، کش دستے بنائیں۔
23 اکتوبر: گودھرا سانحہ کی تفتیش تقریباً مکمل، پاک کا ہاتھ ہونے کا انکشاف نہیں ہوا۔

23 اکتوبر : گودھرا سانحہ کی تفتیش تقریباً مکمل، پاک کا ہاتھ ہونے کا انکشاف نہیں ہوا۔

28 اکتوبر : سپریم کوٹ نے گجرات اسمبلی انتخابات کے معاملے میں الیکشن کمیشن کے رخ کو درست قرار دیا۔ کمیشن نے گجرات میں اسمبلی انتخابات 12 دسمبر کے دن ایک ہی مرحلے میں کرانے کا اعلان کیا۔

29 اکتوبر : سابق وزیر اعظم ایچ ڈی دیو گوڑا نے کہا کہ گجرات میں سبھی سیکولر طاقتیں متحد ہوں۔

11 نومبر :

1۔ چیف الیکشن کمشنر جے ایم لنگڈوہ نے گجرات دورہ پر احمد آباد میں کہا کہ گجرات میں جمہوریت کا اعتماد داؤ پر لگا ہے۔ لنگڈوہ نے گجرات حکومت سے وی ایچ پی کی گودھرا سے مجوزہ یاترہ اور گودھرا سانحہ پر پوسٹروں کے بارے میں رپوٹ دینے کو کہا۔

2۔ وی ایچ پی نے لنگڈوہ کے اختیارات کو چنوتی دینے کے لئے

17 نومبر سے عوامی بیداری یاترا شروع کرنے کا اعلان کیا۔ وی ایچ پی نے بھاجپا سے بھی کہا کہ وہ اسمبلی کی 30 سیٹوں پر اسے انتخاب لڑائے۔

3۔ مودی کی گورو یاترا کے دوران گجرات میں تشدد۔ 6 افراد ہلاک۔ کئی علاقوں میں کشیدگی۔

13 نومبر : الیکشن کمیشن نے گجرات کے ریاستی انتظامیہ کے رپوٹ کی بنیاد پر سرکار سے کہا کہ وہ وی ایچ پی کی 15 نومبر سے مجوزہ یاترا کو روکنے کے سبھی انتظام کرے۔ جبکہ وی ایچ پی نے کمشن کے فیصلہ کو بنیادی حقوق کی خلاف بتاتے ہوئے اسے نہ ماننے کی بات کہی۔

14 نومبر : وی ایچ پی نے اعلان کیا کہ وہ ہر حال میں یاترا نکالے گی۔ پروین توگڑیا نے الیکشن کمیشن کی ہدایت نہ ماننے کا اعلان کیا۔ توگڑیا نے چیف الیکشن کمشنر پر ہندو مخالف ہونے کا الزام لگایا۔

16 نومبر : گودھرا انتظامیہ نے پروین توگڑیا کے گودھرا میں داخلہ پر پابندی لگائی۔ پوری کے شنکر اچاریہ سوامی ادوکشانند دیو تیرتھ نے وی ایچ پی کی مجوزہ ''وجے یاترا'' کو روکنے کا اعلان کیا۔ شنکر اچاریہ نے کہا کہ اڈوانی کو وزیر داخلہ بنے رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ وشو ہندو پریشد جیسی دہشت گرد تنظیم کو کچلنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ ان تنظیموں سے ملے ہوئے ہیں۔ شنکر اچاریہ نے وی ایچ پی لیڈر اشوک سنگھل اور پروین توگڑیا کو ''اس صدی کے سب سے بڑے دہشت گرد'' قرار دیا۔

19 نومبر : نریندر مودی نے اسمبلی انتخابات کے لئے اپنا انتخابی حلقہ تبدیل کیا۔ گجرات فسادات کی تفتیش کر رہے جسٹس ناناوتی نے کہا کہ گودھرا

پوری کے شنکر اچاریہ سوامی ادوکشلنند دیو تیرتھ نے وی ایچ پی کی مجوزہ وجے یاترا کو روکنے کا اعلان کیا۔ شنکر اچاریہ نے کہا کہ اڈوانی کو وزیر داخلہ بنے رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ وشو ہندوپریشد جیسی دہشت گرد تنظیم کو کچلنے میں نلکام رہے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ ان تنظیموں سے ملے ہوئے ہیں شنکر اچاریہ نے وی ایچ پی لیڈر اشوک سنگھل اور پروین گڑیا کو "اس صدی کے سب سے بڑے دہشت گرد قرار دیا.

ریاست کے دیگر علاقوں میں ہونے والے فساد کی بھیڑ کا رویہ 1984 کے سکھ مخالف فساد جیسا تھا۔

اشوک سنگھل نے اڈوانی کے بھارت کو ہندو راشٹر نہ بننے دینے کے لوک سبھا میں دیئے گئے بیان پر ان کی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اڈوانی ہندوتو کے معنی نہیں جانتے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جب سنگھ پریوار کسی کی تنظیم نے اڈوانی کو بھی نشانہ بنایا۔

20 نومبر : بھاجپا نے اڈوانی کے بھارت کو ہندو راشٹر نہ بننے دینے کے بیان میں وی ایچ پی کو صفائی دیتے ہوئے کہا کہ پریشد کو اڈوانی کا بیان تفصیل سے پڑھنا چاہیے۔ بھاجپا نے وی ایچ پی کو مطمئن کرنے کے لئے بیان کی ایک کاپی بھی اسے بھیجی۔ ایک رپوٹ کے مطابق آر ایس ایس کو امریکہ کی ایک تنظیم "بھارت وکاس وراحت ندھی" سے موٹی رقم مل رہی ہے۔

ایک رپوٹ کے مطابق آر ایس ایس کو امریکہ کی ایک تنظیم "بھارت وکاس وراحت ندھی" سے موٹی رقم مل رہی ہے۔

21 نومبر : اڈوانی کے لوک سبھا میں دیئے گئے بیان سے ناراض شوسینا سربراہ بال ٹھاکرے نے کہا کہ بھارت ہندو راشٹر تھا اور رہے گا۔ ٹھاکرے نے افطار پارٹیوں سے بھی ناراضگی ظاہر کی۔

21 نومبر: اڈوانی کے لوک سبھا میں دیئے گئے بیان سے ناراض شیوسینا سربراہ بال ٹھاکرے نے کہا کہ بھارت ہندو راشٹر تھا اور رہے گا ٹھاکرے نے افطار پارٹیوں سے بھی ناراضگی ظاہر کی۔

آر ایس ایس نے کہا کہ سماجی بہبودگی کے لئے غیر ممالک سے دولت لینا کوئی غلط بات نہیں۔ اس سے قبل سنگھ غیر ملکی چندوں کی مخالفت کرتا رہا ہے۔

کنسرن ٹی زن کے گجرات ٹری بیونل نے اپنی جانچ رپوٹ میں "گجرات قتل عام کے لئے مودی کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ اور ایک مرکزی ایجنسی کے ذریعہ مودی کے خلاف مقدمہ چلانے کی سفارش کی۔ مذکورہ ٹری بیونل کے صدر سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس وی کے کرشنا ایئر ہیں۔

22 نومبر : گجرات کے وزیر داخلہ گوردھن چھاپڑیا نے کہا کہ بھاجپا گجرات میں مسلم ووٹوں کے بغیر ہی جیت جائیگی اجودھیا کے کچھ سادھوسنتوں نے لال کرشن اڈوانی کو (جنکا جنم کراچی میں ہوا تھا غیر ملکی قرار دیا۔

30 نومبر : نائب وزیر اعظم لال کشن اڈوانی نے گجرات میں بھاجپا کی انتخابی مہم شروع کرتے ہوئے پاکستان کو چوتھی جنگ لڑنے کا چیلنج دیا۔

1 دسمبر : وزیر اعظم اٹل بہاری نے شملہ میں دعوی کیا کہ دہشت گرد کچھ اور مندروں کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔

بھاجپا نے گجرات انتخابات کے لئے جاری مینی فیسٹو میں گودھرا کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ انتخابی میٹنگوں میں اس پر آگ اگلنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

گودھرا کے نزدیک کانگریس کی ایک انتخابی ریلی پر کچھ فسادیوں نے حملہ کر کے 6 افراد کو زخمی کیا۔

بھاجپا صدر وینکیا نائیڈو نے دعوی کیا کہ پارٹی نے اپنے پرانے ایجنڈے کو نہیں چھوڑا ہے۔ وہ آج بھی رام مندر تعمیر اور دفعہ 370 وسول کوڈ کے اشو پر قائم ہے۔

2 دسمبر : کانگریس نے گجرات انتخاب میں بھاجپا پر الزام لگایا کہ وہ گودھرا پر دوغلہ رویہ اپنا رہی ہے جبکہ بھاجپا نے (وینکیا نائیڈو) کانگریس پر الزام لگایا کہ وہ ہندو کارڈ کھیل رہی ہے۔

کانگریس نے گجرات انتخاب میں بھاجپا پر الزام لگایا کہ وہ گودھرا پر دوغلہ رویہ اپنا رہی ہے جبکہ بھاجپا نے (وینکیا نائیڈو) کانگریس پر الزام لگایا کہ وہ ہندو کارڈ کھیل رہی ہے۔

3 دسمبر : سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ نے تسلیم کیا کہ بھاجپا سے سیاسی تال میل ان کی بڑی غلطی تھی۔ خاص طور سے گجرات فساد دیکھ کر انہیں اس بات کا زیادہ احساس ہو رہا ہے۔

4 دسمبر : حیدرآباد کے اہم شہریوں کے ٹری بیونل نے گجرات میں 2096 لوگوں

کے بیانات کی بنیاد پر تیار شدہ مفصل رپورٹ میں نریندر مودی، پروین توگڑیا اور گجرات کابینہ کے کئی وزیروں کے خلاف فوجداری کارروائی کا مطالبہ کیا۔ وی ایچ پی اور بجرنگ دل جیسی تنظیموں پر پابندی کا مطالبہ بھی اس میں شامل ہے۔

5 دسمبر : الیکشن کمشنر نے ''گودھرا سانحہ'' پر بنی فلم کی نمائش پر پابندی لگائی۔ الیکشن کمیشن نے گجرات میں ہائی الرٹ رکھنے کے احکام جاری کئے

8 دسمبر : وی ایچ پی نے گجرات انتخابات میں بھاجپا کی حمایت کا اعلان کیا

10 دسمبر : گجرات اسمبلی انتخابات کی مہم ختم

12 دسمبر : سخت حفاظتی انتظامات کے تحت گجرات میں 63 فیصد ووٹنگ ہوئی۔ پولنگ کے درمیان بڑودہ میں فرقہ وارانہ فساد۔ بھروچ میں کرفیو لگا۔

15 دسمبر : گجرات چناؤ کے نتائج نے بھاجپا کو ریاست میں دو تہائی اکثریت دلائی۔ بھاجپا کی جیت سے شرابور پروین توگڑیا نے دو برسوں میں ملک کو ''ہندو راشٹر'' بنانے کا اعلان کیا اور کہا کہ مستقبل کی سیاست ''ہندوتو'' پر مرکوز ہوگی۔ کانگریس نے بھاجپا کی جیت کو خوف اور تشدد کی جیت بتایا۔ جبکہ کمیونسٹ لیڈر ہری کشن سرجیت نے ''فرقہ وارانہ طاقتوں کی جیت'' کے لئے کانگریس کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ جے للتا نے جیت کے لئے نریندر مودی کو مبارکباد دی

16 دسمبر : اوایس ایس نے کہا کہ وہ پورے ملک میں ہندوتو کی لہر پھیلائیں گے۔ مودی کو اکثریت سے گجرات بھاجپا ودھان منڈل دل کا لیڈر چنا گیا۔ پارلیمنٹ پر حملہ سازش کے چار ملزمان کو خصوصی ٹاڈا عدالت نے قصوروار مانا۔

بھاجپا کی جیت سے شرابور پروین توگڑیا نے دو برسوں میں ملک کو "ھندو راشٹر" بنانے کا اعلان کیا اور کہا کہ مستقبل کی سیاست "ھندوتو" پر مرکوز ہوگی کانگریس نے بھاجپا کی جیت کو خوف اور تشدد کی جیت بتلیا جبکہ کمیونسٹ لیڈر ہری کشن سرجیت نے "فرقہ وارانہ طاقتوں کی جیت کیلئے کانگریس کو ذمہ دار ٹھہرایا. جے للتا نے جیت کے لئے نریندر مودی کو مبارک باد دی.

بھاجپا کی فتح کا جشن منانے کے دوران بڑودہ اور راج کوٹ میں پھر فرقہ وارانہ فساد کے بعد کرفیو۔

17 دسمبر : وی ایچ پی صدر وشنو ہری ڈالمیا نے دھمکی دی کہ پورے ملک کو گجرات بنا دیں گے۔ ڈالمیا نے واجپئی سے کہا کہ وہ رام مندر پر اپنا رخ واضح کریں۔

خصوصی ٹاڈا عدالت نے پارلیمنٹ پر حملے کے تین ملزمان کو سزائے موت سنائی۔ وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ ان کی بڑی تعداد نے گودھرا سانحہ کی مذمت نہیں کی اور نہ اس بات پر ملال ظاہر کیا کہ ہم سے غلطی ہوگئی اور ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔

18 دسمبر : کمیونسٹ لیڈر سیتارام یچوری نے کہا کہ بھاجپا ملک کی سیاست کا مودی فکیشن کرنا چاہتی ہے۔

جمیعۃ علماء ہند مسلم مجلس مشاورت سمیت کئی بڑی مسلم تنظیموں۔ لیڈروں اور مسلم دانشوروں نے واجپئی کے مسلمانوں سے متعلق بیان پر غصہ ظاہر کرتے ہوئے اس کو خارج کیا۔

19 دسمبر : مہاراشٹر حکومت نے ریاست میں فرقہ وارانہ بھائی چارگی بنائے رکھنے کے لئے پروین توگڑیا کے مہاراشٹر میں داخلہ پر روک لگائی۔ دلت نیتا ادت راج نے کہا کہ ملک کو ہندو راشٹر نہیں بننے دیں گے۔

20 دسمبر : پوری پیٹھ کے شنکر اچاریہ نے کہا کہ ''ہندوتو'' کو نظر انداز کرنے کے سنگین نتائج ہوں گے۔ ایک رپورٹ کے مطابق شرد پوار کی پارٹی کے سبب سیکولر ووٹوں کے بٹوارے سے بھاجپا کو 22 سیٹوں کا فائدہ ہوا ہے۔

وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ ان کی بڑی تعداد نے گودھرا سانحہ کی مذمت نہیں کی اور نہ اس بات پر ملال ظاہر کیا کہ ہم سے غلطی ہو گئی اور ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا

مہاراشٹر حکومت نے ریاست میں فرقہ وارانہ بھائی چارگی بنائے رکھنے کے لئے پروین توگڑیا کے مہاراشٹر میں داخلہ پر روک لگائی۔ دلت نیتا ادت راج نے کہا کہ ملک کو ہندو راشٹر نہیں بننے دیں گے۔

رام چندر داس پرم ہنس نے ڈیڑھ برس میں رام مندر تعمیر کا اعلان کیا۔

21 دسمبر : وشو ہندو پریشد سنت مہامنڈل اور ہندو سینا کے کارکناں نے قطب مینار کے احاطے میں پوجا کرنے کی ناکام کوشش کی۔

جماعت اسلامی نے اجودھیا معاملے میں عدالت کے فیصلے کی پابندی پر زور دیا۔

22 دسمبر : گجرات میں نریندر مودی نے 15 ویں وزیر اعلی کے طور پر حلف لیا۔ حلف برداری تقریب میں وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی۔ جے للتا۔ گوا اور جھارکھنڈ کے وزیر اعلی۔ آر ایس ایس لیڈر مدن داس دیوی اور کئی فلمی ہستیوں نے شرکت کی۔

23 دسمبر : کرونا ندھی اور شرد یادو نے دھمکی دی کی اگر بھاجپا ''ہندوتو'' کے ایجنڈے پر چلی تو انکی پارٹیاں سرکار سے حمایت واپس لے لیں گی۔

بھاجپا صدر وینکیا نائڈو نے بھاجپا کے دو روزہ قومی اجلاس میں اعلان کیا کہ بھاجپا گجرات کے تجربہ کو ہر جگہ دہرائے گی۔ کانگریس نے نائیڈو کے بیان اور بھاجپا کی معاون پارٹیوں کے لئے ایک معاون چیلنج قرار دیا۔

26 دسمبر : وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے بھاجپا نیشنل ایگزیکیٹو کے دو روزہ اجلاس کے دوسرے دن کہا کہ ہندوتو کسی چناؤ کا اشو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ''ہندوتو'' طرز زندگی ہے۔ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کے وی ایچ پی کے اعلان پر واجپئی نے کہا کہ بھارت ہمیشہ سے ہندو اکثریت والا ملک ہے اور اس ناطے ہندو راشٹر بنانے کی بات کرنا بے معنی ہے۔

وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے بھاجپا نیشنل ایگزیکٹیو کے دو روزہ اجلاس کے دوسرے دن کہا کہ ہندو تو کسی چنائو کا اشو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ "ہندو تو" طرز زندگی ہے۔ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کے وی ایچ پی کے اعلان پر واجپئی نے کہا کہ بھارت ہمیشہ سے ہندو اکثریت والا ملک ہے اور اس ناطے ہندو راشٹر بنانے کی بات کرنا بے معنی ہے

این ڈی اے میں شامل پارٹیوں کی ناراضگی کے بعد ایک بار پھر بھاجپا نے پینترا بدلتے ہوئے این ڈی اے کے ایجنڈے پر چلنے کی بات کہی ہے۔

پاکستان کے فوجی حکمران پرویز مشرف نے الزام لگایا ہے کہ "گجرات نے ہندوستان کی سیکولر امیج کی پول کھول دی"

25 دسمبر : وی ایچ پی لیڈر پروین توگڑیا نے کہا کہ ان کی تنظیم بھاجپا کو ہندوتو سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں دے گی۔ توگڑیا نے کہا کہ "ہم ہندوتو پر نہیں شرمائیں گے بھلے ہی بھیشم پتامہ بھی ہم سے اس سلسلے میں کچھ کہیں"

وی ایچ پی لیڈر پروین توگڑیا نے کہا کہ ان کی تنظیم بھاجپا کو ہندو تو سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں دے گی۔توگڑیا نے کہا کہ "ہم ہندو تو پر نہیں شرمائیں گے بھلے ھی بھیشم پتامہ بھی ہم سے اس سلسلے میں کچھ کہیں"

ملائم سنگھ نے کانگریس سے اپیل کی کہ وہ فرقہ وارانہ طاقتوں کے خلاف دیگر سیکولر پارٹیوں کے ساتھ متحد ہو کر لڑیں گے۔

بڑودہ میں فرقہ وارانہ تشدد کی نئی لہر۔

26 دسمبر : کانگریس نے واجپئی پر الزام لگایا کہ وہ کہ وہ دہری پالیسی اپنا رہے ہیں۔

31 دسمبر : وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے گوا میں کہا کہ "ہندوتو میں تنگ نظر انتہا پسند تصور قابل قبول نہیں ہے۔ واجپئی کے مطابق ہندوتو اور بھارتیہ تا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ڈی ایم کے اور بھاجپا کے مابین اختلاف سنگین۔

----❖----

گجرات فسادات۔ کس نے کیا کہا

ہندوستان کی تاریخ کے سب سے خوفناک گجرات فسادات نے پورے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ سیاست دانوں اور دانشوروں نے ان فسادات پر اپنے سخت ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ بی جے پی اوراس کی حلیف جماعتوں نے جہاں ان فسادات کو گودھرا سانحہ کا فطری ردعمل بتایا وہیں پورے اپوزیشن یہاں تک کہ مرکزی سرکار میں شریک کچھ جماعتوں نے بھی فسادات پر گہرے رنج اور ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ پیش ہیں مرکزی سیاست دانوں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معروف افراد کی آراء:۔

اٹل بہاری واجپئی (وزیراعظم)

گجرات فسادات شرمناک ہیں۔ اب میں کیا منہ لے کر ودیش جاؤں گا۔ گودھرا سانحہ منصوبہ بند تھا۔ فسادات کے مجرموں کو نہیں چھوڑیں گے۔ نریندر مودی جانبداری چھوڑ کر راج دھرم نبھائیں۔ آگ سے آگ نہیں بجھتی اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ زندہ لوگوں کو آگ میں کیسے جھونک دیتے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا (ہندی)، نئی دہلی، 15 اپریل 2002 صفحہ 1)

سونیا گاندھی (کانگریس صدر)

گجرات سانحہ ایک قومی سانحہ ہے، ہمارے اجتماعی ضمیر کو ملنے والا ایک چیلنج ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک اخلاقی معاملہ ہے۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی خطرے میں پڑی ہے۔ گجرات جل رہا ہے۔ وہ خون میں ڈوبا ہے۔ تشدد تھامے نہیں تھم رہا ہے۔ اس ریاست میں انتظامیہ ٹھپ پڑ گیا ہے۔ گجرات کی سرکار نے ریاست کے عوام کے ساتھ اور مرکزی سرکار نے بھارت کے عوام کے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 11 مئی 2002، ضمیمہ صفحہ 1)

لال کرشن اڈوانی (مرکزی وزیر داخلہ)

جس طرح سے سابرمتی ایکسپریس میں بے قصور افراد کا قتل ہوا اس سے 1947 کے فسادات کی یاد آتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ان دنوں گودھرا اور گجرات میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے سبب سب سے زیادہ پاکستان کو خوشی مل رہی ہے۔ (راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مئی 2002، صفحہ 1)

گجرات کے پرتشدد واقعات نے ملک کی ایکتا پر گمبھیر حملہ کیا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 22 اپریل 2002، صفحہ 7)

جارج فرنانڈیز (وزیر دفاع)

گجرات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ گجرات میں وہی ہو رہا ہے جو اس ملک میں پچھلے 54 سال سے ہوتا رہا ہے اور اس میں 40 برس کانگریس کے دور اقتدار میں ہوتا رہا ہے آج آبرو ریزی اور جلا کر مار دینے کی کہانیاں سنائی جا رہی ہیں لیکن ایسا پہلی بار نہیں ہوا ہے یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 10)

وشوناتھ پرتاپ سنگھ (سابق وزیر اعظم)

اب ہم دنیا کے سامنے دہشت گردی کے مسئلہ پر بات کرنے کے قابل نہیں رہ گئے ہیں گجرات میں جو ہوا اور ہو رہا ہے اس سے بی جے پی کا چہرہ پوری طرح بے نقاب ہو گیا ہے۔ بی جے پی کا پرانا نشانہ ہندوؤں کی صف بندی کر کے اقتدار پر مکمل قبضہ کرنا ہے۔ یہی کام ہٹلر نے کیا تھا اور اب بی جے پی کے لوگ کر رہے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 11 مئی، 2002 صفحہ 1)

چندر شیکھر (سابق وزیر اعظم)

شری واجپئی گجرات مسئلہ پر خود راج دھرم کا پالن کریں پھر نریندر مودی کو راج دھرم سمجھائیں۔ جو سرکار شہریوں کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتی اسے برداشت کرنا راج دھرم کے خلاف ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 10)

مسلمان جب ہمارے ملک میں آئے تو ان کی تعداد دس ہزار تھی تب ہم انہیں عرب ساگر میں نہیں پھینک سکے تو اب 14 کروڑ کو کیسے پھینک سکتے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھپور، یکم مئی 2002، صفحہ 13)

ملائم سنگھ یادو (سابق وزیر دفاع)

گجرات کے واقعات خوفناک ہیں۔ وہاں ساری گڑبڑیاں سرکار کے زیر نگرانی ہو رہی ہیں وہاں کچھ ایسا ہو رہا ہے جیسے روم جل رہا ہے اور نیرو بانسری بجا رہا ہو۔ گجرات کے واقعات کو گودھرا کا ردعمل کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا۔ گجرات کے واقعات ''انسانیت کے قتل'' جیسے ہیں اور ایک ریاست کے وزیر اعلیٰ کو بچانے کے لیے ملک توڑنے کی سازش مناسب نہیں ہے۔ مودی سرکار فسادات کو روکنے کے بجائے انہیں بڑھانے میں لگی ہوئی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 1)

امر سنگھ (جنرل سیکریٹری سماجوادی پارٹی)

گجرات کا زخم مودی کے ہٹنے سے ہی بھرے گا۔ مودی ہندوتو کے ٹھیکیدار ہیں۔ آر ایس ایس کی تجربہ گاہ کے وہ ایک ایسے سائنسداں ہیں جنہوں نے فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی کو پھیلانے والی لال کرشن اڈوانی کی رتھ یاترا کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی۔ 11 مئی 2002، صفحہ 1)

سوم ناتھ چٹرجی (مارکسوادی لیڈر)

شری واجپئی اب ملک کے لیڈر نہیں رہے وہ ہندوتو بریگیڈ کے لیڈر رہ گئے ہیں۔ گجرات میں تشدد کیسے روکا جائے اس بارے میں وزیر اعظم نے کبھی اپنا نظریہ واضح نہیں کیا۔ اس معاملہ میں انہوں نے نہ تو آل پارٹی میٹنگ بلائی اور نہ ہی عام رائے بنانے کی کوشش کی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 10)

رام ولاس پاسوان (سابق مرکزی وزیر۔صدر لوک جن شکتی پارٹی)

گجرات میں جو ہو رہا ہے اس سے ہر گھر میں ایک دہشت گرد کے پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے ہندو مارے جائیں یا مسلمان جس کے گھر کا آدمی مرجاتا ہے وہی جانتا ہے کہ فسادات کا درد کیا ہوتا ہے اور انتظامیہ کا کیا رول ہوتا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی 4 مئی 2002، صفحہ 1)

ممتا بنرجی (سابق مرکزی وزیر و صدر ترن مول کانگریس)

گجرات میں جو بھی ہوا وہ سنگین جرم ہے۔ ہمیں سبھی فرقوں کی عورتوں اور بچوں پر ہوئے مظالم کو دیکھ کر صدمہ پہنچا ہے۔ یہ کہتے ہوئے میرا سر شرم سے جھک رہا ہے کہ اب لیڈر لاشوں کے ڈھیر پر بھی کرسی کی سیاست کر رہے ہیں۔ اگر اس قابل مذمت کام کو روکا نہیں گیا تو آنے والی نسل ہمیں معاف نہیں کرے گی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 مارچ 2002، صفحہ 7)

لالو پرساد یادو (صدر راشٹریہ جنتا دل)

گودھرا سانحہ کے پیچھے راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی سازش ہے۔ گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی کو ریاست کے عوام کے خلاف مجرمانہ سازش کے الزام میں گرفتار کیا جانا چاہیے۔ شری واجپئی کروڑ روپے کا پیکج دے کر مودی کا پاپ نہیں دھو سکتے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مئی 2002، صفحہ 1)

☆ جب تک مودی کو سلاخوں کے پیچھے نہیں بھیجا جائے گا تب تک مہاتما جی کے گجرات میں شانتی نہیں ہو پائے گی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 15 مئی 2002، صفحہ 7)

شیوراج پاٹل (سابق اسپیکر سبھا اور لوک سبھا میں کانگریس کے ڈپٹی لیڈر)

گجرات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک ہندو کبھی نہیں کر سکتا کیوں کہ ہر شخص میں ایشور کا جز دیکھنے والا ہندو

جلاد کبھی نہیں ہو سکتا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 7 مئی 2002 صفحہ 7)

سولی سوراب جی (اٹارنی جنرل)

چاہے اس ناپاک کام کے پیچھے سرکاری مشنری کا ہاتھ نہ ہو پھر بھی سرکار انسانی حقوق کی ایسی خلاف ورزی کی ذمہ داری سے اپنا دامن نہیں بچا سکتی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ 7)

ایچ ڈی دیوگوڑا (سابق وزیراعظم)

میری تو وزیرداخلہ اور گجرات کے وزیراعلی سے یہی گزارش ہے کہ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ خود سے پوچھیں کہ کیا انہوں نے اپنے فرائض کو ایمانداری کے ساتھ پورے طریقہ سے نبھایا ہے۔ کیا فوراً کارروائی کر کے سیکڑوں لوگوں کو بچایا نہیں جا سکتا تھا۔ انہیں اپنے ضمیر کی آواز کو سننا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی 12 مارچ 2002، صفحہ 10)

پریہ رنجن داس منشی (سینئر لیڈر کانگریس)

سرکار نے جس طرح اس معاملہ میں کارروائی کرنے میں دیر لگائی اس سے لاپرواہی کا صاف پتہ چلتا ہے۔ گجرات میں فوج تعینات کرنے میں تاخیر کی بات تو دور رہے۔ وزیرداخلہ ۲۸ فروری تک بیان دینے کی حالت میں نہیں تھے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 مارچ 2002، صفحہ 10)

نریندر مودی (وزیراعلی گجرات)

مجھے اس بات کا کوئی پیغام نہیں ملا ہے جس سے پتہ چلے کہ وزیراعظم یا وزیرداخلہ نے کوئی ناراضگی ظاہر کی یا فساد روکنے کی میری قابلیت کو لے کر ناراض ہیں۔ گودھرا سانحہ منصوبہ بند اور دہشت گردی کی کارروائی تھی ریاست

میں اتنے بڑے پیانہ پر فساد کرانے کے لیے پاکستان ذمہ دار ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 14 پریل 2002، صفحہ 1)

اوما بھارتی (صدر مدھیہ پردیش بھاجپا)

نریندر مودی قابل تعریف کام کر رہے ہیں لیکن گجرات میں کانگریس کے لوگ حالات کو معمول پر نہیں آنے دے رہے ہیں۔ فرقہ وارانہ مسئلہ کی جڑ میں کانگریس کی مسلم پرست پالیسیاں اور ووٹ بنک کی سیاست ہی خاص وجہ ہے۔ مذمت نریندر مودی کی نہیں ووٹ بنک کی سیاست کی ہونی چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم مئی 2002، صفحہ 10)

ارجن سنگھ (سینئر کانگریسی لیڈر)

اگر مذہب کی بنیاد پر ہر آنگن میں خون کی لکیریں کھینچ دینے پر مصر ہاتھوں کو نہیں روکا گیا تو ہندوستان کے بٹوارے کو ٹال پانا ناممکن ہو جائے گا۔ وزیر اعظم واجپئی اور وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے بنا کسی تفریق کے حکمرانی کرنے کی آئینی قسم کو توڑ دیا ہے۔ آج آئین بونا ہو گیا ہے اور انسان کا گھمنڈ سب سے اہم۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مئی 2002، صفحہ 10)

سیتارام یچوری (سینئر لیڈر سی۔ پی۔ ایم ممبر پولٹ بیورو)

آزادی کے بعد بھارت کی تاریخ میں یہ پہلی بار سرکار اسپانسرڈ فسادات ہوئے ہیں۔ مرکزی سرکار نے آئین کی دفعہ 356 کے تحت کارروائی کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک کچھ نہیں کیا گیا ہے اس لیے گجرات میں 356 کے تحت صدر راج نافذ کیا جانا چاہیے۔

پرنب مکھرجی (سینئر لیڈر کانگریس)

ملک کی ایکتا اور لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری سرکار کی ہے اگر وہ اسے نبھانے کے قابل نہیں تو اسے اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو بین الاقوامی سطح پر بھارت کی شبیہ ایک فسادی ملک کی شکل میں ابھرے گی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 8 مارچ 2002، صفحہ 7)

کپل سبل (سینئر لیڈر کانگریس)

نریندر مودی کو فوراً ان کی کرسی سے ہٹا کر فسادات کی جانچ سپریم کورٹ کے موجودہ جج سے کرانی چاہیے گجرات کے ان واقعات سے ملک کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل، مجرموں، دہشت گردوں اور ٹھگوں اور غنڈوں کی جماعت ہے جسے پچھلے تین برسوں سے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ ہر جگہ تناؤ اور تشدد پھیلا کر بی جے پی کی سیاست کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں ایسے میں کیوں کہا جاتا ہے کہ افغانستان دہشت گردی کو بڑھاوا دیتا تھا یا نازی ایک خاص فرقہ کا قتل عام کرتے تھے اب تو ان کے بھائی ہمارے یہاں ہی موجود ہیں۔

دلیپ کمار (عظیم فلم اداکار)

گجرات میں جو کچھ بھی ہوا بہت شرمناک بات ہے۔ افسوس کا مقام ہے۔ الفاظ ساتھ نہیں دیتے کہ کس طرح سے ہم اپنا رنج، غم اور غصہ بیان کریں۔ یہ وہ ہندوستان نہیں ہے جسے ہم نے قربانی دے کر آزاد کرایا تھا صرف باتوں سے نہیں ہوگا فسادیوں کو پھانسی دینی ہوگی۔ سیکولرزم خطرے میں نہیں ہے بلکہ ختم ہو چکا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 15 مارچ 2002، صفحہ 1)

کے پی ایس گل (سابق ڈی جی پی پنجاب)

ریاستی پولس کے مبینہ بھگوا کرن کے معاملے پر گہرائی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ریاست میں پولیس اہلکاروں کی تعداد بھی کافی کم ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 17 مئی 2002، صفحہ 7)

راج ببر (مشہور فلم اداکار و ممبر پارلیمنٹ)

آج آدمی کی قیمت صرف ایک ووٹ بن کر رہ گئی ہے۔ ایسے واقعات میں ہندو اور مسلمان نہیں مرتے

ہیں۔ایسے میں انسانیت مرتی ہے۔اقتدار میں بیٹھے کچھ لوگ اقتدار کے لیے انسانیت کا قتل عام کر رہے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ 10)

شبانہ اعظمی (فلم اداکارہ وممبر راجیہ سبھا)

خون تو وہاں انسان کا ہی بہہ رہا ہے یہ کیا پتہ کہ جس کا خون بہہ رہا ہے وہ ہندو ہے یا مسلمان جب ہمیں وہاں تحفظ کا احساس نہیں تھا تو وہاں عام آدمی کے ذہن میں اپنے محفوظ ہونے کا احساس کیسے ہوگا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ 10)

رضیہ جعفری (احسان جعفری کی اہلیہ)

جس نے جعفری صاحب کا قتل کیا وہ کسی بھی صورت میں سچا ہندو نہیں ہوسکتا کیوں کہ سچا ہندو کبھی ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ایسی وارداتوں کو انجام دینے والے آدمی کو انسان بھی نہیں کہا جاسکتا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 16 مارچ 2002، صفحہ 7)

جن کرشنا مورتی (سابق صدر بھاجپا)

گجرات میں ان دنوں جو کچھ ہو رہا ہے وہ گودھرا سانحہ کا ردعمل ہے۔وشو ہندو پری شد کو اس میں نہیں گھسیٹیں۔مودی سرکار نے فسادات پر قابو پانے کے لیے قابل تقلید کام کیا ہے۔کانگریس کے کہنے پر بی جے پی مودی کا سر اسے پیش نہیں کر سکتی۔کانگریس دو دھاری تلوار سے کھیل رہی ہے لیکن ہم بھی اس جیسا کھیل کھیل سکتے ہیں۔میں کانگریس کو چیلنج کرتا ہوں کہ اس میں ہمت ہے تو انتخابات کا سامنا کرے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 1)

یشونت سنہا (وزیر خارجہ)

گجرات کے واقعات سے نہ صرف ریاست کی بلکہ ملک کی معیشت پر بھی منفی اثر پڑے گا۔گجرات میں تشدد افسوسناک اور نا قابل قبول ہے لیکن ملک پر اعتماد کم نہیں ہوا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 مئی 2002، صفحہ 7)

رنگ ناتھ مشرا (سابق چیرمین حقوق انسانی کمیشن)

اگر گجرات کے فرقہ پرستی کے دیو کو کچلا نہیں گیا تو وہ پورے ملک کو نگل جائے گا۔ یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے کہ مودی کی شہہ پر انتظامیہ کی موجودگی میں فسادیوں نے سینکڑوں لوگوں کا قتل عام کیا ہے۔

اے ایم احمدی (سابق چیف جسٹس)

گجرات کے فسادات کو ہندو مسلمان میں بانٹ کر دیکھنا غلط ہوگا۔ اور صاف بات یہ ہے کہ وہاں شہریوں کو قتل کیا گیا ہے۔ انہیں لوٹا گیا ہے اور عورتوں کی آبروریزی کر کے انہیں زندہ جلا دیا گیا ہے۔ قانون کی زبان میں یہ سنگین جرم ہے اور اس کے لیے جو بھی ذمہ دار ہے اسے سزا ملنی چاہیے۔ گجرات کی فرقہ وارانہ سبب کو صرف گودھرا تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے رتھ یاترا، بابری مسجد کی شہادت اور شیلا پوجن کے ہائپ کو بھی پس منظر میں دیکھنا ہوگا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 28 اپریل 2002، صفحہ 7)

شنکر سنگھ واگھیلا (سابق وزیر اعلیٰ گجرات)

سنگھ پریوار اس ملک کو فرقہ پرستی کی بنیاد پر تقسیم کر دینا چاہتا ہے۔ گجرات کو فسادات کی آگ میں جھونکنے میں مقامی پولیس انتظامیہ اور میڈیا نے ملک مخالف کردار نبھایا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ یہ فساد کلنک ہے تو اسے دھوتے کیوں نہیں؟ اگر سرکار میں قوت ارادی ہے تو دونوں فرقوں کے شکستہ اعتماد کو بحال کیا جا سکتا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 28 اپریل 2002، صفحہ 7)

عارف محمد خان (سابق مرکزی وزیر)

گودھرا کا واقعہ یقینی طور پر غیر انسانی تھا لیکن گودھرا کے بعد جو کچھ ہو رہا ہے اسے بی جے پی کے لوگ گجرات کا ردعمل بتا رہے ہیں۔ یہ سب تو سوچی سمجھی سازش تھی۔ شاید زیادہ تر لوگوں کو علم نہیں ہے کہ گودھرا کے واقعہ

کے فوراً بعد احمد آباد میں تشدد بھڑک اٹھا تھا۔ احمد آباد میں شام 3 بجے سے لے کر 6 بجے کے درمیان اہم اداروں میں آگ لگائی جا چکی تھی۔ اسے ہم بدلے کی کارروائی نہیں کہہ سکتے۔

جاوید اختر (مشہور نغمہ و نگار دانشور)

گجرات میں قانون وانتظام اور اخلاق پوری طرح ختم ہو چکا ہے۔ گجرات میں سرکار اور پولیس وہ نہیں کر پا رہی ہے جو اسے کرنا چاہیے یا مودی جیسے لوگ ہر اس آدمی کے دشمن ہیں جو ان کی بات نہیں مانتے۔ گجرات میں فساد کے لیے وشو ہندو پری شد اور آر ایس ایس ذمہ دار ہے۔ آر ایس ایس کتنی کوشش کر لے اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 20 اپریل 2002، صفحہ 1)

ڈاکٹر پروین توگڑیا (انٹرنیشنل جنرل سکریٹری۔ وشو ہندو پریشد)

گجرات کے ہندو مسلمان اور دوسری ریاست کے ہندو مسلمانوں میں فرق ہے۔ یہاں سومناتھ کا مندر ہے۔ یہیں مہاتما گاندھی اور سردار پٹیل نے جنم لیا تھا۔ گجرات کا ہندو جب سومناتھ مندر کی جانب دیکھتا ہے تو اسے محمود غزنوی اور محمد علی جناح یاد آنے لگتے ہیں اس کا خون کھول اٹھتا ہے ایسا کسی دوسری ریاست کے ساتھ نہیں ہے۔ گجرات میں مسلمان زیادہ متشدد ہیں اور یہ گجرات ہی ہے جہاں 70 رام سیوکوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ اس طرح کا واقعہ کسی دوسری ریاست میں نہیں ہوا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 3 ضمیمہ)

مختار عباس نقوی (قومی جنرل سکریٹری و ترجمان بھاجپا)

بی جے پی کے لگاتار گرتے گراف کی اہم وجہ اس کا ڈھونگی سیکولرزم کی ہوڑ میں شامل ہونا ہے۔ گجرات میں جو درندگی ہوئی اس نے سبھی انسانی قدروں کو چکنا چور کر دیا ہے۔ کچھ ہندو تنظیموں کے ذریعہ مسلمانوں کو نشانہ بنانے کے بجائے اس ڈھونگی سیکولرزم کو نشانہ بنانا چاہیے جو اقلیتوں کو اپنے سیاسی مقصد کے لیے گمراہ کر رہی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، یکم اپریل 2002، صفحہ 7)

وی پی سنگھ (سابق وزیر اعظم)

بی جے پی کے فاشسٹ نظریہ کو مل کر ختم کرنا ہوگا۔ سرکار میں بیٹھے کچھ لوگ ہٹلر کے خوابوں کی بنیاد پر یہاں ہندو راشٹر بنانا چاہتے ہیں۔ اس طرح خطرناک فاشسٹ نظریہ کو سب کو مل کر ختم کرنا ہوگا۔ جن لوگوں کا تحریک آزادی سے کوئی تعلق نہیں رہا وہ سو کروڑ عوام کو حب الوطنی سکھانا چاہتے ہیں۔ آئین، سیکولرازم اور جمہوریت کے تانے بانے کو تہس نہس کرنے والوں کو عوام کبھی معاف نہیں کریں گے۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھ پور۔ 29 اپریل 2002، صفحہ 7)

رام ویر سنگھ بدھوڑی (دہلی کی اہم سیاسی شخصیت)

گجرات کے فسادات نے ملک پر ایک کالا دھبہ لگایا ہے اور اس سے مرکز کی قومی جمہوری اتحاد کے سیکولر اصولوں پر بھی حملہ ہوا ہے۔ گجرات میں چل رہے فسادات کے لیے صاف طور پر وزیر اعلیٰ مودی ذمہ دار ہیں اور انہیں عہدے پر رہنے کا کوئی اخلاقی یا آئینی حق نہیں ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 اپریل 2002، صفحہ 1)

دگوجے سنگھ (وزیر اعلیٰ مدھیہ پردیش)

فرقہ وارانہ فسادات پھیلانے کے پیچھے سیاسی وجہ چھپی ہوتی ہے۔ جب سیاسی قیادت ناکام ہو جاتی ہے تو فساد جیسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ سرکار چاہے تو فسادات سے نمٹنے میں کامیابی حاصل کر سکتی ہے اس کے لیے قوت ارادی کی ضرورت ہے۔ ہندو ہوں یا مسلمان سرکار کو کسی بھی مذہب کے فسادی سے سختی سے نمٹنا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002، صفحہ 12)

اے پی جے عبدالکلام (صدر جمہوریہ)

ہمارا دشمن کوئی اور نہیں غریبی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھپور، 19 مئی 2002، صفحہ 7)

اصغر علی انجینئر (سرکردہ دانشور)

گجرات میں جو کچھ ہوا اس کا ہندوتو یا ہندو دھرم سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے۔ بی جے پی کے لیے ہندوتو ایک سیاسی ایجنڈا ہے۔ اس لیے بی جے پی کے لوگ ہندوتو کے نام پر ہندو جذبات کو بھڑکا کر اپنا مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ گجرات میں تشدد پھیلانے کی بی جے پی کی پوری تیاری تھی گودھرا تو بہانہ بن گیا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 6 ضمیمہ)

شانتا کمار (سابق مرکزی وزیر و سینئر بھاجپا لیڈر)

بی جے پی کو اپنی حامی کٹر وادی ہندو تنظیموں کے چنگل سے باہر نکلنا چاہیے۔ سرکار کو یا تو وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل کو قابو میں رکھنا چاہیے یا پھر بی جے پی کو ان دونوں تنظیموں سے دوری بنانی چاہیے یہ دونوں تنظیمیں جو کچھ کر رہی ہیں وہ ہندوتو نہیں ہے۔ اگر میں گجرات کا وزیر اعلیٰ ہوتا تو فرقہ وارانہ تشدد کو دیکھتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے چکا ہوتا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 12 اپریل 2002، صفحہ 7)

بھیشم ساہنی (نامور ہندی افسانہ نگار و دانشور)

فرقہ پرست عناصر نے استاد فیاض خان کی قبر کو توڑ دیا، یہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ ثقافت پر حملہ ہے۔ ہماری ثقافت مشترکہ رہی ہے ہمارے مذہبی لیڈر بھی مشترکہ رہے ہیں۔ کبیر رحیم کس مذہب کے تھے اس سے کسی کو کوئی لینا دینا نہیں تھا یہ دونوں سبھی کے تھے۔ یہ حملہ سات سو سال پرانی مشترکہ ثقافت پر ہے۔

سوامی اگنی ویش (سرکردہ سماجی شخصیت)

مسلم خاندانوں کا بے رحمی سے قتل، ان کو زندہ جلائے جانے، چن چن کر مارے جانے کے واقعات سن کر رونا آ گیا یہ فاشزم کی جانب بڑھتے قدم ہیں جنہیں اگر شروع میں ہی پوری طاقت سے نہیں کچلا گیا تو وشو ہندو پری

شد، بجرنگ دل، سنگھ وغیرہ جو گجرات میں آج صرف مسلم بچوں کو رحم سے نکال کر آگ میں جھونک رہے ہیں کل پورے ہندوستان کو فرقہ پرستی کی آگ میں جھونک سکتے ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 13 اپریل 2002، صفحہ 3 ضمیمہ)

چندرابابو نائیڈو (وزیراعلیٰ آندھراپردیش)

وزیراعلیٰ کو تبدیل کرنا گجرات مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ حالات پر قابو پانا اور تشدد کو روکنا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 19 پریل 2002، صفحہ 7)

شمبھوناتھ شری واستو (ترجمان سمتاپارٹی)

یہ قبول کرنا بہت تکلیف دہ ہے کہ مودی اپنے آئینی فرائض کو پورا کرنے میں ناکام رہے ہیں اب تک بہت ہو چکا۔ وزیراعلیٰ نریندرمودی میں تو قوت ارادی کی کمی ہے یا ان میں انتظامیہ کی نگرانی کر پانے کی صلاحیت نہیں ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 اپریل 2002، صفحہ 1)

سی ایم ابراہیم (سابق مرکزی وزیر)

ہندوستان میں آزادی کے 50 سال بعد فرقہ وارانہ فسادات کے ذریعہ انسانوں کا خون بہایا نہیں بلکہ جلایا گیا ہے۔ گجرات میں جو واقعات ہوئے ہیں درندے بھی ایسے واقعات انجام نہیں دے سکتے۔ فسادات کے درمیان مردوں اور عورتوں کے علاوہ معصوم بچوں اور حاملہ عورتوں کو بے دردی سے جلا دیا گیا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 مارچ 2002، صفحہ 3)

سید عبداللہ بخاری (دہلی کی جامع مسجد کے سابق شاہی امام)

گجرات میں ہندو مسلم فساد نہیں ہو رہا ہے مودی سرکار عوام میں آتنک پھیلا رہی ہے۔ انہیں پوٹو کے تحت گرفتار کرنا چاہیے اور ریاست میں صدر راج نافذ کرنا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002، صفحہ 7)

سید شہاب الدین (سرکردہ مسلم دانشور و مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اہم رکن)

ریاستی انتظامیہ نے جہاں مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے وہیں ریاست کے وزیر اعلیٰ نے ذاتی طور پر تشدد کو ہوا دی اور قانون توڑنے والے عناصر کا ساتھ دیا اور ان کی مدد کی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 6 مارچ 2002، صفحہ 6)

طارق انور (نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے سینئر لیڈر)

گجرات میں کھلے عام اور منصوبہ بند طریقے سے مسلمانوں کا قتل عام ہوا اور ان کی جائیدادیں تباہ کی گئیں اس کی ساری ذمہ داری بی جے پی کی ریاستی سرکار پر ہے۔ جس کی کم سے کم سزا یہ ہوسکتی ہے کہ اسے برخاست کردیا جائے۔

عبیداللہ اعظمی (ممبر راجیہ سبھا کانگریس)

گجرات کا فساد فرقہ وارانہ نہیں بلکہ یہ سرکاری دہشت گردی ہے۔ ٹرین کے واقعہ کے بعد بے قصور لوگوں پر جس طرح کی درندگی کا مظاہرہ ہوا ہے اسے انسانیت کا قتل عام سمجھنا چاہیے۔ جس طرح ٹرین میں مارے گئے لوگ بے قصور تھے اسی طرح گجرات میں جلائے گئے لوگ بھی بے قصور ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002، صفحہ 5)

اشوک گہلوت (وزیر اعلیٰ راجستھان)

بی جے پی کے پاس فرقہ وارانہ سیاست کے علاوہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ گجرات میں جو ہوا اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ فساد انسانیت کے نام پر کلنک ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی 28 مارچ 2002، صفحہ 2)

پرویز مشرف (صدر پاکستان)

مسلمانوں کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی اور جان و مال کی تباہی سے پاکستان کے عوام میں تشویش پائی

جاتی ہے۔ جو عناصر اس طرح کے واقعات کے ذمہ دار ہیں ان کو گرفتار کر کے سزا دی جائے۔ 27 فروری کو ٹرین پر حملہ افسوس ناک ہے لیکن اس واقعہ کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت نہ کی جائے اور ان کے قتل کا لائسنس حاصل کر لیا جائے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی 6 مارچ 2002، صفحہ۔1)

فلپ ریکر (ترجمان امریکی وزارت خارجہ)

اس طرح کی لڑائی سے کسی کو بھی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کو چاہیے کہ مل کر رہیں اور آپسی اختلافات کا حل تلاش کریں۔ اس طرح کا تشدد بے قصور لوگوں کی جان لیتا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 17 اپریل 2002، صفحہ۔1)

ٹیرسٹا اسکیفر (امریکی وزارت خارجہ میں جنوب ایشیائی معاملوں کی سابق انچارج)

گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی کی سرکار کی صلاحیتوں کے لیے چیلنج ہیں۔ امریکہ بھی ان حالات کیلئے فکر مند ہے۔ واجپئی کے اپنے دوست ہی ان کے سامنے مشکلات پیش کر رہے ہیں۔ اپنے بازو کی جماعتوں سے نمٹنے کے لئے سخت کاروائی کرنی چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 3 مارچ 2002، صفحہ۔12)

جوسیکا فشر (وزیر خارجہ جرمنی)

جرمن سرکار بھارت کی ریاست گجرات میں جاری فسادات کی سخت مذمت کرتی ہے۔ گجرات میں مارے گئے لوگوں، زخمیوں اور جلے ہوئے گھروں کی خوفناک تصویروں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حالات بہت نازک ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 2 مارچ 2002، صفحہ۔12)

بل گراہم (سرکردہ مغربی صحافی)

بھارت سرکار گجرات میں بھڑکے فسادات پر قابو پانے کی کوشش کرے۔ ہندوستانی شہری تشدد سے باز

ہندوستانی شہری تشدد سے باز آئیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اچانک بھڑکے تشدد پر قابو پانا بھارت سرکار کے بس سے باہر ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی 2 مارچ 2002، صفحہ۔1)

سابق صدر کے آر نارائنن (سابق صدر جمہوریہ)

گجرات میں جاری تشدد کی وارداتوں اور مارکاٹ سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ میں سبھی شہریوں سے اپیل کرتا ہوں کہ فرقہ وارانہ تشدد کو ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں جس نے پوری ریاست کو تباہ کر دیا ہے اور پچھلے دو مہینے سے ابھی بھی جاری ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 30 اپریل 2002، صفحہ۔1)

گجرات کے واقعات سے میرا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ اگر پولیس نے مستعدی سے کام لیا ہوتا تو اتنی جانیں نہیں جاتیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 9 مارچ 2002، صفحہ۔1)

آئی کے گجرال (سابق وزیر اعظم)

گجرات اور 1984 کے سکھ مخالف فسادات میں کوئی فرق نہیں۔ گجرات میں مسلمانوں کے خلاف جو تشدد ہوا اس سے ملک کی سیکولر بنیادوں کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ تشدد نے ۱۹۴۷ کی بھیانک یادیں تازہ کر دی ہیں۔

سید شاہنواز حسین (مرکزی وزیر شہری ہوابازی)

ریاستی پولیس نے فسادیوں سے سختی سے نمٹنے میں فوراً پہل کرنے میں تاخیر کی جس کی وجہ سے حالات دھماکہ خیز ہو گئے۔ اس حالت میں بی جے پی کی ساکھ کو دھکا پہنچا ہے۔ ان فسادات نے 1984 کے وحشیانہ دنوں کی یاد دلا دی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 5 مارچ 2002، صفحہ۔1)

سنیل شاستری (ترجمان بھاجپا)

گجرات کا قتل عام کانگریس کے ذریعہ اقتدار ہتھیانے کی ایک منصوبہ بند سازش ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ ہے کہ کانگریس سمیت کسی بھی سیکولر جماعت نے گودھرا واقعہ کی مذمت کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ کانگریس پارٹی گجرات کارڈ کھیل کر بی جے پی کو بدنام کرنا چاہتی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 7 مئی 2002، صفحہ۔ 7)

کانشی رام (صدر بہوجن سماج پارٹی)

فسادزدہ گجرات میں حالات سے نمٹنے کے لیے مرکز کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ گجرات میں اسمبلی انتخابات کا مطالبہ کرنا چاہیےاور ریاست کی حکمراں جماعت کی قسمت کا فیصلہ عوام کو کرنے دینا چاہیے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 7 مئی 2002، صفحہ۔ 7)

شرد پوار (صدر نیشنلٹ کانگریس پارٹی)

بی جے پی نے آئندہ انتخابات جیتنے کے لیے فسادات کا کھیل چلایا ہے۔

(راشٹریہ سہارا، گورکھپور، یکم مئی 2002، صفحہ۔ 13)

اجیت سنگھ (مرکزی وزیر زراعت)

گجرات میں فرقہ پرست طاقتوں کا ایک برا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ اور قانون وانتظام کی حالت خراب ہے۔

میگھا پاٹیکر (سرکردہ سماجی کارکن و ماحولیات حامی)

مودی نے جمہوریت کے سبھی اصولوں کو پوری طرح نظرانداز کیا اور ریاست کے عوام کے بنیادی حقوق تک کی خلاف ورزی کی ہے۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، 10 اپریل 2002، صفحہ۔ 10)

وزیراعظم اٹل بہاری باجپئی کے نام

جسٹس محمد شمیم، چیئرمین قومی اقلیتی کمیشن کا مکتوب

عزت مآب وزیراعظم!

میں آپکو یاددلانا چاہونگا کہ آپ نے گجرات کے حالات پر تشویش کا اظہار کرنے اوراس تعلق سے جو اقدامات کئے گئے ان سے آپکو آگاہ کرنے کی غرض سے 5/مارچ 2002 کو ملاقات کا وقت دیا تھا۔آپ نے اس کمیشن کے اقدامات کی ستائش کی تھی اور مشورہ دیا تھا کہ کمیش کو جلد از جلد گجرات کا دورا کرنا چاہئے۔

قومی اقلیتی کمیشن نے احمد آباد میں کرفیو اٹھنے کے دوسری ہی دن 13 اور 14 مارچ کو گجرات کا دورہ کیا۔وہاں گورنر، وزیراعلی اور 350 سے بھی زیادہ دیگرلوگوں سے ملنے کے علاوہ کمیشن نے شاہ عالم میں سب سے بڑے راحت کیمپ کا بھی دورہ کیا۔احمد آباد کے اس کیمپ میں کسی سینئر ذمہ دار وفد کا یہ پہلا دورہ تھا۔کمیشن نے ایک مکمل اور تفصیلی رپورٹ تیاری کی ہے جس میں صورتحال کی حقیقی آگاہی کے ساتھ ساتھ ہماری سفارشات بھی شامل ہیں۔

کمیشن کی جانب سے یہ کہنا چاہونگا کہ ہمیں یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ وزیراعظم بہ نفس نفیس جلد ہی احمد آباد کا دورہ کرنے والے ہیں۔اس سے گجرات کے زخموں کا مزید مداوا ہو سکے گا جس کی شدید ضرورت ہے۔ اپنے دورے کے دوران آپ بعض اقدامات کا اعلان کرسکتے ہیں جن کی جانب میں اس تحریر میں اشارہ کررہا ہوں۔

سب سے شدید ضرورت اقلیتی فرقہ کے لوگوں میں اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت کی ہے نہ صرف ان لوگوں میں جو 93 کیمپوں میں 97000 لوگ ہیں بلکہ ان تمام لوگوں میں جو ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ سے جاری تشدد کے سبب اپنی زندگی افراتفری کے شکار ہیں۔ان کے لئے حالات کو معمول پر لانے کی اور جذباتی، سماجی

اور اقتصادی طور سے امداد دیئے جانے کی ضرورت ہے۔

محترم وزیر اعظم سے ہماری پہلی سفارش یہ ہے کہ آپ گجرات کے المیہ کے شکار لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوں اور ان کے زخموں پر مرہم رکھیں۔ آتشزنی اور تشدد سے نا قابل تلافی نقصان لوگوں کی املاک کا ہوا ہے۔ خاص طور سے مسلمانوں کی معشیت کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ وزیر اعظم اپنے راحت فنڈ سے ان کے لئے ریلیف کا اعلان کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ریاستی حکومت جان و مال کے نقصان کے معاوضہ کا اعلان کر سکتی ہے اور بات کو یقینی بنا سکتی ہے کہ راحت متعلقہ لوگوں تک پہنچ سکے۔

جانی نقصان کا درست جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور ہر مہلوک کے پسماندگان کو مساوی معاوضہ دیا جانا چاہئے۔ احمد آباد کے 49 کیمپوں اور ریاست کے دوسرے شہروں کے 44 کیمپوں میں جو لوگ ہیں ان کی آبادکاری کے لئے کسی پیکج پر کام کیا جانا چاہئے۔ کیمپوں میں بھی خوراک اور صحت سے متعلق خدمات کا مناسب انتظام کیا جانا چاہئے۔

کیمپوں میں اقتصادی سرگرمیوں شروع کی جانی چاہئیں تا کہ جو لوگ کیمپوں میں ہیں وہ کچھ رقم کما سکیں ۔جن کا گھر بار ختم ہو چکا ہے ان کو باز آباکاری کے لئے زمین دی جانی چاہئے۔

ریزرو بنک آف انڈیا سے کہا جانا چاہئے کہ املاک و تجارت کے نقصان کا اندازہ لگائے تا کہ فسادات کے شکار لوگوں کو قرضے وغیرہ دینے کے لئے سرکاری شعبہ کے بنکوں کو مناسب ہدایت دی جا سکے۔

مذہبی مقامات، مساجد، مندر درگاہ کو جو نقصان پہنچایا گیا ہے وہ قابل غور ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کمیشن کو یقین دلایا تھا کہ ان کی بحالی کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں گے۔ اب تک اس تعلق سے چند اقدامات کی ہی اطلاع ہے۔ مذہبی مقامات کی بحالی سے اعتماد پیدا کرنے میں زبردست مدد ملے گی۔

انتظامیہ پر لوگوں کے اعتماد میں کمی آئی ہے اور وقت کا تقاضہ ہے کہ اس اعتماد کو جتنا جلد موقع ملے بحال کیا جائے۔ اگر حساس علاقوں میں دوسرے افسران کے ساتھ اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افسران کو بھی تعینات کیا جاھے تو یہ بہتر انتظامیہ اور اعتماد سازی کے حق میں ایک اہم قدم ہوگا۔ فسادات کے دوران پولس اور سول افسران

کے ذریعہ بہت اچھی کارکردگی کی بھی مثالیں سامنے آئی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بجائے اس کے ان کی کارکردگی کی تعریف وتوصیف کی جاتی ان کو نشانہ بنا کران کا تبادلہ کیا گیا ہے۔اس لئے میں وزیر اعظم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سپریم کورٹ کے موجودہ جج کے ذریعہ غیر جانبدار انکوائری کرائیں تا کہ گجرات فسادات کے تمام حقائق روشنی میں آسکیں۔

ریاستی حکومت کوطویل المدتی اور قلیل المدتی منصوبہ سازی کر کے ریاست کی تعمیر،نو ریاستی مشیزی میں عوام کا اعتماد بحال کرنے اور پورے گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات کا اعادہ نہ ہو،اس کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں تا کہ باقی ملک میں بھی فرقہ وارانہ ہم آہنگی باقی رہے۔

جسٹس محمد شمیم

چیرمین قومی اقلیتی کمیشن

چراغ امن و اماں
کے بجھانا چاھتا ھے !

ہر آن سازشِ نو میں پھنسانا چاہتا ہے
میں سر اٹھا ہی نہ پاؤں زمانہ چاہتا ہے
جہاں کہیں بھی میں طاقت کی شکل میں ابھروں
وہیں وہ سانحہ "کربلانہ" چاہتا ہے
میں جس کے ہاتھ پہ بیعت کا سخت منکر ہوں
وہ پھر انی پہ مرا سر اٹھانا چاہتا ہے
مرے وجود سے اس درجہ خوف ہے اس کو
کہ میرا نام و نشاں ہی مٹانا چاہتا ہے
میں اپنا ہاتھ بڑھاتا ہوں دوستی کا مگر
وہ اپنے آگے مرا سر جھکانا چاہتا ہے
یہ کس چراغ کا جن ہے جو سارے بھارت سے
چراغ امن و اماں کے بجھانا چاہتا ہے
ہزاروں بار گریں بجلیاں یہاں لیکن
وفا پرندہ یہیں آشیانہ چاہتا ہے

ڈاکٹر فریاد آذر

سوچو! آخر کب سوچیں گے

درہم بر ہم دونوں سوچیں
کیسی بدبو پھوٹ رہی ہے

مل جل کر ہم دونوں سوچیں
پتی پتی ٹوٹ رہی ہے

زخم کا مرہم دونوں سوچیں
خوشبو سے ناراض ہیں کانٹے

سوچیں، پر ہم دونوں سوچیں
گل سے خوشبو روٹھ رہی ہے

گھر جل کر راکھ ہو جائیگا
خوشبو رخصت ہو جائیگی

جب سب کچھ خاک ہو جائیگا
باغ میں وحشت ہو جائیگی

تب سوچیں گے
تب سوچیں گے

سوچو ! آخر کب سوچیں گے
سوچو! آخر کب سوچیں گے

اینٹ اور پتھر راکھ ہوئے ہیں
ماں کی آہیں چیخ رہی ہیں

دیوار و در راکھ ہوئے ہیں
ننھی باہیں چیخ رہی ہیں

ان کے بارے میں کچھ سوچو
قاتل اپنے ہم سائے ہیں

جن کے چھپر راکھ ہوئے ہیں
سونی راہیں چیخ رہی ہیں

بے بال و پر ہو جائیں گے
رشتے اندھے ہو جائیں گے

جب خود بے گھر ہو جائیں گے
گونگے بہرے ہو جائیں گے

تب سوچیں گے
تب سوچیں گے

سوچو ! آخر کب سوچیں گے
سوچو! آخر کب سوچیں گے

فاقے سے مجبور مرے ہیں
ٹیپو کے ارمان جلے ہیں

محنت کش مزدور مرے ہیں
باپو کے احسان جلے ہے

اپنے گھر کی آگ میں جل کر
گیتا اور قرآن جلے ہیں

معروف و مشہور مرے ہیں
حد یہ ہے انسان جلے ہیں

ایک قیامت در پر ہوگی
ہر تیرتھ استھان جلے گا

موت ہمارے سر پر ہوگی
سارا ہندوستان جلے گا

تب سوچیں گے
تب سوچیں گے

سوچو ! آخر کب سوچیں گے
سوچو ! آخر کب سوچیں گے

ڈاکٹر نواز دیوبندی

''کوئی سمجھاؤ مجھے یہ فلسفہ گجرات کا''

''انتقامی بھاؤنائیں'' سانحہ گجرات کا
''دھرتی ماں'' پھر نذر تجھ کو ''زلزلہ'' گجرات کا

رنگ لائیگا یقیناً بے گناہوں کا لہو
ایک دن مانگے گی قدرت خوں بہا گجرات

جلتے انساں، خوف و دہشت، بے سبب حیوانیت
کس قدر دل دوز ہے یہ المیہ گجرات کا

آنے والے کل کا منظر دیکھ لیں اہل وطن
رو برو رکھا ہے سب کے آئینہ گجرات کا

کیسی منطق ہے یہ لوگو! اور کیسا فلسفہ؟
یہ ''عمل'' ''رد عمل'' ہے گودھرا گجرات کا

سلسلہ رد عمل کا گریوں ہی چلتا رہا
ملک بھر میں بڑھ نہ جائے دائرہ گجرات کا

کس سے اب انصاف مانگیں کس کو اب آواز دیں
قاتلوں میں خود امیر شہر تھا گجرات کا

راشد حامدی نئی دہلی

"انسانوں کا حیوان ہونا"

یہی ہے اپنی بھارت ماتا
بھارت ماتا بھاگیہ ودھاتا
لیکن جو کچھ دیکھ رہا ہوں
کاش میں یہ سب دیکھ نہ پاتا
ڈری ڈری سی سب کی آنکھیں
اُترا اُترا سب کا چہرہ
شہر شہر اور بستی بستی
نفرت کی اک آگ لگی ہے
کوئی نہیں ہے پوچھنے والا
کیسی ہاہا کار مچی ہے
کوئی بھی صوبہ، کوئی علاقہ
نفرت سے محفوظ نہیں ہے
کوئی بھی بستی، کوئی بھی قصبہ
ذلت سے محفوظ نہیں ہے
دیکھو ایک سپوت کو دیکھو
ماں کے خون کو چاٹ رہا ہے
دیکھو بہادر بھائی کو دیکھو
بہن کی چھاتی کاٹ رہا ہے
وہ دیکھو ننھا سا بچہ
شعلوں میں پھینکا جاتا ہے
موت کا سایہ، بادل بن کر
آنگن آنگن لہراتا ہے
جہاں جایئے ، جدھر دیکھئے
جھگڑا جھگڑا ، نفرت نفرت !
ایسی درگت اس دھرتی کی؟
توبہ ، توبہ لعنت لعنت!
رشی منی اوتار کہاں ہیں
گوتم کو اور رام کو لاؤ !
چشتی اور کبیر کو ڈھونڈو
نانک اور گھنشام کو لاؤ
کہاں ہے جھانسی والی رانی؟
کہاں ظفر ہیں، کہاں ہیں ٹیپو
دیکھ لیں آکے اپنے وطن کو
کہاں ہیں گاندھی ، کہاں ہیں نہرو؟
گوتم کا وہ گیان کہاں ہے ؟
جین دھرم کی شان کہاں ہے ؟
کہاں ہے نانک دیو کی بانی ؟
گیتا اور قرآن کہاں ہے ؟
کہاں ہے وشوا متر کی آنکھیں ؟
کہاں گیا اجمیر کا سونا؟
سب کو بلاؤ اور دکھاؤ ؟
انسانوں کا حیواں ہونا !!

قیصر صدیقی سمستی پوری

آگ کو دعوت مت دو

نفرتیں آگ ہیں!

اس آگ کو دعوت مت دو!

یہ بھڑکتی ہے تو ہر گھر کو جلا ڈالتی ہے

پل میں املاک کو خاشاک بنا ڈالتی ہے

کھل نہیں پاتے کسی دل میں محبت کے گلاب

پھیل جاتا ہے بہر سمت جہنم کا عذاب

نفرتیں آگ ہیں۔ اس آگ کو دعوت مت دو!

مذہب اور دھرم کے ماتھے کے سر پے سجاؤ نہ اسے

مذہب اور دھرم ہدایت ہیں، عداوت کب ہیں؟

اوج انساں کی حکایت ہیں۔ سیاست کب ہیں؟

حسن اخلاق کی حرمت ہیں۔ یہ نفرت کب ہیں؟

مذہب اور دھرم سے ملتا ہے شعور ہستی

عافیت کا سر و سامان

سکوں کی مستی

مذہب اور دھرم کے پردے میں

یہ نفرت کیسی

نفرتیں آگ ہیں ۔ اس آگ کو دعوت مت دو!

نفرتیں زہر ہیں ۔ انساں کو بقا کیا دیں گی؟

نفرتیں آگ ہیں ۔ شعلوں کے سوا کیا دیں گے

نفرتیں ظلمتِ بے باک ہیں اے ہم وطنو!

نفرتیں آگ ہیں ۔ اس آگ کو دعوت مت دو

نفرتیں ترک نہ کیں تم نے تو اے ہم وطنو!

عظمتِ قوم و وطن خاک میں مل جائیگی

قہقہے موت لگائیگی ہر اک سمت یہاں

جس طرف دیکھو گے بس آگ نظر آئے گی

نفرتیں آگ ہیں ۔ اس آگ کو دعوت مت دو!

ظفر مراد آبادی

1889 - سوئی والان

انجام بتادے کوئی

کاش اس دور کو آئینہ دکھادے کوئی
کیا ہے اس ظلم کا انجام بتادے کوئی
قصے چنگیز و ہلاکو کے سنا کر کشور
پردے غفلت کے نگاہوں سے اٹھادے کوئی

لاکھ پردوں میں رہے ظلم کا بانی کشور
خون خود مسکن قاتل کا پتہ بتا دیتا ہے
صبر کو جبر کی شدت سے مٹانے والے
صبر ہر دور میں جینے کی ادا دیتا ہے

اڑائی جائیں گی اخلاق کی یہ دھجیاں کب تک
گریں گی آشیانوں پر ہمارے بجلیاں کب تک
کوئی حد بھی ہے جور ناروا کی اے چمن والو
نہ آئے گی لب خاموش پر آخر فغاں کب تک

دشمنی دل سے بھلا دو دوستی پیدا کرو
زندگی میں اک شعور زندگی پیدا کرو
چاہتے ہو گر زمانے میں رہے اپنا وقار
ہند والو اتحا د باہمی پید ا کر و

اندھیروں کو مٹانے کے لئے لڑتے تو اچھا تھا
چراغ دل جلانے کے لئے لڑتے تو اچھا تھا
لڑے آپس میں تم تو اور نفرت ہوگئی پیدا
جو نفرت کو مٹانے کے لئے لڑتے تو اچھا تھا

وقت کے مظلوم اک دن یہ بھی منظر دیکھنا
خود پھنسے گا جال میں اپنے ستمگر دیکھنا
شرط یہ ہے صبر کا دامن نہ چھوٹے ہاتھ سے
رنگ لائیگا کسی دن دیدۂ تر دیکھنا

کشور عثمانی

جنگل

خواہشوں کا یہ گھنا جنگل، کہ جس میں

دھوپ بھی چھن کر نہیں آتی

اندھیرے کی ہر اک سو حکمرانی

سرسراتے پھرتے ہیں جھونکے ہوا کے

پیڑ آپس میں ہیں سب دست و گریباں

مختلف شاخوں کی باتیں

دوسروں کی گردنوں میں ہیں حمائل

جرم کا احساس بھی اور لذت آسودگی بھی

ذائقے حرص و ہوس کے

سب کو چکھنے کی ہے عادت

دھیرے دھیرے پھیلتا جاتا ہے جنگل

اور اس میدان کی وسعت سکڑتی جا رہی ہے

جس میں شفاف چشمے

دھوپ کا آنچل پر افشاں

پیار کے گلشن، قناعت کے دبستاں

جسم و جاں کو فرحتیں بخشے جو، وہ خوشیوں فراواں

دھیرے دھیرے بڑھتا جاتا ہے گھنا جنگل اندھیری خواہشوں کا

رفعت سروش

ہم غریبوں کی آبادیاں جل گئیں

آپکی تو فقط لکڑیاں جل گئیں
ہم غریبوں کی آبادیاں جل گئیں

بغض و نفرت کے شعلے بھڑکنے لگے
شوخ چہروں کی شادابیاں جل گئیں

زندگی بھوک سے بلبلاتی رہی
ظلم کی آگ میں روٹیاں جل گئیں

ایک چنگاری کا یہ نتیجہ ہوا
لہلہاتی ہوئی کھیتیاں جل گئیں

آپسی پیار کے پھول کمھلا گئے
وہ مہکتی ہوئی وادیاں جل گئیں

جب سمندر ہی شعلے اگلنے لگا
جتنی ساحل پہ تھیں کشتیاں جل گئیں

ہر طرف موت کا رقص جاری ہوا
کتنی ہی نامور ہستیاں جل گئیں

جس کی گنتی کبھی سایہ داروں میں تھی
اُس گھنے پیڑ کی ڈالیاں جل گئیں

شہر در شہر عظمتؔ لگی آگ کو
دیکھتے دیکھتے پتلیاں جل گئیں

عظمت صدیقی سہارنپوری

سب کو سمتی دے بھگوان

سابرمتی ایکسپریس میں اک رات
میں نے گزاری جلتے ہوئے شووں کی
راکھ کے ساتھ
پلیٹ فارم سنسان تھا، کوئی نہیں تھا وہاں
اسٹیشن ماسٹر، قلی چائے بیچنے والے
سبھی
ہوگئے تھے گماں
خاموش ہوگئی تھی یقیں کی گھڑی......
......پاس کے گاؤں سے اٹھ رہا تھا
ان گنت معصوم چیخوں کا دھواں......
......اچانک میں زور سے چلایا
'ہے رام'
گیان ہوا جیسے میرے بالکل قریب
بیٹھے ہوئے ہوں باپو
لاٹھی ان کے ہاتھ میں اب بھی ہے
لیکن اس میں پڑ گئی ہے درار
ناک پہ گو گول عینک
اب بھی ٹکی ہوئی ہے
لیکن شیشوں کا رنگ، چیخ کے
ہو گیا لال ......
باپو...... باپو...... باپو......
میں نے ان سے کچھ کہنا چاہا
پرنو رکھ دیا انہوں نے
میرے منہ پہ ہاتھ
گویا ہوئے ، لقوائی لہجے میں
آج میں گزاروں گا
اسی سابرمتی ایکسپریس میں
تمہارے ساتھ یہ رات
صبح جب پرلے ہوگی
تو دونوں ہاتھ پسار کے
ایک ہی سر میں روئیں گے
مناجات......
ایشور، اللہ تیرو نام
سب کو سمتی دے بھگوان!

محمد صلاح الدین پرویز

یہ ہنگامے ترے دامن میں اے گنگ و جمن کب تک ؟

مزاجِ آدم خاکی میں یہ دیوانہ پن کب تک
پھلے پھولے گا بھارت میں صلیبوں کا چمن کب تک

نہ جانے کب مٹیں گی ظلمتیں فرقہ پرستی کی
اُجالے پر اندھیرے کا رہے گا پیرہن کب تک

کبھی اہل خرد سنجیدگی سے تم نے سوچا ہے
رہے گی خون سے رنگیں تاریخ وطن کب تک

نہ گلشن پھونک دیں شعلے کہیں فرقہ پرستی کے
تعصب اور نفرت کا یہ بدلے گا چلن کب تک

یہ تخریب و تباہی، بھید بھاؤ اور خوں ریزی
ستم ڈھائیگا، تو ہم پر بتا چرخِ کہن کب تک

دکھائے گی کہاں تک رنگ یہ ماحول کی تلخی
رہیگی میت انصاف بے گورو کفن کب تک

ہم اپنے خون کی قسطیں ہزاروں دے چکے لیکن
ادا ہوگا ترا قرضہ بتا خاکِ وطن کب تک

وطن جن کی بدولت آج رسوائے زمانہ ہے
یہ ہنگامے ترے دامن میں اے گنگ وجمن کب تک

بتا اے گردشِ دوراں کہ تیرا فیصلہ کیا ہے
جبین وقت پر باقی رہے گی یہ شکن کب تک

تری دنیا میں کیا انصاف کا فقدان ہے یارب
رہیں گے ہم جہاں میں زینت دار و رسن کب تک

نہ بھولیں یہ کہ صبر وضبط کی اک حد بھی ہوتی ہے
ہمارا امتحاں لیں گے رضی ترشول زن کب تک

علامہ رضی بدایونی

بڑی ہے اسکی عدالت
ہر اک کی عدالت سے

گزر رہا ہے چمن آج کس قیامت سے

لرز رہے ہیں دورو بام خوف و دہشت سے

یہ کیسی آگ ہے! بجھتی نہیں کسی بھی طرح

جھلس گیا رخِ ہندوستاں تمازت سے

یہ کیا کہ جل گیا نفرت کی آگ سے گجرات

ابھی تو سنبھلا نہ تھا زلزلوں کے ہیبت سے

لہو لہان ہوئی سرزمین ''باپو'' کی

سلگ اُٹھی ہیں فضائیں دلوں کی نفرت سے

ہوا میں جسموں کے جلنے کی بو ہے پھیلی ہوئی

گزر رہے ہیں ہم اک عرصۂ قیامت سے

ہوئی ہے سر بہ گریباں پھرآدمیت آج

جھکا ہے پھر سر انسانیت ندامت سے

دھوئیں نے ڈھانپ لیا ہے فضائے عالم کو
زمانہ دیکھ رہا ہے نگاہِ حیرت سے

درندے بھی نظر آتے ہیں منھ چھپائے ہوئے
ہیں شرمسار سب انساں کی بربریت سے

ہماری نسل کشی کی تو یہ نہیں سازش؟
دلوں میں جاگا ہے احساس آج شدت سے

جسے بھی دیکھو ہمارے لہو کا پیاسا ہے
محافظوں نے بھی دیکھا ہے ہم کو نفرت سے

ہے کون ! رکھے جو مرہم ہمارے زخموں پر؟
ہے کون ! ہم کو لگائے گلے محبت سے

ہزار زلزلے آئے، قیامتیں ٹوٹیں !!
ہوئے نہ ہم کبھی مایوس اس کی رحمت سے

امید صرف ہے انصاف کی اُسی سے قمرؔ
بڑی ہے اُس کی عدالت ہر اک عدالت سے

قمر سنبھلی

تاحد نظر خون

کیا خون کا عالم ہے ادھر خون، اودھر خون
جس سمت نظر اٹھتی ہے ، آتا ہے نظر خون

ہیں خوں میں نہائے مری دنیا کے شب و روز
بر ساتی ہے گھر پر مرے ہر شام و سحر خون

ہے خوں ہی اثاثہ مرے اجڑے ہوئے گھر کا
دیتی ہے مجھے تحفہ ہر اک راہ گذر خون

روشن ہیں نئے ڈھب سے درندوں کی دکانیں
بازار میں ارزاں ہے بہ انداز زرد دیگر خون

جلتے ہوئے دم توڑتے جسموں کے یہ انبار
بہتا ہوا سڑکوں پہ، یہ تاحد نظر خون

کیا کہتے ہیں خاموش نقوش درو دیوار
دیکھو کہ سنا تاہے یہ کیا تازہ خبر کون

سفاکوں کے لب پر ہے عجب نغمۂ رنگیں
اب کے جلتی اگر بچ گیا، جائگا کدھر خون

اے اہل سفر! نقد دل و جاں کا بدل ہے
لے جائے سوغات میں ہنگام سفر خون

قاتل کبھی مقتول بھی ہو سکتا ہے، سوچو!
سوچو، کہ لئے جاتا ہے تم کو یہ کدھر خون

اے اہل وطن! کھیل نہیں خون کی بازی
کردے نہ کہیں تم کو بھی اب زیر و زبر خون

کب تک لب قاتل پہ رہے گا یہ تبسم
کب تک نہ دکھا ئیگا رئیس اپنا اثرخون

رئیس نعمانی

آگ لگائی کس نے ؟

ہر طرف چھایاہوا خوف کاعالم کیسا
ہر طرف لتھڑے ہوئے خون میں انساں کیسے
فرقہ وارانہ تنفر کی ہوائیں کیسی
بھائی چارہ ہوا انگشت بدنداں کیسے

☆☆☆

گلشن ہند میں یہ آگ لگائی کس نے
اور پُرکھوں کی تمناؤں کو پامال کیا
پیا ر کے کہنہ چراغوں کو بجھایاکس نے
اور محبت کی روایات کو بد حال کیا

☆☆☆

بربریت کے امیں رقص شرر کے شیدا
دیش کے حق میں وفادار نہیں ہو سکتے
راہِ آئین مساوات سے بچنے والے
رنگ تفریق سے بیزار نہیں ہو سکتے

☆☆☆

ظلم کی راہ پہ بیباکی سے چلنے والو
ُظلم کی ناؤ بہت دیر نہیں چل سکتی
دست قدرت کے شکنجہ سے نہ بچ پاؤ گے
جبر کی شاخ تو تا دیر نہیں پھل سکتی
بر بریت کے مظاہر پہ جو خنداں ہیں ابھی

☆☆☆

ایک دن انکو بڑے کرب سے رونا ہوگا
پستی فکر وخیالات کے انگاروں پر
ان کے احوال پریشاں کا بچھونا ہوگا

کفیل الرحمن نشاط

حکمراں کوئی نہیں

روئیں جس پر رکھ سر کاندھا یہاں کوئی نہیں
سب نظر آتے ہیں دشمن مہرباں کوئی نہیں

جلتی لاشوں کا یہ جنگل ہے درندے ہیں یہاں
آدمی کا دور تک نام ونشاں کوئی نہیں

چیختا انصاف اور دم توڑتی انسانیت
شہر میں گاندھی کے اب جائے اماں کوئی نہیں

قاتلوں کے ساتھ مل جاتے ہیں ہمسائے یہاں
دوست کہلائے جو وقت امتحاں کوئی نہیں

ہو رہی ہے غالبًا ترشول سے تطہیر نسل
ایسا لگتا ہے مرا ہندوستاں کوئی نہیں

ظلم کے سیلاب سے مغموم ہیں منصف مزاج
بات انکی سننے والا حکمراں کوئی نہیں

زلزلے بھی. ظالموں کو دے نہ پائے کچھ سبق
کیا اہنسا کا پجاری اب یہاں کوئی نہیں

صاحب ثروت تھے جو کل آج وہ محتاج ہیں
سننے والا جن کی فریاد و فغاں کوئی نہیں

ظلم جاری، حکمراں جھوٹی تسلی پر اٹل
ہتھکڑی مجرم کے ہاتھوں میں وہاں کوئی نہیں

کیسے بدلے گی وہاں ظلم و تشدد کی فضا
غیر جانبدار حاکم ہی جہاں کوئی نہیں

کب مٹانے سے کسی کے نجم مٹتا ہے کوئی
اس کا ہے اللہ جس کا پاسباں کوئی نہیں

نجم مظفر نگری

مکھوٹا

ہم سمجھتے تھے ترے سینے میں
واقعی، دل یہ دھڑکتا ہوا دل
کسی شاعر، کسی فنکار کا ہے
جو تڑپ اٹھتا ہے چیخیں سن کر
جس کی آنکھوں میں دھواں
چبھتا ہے جلتے ہوئے شہروں کا
شرم سے جس کا جھکا جاتا ہے سر
دیکھکر جلتی ہوئی لاشوں کو
جو جھجھکتا ہے سفر کرتے ہوئے
کھائے جاتا ہے یہ احساس اسے
''میں جہاں جاؤں گا
کچھ آنکھیں سوالی ہونگی
کون سا چہرہ میں لے کر جاؤں؟
ملک سے دور وطن سے باہر''

لیکن اب لوٹا سفر سے تو ہوا ہے محسوس
رخ بھی بدلا ہوا، لہجہ بھی جدا
اور چہرے سے ہے یکسر
وہ نقاب اتری ہوئی
سوچتا ہوں یہ ''مکھوٹا'' تو قمر
کسی شاعر کا
کسی صاحب دل کا
تو نہیں ہو سکتا
وہ کوئی اور ''کوی'' ہوگا
پڑھیں تمھیں یاد ہو!
جس کی ''اکیادن کو بتائیں'' ہم نے
ہم سمجھتے تھے ترے سینے میں
واقعی دل یہ دھڑکتا ہوا دل!
کسی شاعر کسی فنکار کا ہے

قمر سنبھلی

نئی کربلا

ہر ایک اہل نظر آج دیکھ سکتا ہے
کہ ظلم ہی نہیں، ظلم شدید ہیں کتنے
ہر اک سمت یہاں پر یزید ہیں کتنے
یزید ایک تھا اور اب مزید ہیں کتنے
اب اور اس کے جہاں میں مرید ہیں کتنے
اور حق کی راہ میں محروم دید ہیں کتنے
نئی ہے پیاس، نئی کربلا، نئے ہیں یزید
نئے ہیں شمر، نئے حرملہ، نئے خولی
نئے مکانوں کے جلنے کی رسم جاری ہے
زمیں پہ خون، فضا میں دھواں ہے لاشوں کا
نئے سناں ہیں، نئے تیر اور نئے خنجر
نئی نئی ہیں، چمکتی ہیں جتنی تلواریں
ہر اک چیز نئی آج ہے زمانے میں

برائے ظلم وستم ....

برائے جورو جفا ....

برائے قہر و غضب ....

برائے مکر و ریا ....

مگر...

نیا حسینؑ زمانہ کوئی بنا نہ سکا

نئے حسینؑ کو آواز دے رہی ہے زمیں

نئے حسینؑ کو آواز دے رہا ہے فلک

نئے حسینؑ کو انسانیت بلاتی ہے

نئی حسینؑ کو نکلے ہیں ڈھونڈنے کو ملک

نئے حسینؑ کے بیکارانتظا ر میں ہو

نئے حسینؑ جہاں میں کوئی نہ آیگا

اسی لئے یہ تقاضہ ہے وقت کا ہم سے

یزید وقت سے ہرگز نہ آج گھبرائیں

ہر ایک ظلم و تشدد پہ بڑھ کے چھا جائیں

یہی ہے راہ کہ عزم حسینؑ اپنائیں

ڈاکٹر عظیم امروہوی

پیالہ چھلک نہ جائے کہیں صبر کا

ہم سے کہا گیا ہے کہ پھر امتحان دیں
ان کا کہا کریں گے فقط یہ زبان دیں

جو بھی وہ چاہتے ہیں وہی بات ہم کہیں
دن کو اگر وہ رات کہیں رات ہم کہیں

ان کو یہ چھوٹ دیں کہ وہ ضد پر اڑے رہیں
نظریں جھکائے سامنے ان کے کھڑے رہیں

گھر میں ہمارے آگ لگے بھی تو چپ رہیں
ہم خامشی سے ان کا ہراک ظلم بھی سہیں

بچے ہمارے پرکھوں کی تاریخ بھول جائیں
جو کچھ وہ چاہتے ہیں انہیں بس وہی پڑھائیں

تب ہی وہ ہم کو اپنا وفادار مانیں گے
ورنہ ہماری قوم کو غدار مانیں گے

افسوس ہے کہ ان کو کوئی ٹوکتا نہیں
ان کے کسی بھی فعل کو اب روکتا نہیں

ان کے خلاف کوئی بھی آتا نہیں بیاں
توہین کر رہے ہیں عدالت کی جو بیاں

ہم سے وفا کی بات جو کرتے ہیں جان لیں
ہم ہیں وطن پرست ہمیشہ سے مان لیں

اب سلسلہ وہ ختم کریں اپنے جبر کا
پیالہ چھلک نہ جائے کہیں اپنے صبر کا

انیس میرٹھی

تیرے شہر میں

اہل ستم نے کیا نہ کیا تیر ے شہر میں
انسانیت کا خون بہا تیرے شہر میں

خود انتظامیہ نے دیا قاتلوں کا ساتھ
ہر قتل روشنی میں ہوا تیرے شہر میں

آتش کدے میں بستیاں تبدیل ہو گئیں
انسان آج زندہ جلا تیرے شہر میں

مقتل بنا ہے گلستاں ہرشئے لہو لہو
حیوانیت کا رقص ہوا تیر ے شہر میں

پلکوں پہ ہم نے جن کو بٹھایا بہ احترام
دیتے ہیں اب وہ ہم کو دغا تیرے شہر میں

اہل وفا پہ لگتے ہیں الزام خون کے
ملتا ہے یہ وفا کا صلہ تیر ے شہر میں

کیوں بہہ رہا ہے خون کا دریا گلی گلی
کیوں ہے عداوتوں کی فضا تیرے شہر میں

فریاد کس سے کیجئے منصف جہان میں
ملتی ہے بے خطا کو سزا تیرے شہر میں

جن پر ہزاروں خون کے الزام تھے لگے
سنتے ہیں ہوگئے وہ رہا تیرے شہر میں

شہا ب الد ین نسیم، پلکھوا

مقتل گجرات

ظلم کی ساری حدیں طے ہو گئیں گجرات میں
جو ہوا ہے، آج تک دیکھا نہیں گجرات میں

ظالموں کی حکمرانی چل رہی ہے ہر طرف
کوئی مظلوموں کا پرساں ہی نہیں گجرات میں

کٹ رہے ہیں چپہ چپہ پر خدا والوں کے سر
حکمراں ہے کیا کوئی شمر لعیں گجرات میں

لگ رہی ہے ہر طرف ہر اہل حق کے گھر میں آگ
پھنک رہے ہیں آج جنت کے مکیں گجرات میں

گاندھی و آزاد نہرو کا لٹا ہر ایک خواب
آرزوئیں سو گئیں زیر زمیں گجرات میں

کتنے چہروں کے مکھوٹے پل میں غائب ہو گئے
فطرتیں کتنوں کی ظاہر ہو گئیں گجرات میں

حیف، جن کی بے گناہی کا زمانہ ہے گواہ
خون سے ان کے ہے تر، ہر آستیں گجرات میں

جذبہ انصاف کو یوں قتل کر ڈالا گیا
ہو گئی ساری فضا اندوہگیں گجرات میں

اے خدا، اپنی صفات قہر کو بیدار کر
تھک چکے مظلوم، اب ظالم پہ اپنا وار کر

محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

دعوت امن

ارضِ گجرات پہ یہ کرب و بلا کا منظر

زہر ہی زہر اگلتا ہے سپیروں کا فسوں

گڑگڑاتے ہوئے ماحول پہ خنداں ہیں جنوں

رقص وحشت کی چھما چھم سے لرزتا ہے سکوں

بربریت کے مظاہر پہ خرد ہے ششدر

یہ لپکتے ہوئے شعلے، یہ بھڑکتی ہوئی آگ

سرخ انگاروں کا رہ رہ کے برستا ہے عذاب

جلتے ہیں پیر، ہن گل ہوں کہ غنچوں کے نقاب

اُف یہ بجتے ہوئے جنت میں جہنم کے رباب

یہ سلگتی ہوئی تانیں، یہ دہکتے ہوئے راگ

دن تڑپتے ہوئے اور روتی ہوئی راتیں ہیں

کبھی مقتل ہے کوئی شہر، کبھی کوئی نگر

ہے بہیمانہ طلسمات کے پھندے میں بشر

ہر طرف بھیڑ نہیں بھیڑیے آتے ہیں نظر

"کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں"

آدمیت کا نہ یوں خون پیو خونخوارو!

اپنے ہر جذبۂ تاریک کو گولی مارو

ابو المجاهد زاهد

ارباب سیاست کے نام

اس سلگتے ہوئے موسم کا تقاضہ ہے یہی
اور سوچو تو ہر اک غم کا مداوا ہے یہی
آگ جو گھر میں لگی ہے وہ بجھاؤ پہلے
بھول کیا ہم سے ہوئی ہے یہ بتاؤ پہلے
ایک دوجے سے جو بچھڑے ہیں ملاؤ پہلے
امن کے دیپ ہر اک گام جلاؤ پہلے
تاکہ پھر ایسی کوئی بات نہ بننے پائے
تاکہ پھر دوسرا گجرات نہ بننے پائے
اجڑے لوگوں کی تباہی پہ سیاست نہ کرو
اپنے پرکھوں کے اصولوں سے بغاوت نہ کرو
سچے انساں ہو تو لاشوں کی تجارت نہ کرو
ہو کسی روپ میں ظالم کی حمایت نہ کرو
ساری دنیا سے جدا ڈھنگ یہ آخر کب تک
صرف ووٹوں کے لئے جنگ یہ آخر کب تک

دیپ اب کوئی محبت کا نہ بجھنے پائے
گھر میں نفرت کی کہیں پودھ نہ پھلنے پائے

طے یہی کیجئے کہیں آگ نہ لگنے پائے
کوئی معصوم کہیں اس میں نہ جلنے پائے

بیٹھ کر پھر کبھی سب شکوے شکایت کرنا
اور مل جائے حکومت تو حکومت کرنا

آیئے گیتا و قرآن کو ڈھونڈیں مل کر
نانک و چشتی کے ارمان کو ڈھونڈیں مل کر

کھو گیا ہے جو اس انسان کو ڈھونڈیں مل کر
اور معصوموں کی مسکان کو ڈھونڈیں مل کر

اس سلگتے ہوئے موسم کا تقاضہ ہے یہی
اور سوچو تو ہر اک غم کا مداوا ہے یہی

منصور عثمانی

یزید عصر سلامت
حسینؓ پیاسا ہے

اس زندگی میں ہم کو بیاباں کئی ملے

ہر ایک راستے پہ کڑا امتحان تھا

ہم پل صراط سے گزرتے ہیں رات دن

ہر شہر پل صراط کا منظر بنا ہوا ہے

یہ کیسی زندگی ہے کہ یارب ہر ایک فرد

مانند برگ کانپ رہا ہے یہاں وہاں

لرزاں ہیں ہاتھ پاؤں، نگاہوں میں خوف ہے

آسیب تھا کہ جھوم رہا ہے

ہر ایک فرد

بازار خون گرم ہے

ہر اک دماغ میں

انسان اک شجر کی طرح سے کٹا ہوا ہے

خاموش و بے صدا؟

شیطان گھومتے رہے دن رات شہر میں

اک لمحہ زندگی کا بھی یارو عذاب ہے

مجرم ہر اک شخص ہے،

مصنف کوئی نہ تھا

سائے سے آدمی کے بھی سایہ تھا بھاگتا

آئینہ توڑ ڈالا تھا سب نے وہاں امیرؔ

چہرہ بھی دیکھنے کا روادار کون تھا

ہوٹل، دکان، کالج و میخانہ اور مکان

بس انکا بانکپن ہی نگاہوں میں رہ گیا

اس کے علاوہ جو بھی تھا وہ شعلہ پوش تھا

اچھا ہوا کہ دن کو بھی تاریک کر دیا

ورنہ خدا کے فضل کا شکوہ روانہ تھا

ڈاکٹر امیر عارفی

کتاب ملنے کے پتے

1. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
   406, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
2. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
   2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2
3. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
   168/1 Jha House, Hazrat Nizamuddin (west) New Delhi-13
4. **Farid Book Depot Pvt. (Ltd.)**
   208, Sardar Patel Road, Dongri -Near Khoja, Kabrastan-Mumbai-400009
5. **Kutub Khana Rashidiya**
   Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-6
6. **Adam Publishers & Distributors**
   Shandar Market, Chitli Qabar, Delhi-6
7. **Educational Publishing House**
   3108, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal kuan, Delhi-6
8. **Kutub Khana Aziziya**
   Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-6
9. **Markazi Maktaba Islami Publishers**
   D- 307, Dawat Nagar, Abul Fazal Enclave, Jamia Nagar, Okhla, N. Delhi-6
10. **Maktaba Al Hasanat**
    2241, Kucha Chelan, Darya Ganj, New Delhi-6
11. **Maktaba Jam-e-Noor**
    Matia Mahal, Jama Masjid Delhi-6
12. **Jaseem Book Depot**
    Matia Mahal, Jama Masjid Delhi-6
13. **Saleem Book Depot**
    Hazrat Nizamuddin, New Delhi-6
14. **Tauseef Book Depot**
    Hazrat Nizamuddin, New Delhi-6
15. **Zeeshan Book Depot**
    486, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
16. **Fani Book Depot**
    Urdu Market, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
17. **Al-Khalid Perfumers**
    Hazrat Nizamuddin, New Delhi-13

18. **New Silver Book Agency, Mumbai**
14 Mohd, Ali Building, Bhendi Bazar, Mumbai

19. **Iqra Book Depot, Mumbai**
Noor Manzil,30-B, Mohd. Ali Road, Opp. Chuna Batti Masjid, Mumbai-3

20. **Taj Office, Mumbai**
36, Mohd, Ali Road, Mumbai

21. **Mohammadi Store, Mumbai**
198-I.M. Merchant Road, Mumbai-

22. **Mahmood & Company, Mumbai-3**
36, Mohd, Ali Road, Mumbai

23. **Perwaiz Book Depot, Beed**
Karanja Road, Beed (M.S.)

24. **Shalimar Book House**
City Chowk, Aurangabad (M.S.)

25. **Hanfia Book Centre, Aurangabad**
Shop No.33, City Chowk Masjid, Aurangabad (M.S.)

26. **Haneef Book Depot, Nagpur**
Mominpura, Nagpur (M.S.)

27. **Latifia Book Depot Nagpur**
Mominpura, Nagpur (M.S.)

28. **Taj Book Depot, Nagpur**
Mominpura, Nagpur (M.S.)

29. **Mohammad Yusuf & Sons, Nanded**
18, Ist Floor, Mohd. Ismail Market, Chowk Bazar, Nanded, (M.S.)

30. **Noori Book Depot, Bhilai**
3/17. M.G. Market, G.E. Road, Power House, Bhilai (36 Garh)

31. **Taighee Kitab Ghar, Raipur**
Baijnath Para, Raipur (36 Garh)

32. **Famous Book Seller, Rae Bareli**
Chirya Khana, Rae Bareli (U.P)

33. **Al- Azeez Book Depot, Rae Bareli**
Androon Qila, P.O. Town Hall, Rae Bareli (U.P)

34. **Aqsa Kitab Ghar**
A.A. Munshi & Sons, Mochi Bazar, Junagarh, Distt. Saurashtra, (Guj.)

35. **Qazee's, Surat**
S-1 Karim Chamber, Near Bade Khan Chakla, Police Chawki, Gopipura, Surat. (Guj.)

36. **Daryaee Book Agency, Surat**
Rani Talao, Opp. Bari Masjid,(Markaz Gali), Surat (Guj.)

37. **Maulana Kitab Depot, Surat**
Bari Masjid, Rani Talao, Surat (Guj.)

38. **Kaleem Book Depot, Ahmedabad**
Khas Bazar, Three Gate, Ahmedabad

39. **Makka Traders, Bharuch**
Walika Shopping, Mohammad Pura, Bharuch (Guj.)

40. **Mahmood Kitab Ghar, Navsari**
M.A. Wadi, Malik Wad, Near Jama Masjid, Navsari (Guj.)

41. **Kutub Khana Darul Uloom Kantharia, Bharuch**
Mahmood Nagar, Kantharia, Distt, Bharuch, (Guj.)

42. **Dini Kutub Khana, Baroda**
Inside Hathi Khana, Baroda (Guj.)

43. **Mustafa Kitab Ghar, Bhuj Kutch**
Opp. Sumra Deli, Bhuj Kutch, (Guj.)

44. **Noorani Kutub Khana, Chhapi**
Opp. Railway Station, Chhapi, Distt. Benas Kantha, (Guj.)

45. **Islahi Kutub Khana, Chhapi**
Chhapi, Distt. Benas Kantha (Guj.)

46. **New Light Book Depot, Bikaner**
Kote Gate, Bikaner, (Raj.)

47. **Naeem Book Depot, Jaipur**
130, Ram Ganj Bazar, Jaipur (Raj.)

48. **Naseer Book Depot, Jaipur (Raj.)**
Masjid Nagga Miyan Ghosion Ka Rasta. Ram Ganj Bazar, Jaipur (Raj.)

49. **Khushboo Centre, Jaipur**
Kantiyon Ka Khurra, Near Markaz Masjid, Ramganj Bazar, Jaipur (Raj.)

50. **Ali Mohammad & Sons, Srinagar**
1, Budshah Hotel Building, Srinagar (J &K)

51. **Ashraf Book Centre, Srinagar**
Red Cross Road, Srinagar (J &K)

52. **Farooque & Company, Srinagar**
Zaina Kadal, Srinagar (J & K)

53. **Army Book Depot, Rajouri (J & K)**
Moti Bazar, Rajouri (J & K)

54. **Shafee & Co. Sopore (J & K)**
Kalam Pak Manzil, Sopore (J&K)

55. **Qasmi Kutub Khana, Jammu (J & K)**
Jama Masjid, Talab Khatikan, Jammu (J & K)

56. **Green Book Centre Jammu (J & K)**
44, Rajindara Bazar, Jammu (J & K)

57. **Abdur Raheem Ahmad Jamal Book Seller, Gorakhpur**
Urdu Bazar, Gorakhpur (U.P)

58. **Taj Book Depot, Gorakhpur**
Urdu Bazar, Gorakhpur (U.P)

59. **Nayyar Javed Book Seller, Allahabad**
56, Nakhas Kohna, Allahabad (U.P)

60. **Mohd Naeem Book Seller, Maunath Bhanjan**
Sadar Bazar, Maunath Bhanjan (U.P)

61. **M.A. Quddus Book Seller, Jaunpur**
Nawab Yusuf Road, Jaunpur (U.P)

62. **Naimia Book Depot, Deoband**
Jama Masjid, Deoband (U.P)

63. **Shaikh Mohd. Yameen & Sons, Saharanpur**
Naya Bazar, Saharanpur (U.P)

64. **Maktaba Rashidia, Saharanpur**
Mohalla Mufti, Saharanpur (U.P)

65. **Shareef Khan Naeem Khan Book Seller, Muzaffarnagar**
Masjid-e-Qazian, Lohiya Bazar, Muzaffarnagar (U.P.)

66. **Hilali Press Book Depot, Meerut**
Guzri Bazar, Meerut (U.P)

67. **Madina Kitab Ghar Meerut**
Guzri Bazar, Meerut (U.P)

68. **Madani Kutub Khana Amroha**
Jama Masjid Mullana, Amroha (U.P)

69. **Jannat Book Depot, Rampur**
Bazar Nasrullah Khan, Rampur (U.P)

70. **Haris Book Depot, Moradabad**
Ist Floor, Tandan Market, Budh Bazar, Moradabad (U.P)

71. **Islamia Book Depot, Chandpur**
Near Jama Masjid, Chandpur (U.P)

72. **Islamia Book Depot, Kanpur**
Talaq Mahal, Kanpur (U.P)

73. **Abdul Moid Book Seller, Kanpur**
44/36, Mool Ganj, Kanpur (U.P.)

74. **Irfani Kutub Khana, Kanpur**
101/123, Talaq Mahal, Kanpur (U.P.)

75. **Urdu Book House, Kanpur**
Talaq Mahal, Kanpur (U.P.)

76. **Siddique Book Depot, Lucknow**
Aminabad Park, Lucknow

77. **Taj Book Depot, Lucknow**
Akbari Gate Chowk, Lucknow (U.P.)

78. **Minhaj Book Depot, Mubarakpur**
Mubarakpur, Azamgarh (U.P.)

79. **Haq Academy, Mubarakpur**
Mubarakpur, Azamgarh (U.P.)

80. **Qari Book Depot, Ballia**
Jama Masjid, Bishunipur, Ballia (U.P.)

81. **Azad Book Depot, Varansi**
Naya Katra, Jamia Mazharul Uloom, Pili Kothi,Varanasi(U.P)

82. **Central Book Depot, Bhopal**
Ibrahim Pura, Bhopal (M.P.)

83. **Maktaba Sharqia, Bhopal**
60, Ibrahim Pura Bhopal (M.P.)

84. **Wajdi Book House, Bhopal**
Masjid Qalandar Shah, Saifia College Road, Bhopal

85. **Popular Book Depot, Indore**
Barwali Chawki, Indore (M.P.)

86. **National Book Depot, Ujjain**
215, Topkhana Road, Ujjain (M.P.)

87. **Noori Book Depot, Jabalpur**
Nal Band Mohalla, Jabalpur (M.P.)

88. **Taj Book Depot, Bangalore**
G 62/63, S.K.R. Market, New Complex, Bangalore-2

89. **Maktaba Islami, Bangalore**
63 IInd Floor, Jamaat Complex, Moti Nagar, Main Road, Bangalore-2

90. **Hamdard Book Depot, Bangalore**
Back Gate, 46, City Market, Bangalore-2

91. **Arabic Book Centre, Mysore**
6, Masjid-e-Aazam Complex, Ashoka Road, Mysore (kar)

92. **Maktaba Refah-e-Aam, Gulbarga**
Dargah Hazrat Banda Nawaz, Gulbarga (Kar)

93. **Husami Book Depot, Hyderabad**
125, Machli Kaman, Hyderabad (A.P.)

94. **Hindustan Paper Emporium, Hyderabad**
127, Machli Kaman, Hyderabad (A.P.)

95. **Student Book House, Hyderabad**
Charminar, Hyderabad (A.P.)

96. **Taj Book House, Hyderabad**
Machli Kaman, Hyderabad (A.P.)

97. **Deccan Traders, Hyeraabada**
23-2-378, Mughalpura, Near Water Tank, Hyderabad (A.P.)

98. **Habibi Kitab Ghar, Bhadrak**
Naggah Mohalla, Bhadrak (Orissa)

99. **Jawaid Book Depot, Kolkata**
77, M.S. Ali Street, Kolkata (W.B.)

100. **Jawaid Publications, Kolkata**
6, Colootola Lane, Kolkata (W.B.)

101. **Darul Ishaat-e-Islamia, Kolkata**
78, Maulana Shaukat Ali Street, Kolkata (W.B.)

102. **Taj Book Depot, Kolkata**
120/1 Lower Chitpur Road, 97 Rabindar Sarani, Kolkata (W.B)

103. **Dawn Book Depot, Kankinara (W.B.)**
B.L. No.6, Kankinara, 24 Pargana (W.B.)

104. **Kutub Khana Mujaddadia, Hoogly**
Furfura Shareef, Hoogly (W.B)

105. **Sayyed Noorullah Book Seller, Hoogly**
Furfura Shareef, Hoogly (W.B.)

106. **Mohd. Hazrat Ali Book Seller, Dhubri**
Bilashipara, Dhubri, (Assam)

107. **Qasmi Store, Jorhat, Assam**
Jama Masjid, Qabristan Road, Jorhat (Assam)

108. **Basharath Publishers, Madras**
83, Angappa Naicken Street, Madras (T.N.)

109. **Nazeer Book Depot, Madras**
323, Qaid-e-Millath High Road, Madras (T.N.)

110. **Madina Book Depot, Guntur**
Masjid Potharpet, Guntur (A.P.)

111. **S.A. Lateef & Sons, Vallore (T.N.)**
E-73, Netaji Market, Vellore (T.N.)

112. Taufeek Book Depot, Dindigul
Begampur, Dindigul. (T.N)

113. Zeenath Book Depot, Eluru
Hazrat Sayed Baayazeed Dargah Shareef, Eluru (A.P.)

114. Qaziyar Book Depot, Thanjavur
Muslim Street, Manambuchavadi, Thanjavur

115. Al- Hadi Islamic Books & Parda Centre, Trivendrum
Ruby Nagar, Chalai, Trivendrum

116. Perwaiz Book House, Patna
Subzi Bagh, Patna-4

117. Patna Book Centre, Patna
Subzi Bagh, Patna-4

118. Apna Kutub Khana, Katihar
M.G. Road, Katihar (Bihar)

119. Afzal Book Store, Kishanganj
Guzri Bazar, Kishanganj, (Bihar)

120. Jyotishi Pustak Bhandar, Kishanganj
Churi Patti Bazar, Kishanganj,(Bihar)

121. Haji Book Depot ,Gaya.
Chhatta Masjid ,Bari Road, Gaya (Bihar)

122. Iqbal Book Depot ,Gaya
Bari Road Gaya, (Bihar)

123. Zafar Book Depot, Jharia
No-4, Taxi Stand, Jharia,Distt. Dhanbad

124. Abdul wahid Book Seller,Ranchi
Main Road, Ranchi (Jharkhand)

125. Maktaba Islami,Darbhanga
Laharia Sarai, Darbhanga (Bihar)

126. Dini Kitab Ghar, Begusarai
Kachhari Chowk, Begusarai (Bihar)

127. Abdus Sattar Book Seller, Muzaffarpur
Company Bagh, Muzaffarpur (Bihar)

128. Khursheed Book Depot, Jamshedpur
Azad Nagar,Jamshedpur (Jharkhand)

129. Kamalia Book Depot Bhagalpur
Tatar Pur, Bhagalpur (Bihar)

130. Noorani Book Centre,Araria
Jama Masjid,Araria Court,Araria (Bihar)

131. **Shaikhul Islam Book Centre, Purnia**
Hasib Complex,Line Bazar, Purnia (Bihar)

Overseas Buyers

132. **Alif Zafar Sons, Lahore (Pakistan)**
Nadeem House, Windsorpark, Ichhra,Lahore, (pakistan)

133. **Kutub Khana Khurshidia,Lahore (pakistan)**
40-Urdu Bazar ,Lahore (Pakistan)

134. **Anwar Book Depot, Dhaka (Bangladesh)**
38-B, N. B. H. Road, (1st Floor) Dhaka -1000 (Bangladesh)

135. **Rolex Books, Manchester (U.K)**
81-83, Wilmslow Road, Rusholme, Manchester M14 5su (U.K.)

136. **Ahmed Bharucha Randerwala, Manchester (U.K)**
119, Stamford Street, Old, Trafford, Manchester M16 9LT,England (U.K.)

137. **Usmani Book Centre, Birmingham (U.K.)**
129, The Broadway,Perry barr, Birmingham, B20 3ED, West Midland (U.K.)

138. **The Book Centre,Bradford (U.K.)**
Express House ,White Abbey Road , Bradford BD8 8EJ, England (U.K.)

139. **Rolex Trading Company,Bradford (U.K)**
Rasheed House, Westgate, Bradford,West Yorkshire B D1 3AA. (U.K.)

140. **Darul Kutub,Dewsbury (U.K.)**
South street, Savile Town, Dewsbury, (U.K.)

141. **Alminar Books & Gifts, Philadelphia / Houstan**
9624, Kirkwood St. Suit 15-B,Royal Centre,Houston-TX 77099 (USA)

142. **Taj Imports & Exports,Vancouver (Canada)**
Abdool Hafeez Khan, 482,East,37th Avenue Road,Vancouver B.C, Canada V5W 1E9

143. **Islamic Books, Toronto-Ont (Canada)**
1395,Gerrard Street East, Toronto-Ont, CANADA,M4L 1Z3

144. **Alhuda Business Development,Singapore**
No.116, Rowell Road, SINGAPORE 208037

145. **T.T.Kutub Khana Priston (U.K)**
84-84A Holmrook Road, Priston,PR1 6ST (U.K)

146. **M.I. Nana**
Shop No. S223 South Mall, Oriental Plaza, Main Road, Fordsburg, Johannesburg (S.Africa)

THANKS FOR
CO-OPERATION, SUGGESTION, INSPIRATION

1. *Sri Amar Singh ji M.P.*
2. *Sri Raj Babbar ji M.P.*
3. *Shabana Azami M.P.*
4. *Sita Ram Yechuri*

} *Delegates of Ist Visit to Gujrat on Ist March 2002 Including writer this book*

5. *Govind Dixit*
6. *Mulayam Singh Yadav*
7. *H.D. Dewegoda Former Prime Minister of India*
8. *Har Kishan Singh Surjeet C.P.I.M Leader*
9. *A.B. Vardhan C.P.I.M Leader*

} *Delegates of IInd Visit to Gujrat on 24 April 2002 Including writer this book*

10. *Ambani Roy C.P.I.M Leader*
11. *Abu Asim Azami*
12. *I.K. Gujral Former Prime Minister of India*
13. *Ram Vilas Paswan the only union cabinet minister of India resign on Gujrat issue*
14. *Nafisa Ali Social Activist did lof of in Gujrat Killing*
15. *S.K. Rastogi Publisher*
16. *P.K. Arya Writer & Social Aticvist*
17. *Harshminar Singh I.P.S. Officer & Writer*
18. *Rajdeep Sirdesai T.V. Journalist Who Played Memorable Roal during Gujrat Carnage*
19. *Dr. Shakil Ahmad Social worker of Ahmdabad Eye witness who maintain Records of killings etc.*
20. *Mohd. Younus Social worker of Ahmdabad and Eye witness.*
21. *Mushtaq Ahmad Advocate Supreem Court helped me on leagal point*
22. *Wasi Ahmad Naumani Advocate Supreem Court helped me on leagal point*
23. *Atyab Siddiqui Advocate Supreem Court helped me on leagal point*
24. *Firoz Bakht Ahmad writer Grandson of Maulana Abul Kalam Azad*
25. *Rahat Abrar helped me in Historical backgrounder.*
26. *Tehsin Usmani & Abgina Arif Assist me in writing this book*

My all colleagues, Friends, Secular writers, Poets, Secular, Politician, True Indians

With

NASIR KHAN PUBLISHER FARID BOOK DEPOT

NOBLE TRUST FOUNDATION

HAM SAB EK HAIN

J.D.S. WELFARE SOCIETY

&

LOVE INDIA FORUM

REFFRENCES & SOURCE OF INFORMATION

INDIA WINS FREEDUM BY Maulana Abul Kalam Azad

Hindustan Ki Jaddujahad Azadi Par Ek Nazar by Dr. Darakhshan Tajwar

History of Freedom Movement Vol-III Part-I

Carnege in Gujrat - A Public Health Crises

by N.B. Sarojin, Dr. Ritu Priya

The Milli Gazette Dr. Zafrul Islam Khan

Report of Human Rights commision Part-I Part-III

NATIONAL MINORTIES COMMISSION
Report of Justice Shri Krishan
❖SAHARA NEWS CHANNEL ❖STAR NEWS CHANNEL
❖AAJ TAK NEWS CHANNEL ❖B.B.C. NEWS CHANNEL
❖C.N.N NEWS CHANNEL ❖ZEE NEWS CHANNEL
❖N.D.T.V & JAIN NEWS CHANNEL
❖RASHTRIYA SAHARA (Hindi, Urdu & English)
❖DANIK JAAGRAN ❖JANSATTA ❖JANMORCHA
❖BEHTA LAHOO - JALTE JISM BY SHAKIL ANJUM
GUJRAT COVRAGE - REPORT
JAMIAT ULAMAI-HIND
Carnage in Gujrat
A Public Health crisis report of the investigation
by Medico Friend Circle - 13-5-02
Team - Dr. Ritu Priya, Dr. Abhay Shukla, Ms. Jaya Velankar, Mr. S.Sriniwasan,
Dr. Sunita Bandewav, Dr. Dhruv Mankad, Ms. Neha Madhiwalla, Ms. N.B. Sarojni
in Gujrat
Report C.P.I (M) AIDWA Delegation March 02
Ethnic Cleansing in Ahmdabad
A Prelimnary Report by SAHMAT
fact finding team 10-11 March 02
Dr. Kamal Mitra Chennoy, Vishnu Nagar, Prasenjit Bose, Vijoo Krishnan
HOW HAS THE GUJRAT MASSACRE AFFECTED MINORITY WOMEN
THE SURVIVORS SPEAK
Fact finding by a Women's Panel
Syeda Hameed Muslim Women's Forum-Delhi
Ruth Manorama, National Allance of Women Banglore
Malini Ghosh, Nirantar, Delhi
Sheba George, Sahrwaru- Ahmdabad
Farah Naqvi, Independent Journalist Delhi
Mari Thehaekara, Accord, Tamil Nadu
Citizen Initiative Ahmdabad - 16-04-02
Gujrat CARNAGE 2002. A Report to the Nation an Independant Fact Finding Mission
Dr. Kamal Mitra Chennoy, J.N.U. Delhi
S.P. Shukla, Rtd I.A.S. (Former Finance Sec. & Former Member of Planning Commission India
Dr. K.S. Supramanian Rtd. I.P.S. Former D.G.P. Tiripara
Achin Vanaik Visiting Professor Academy of third world
studies Jamia Millia Islamia
Communalism-Combat-March, April 2002
GENOCIDE-GUJRAT 2002
Editor Javenl Anand & Teesta Setalvad